

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا كُنَّا فِي كَنْزِ الْوَيْلِ

بِشَاكِ اللَّهِ مِنْ طَرَفٍ سِوَى نَوَازِيَا أَوْ رُشْنَ كِتَابِ

# وَالْفَيْعُ الشَّانُ امْتَرَجَمَ قُرْآنُ عَظِيمٍ

فَارِسِي تَرْجُمَةُ قُرْآنِ اَز

عَنْهُ الْعَالَمُ شَاهِدٌ لَشَرَفِ جِهَانِكِي  
عَنْهُ الْعَالَمُ شَاهِدٌ لَشَرَفِ جِهَانِكِي

اَزْوَاجُ تَرْجُمَةِ اَزْ قَارِسِي تَرْجُمَةِ وَتَفْسِيرِ جَدِيدِ

مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشَّافِعِي

نَظَر

مُحَمَّدُ بْنُ اَشْرِفِ اَكْبَالِي

الْاَشْرِفُ لَانْ سِيكَنَر 14 اَوْرَنگِي لَانْ كِرَاجِي پاكِستان





مرکز مطالعات اسلامی  
**محمد اظہار اشرف الاشرافی بحیلاتی**  
 سید الشہداء اشرفیہ کراچی کا کتب خانہ  
 ضلع سید پور (کراچی)



بسم الله الرحمن الرحيم

تحمده و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

قرآن کریم تمام علوم کا منبع اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اس کا نزول عربی زبان میں ہوا ہے۔ قرآن کی تعلیمات کو عام کرنے اور اقوام عالم تک اس کا پیغام پہنچانے کیلئے دوسری زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا۔ فارسی زبان میں بھی قرآن کریم کے متعدد ترجمے موجود ہیں۔ جن کی تعداد تقریباً باون (۵۲) تک پہنچتی ہے۔ زیر نظر قرآن کریم کا فارسی ترجمہ قدوة الکبراء غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمٹانی رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ ہے۔ قدوة الکبراء نے اپنے زمانہ سلطنت میں ہی قرآن کریم کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے اس کا فارسی ترجمہ بھی تحریر فرمایا۔ اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن کریم کے معنیات و احوال کو طوطی رکھتے ہوئے اس کے ہر لفظ کا ترجمہ درج تفسیر کے بنا پر اس طرح کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی روح اور اس کا مفہوم برقرار رہنے کے ساتھ صنائع و بدائع بھی باقی رہیں۔ عربی زبان کے مقابل میں فارسی زبان کا دامن تنگ ہونے کے باوجود فارسی ترجمہ کو عربی عبارت سے ہم آہنگ کر دینا مخدوم اشرف کے کمال علم و معرفت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ جسے قارئین کرام اس فارسی ترجمہ میں جگہ جگہ ملاحظہ کریں گے۔ قرآن کریم کا یہ فارسی ترجمہ قرآن کریم کے دوسرے تراجم کے درمیان ہدایت طرازی و ندرت بیانی اور مفہوم کی ادا نگاری کے اعتبار سے ممتاز ہے۔

فارسی زبان اپنی چاشنی اور شیریں بیانی کے باوجود لوگوں کے درمیان غیر مانوس الاستعمال ہوتی چاہی ہے۔ فارسی زبان سے لوگوں کی عدم دلچسپی کا حال یہ ہے کہ مدارس اسلامیہ کے فارغین بھی اس کے چند الفاظ اور جملوں ہی سے آگاہ ہو پاتے ہیں۔ لہذا مخدوم اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے اس فارسی ترجمہ سے استفادہ کو عام بنانے کیلئے اردو ترجمہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس عظیم کام کیلئے ایسے عالم دین کی تلاش تھی جو فارسی، عربی اور اردو تینوں زبان کا ماہر ہو۔ میری نظر انتخاب عزیز القدر مولانا سید محمد ممتاز اشرفی سلمہ پر پڑی اور میں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ انھوں نے میری اس خواہش کو بسر و چشم قبول کیا۔ اور ترجمہ کا کام شروع کر دیا۔ جب مختصر عرصہ کے بعد انھوں نے مکمل ترجمہ میرے سامنے پیش کیا تو میری حیرت اور خوشی کی انتہا نہ رہی اور بے ساختہ میری زبان سے دعائیہ کلمات نکلے۔

جب میں نے عزیز القدر مولانا سید محمد ممتاز اشرفی کا تحریر کردہ اردو ترجمہ کے صفحات کو دیکھا تو میری خوشیاں دو بالا ہو گئیں۔ کیوں کہ مخدوم اشرف کے فارسی ترجمہ کا سلیس اور آسان اردو میں اس طرح ترجمہ کیا گیا ہے کہ اردو ترجمہ بھی



فارسی ترجمہ کی طرح بلا واسطہ قرآن کریم کا ترجمہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ گویا کہ اردو ترجمہ کو فارسی ترجمہ کے مزاج انداز بیان اور تعبیر سے پوری طرح ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ انھوں نے مخدوم صاحب کے فارسی ترجمہ قرآن کو اردو کا جامہ پہنا دیا ہے تو اس میں مبالغہ نہیں ہوگا۔

قدوة الکبراء غوث العالم سید اشرف جہانگیر سنائی رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ فارسی ترجمہ کا یہ نسخہ مدینہ منورہ میں حرم شریف کے قریب کسی مکان میں موجود تھا۔ جب حرم شریف کی توسیع ہوئی تو یہ قرآن شریف مع فارسی ترجمہ جناب محمد علی صاحب مہاجر مدنی کو ملا اور ان سے ڈاکٹر سید مظاہر اشرف اشرفی جیلانی کو ملا۔ اس نسخہ میں فارسی عبارت بعض جگہ ٹھوٹ گئی ہے اور کہیں کہیں الفاظ کے رسم الخط اور نقطہ میں تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ قیاس اور قرینہ کا سہارا لے کر ٹھوٹے ہوئے الفاظ کا اضافہ اور رسم الخط و نقطہ کی تبدیلی کی جاسکتی تھی لیکن قیاس و قرینہ سے اس قسم کا اضافہ اور تبدیلی ایک قسم کی تحریف ہی ہوگی اور مخدوم اشرف کا فارسی ترجمہ اور اہل نظر و قارئین کے سامنے بھیہ پیش نہیں ہو سکے گا۔ لہذا قدوة الکبراء غوث العالم سید اشرف جہانگیر سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر کردہ فارسی ترجمہ کو بھیہ عوام کے سامنے پیش کرنے کی غرض سے اس نسخہ کو بغیر ترمیم اور اضافہ کے کمپوز کرایا گیا ہے اگر قارئین کو کسی جگہ کوئی لفظ ٹھوٹا ہو یا الفاظ رسم الخط اور نقطہ کے اعتبار سے بدلا ہوا نظر آئے تو اسے ناقل کی غلطی پر محمول کر سکتے ہیں۔ اردو ترجمہ سے فارسی کی ٹھوٹی ہوئی عبارت اور رسم الخط نقطہ کے اعتبار سے بدلے ہوئے الفاظ کی نشاندہی ہو جاتی ہے۔ لہذا فارسی ترجمہ کے اس نسخہ کو بھیہ شائع کرنے سے قرآن کریم کے ترجمہ کی تحریف لازم نہیں آتی ہے۔ قرآن کریم سے ہر مسلمان کو کسی نہ کسی زاویے سے لگاؤ ہوتا ہے۔ اس لگاؤ کو مزید بڑھانے اور مخدومی ترجمہ کے بعض مقامات کی وضاحت کی غرض سے جو تفسیر لکھی گئی ہے وہ بھی اپنی جامعیت کے اعتبار سے قاطب خمیسین ہے۔ کیونکہ یہ تفسیر مستند کتب تفاسیر کتب احادیث اور دیگر قاطب اعتبار کتابوں کا ایک بہترین خلاصہ ہے۔ یہ تفسیر اہل علم اور عوام ہر دو کیلئے مفید ثابت ہوگی۔ اردو میں لکھی گئی تفسیروں میں یہ ایک منفرد اور جامع تفسیر ثابت ہوگی اور ان شاء اللہ خواص و عوام میں مقبولیت حاصل کرے گی۔

مولانا سید محمد ممتاز اشرفی پاکستان کے ایک ذی استعداد باعمل عالم دین ہیں۔ دارالعلوم اشرفیہ رضویہ اورنگی ٹاؤن کراچی میں درس و تدریس کا کام انجام دے رہے ہیں۔ تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف بھی ان کا مشغلہ ہے۔ ان کی متعدد کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ جن میں درسی کتابوں کی شروحات بھی شامل ہیں۔ میں دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل ان کے علم و عمر میں برکتیں عطا فرمائے ان کی دینی و علمی کوشش کو شرف قبولیت بخشے اور مزید دینی و علمی کام کو انجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

صالح  
سید انیس الرحمن  
مدینہ منورہ  
کوہ نور  
ہر روز





## ﴿مقدمہ﴾

از قلم: سید شاہ محمد ممتاز اشرفی

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی جانب سے بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت اور انسان کو انسانیت کا جامہ پہنانے کیلئے آخری اور تحریف و تبدیل سے پاک کتاب ہے۔ قرآن رنگ و نسل اور اختلاف زبان کا فرق کے بغیر ہر ایک کیلئے ہدایت کا دامن پھیلانے کوڑا ہے اور قیامت تک بنی نوع انسان کو دین و دنیا کی کامیابی کی راہیں بتاتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں کسی کتاب کے ترجمے اتنی زبانوں میں نہیں ہوئے جتنی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے ہو چکے ہیں اور ہنوز یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔

ایک مختاطہ اندازے کے مطابق مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر شمار	زبان	تعداد	نمبر شمار	زبان	تعداد
1	اردو	92	16	برمنی	16
2	فارسی	52	17	لاٹینی	15
3	ہندی	18	18	ہسپانوی	6
4	گجراتی	9	19	عولندی (ڈیچ)	5
5	پشتو	14	20	روسی	6
6	سندھی	67	21	چینی	5
7	پنجابی	6	22	پرنگالی	4
8	بلکھ	6	23	ارمنی	4
9	ملیالم	3	24	وٹش	4
10	سلکرت	2	25	سویڈش	3
11	بیرمنی	1	26	پولش	3
12	ہیل	1	27	جاپانی	3
13	کوریائی	1	28	مرہٹہ	2
14	کنتری	1	29	تھلو	3
15	اطالوی	19	30	ترکی	7



نمبر شمار	زبان	تعداد	نمبر شمار	زبان	تعداد
31	سواحلی	6	41	بری	2
32	اگریزی	26	42	مکسری	2
33	فرانسیسی	22	43	پوسہ	2
34	ارگوئین	1	44	آسزین	2
35	البانیہ	1	45	اڈوچاکا	1
36	بلغاریہ	1	46	جشی	1
37	رومانی	1	47	ہادی	1
38	فلپائن	1	48	مائی	1
39	ہنگری	2	49	کرپول	1
40	برٹانی	2	50		

حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ اور حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے ترجمے کے برصغیر پاک و ہند میں عام طور پر فارسی اور اردو میں تراجم ہوئے لیکن اب فارسی زبان سے لوگوں کی دلچسپی دیکھی نہیں رہی جیسی آج سے کچھ صدی پہلے تھی موجودہ دور کے دینی مدارس میں بھی اب فارسی پڑھائی نہیں جاتی بلکہ چھکائی جاتی ہے اس لئے حالات کے پیش نظر جو کتابیں فارسی زبان میں ہیں یا قرآن کے جو ترجمے فارسی میں ہیں۔ عام لوگوں کے استفادہ کی غرض سے انکے بھی اردو ترجمے کئے جا رہے ہیں۔ فارسی ترجمہ قرآن سے اردو ترجمہ قرآن جو آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے کیونکہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سنائی رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۸۰۹ھ نے قرآن پاک کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ فارسی زبان میں سب سے پہلا ترجمہ قرآن حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۱۱۶۱ھ کا ہے جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن آپ سے بھی پہلے کا ہے۔ ان دونوں تراجم میں اختلاف زمانہ کے سبب زبان ایک ہونے کے باوجود لب و لہجہ اور الفاظ میں نمایاں فرق موجود ہے۔ میں طوالت سے بچتے ہوئے ان دونوں تراجم میں سے چند آیات کے ترجمے قارئین کی خدمت میں ہدیہ نہ کر رہا ہوں امید ہے کہ دونوں ترجمے کے فرق کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کا ترجمہ      حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا ترجمہ

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بسم اللہ بخشناید و مہربان

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بسم خدای بخشناید و مہربان



نوٹ! حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے اسم جلالت [اللہ عزوجل] جو کہ قرآن پاک میں ۲۹۹۷ مرتبہ آیا ہے [کا ترجمہ خدای کیا ہے جبکہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے اسم جلالت کا ترجمہ نہیں کیا ہے گویا کہ ان دونوں تراجم میں یہ ایک واضح فرق ہے اور یہ فرق اختلاف زمانہ کی وجہ سے ہوا۔

(۳) وَلَقَدْ يَسْرُنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ (۲) وَلَقَدْ يَسْرُنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ

وہر آئینہ آسان کرویم قرآن را برائے

یاد کردن پس آیا ہست چند گیرندہ

نوٹ! پیش کردہ آیت سورہ قمر کی ہے اور یہ آیت سورہ قمر میں چار مرتبہ ہے۔

(۳) قَبَائِلِ الْآلَاءِ رَبِّكُمْ أَنْتُمْ كَذِبَانِ (۳) قَبَائِلِ الْآلَاءِ رَبِّكُمْ أَنْتُمْ كَذِبَانِ

پس کد ام از مہجہاں پروردگار خود کذب میکنید

نوٹ! پیش کردہ آیت سورہ دھن میں ۳۱ مرتبہ ہے لہذا یہ فرق ایک دو مرتبہ کا نہیں ہے بلکہ آیت کے مطابق ۳۱ مرتبہ کا ہے۔ اس لئے یہ فرق بھی دونوں ترجموں کو تقسیم کر رہا ہے۔

(۳) وَنَلَّ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ (۳) وَنَلَّ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ

وایں آنروز دروغ شمارندگانرا

نوٹ! پیش کردہ آیت سورہ مرسلات کی ہے اور یہ آیت سورہ مرسلات میں ۱۰ مرتبہ ہے۔

ان چار آیات کے فرق کو ملاحظہ کرنے کے بعد یہ نکتہ سمجھنے میں اب کوئی دشواری نہیں رہی ہوگی کہ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ اور حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے ترجمہ قرآن میں اختلاف زمانہ کے سبب زبان ایک ہونے کے باوجود اب ولجہ اور الفاظ میں بڑا فرق ہے۔ من شاء التفصیل فلیرجع الی ترجمتہما۔

### ﴿ترجمہ قرآن اور لطائف اشرفی﴾

یہاں اس نکتہ کی جانب بھی اشارہ کرنا چاہوں کہ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کا ترجمہ قرآن اور لطائف اشرفی میں بہت ساری آیات قرآنیہ کے ترجمے میں لفظ بہ لفظ موافقت موجود ہے میں یہاں بھی طوالت سے بچتے ہوئے چند آیات قرآنیہ کے ترجمے پیش کر رہا ہوں۔ جنہیں تفصیل مطلوب ہو وہ اپنی قیمتی اوقات میں سے کچھ وقت اپنی قلبی تسکین کی خاطر حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کے فارسی ترجمہ قرآن اور لطائف اشرفی کے فارسی نسخہ کے مطالعہ کیلئے صرف کرے۔ انشاء اللہ فیہاں حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ قلب کو تسکین حاصل ہو جائیگی۔

(۱) إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِمْ لَآؤَاةٌ حَلِيمٌ

(لطائف اشرفی صفحہ نمبر ۲۸۶ جلد اول الحقیقہ نمبر ۴۱)

ہر آنسان ہر انصاف درمستند ہر بار ہود



(فارسی ترجمہ قرآن حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ)

ہر آنکہ ایرانیم درو مند بر د بار بود

(۲) اذْعُوا زِبْجَكُمْ تَعْتَرُحَا وَخُفْيَةُ اللَّهِ لَا يُحِبُّ الْمُتَعَدِّينَ

پرسید پروردگار خود را زاری کنان و پوشیدہ از مردمان ہر آنکہ دوست ندارد از حد گذرندگان را

(الطائف اشرفی صفحہ نمبر ۲۸۶ جلد اول لطیفہ نمبر ۱۸)

پرسید پروردگار خود را زاری کنان و پوشیدہ از مردمان ہر آنکہ دوست ندارد از حد گذرندگان را (ترجمہ قرآن)

(۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاغْلُظُوا وَادْكُرُوا اللَّهَ غَلِيظًا

اے مسلمانان چون رو برو شوید با گروہی پس ثابت باشید و یاد کنید خدا را بسیار

اے مسلمانان چون رو برو شوید با گروہی پس ثابت باشید و یاد کنید خدا را بسیار (ترجمہ قرآن)

﴿ترجمہ قرآن کس رسم الخط میں ہے؟﴾

یہاں یہ بحث بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی کہ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کا فارسی ترجمہ قرآن جواب تک قلمی نسخہ ہی تھا اسکی کتابت کس رسم الخط میں ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ رسم الخط نستعلیق ہے۔ اگر اس رائے کے مطابق تحقیق کی جائے تو یہ بات باسانی ثابت ہو جائیگی کہ خط نستعلیق حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کے زمانے میں ایجاد ہو چکا تھا۔ اردو کی مشہور لغت قائد اللغات میں خط نستعلیق کا تعارف کچھ یوں ہے۔

”وہ ایرانی خط جو خط نسخ اور تعلیق سے ملا کر نکالا گیا ہے۔ خوبصورت گول حروف

والا خط جس میں آج کل اردو زبان لکھی جاتی ہے“ (صفحہ نمبر ۴۷۵)

سمنان ایران ہی کا ایک علاقہ ہے اور خط نستعلیق ایرانی ہی ہے اس لئے اس خط میں کتابت بعید از قیاس نہیں ہے۔ اب رہا مسئلہ کہ یہ خط کس سن میں ایجاد ہوا تا کہ سمجھنے میں اور آسانی ہو۔ کہا جاتا ہے کہ اس خط کا نو جد میر علی تبریزی ہے جس نے ۹۸۷ھ میں اسے ایجاد کیا۔ اگر پیش کردہ سن کا ہی اعتبار کر لیا جائے جب بھی حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کا دور ہے۔ آئین اکبری کے صفحہ نمبر ۱۴۴ پر ابو الفضل کا قول موجود ہے کہ یہ یقینی نہیں کہ خط نستعلیق کے نو جد میر علی تبریزی ہے کیونکہ یہ خط صاحبزادہ امیر تیمور سے پہلے بھی لکھا جاتا تھا۔ اس لئے یہاں یہ توجیہ مناسب رہے گی کہ خط نستعلیق میر علی تبریزی سے پہلے بھی تھا لیکن باقاعدہ فن کی شکل میں نہیں بلکہ لوگوں میں یہ خط رائج تھا اور لوگ خط و کتابت اور کتابوں کے قلمی نسخے اس خط میں لکھتے تھے۔ ۹۸۷ھ میں میر علی تبریزی نے اسے باقاعدہ فن کی شکل دی۔ اس لئے اسے نو جد کہا جاتا ہے۔ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کے ترجمہ قرآن کے رسم الخط کو اگر خط نستعلیق مان لیا جائے جب بھی اس میں کوئی خرابی اور کوئی اعتراض نہیں ہے۔

میں نے جب رسم الخط کی تحقیق کیلئے چھان چھنک کی تو اس نتیجے پر پہنچا کہ آیات قرآنیہ کا خط خط یا قوت موصلی ہے اور



یہ خط ۱۸۰ھ میں ایجاد ہو چکا تھا۔ یہاں اس خط کے نمونے پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کے خط کے نمونے بھی پیش خدمت ہے۔ ان دونوں نمونوں کے بعد قارئین کو بھی فیصلہ کرنے میں آسانی ہوگی۔

نمونہ قرآن مجید بکتابت حضرت مخدوم

نمونہ قرآن مجید بخط یا قوت موصلی



### ﴿خصوصیات ترجمہ﴾

ہر گل را بوئے دیگر است کے تحت ترجمین قرآن کریم میں سے ہر ایک کے ترجمہ میں کچھ نہ کچھ انکی اپنی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ قرآن کریم چونکہ جوامع الکلم ہے اس لئے اس کے ہر ہر لفظ میں جامعیت پائی جاتی ہے۔ جو جہد و لفظ کی تحقیق کی جانب گمراہ ایک نیا جوہر لے کر آیا۔ اس سلسلے میں میری رائے تو یہ ہے کہ مترجم قرآن کریم علمی و معنوی کیساتھ ساتھ اپنی قلبی صفائی میں جس قدر کمال رکھتا ہوگا اللہ تعالیٰ اسی قدر اس کیلئے اپنی لاریب کتاب کے رموز و اسرار اس پر منکشف فرماتا ہے۔ انکی کئی مثالیں ہمارے پاس موجود ہیں لیکن سب سے مشہور مثال یہ ہے کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اسی قلبی صفائی کے سبب جب اپنی محفل میں قرآن کریم کے رموز و اسرار بیان فرماتے تو علامہ ابن جوزی جیسا محدث تعجب سے اپنی گریبان چاک کر لیتا۔ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ غوث پاک کی اولاد میں سے ہیں اور آپ اپنے زمانے کے ایک بلند پایہ عالم دین بھی تھے۔ آپکی علمی و معنوی کی نظیر کی ایک جھلک مکتوبات اشرفی میں موجود ہے۔ ان مکتوبات میں آپ سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات اس قدر علمی و تحقیقی انداز میں مذکور ہیں کہ پڑھنے والا بے ساختہ آپکی وسعت علمی کی گواہی دینے لگتا ہے۔ اس علمی وسعت کیساتھ ساتھ قلبی صفائی میں آپکا کیا مقام ہے یہ بھی پاک و ہند میں کسی پر مخفی نہیں ہے لہذا آپکی ذات جہاں ایک علمی شخصیت ہے وہیں ایک بہترین روحانی شخصیت بھی ہے۔ ایسا انسان



جب قرآن کریم کا ترجمہ کریگا تو کس قدر اسکے ترجمے کی خصوصیات ہوں گی یہ کوئی اہل دل ہی بتا سکتا ہے۔ میں یہاں چند خصوصیات پیش کر رہا ہوں صرف اس نکتہ نظر سے کہ ہر مترجم قرآن کے ترجمے میں انکی اپنی کچھ نہ کچھ خصوصیات ہوتی ہیں میرا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ ان خصوصیات کو پیش کر کے کسی کے ترجمے کو کم تر یا کسی کے ترجمے پر اعتراض کروں۔ ہاں جسکے ترجمے پر اعتراض قائم ہو چکا ہے وہ تو ہے ہی الگ سے اعتراض مقصود نہیں ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

(۱) صِبْغَةُ اللّٰهِ دین خدا راست ست (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۳۸)

اس آیت کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ کوئی شخص دین نصاریٰ میں داخل ہونا چاہتا یا ان کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو یہ لوگ زرد رنگ کے پانی میں ڈبوئے پھر نکال کر کہتے کہ اب یہ پکا نصرانی ہوگا اور نصاریٰ اپنے علاوہ سارے ادیان کو باطل سمجھتے تھے۔ پیش کردہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا اور ان پر یہ بات واضح کی کہ بچہ جس دین فطرت یعنی اسلام پر پیدا ہوتا ہے وہی اللہ کا دین ہے اور اس کے دین سے بہتر اور کوئی دین نہیں ہے۔ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے آیت میں موجود لفظ صبغة کا ترجمہ دین کیا ہے جس سے آیت کے مفہوم کو سمجھنے میں دیگر تراجم کے مقابلے میں آسانی پیدا ہوئی اور اس قسم کی آسانیاں ترجمے میں خصوصیت پیدا کرتی ہیں۔ آپ نے صبغة کا ترجمہ دین کیا اور آپکا یہ ترجمہ مشرین کرام کی تفسیر کے مطابق ہے چنانچہ تفسیر جلالین میں ہے۔ المراد بها دينه الذي فطر الناس عليه۔

(۲) بَلْ اٰخِیَآءُ وَّلٰیكِن لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ بلکہ ایشاں شد زندگانی و لیکن شما آگاہ نشوید (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۵۴)

شہدائے کرام کو بعد شہادت جو زندگی دی جاتی ہے وہ زندگی پہلی زندگی سے ارفع و اعلیٰ ہوتی ہے۔ علامہ احمد الصاوی البتونی ۱۲۲۳ھ نے تفسیر صاوی میں لکھا ہے کہ حیاة اخرویة بالجسم والروح لیست بحیاة اهل الدنيا یعنی شہداء کے جسم اور روح دونوں کو حیات اخروی دی جاتی ہے اور یہ حیات الہ دنیا کی حیات کی طرح نہیں ہے۔ اب اگر بَلْ اٰخِیَآءُ کا ترجمہ یوں کیا جائے ”بلکہ وہ سب زندہ ہیں“ تو اس سے یہ ابہام پیدا ہو سکتا ہے کہ شہداء کی زندگی وہی ہے جو انہیں پہلے حاصل تھی کیونکہ زندہ ہیں کا لفظ اسی جانب اشارہ کر رہا ہے۔ اس کے برعکس حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے ایشاں شد زندگانی ترجمہ کر کے نہ صرف اس ابہام کو دور کر دیا بلکہ اس نظریے کی جانب اشارہ بھی کر دیا کہ شہداء کو بعد شہادت جو زندگی دی جاتی ہے وہ پہلی زندگی سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہوتی ہے کیونکہ آپ کے ترجمے کے مطابق فقرہ یوں ہوگا کہ ”وہ سب زندگانی (میں) ہوئے“ مطلب یہ ہے کہ وہ سب فانی زندگی دیکر حیات ابدی کیساتھ زندہ ہوئے۔

اس ترجمے سے دوسرا ابہام یہ بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ شہداء پر آن واحد کیلئے بھی موت نہیں آئی کیونکہ جب یہ ترجمہ ہوگا کہ ”وہ سب زندہ ہیں“ تو اسکا مطلب ہوگا کہ وہ سب ایک لمحہ کیلئے بھی مرے نہیں۔ حالانکہ قرآن کریم کے اعلان کے مطابق ہر جاندار پر موت طاری ہوگی لیکن حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کے ترجمہ میں لفظ شد بتا رہا ہے کہ قانون خداوندی کے تحت کچھ لمحوں کیلئے ان شہداء پر بھی موت طاری ہوئی پھر وہ سب ارفع و اعلیٰ حیات کیساتھ زندہ ہوئے گویا یہ کہا جاسکتا ہے کہ بَلْ اٰخِیَآءُ کا ترجمہ ”بلکہ وہ سب زندہ ہیں“ غلط نہیں ہے لیکن یہ ترجمہ اپنے اندر وہ خوبی اور کمال نہیں



رکھتا ہے جو وہ ترجمہ اپنے اندر رکھتا ہے جسے حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے کیا ہے یعنی ہلکے ایشیاں شد زندگی "بلکہ وہ سب زندگی (میں) ہوئے" یہاں یہ نکتہ بھی بتانا چلوں کہ پیش کردہ آیت میں حیات شہداء کے بارے میں ارشاد ہے کہ تم انکی حیات کو سمجھ نہیں سکتے ہو اس لئے کہ اہل دنیا کے پاس جو زندگی ہے وہ شہداء کی زندگی سے کم تر ہے لہذا یہاں کے مناسب وہی ترجمہ ہے جسے حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے کیا ہے جبکہ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۶۹ میں ارشاد ہے کہ وہ سب اپنے رب کے حضور رزق پاتے ہیں گویا اس آیت میں کل اطلاق عطاے رزق ہے نہ کہ عطاے زندگی۔ اس لئے حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے یہاں کی مناسبت سے یوں ترجمہ کیا "بلکہ زندہ اند نزدیک پروردگار خوشی روزی دادہ میشود" رزق اسے دیا جاتا ہے جو زندہ ہو اس لئے یہاں اسل اُحیۃ کا ترجمہ کیا "بلکہ وہ سب زندہ ہیں" ان دونوں مقام کے ترجمے کے فرق میں بہت ساری خوبیاں پوشیدہ ہیں۔ فَاَنْظُرُوا بِغُلُوبِكُمْ الْفَهْمُ بَاوَلٰی الْاَبْصَارِ۔

(۳) وَالْفَهْمَةُ اَنْتُمْ مِنَ الْفَقْلِ۔ وَظَلَمَ شُرَكَ خَت تَرَا سَتِ اَرْقُل۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۱)

فہم کا لفظ اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے اس لئے انسان بھی تھوڑی تھوڑی سی بات میں کہہ دیتا ہے کہ فہم نہ پھیلاؤ قرآن کریم میں بھی فہم کا لفظ وسیع مطالب کے بیان کیلئے آیا ہے لیکن عام طور پر مترجمین قرآن کریم نے فہم کا ترجمہ نہیں کیا حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے بھی بہت سے مقامات پر لفظ فہم کا ترجمہ نہیں کیا۔ پیش کردہ آیت میں آپ نے سیاق و سباق کا لحاظ کرتے ہوئے لفظ فہم کا ترجمہ "ظلمہ شرک" سے کر کے تفسیری سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اس ترجمہ پر آپ کیلئے صد آفرین ہے۔

(۴) اَوْ يَنْقُضُوا مِنَ الْاَرْضِ۔ یادور کردہ شوندا ز وطن۔ (سورہ مائدہ آیت ۳۳)

یہ نکلوا آیت محارب کا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے (اسکے احکام سے) روگردانی کر کے اعلان جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں ان کیلئے چار سزاؤں میں سے ایک سزا ہے (۱) اسے قتل کیا جائیگا (۲) یا اسے سولی دی جائیگی (۳) یا ایک ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹا جائیگا (۴) یا اسے جلا وطن کیا جائیگا۔ پیش کردہ نکلے میں چوتھی سزا کا ذکر ہے اور اس میں "الارض" کا لفظ قابل غور ہے۔ جن لوگوں نے اس کا ترجمہ یہ کیا "یا زمین سے نکال دیئے جائیں" تو ان لوگوں نے الارض کے حقیقی معنی کا اعتبار کیا ہے اس لئے ہم اسے لفظ نہیں کہہ رہے ہیں البتہ یہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوگا کہ ایسے شخص کو اگر زمین سے نکال دیا جائے تو کیا وہ دنیا میں جا کر دریائی مخلوق کیسا تھوڑے گا یا آسمان میں جا کر فرشتوں کیسا تھوڑے گا۔ آخر زمین سے نکالنے کے بعد اس کا مسکن کہاں ہوگا؟ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے ان سارے سوالات کو ذہن میں رکھتے ہوئے الارض کا ترجمہ وطن کیا اس ترجمہ کے بعد اب وہ سارے سوالات بیکار ہو گئے جو اس مقام پر پیدا ہو رہے تھے۔ هذا من فضل ربی۔

(۵) لِيُخْبِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقْلَمُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاْخُوْا۔ تاہم امر زور اخدای آنچه گذشت از ذنب تو و آنچه ماندہ

است (سورہ فتح آیت نمبر ۲)



اس آیت کے علاوہ دو اور مقامات ہیں جن میں ذنب کی اضافت نبی کریم ﷺ کی جانب کی گئی ہے لیکن یہ دونوں مقامات پر حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے لفظ ذنب کا ترجمہ کے بغیر اس اضافت کو باقی رکھا جس سے دو فائدے حاصل ہوئے (۱) بغیر تاویل کے اصل کلمہ کا ترجمہ ہو گیا (۲) شاہی رسالت کا دفاع حسین انداز میں ہوا۔ اس آیت کے تحت باقی کلام سورہ فتح کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

### ﴿تحدیث نبوت﴾

الحمد للہ علی احسان حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی ترجمہ قرآن کا اردو ترجمہ خوش اسلوبی کے ساتھ مکمل ہوا۔ اس کام کی تکمیل میں جہاں بحث شائقہ کا فرما ہے وہاں اس سے بھی انکار نہیں ہے کہ مرہد گرامی قبلہ سیدی وسیدی حضرت شیخ اعظم سید شاہ محمد اظہار اشرف الاشرفی البجلانی دامت برکاتہم العالیہ کی دعا لہ پے لہ شامل حال رہی۔ جسکے نتیجے میں انتخاب اور اخراج مشکل کام آسان ہوا۔ یہاں یہ بات بھی واضح کرنا چاہوں کہ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کا صرف فارسی ترجمہ قرآن ہے اطراف میں ”اظہار العرفان“ کے نام سے جو تفسیر آپ ملاحظہ فرمائیں گے وہ تفسیر میں نے ترجمہ قرآن پڑھنے والوں کی سمجھ کیلئے اضافہ کیا ہے۔ یہ تفسیر جن کتب نقایس یا دیگر کتب سے لکھی گئی ہے اس کا حوالہ آپ ہر آیت کی تفسیر کے اختتام پر ملاحظہ فرمائیں گے۔ تفسیر کے درمیان اس برائیکٹ [---] میں آچکے جو عبارت لے گئی وہ پیش کردہ تفسیر کی کتاب کی عبارت نہیں ہے بلکہ وہ عبارت میری اپنی ہے۔ میں نے مسئلہ کو مزید مکمل انداز میں سمجھانے کی غرض سے اسکا اضافہ کیا ہے۔ تفسیر کا نام ”اظہار العرفان“ میں نے اپنے پیر و مرشد حضرت سید شاہ اظہار اشرف اشرفی دامت برکاتہم العالیہ کی نسبت سے رکھا ہے جبکہ اردو ترجمہ قرآن کا نام ”اشرف البیان“ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ کی نسبت سے رکھا ہے۔

ترجمہ کرتے وقت اس امر کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کے فارسی ترجمہ ہی سے اردو ترجمہ کیا جائے اور ہوا بھی ایسا ہی۔ تاہم بعض مقامات پر اردو ترجمہ کو رواں کرنے کی غرض سے لفظ کا لازم معنی سے بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر کچھ لفظ کا اضافہ بھی تفہیم معنی کی غرض سے کیا گیا ہے لیکن اضافے کو اس برائیکٹ [---] میں رکھا گیا ہے تاکہ قیصر کرنے میں سہولت ہو۔ حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے فارسی ترجمہ سن ۱۲۷۷ ہجری میں کیا تھا یہ سن فارسی ترجمہ قرآن کے شروع میں اس طرح لکھا ہوا ہے۔

نوشتہ اس محقق برحق القرآن العظیم

بدست خود قل نامیوں سلطان سمنان ۱۲۷۷ھ

فارسی ترجمہ قرآن اب تک ایک مرتبہ بھی کہیں سے نہیں چھپا ہے بلکہ قلمی نسخہ ہی ہے۔ اس قلمی نسخہ سے اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایک قلمی نسخہ پاکستان میں ہے اور ایک انڈیا میں بھی ہے۔ اس لئے کتابت کی خطا (جس سے



چنان بہت مشکل ہے) کی وجہ سے کہیں کہیں عبارت میں کچھ فرق بھی محسوس ہو سکتا ہے لہذا اس فرق کو محفل نزاع نہ بنانا ہی عقل مند کی ہے۔

ترجمہ اور تفسیر کے پڑھنے والوں سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ ترجمہ اور تفسیر میں کہیں پر بھی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع کیجئے۔ انشاء اللہ اس غلطی کی تحقیق کے بعد ضرور اصلاح کی جائے گی اور مطلع کرنے والوں کیلئے دعائے خیر بھی کی جائے گی۔ آخر میں اپنے تمام معاونین کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے اس کام میں میرا ساتھ دیا۔ مقنن کو اسکیں کر کے لائن برائین ڈالنے اور اندر کے صفحات کے ڈیزائن کا کام محمد عمر حسین اشرفی زید مجتہدؒ نے کیا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ کیونکہ کام مولانا حافظ محمد ممتاز علی اشرفی زید مجتہدؒ نے انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ انھیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آخر میں اپنے تمام پڑھنے والوں سے گزارش کروں گا کہ اس بندہ ناچیز کو بھی اپنی نیکہ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

طالب دعا

سید شاہ محمد ممتاز اشرفی



## ﴿حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی﴾

### ﴿رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر سوانح حیات﴾

آپ کا نام "اشرف" لقب جہانگیر اور محبوب براداری ہے۔ آپ ۶۸۸ھ مطابق ۱۲۸۹ء میں سمنان کے ریاست میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام سلطان سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ والدہ ماجدہ کا نام خدیجہ بیگم ہے۔ آپ کے والد ماجد ریاست سمنان کے بادشاہ تھے۔ یہ قدیم شہر اس وقت بھی ایران کے رقبہ مملکت میں موجود ہے اور طول البلد ۵۳ اور عرض البلد ۳۵ کے درمیان واقع ہے۔ یہ دریائے خضر سے (جسے اب بحیرہ کیسپین کہتے ہیں) تقریباً سو میل کا شان سے ۱۵۰ میل اور اسٹانبول سے ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ سات برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا مفت قرأت سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ چودہ برس کی عمر میں تمام علوم حدیث تفسیر ادب فلسفہ کلام اور منطق وغیرہ سے فارغ التحصیل ہو گئے۔ صغیر سنی سے ہی درویشوں اور عارفوں کی خدمت میں حاضری اور حصول فیض کا شوق تھا۔ شیخ علاء الدین سمنانی علیہ الرحمۃ سے باطنی نعمتیں اور برکتیں حاصل کرتے تھے۔ جب عمر ۱۵ سال کی ہوئی تو والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا۔ ارکان دولت اور اعیان سلطنت نے آپ کو تخت حکومت پر بٹھایا۔ رعایا پروری اور عدل و انصاف کا ایک ایسا شہرہ ہوا کہ شاہان اطراف رشک کرتے تھے۔ جب آپ کی عمر ۲۵ سال ہوئی تو ماورقضان میں ستائیسویں شب حضرت خضر علیہ السلام قریب لائے اور بزبان فصیح ارشاد فرمایا کہ اے اشرف تمہارا کام پورا ہو گیا ہے۔ اگر وصال الہی اور مملکت لاتنا ہی چاہتے ہو تو بادشاہی چھوڑ دو اور ملک ہند کی طرف کوچ کرو۔ وہاں ایک بزرگ شیخ علاء الدین سمنانی تھے جس نے جو تپے کو کندن بنا دیئے ہیں۔ یہ حکمت بشارت ارشاد فرما کر حضرت خضر علیہ السلام نظر سے غائب ہو گئے اور صبح کی سفیدی نمودار ہوئی حضرت نے ترک سلطنت کا عزم مصمم کیا۔ تخت شاہی پر اپنے چھوٹے بھائی محمد اعرف کو بٹھایا۔ ان کو امور مالی اور ملکی دینی و دنیوی کیلئے مفید نصیحتیں فرما کر اجازت سفر کیلئے والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ماں اپنے وقت کی راجہ بصریہ تھیں۔ انھوں نے فرمایا کہ اے فرزند میری ولایت سے پہلے حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو بشارت دی تھی کہ تجھ کو ایسا بیٹا نصیب ہوگا کہ آفاق اسکے خورشید ولایت سے منور ہو جائیگا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ اس بشارت کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ میں تجھ کو خدا کے پیر دکرائی ہوں لیکن ایک وصیت میری یہ ہے کہ جب شہر سمنان سے رخصت ہو تو آداب سلطنت اور پدہ مملکت کیساتھ باہر نکلو۔ مادر مثنیٰ کی تعمیل ارشاد کیلئے آپ بارہ ہزار لشکر کیساتھ شہر سے باہر نکلے۔ آپ کو شعر و شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔ یوقہ رخصت ایک غزل زبان مبارک پر تھی۔ اسکے دو شعر یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

ترک دنیا کیمرتا سلطان شوی      محرم اسرار با جا پاں شوی

برگزرا از خواب و خواب مراد و دار      تا براہ عشق چوں مرداں شوی



### ﴿سلسلہ قادریہ کی اجازت﴾

حضرت کی سلسلہ قادریہ کی خلافت و اجازت کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب آپ پٹنکڑوں کوں کی مسافت جنگلوں پہاڑوں اور شاوار گزار گھاٹیوں سے گزرتے ہوئے فطرا و چھ میں پہلے جو اس زمانہ میں ایک مشہور شہر تھا اور اس وقت تک انج کے نام سے ایک قصہ ملکان شریف کے قریب زیارت گاہ خاص و عام ہے وہاں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ علم ظاہر و باطن فقر و استغناء میں یکمائے روزگار تھے۔ پہلے شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم پائی تھی جو حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے۔ اسکے بعد زیارت حرمین شریفین کیلئے مکے اور عرب کے مشائخ سے استفادہ کیا۔ چودہ خانہ اولوں کی خلافت حاصل کی۔ حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے اشرف تمہارا یہاں آنا مبارک ہو مگر میرے بھائی علاؤ الدین تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ اس لئے یہاں رکنا مناسب نہیں ہے پھر آپ مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ خلوت میں تین شب رہے جب پہلی شب ہوئی تو آپ نے دیکھا کہ مخدوم جہانیاں کے ساتوں اعضاء کئے ہوئے الگ الگ پڑے ہیں اور ان میں سے ہر ایک مختلف زبانوں میں حمد و تسبیح الہی میں مصروف ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم وہ اعضاء مل گئے اور ارشاد فرمایا کہ رات اور اشرف یہ تم کو مبارک ہو۔

دوسری شب پھر خلوت فرمایا تو دیکھا کہ مخدوم جہانیاں کا جسم مبارک تجلی بسط سے استقدر بچھل گیا کہ خلوت گاہ بھری ہوئی ہے۔ مطلق گنجائش باقی نہیں بکے آگے جسم کے کچھ حصے دروازوں اور روشن دانوں سے باہر نکلے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ حالت جاتی رہی اور ارشاد فرمایا کہ برادر اشرف یہ بھی مبارک ہو۔ تیسری رات آخری بار حاضری ہوئی دیکھا کہ جسم مبارک ایسا لطیف صاف اور شفاف ہو گیا ہے کہ سر سے پاؤں تک ہر ذرہ آئینہ کی طرح جھلک رہا ہے تھوڑی دیر کے بعد آئینہ مگر ہوا تو فرمایا کہ برادر اشرف یہ بھی مبارک ہو۔ صبح الوداع کے وقت حلقہ اصحاب میں ذکر جہری اجازت دی اور تمام کاربائے دینی و دنیوی کیلئے ”یسا غفور“ کا تحفہ عطا فرما کر رخصت کیا اور فرمایا کہ میرے اور تمہارے درمیان روز اول سے الفت و محبت مقرر تھی اور ہمارے درمیان باہم وہ وابستگی ہے جو جسم کو جان سے ہوتی ہے۔

### ﴿سلسلہ چشتیہ کی اجازت و بیعت﴾

آپ مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے روانہ ہوئے۔ بنوڑ آپ راہ میں تھے کہ شیخ علاؤ الدین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میں دو سال سے جس دوست کا انتظار کر رہا تھا وہ امروز فرامی میں آنے والا ہے۔ چند ہی روز کے بعد آپ پتہ شریف پہنچے۔ شیخ گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ سمجھل کے درخت کے نیچے انتظار فرما رہے تھے آپ کو لیکر خانقاہ گئے کھانا کھلانے کے بعد ایک بیڑا ہانچے ہاتھ سے آپ کو کھلایا اسکے بعد حین بیڑے کے بعد دیکر کھائے۔ چار بیڑوں کے بعد بیعت کیلئے اشارہ کیا۔ خدام ہٹ گئے اور جو طریقہ بیعت کا آپ کے یہاں رائج تھا



اسکے مطابق کیا اور اپنی کاہ مبارک حضرت کے سر پر رکھ دی۔ حاضرین مجلس نے آپکو مبارک دی۔ اسکے بعد آپ اپنے فرشتہ کی خانقاہ شریف میں ریاضت و مجاہد میں مشغول رہے۔ چار سال کے بعد آپکے سر و مرشد نے فرمایا کہ اب آپ کو بگو لقب ملنا چاہیے لیکن ہم لقب اپنی طرف سے نہیں دیتے بلکہ القاب آسمان سے نازل ہوتے ہیں چنانچہ حضرت کجانات رحمۃ اللہ علیہ چند حوین شعبان کی مبارک رات میں وہ کائنات سے فارغ ہو کر ثلوت گاہ میں مرا تہ کیا۔ صبح ہوتے ہی دروہ دیوار سے آواز آئے لگی "جہانگیر جہانگیر" مرشد نے فرمایا الحمد للہ فرزند اشرف کو جہانگیر کا خطاب ملا۔ اسوقت آپ اپنے حجرے میں مشغول تھے جب نماز جمعہ کیلئے باہر آئے باجماعت نماز ادا کی اور خانقاہ کے دستور کے مطابق سب اصحاب سے مصافحہ کیا تو ہر شخص کی زبان پر تھا کہ خطاب جہانگیر مبارک ہو۔ حضرت نے اسی وقت یہ قطعہ عرض کیا۔

مرا از حضرت خیر جہاں بخش خطاب آمد کہ اے اشرف جہانگیر

(مجھے حضرت سے خطاب ملا کہ اے اشرف جہانگیر)

اکنوں گیرم جہاں معنوی را کہ فرمان آواز شاہم جہانگیر

(اب میں نے جہاں معنوی کو پکڑا کیونکہ میرے شاہ نے مجھے جہانگیر فرمایا)

تقریباً چار سال گزرنے کے بعد آپکے مرشد نے فرمایا کہ اے اشرف تمہیں جو پور روانہ ہوا ہے وہاں جا کر مخلوق خدا کی تربیت کرو چنانچہ رمضان شہم ہونے کے بعد آپکے میر و مرشد نے اجازت و خلافت سے نوازا اور رخصت کیا۔ آپ سن ۱۰۵۷ھ میں زیارت خرمین شریفین کے بعد دوبارہ مرشد کی بارگاہ میں پہنچے اور تقریباً چار سال تک مرشد کی خدمت میں رہے۔ دوبارہ رخصت کے وقت ہادی طریقت نے ہمارت دی کہ تم کو مرتبہ غوثیت عطا ہوگا اور اس وقت تم بحر نور یعنی نور ہزارہ کیلئے قطبیت کی۔ فارش کرنا پھر آپ کے مرشد نے آپکو وہ دُفن بھی کشف سے دکھایا جہاں آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔

﴿پانچو چہر مقدسہ کی مختصر تاریخ﴾

دب آپکے پیر و مرشد نے آپکو دُفن دکھایا تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک گول تالاب ہے اور اسکے درمیان ایک نقطہ تیل کے برابر ہے اور وہی دُفن گاہ ہے۔ چنڈ وہ شریف سے رخصت ہو کر حضرت جو پور پہنچے تو اسی مقام کی جستجو شروع کی اور اپنے اصحاب کیساتھ تلاش کرتے ہوئے موضع بھڈوڑ پہنچے وہاں کے زمیندار ملک محمود کے ہمراہ مقام مقصود کی تلاش میں نکلے تو ایک گول تالاب نظر آیا جسے دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہی وہ مقام ہے جو میری آخری آرام گاہ بنے گا پھر آپ وہاں کے مشہور جوگی کو مسلمان کرنے کے بعد خانقاہ کی تعمیر میں مشغول ہو گئے۔ ملک محمود کے تعداد سے چند ہی دنوں میں خانقاہ کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ جن سال کے قلیل عرصہ میں وہ تحت گل و گلزار ہو گیا اس علاقہ کا نام حضرت سنے روح آباد رکھا خانقاہ کا نام کثرت آباد رکھا گیا اور اس کثرت آباد میں ایک مختصر سا حجرہ آپ کیلئے مخصوص تھا وہ وحدت آباد کے نام سے موسوم ہوا۔



حضرت فرماتے تھے کہ آئندہ زمانہ میں اس جگہ بڑی رونق ہوگی۔ اکابر روزگار و رجال الغیب اور بہت سے اولیاء اللہ یہاں آئیں گے اور فیض اندوز ہو گئے۔ وہی مقام ضلع فیض آباد (سابقہ) لیکن اب ضلع امبلیہ کرنگری پٹی بندرستان میں کچھو چھو کے نام سے مشہور ہوا اور تالاب کے وسط میں مرقہ مبارک زیارت گاہ خلائق ہے۔ حضرت مجدد مہ پاک نے روح آباد کی طرف یوں اشارہ فرمایا۔

اشرف اذول بز کو کن میل سنان را کہ روح آباد سمنانت مارا  
کچھو چھو یک پیچھے کیلئے بس اور زرین دونوں کا راستہ ہے۔ اکبر پورا شیشون پراثر کر بذر ایچہ بس یار کشت کچھو چھو مقدس  
پیچھے ہیں۔

### ﴿وصال مبارک﴾

حضرت کا وصال ۲۸ محرم الحرام ۸۰۸ھ بمطابق ۶ جون کی ۱۳۰۵ھ بمطابق کو ہوا۔ وصال کی صبح شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پیلو میں بیٹھے تھے۔ سید عبدالرزاق نور الحق رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر تبرکات اور بزرگوں کے خلعت عطا کئے۔ اور بعض مریدین تخلصین کو بھی عطا کئے پھر فرمایا کہ بھائیو! اشرف کو اپنے سے دور مت سمجھنا۔ اس کے بعد حضرت نور الحق رحمۃ اللہ علیہ کو ٹکڑے کیلئے امام بنایا اور خود ان کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ جب نماز سے فراغت ہوئی تو شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے چند اشعار سنئے بیٹھے گئے اور اسی دوران آپ کی روح مبارک خلدہ بریں پر پہنچی۔

### ﴿آپ کی تصنیفات﴾

- (۱) ترجمہ قرآن پاک بہ زبان فارسی (۲) شرح ہدایہ (فقہ) (۳) شرح عوارف (۴) شرح فصول الکلم
- (۵) فوائد الحقائق (۶) تلوی اشرفیہ (۷) ریح سامانی (۸) تفسیر اور تخریج
- (۹) کنز الاسرار (۱۰) دیوان اشرف (۱۱) رسالہ غوثیہ (۱۲) حدود و منازل طوائف راشدین
- (۱۳) سرۃ الصالح (۱۴) بحر اکبرین (۱۵) حیدر الذاکرین (۱۶) حاشیہ بر حاشی مبارک
- (۱۷) بشارت الاخوان (۱۸) مکتوبات اشرفی (۱۹) نحو اشرفیہ (۲۰) رسالہ تصوف و اطلاق
- (۲۱) رسالہ تحقیقات عشق (۲۲) ارشاد الاخوان (۲۳) سمیع الاخوان (۲۴) اشرف الانساب
- (۲۵) اشرف القوائد (۲۶) فوائد الاشرف وغیرہم۔



# قرآن کریم

جملہ حقوق محفوظ ہیں







محمد  
قرآن

جملہ حقوق محفوظ ہیں



# سُورَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ آيَاتٍ

سورة فاتحہ مکی ہے اور اس میں سات آیات ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان ہے)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنُ

شانی و ستیغ خدا پرست پروردگار عالمی بخشنده  
شمار و تعریف (اس) اللہ کیلئے جو ہمارے جہان کا پالنے والا ہے رحیم والا

الرَّحِيمُ ۝ مَلِكٌ يَوْمَ الدِّينِ ۝ اِيَّاكَ

مہربان بخشنده روز ۱۲ ۱۱ ۱۰  
مہربان رحیم دن کا مالک جس تم تیری ہی عبادت کرتے ہیں

نَعْبُدُ ۝ اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ

و از تو مدد می طلبیم شما را راه راست  
اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں تو ہمارے لئے سیدھی راہ ظاہر فرما۔

الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝

راہ ۱۱ ۱۰ ۹  
ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

بجز انہوں کو غضب نہ کرے نہ گمراہ  
ان لوگوں (کے راستہ) کے سوا جن پر غضب ہوا اور گمراہوں (کے راستہ) کے سوا

مذہب

۱۔ سورہ فاتحہ کی بھی ہے اور مدنی بھی کیونکہ مکہ مکرمہ میں  
فرغی صلوة اور بد مذہبوں میں تحمل قبلہ کے موقع پر نازل  
ہوئی۔ اس میں سات آیات ۲۵ کلمات اور ۱۳۳ حروف  
ہیں۔ (غرائب القرآن) یہ سورت اصول دین اور فروع  
دین مثلاً عقیدہ عبادت، تشریحات، ایم آخرت پر اعتقاد اللہ  
تعالیٰ کے صفات حسنہ پر ایمان، عبادت و استعانت میں  
اسے خاص کرنے وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اس سورت کو سورۃ  
الافتاح اسم الکتاب، سبع مثانی، شانی، عالی، اساس اور محکم  
کہتے ہیں علامہ قرطبی نے اس سورت کے بارہ نام لکھے ہیں  
(مغنیۃ القاری)

۲۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم اللہ تعالیٰ  
رب العالمین پر سو گئے گویا کہ تم نے اللہ کا شکر ادا کیا  
اس لئے اللہ تمہیں اور زیادہ دے گا۔ (ابن جریر)  
۳۔ حضرت عزرائل فرماتے ہیں کہ اللہ رحیم ہے جمع صفت  
کیلئے اور رحیم خاص مؤمنین کیلئے ہے۔ حضرت ابو سعید  
قدری ؓ کی روایت کے مطابق رحیم سے مراد رحمت  
الذات والاعتراف (دینا اور آخرت میں رحم فرمانے والا)  
ہے جو صرف ایمان والوں کیلئے ہے۔ (ابن جریر)

۴۔ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ایم  
صاب یعنی قیامت کا دن ہے۔ حضرت ابن عباس رضی  
اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس دن کو کوئی  
بادشاہ مسمیٰ نہ ہوگا۔ (ابن جریر)

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایاک  
نستعین ایم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے  
کہ ہم تجھے ایک مانستے ہیں تجھ ہی سے ڈرتے ہیں اور تجھ  
ہی سے امید رکھتے ہیں اور ایاک نستعین کا مطلب یہ  
ہے کہ ہم تیری اطاعت میں اور اپنے تمام امور میں تیری ہی  
مدد طلب کرتے ہیں۔ (ابن جریر) ۶۔ حضرت علی ؓ

فرماتے ہیں کہ مراد استقیم سے مراد قرآن ہے۔ حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اسے  
ﷺ اهدنا الصراط المستقیم اللہ تعالیٰ چاہئے یہ غرآپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے ہدایت والے راستے کے بارے میں انعام کیا ہے اور وہ اللہ کا دین ہے جس میں کوئی کمی نہیں ہے۔ حضرت ابو سعید  
فرماتے ہیں کہ مراد استقیم سے مراد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دلوں ساتھی یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا راستہ ہے۔ (ابن جریر) جبکہ مؤمن جب اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر واحد سے بچان  
لیتا ہے تو اسکی تشریح ممکنات کی اقسام میں کوئی موجود یا نہیں ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے وجود و علم قدرت بخود رحمت اور حکمت پر دلائل نہ ہوتے ہوں اور نہ کسی دین انسان دیکھ کر واحد سے بچے  
اور وہ باقی دلائل سے غافل رہتا ہے اس لئے مؤمن کا اھدنا الصراط المستقیم کہا یہ سنی رکھنا ہے کہ اسے ہمارے مجبور ایم نے جان لیا کہ ہر شے میں تیری ذات صفات قدرت اور علم پر دلائل کی  
کیفیت موجود ہے اس لئے ان دلائل کی راہ ہمارے لئے ظاہر فرما۔ (تفسیر کبیر) ۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ راستہ جس پر اللہ نے انعام فرمایا ہے وہ ملائکہ انبیاء و صالحین  
شہداء اور صالحین کا ہے۔ (ابن جریر) ۸۔ حضرت عدی بن حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے غیث الممغضوب علیہم کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد  
یہود ہیں اور جب ولا الضالین کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد نصاریٰ ہیں۔ (ابن جریر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کی جس کے قبضہ قدرت میں تیری  
جان ہے سورہ فاتحہ کی مثل کوئی سورت تو مات میں نازل ہوئی نہ انجیل میں نہ تورا میں اور نہ (خود) قرآن میں۔ (ترمذی) سورہ فاتحہ کے اقسام پر تھوڑی سی خاموشی کے بعد ایمن کیا سنت ہے۔ تھوڑی سی خاموشی  
کے بعد تثنائیں لے کر پانچ بار قرآن اور غیر قرآن کے درمیان فصل ہو جائے۔ (القرطبی)











مَرْضَاهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۖ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝ وَإِذَا

پکارا و انتظار عذاب دور و دور بہوب آگہ شروع کی گفتہ و چون اور ان کیلئے تکلیف دینے والا عذاب ہے اس سبب کہ جھوٹ کہتے تھے ۱ اور جب

قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ

مُصْلِحُونَ ۝ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا

يَشْعُرُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ امْنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا

أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۝ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ

وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا

أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۝ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ

وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا

أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۝ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ

وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا

أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۝ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ

وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا

أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۝ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ

وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا

أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۝ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ

وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا

أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۝ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ

وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا

أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۝ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ

## تَبَيَّنَ لَنَا الْحَقُّ

۱۔ مرضی کی حالت کہتے ہیں جس کے سبب بدو اعتدال غامض سے نکل جاتا ہے اور ان کے اعمال میں خلل پڑا ہو جاتا ہے لیکن مجازاً احوال نفسانیہ کو کہتے ہیں۔ جس کے سبب خلل پیدا ہو گیا وہ غیر دینی ہو جائیں اس جگہ مرض سے مراد بھی مرض ہے۔ (بیضاوی) ان کا اہم کہتے ہیں کہ آیت میں مرض سے مراد مرض فی الدین ہے۔ دوسری مرض نہیں ہے یہ لوگ شک کیا تھا اسلام میں داخل ہوئے اور جنوں جوں آیتوں کا نزول ہوا براہ ان کے شکوک و شبہات پر اچھے رہے (اسی کیفیت کی فزادہ قسم اللہ عز و جل سے تعبیر کی گئی) (مفہوم القامیر) علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ نبی کریم ﷺ کو منافقین کے بارے میں علم تھا لیکن ایک باوجود منافقین کے قل سے آنکھیں نہ کھلا گیا۔ اس سلسلے میں چار اقوال ہیں (۱) منافقین کے نقاب پر آپ ﷺ کے ہوا کوئی اور واقف نہ ہوا علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ تاحی اپنے علم کے سبب فیصلہ نہیں دیکھا اس لئے نبی کریم ﷺ سے منافقین کے قل کا فیصلہ نہیں دیا۔ دیگر احکام میں یہ قاعدہ جاری ہو گا یا نہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے (۲) اصحاب شافعی کہتے ہیں کہ منافقین کو قل اس لئے نہیں کیا کہ وہ سب زندقہ تھے زندقہ وہ ہے جو کفر چھپائے اور ایمان ظاہر کرے ایسے انسان سے تو یہ طلب کی جاتی ہے اسے قل نہیں کیا جاوے۔ (۳) منافقوں کو جلیف قلب کی صفت کے پیش نظر قل نہیں کیا گیا (۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے اصحاب کی مخالفت فرمائی اس حیثیت سے کہ منافقین انہیں رسالہ میں ڈال نہ سکیں ڈالنے کے دن میں رسالہ ڈال نہ سکیں کہ منافقین کے ہاتھ رہتے ہے اہل ایمان کو کوئی قصاص نہیں اس لئے انہیں قل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا (۵) واضح رہے کہ منافقین نے اسلام اور اہل اسلام کو نقصان پہنچانے کے بہت سارے طریقے اپنائے تھے لیکن اللہ

تعالیٰ ان تمام طریقوں کو خود منافقین کے حق میں باعث نقصان بنادیا اور اسلام اور اہل اسلام کو ان کے شر سے محفوظ رکھا (القرطبی) ۲۔ فساد صلاح کی ضد ہے۔ شے کا اعتدال سے ٹھکانا کہلاتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسالت سے مراد کفر اور عمل بالصیبت ہے۔ (ابن جریر) منافقین کے فساد کی صورت یہ تھی کہ دین کی اہمیت کرتے تھے اور نافرمانی کا اظہار کرتے تھے اور شرعیت مطہرہ کے احکام میں شکوک و شبہات ڈالتے تھے۔ انہیں فساد کی کہنا اللہ تعالیٰ ہے واللہ کے رسول ﷺ ہیں یا مومنین نے ان کے کفر و کج رفتاری کہا۔ (بیضاوی) آیت کا مطلب یہ ہے کہ دین میں کفر کر کے اور اہل کفر سے دوستی کر کے اور لوگوں کو حضرت محمد ﷺ اور قرآن پر ایمان لانے سے روک کر فساد کرو۔ (مفہوم القامیر) ۳۔ یعنی جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان لائے گمان میں فساد کو اصلاح سمجھتے تھے (القرطبی) ۴۔ ان کا دل تو ایمان سے بجا ہوا ہے اس لئے نبی کریم ﷺ فساد میں مبتلا ہیں (مفہوم القامیر) ۵۔ یعنی جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان لائے اسی طرح تم بھی ایمان لاؤ یا جس طرح نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام ایمان لائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس طرح حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ایمان لائے اسی طرح تم بھی ایمان لاؤ۔ واضح رہے کہ سفہاء سلفی صبح ہے اور یہ نصیب عقل کو کہتے ہیں انکی ضد علم ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سلفیہ سے ماخوذ ہے جسکا معنی ہے جان بوجھ کر جھوٹ یا دھوکا۔ یہ دونوں صفت منافقین میں پائی جاتی ہیں اس لئے کہ انہوں نے کلمات رسول ﷺ کو دیکھا مگر ایمان نہیں لائے اس لئے جب انہیں جہنم میں ڈالا جائے تو کون ہے جو انہیں جبرمطہ کرے۔ (مطہری)







يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ

اور ان آواز انگشتان خود را گوشائے خود بسبب آواز کے عمل  
انہی انگشتوں اپنے کانوں میں ڈالتے ہیں غرض کہ آوازوں کے سبب

حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ يَكَادُ الْبَرُّ

تیری مرگ و خدا احاطہ کنندہ است کافران نزدیک است کہ برقی  
سمت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو گھیرے میں لیتے رہے ہے بے قریب ہے کے غلی

يَخْطِفُ أَبْصَارَهُمْ كَمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا

و ایسے چمکائے اچان نا ہر گاہ روشنی وہ برقی ایشانرا راہ روند وہاں روشنی و چوں  
انکی آنکھیں اچک لے جائے جب غلی انہیں روشنی دیتی تو ان روشنی میں راہ چلتے اور جب

أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ

جسکی وہ اچانک لہجہ و اگر غنائی خدا ہر آنکہ ہمدے شنوائی ایشان  
انہیں جاری دیتی تو کھڑے ہو جاتے اور اگر اللہ چاہتا تو ضرور ان کی سماعت

أَبْصَارَهُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ

و ایسے ایشان ہر آنکہ خدا کی ہر چیز قادر ہے اے مردمان  
اور ان کی بصارت لے جاتا چھک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اے لوگو

اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ

پرستید پروردگار خود را آنکہ آفرید شما را و کسانے را کہ پیش از شما بودند  
تم سب اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا

و اللہ چاہے آگے سہارا آگے سہارا زمین را بچائے  
تا کہ تم چلاؤ میں آواز مع دو جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھڑا بنایا

مَنْزِل ۱

۱۔ یہاں تا ماضی تصور یہ ہے کہ منافقوں کا قصبان و حقوں  
سے مشابہ ہے آپ کا اختیار ہے کہ ان دونوں میں سے  
جس کے اور ہے چاہیں منافقین کی پہچان کر لیں  
(یضاحی) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ  
رعد وہ فرشتہ ہے جو ہر دلوں کو چلاتا ہے۔ حضرت علی رضی  
فرماتے ہیں برقی فرشتوں کے کڑے کو کہتے ہیں (ابن  
جریر) مروی ہے کہ منافقین مدینہ میں سے وہ شخص رسول  
اللہ ﷺ کو چھو کر مشرکین کی طرف بھاگ گئے تو ان پر  
وہ بارش سلا ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے گرج چمک اور  
کرک کا ذکر کیا ہے جب وہ بجلی کے کرک سے دوچار  
ہوتے تو اس خوف سے کہ کہیں یہ کرک ان کے کانوں کے  
پڑے نہ پھاڑے وہ اپنے کانوں میں انگشتیاں غولیں لیتے  
تھے جب بجلی چمکی تو انکی روشنی میں چلے گئے اور جب  
اور صراچھا ہاتا تو انہیں کچھ بھی نظر نہ آتا بلکہ غریب چلنے وہ  
اپنے مقام پر پہنچ گئے تو کہنے لگے کہ کاش مجھ کو بارش ہوتی تو  
انہی کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اچھان کے ہاتھوں  
میں سے وہی چٹا چھوڑا کی خدمت میں حاضر ہوتے اور  
اپنے ہاتھ کی کریم ﷺ کے ہاتھوں میں دیکھ کر بے دل  
سے ایمان لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوںوں کے  
قصے کو منافقین مدینہ کیلئے بطور مثال کے بیان فرمایا۔  
منافقین کا معمول تھا کہ جب وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت  
میں حاضر ہوتے تو اس خوف سے کہ شاید ان کے بارے  
میں کوئی آیت نازل ہو جائے یا کسی طور کا کوئی ذکر آ  
جائے اور وہ مارے جائیں اپنے کانوں میں انگشتیاں غولیں  
لیتے تھے بالکل اسی طرح جیسے کہ خدا کو بلا وہ بھگڑے  
اپنے کانوں میں انگشتیاں غولیں لیتے تھے (باب افعال نبی  
اسباب النزول) حضرت حسن سے سوال کیا گیا کہ بارش  
آسمان سے نازل ہوتی ہے کہ بادل سے آپ نے جواب دیا

کہ آسمان سے بادل تو صرف بارش کی خدمت ہے۔ خدا کی عبادت کہتے ہیں کہ بارش غرض کے لیے سے لگا کر آسمان تک پہنچتے ہیں ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف یہاں تک کہ آسمان پہنچیں اگر بھیج  
ہو جاتی ہے پھر جس جگہ رہنا چاہتی ہے وہاں کے بادلوں کو یاد کرتی ہے۔ حضرت نکر کا بھی یہی قول ہے۔ (طبری) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا  
کہ رعد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بادل پہنچن فاکھ میں سے ایک فرشتہ ہے جس کے پاس آگ کا کوزہ ہوتا ہے جس سے وہ بادل کو دبان سے چلاتا ہے جہاں غصہ چاہتا ہے۔ یہ بادل سوال کیا کہ ہم جہاں آواز دیتے ہیں وہ  
کیا ہے آپ نے فرمایا: بڑی آواز ہے (القرطبی) ۱۔ تَحْلِسْنَا أَضَاءَ لَهُمْ سے اس جاب اشارہ ہے کہ مسلمانوں سے اس قیمت میں حذر لینے کیلئے وہ بڑے ہیں لیکن جب انہیں راہ خدا میں جا کر نہ لگیا  
جائے تو انک جاتے ہیں۔ ایسی آیات ہو گئی وحی کے لائق نازل ہوئیں تو کہتے ہم یہاں وائے اور جب نماز رعد نازل ہو اور کوہ و غیرہ سے جھلکی کوئی آیت نازل ہو تو انک کرنے لگ جاتے اور انک راہ نکالنے  
گئے۔ وَإِذَا الْفُلُ حُلِّيَهُمْ فَلَمُوا سے اس جاب اشارہ ہے۔ (سادی) اس آیت کے بعد سے منافقوں کو یہ یاد رکھا کہ قصود ہے کہ جس اللہ جس سماعت و بصارت دی ہے وہی سبب بھی کر سکتا ہے اسے  
کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ (ابن جریر) صحیح حضرت علی اور حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ ہر آیت جس کے شروع میں یا تَحْلِسْنَا أَضَاءَ لَهُمْ ہو تو اس آیت میں نازل ہوئی اور یہ آیت جس کے شروع میں یا تَحْلِسْنَا أَضَاءَ لَهُمْ ہو تو اس  
میں نازل ہوئی آیت میں اس سے کیا مراد ہے اس میں دو اقوال ہیں (۱) اس سے کیا مراد ہے چونکہ یہ لگ بھگ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے ہیں (۲) اس سے عام انسان مراد ہیں خدا سے اس میں کیا مراد ہے  
صورت میں منافقین کو عبادت پر ماموریت کا حکم ہے اور انہیں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت شروع کرنے کا حکم ہے۔ الَّذِي خَلَقَكُمْ: آیت میں سماعت کے ساتھ یہ یاد دلا تا کہ اس اللہ کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا  
کیا اس لئے کہ ظن عرب یہ قرار کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا لیکن اس بات کا اقرار تھا کہ اسے فیضان اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی گئی۔ (القرطبی)



وَالسَّمَاءِ بَنَاءً ۖ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنْ

د آسمانوں کا بننے و فروز آورد از آسمان آب پس پخت آباد بسبب و سے  
اور آسمان کو چھت اور آسمان سے پانی اتارا پس اس کے سبب زم زم کے پانی

الشَّجَرِ مِنْهَا زَيْتًا ۚ لَكُمْ فِيهَا مَعْلَوَاتُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَفِيهَا أَنْشُرَ لَكُمْ

از انواع میوه یا روزی رات شب میں مقرر نکتہ جنتیان پر اس خدا دانست  
تمہاری روزی کے لئے نکالے پس تم اللہ کیلئے دانست طور پر شریک نہ تمہارا

وَلَنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ

و اگر مستند در شبہ از آنچه فرود آوریم پر بندہ یا پیادہ یک سورہ  
اور اگر تم اس کے بارے میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر اتارا تو اس کی مثل ایک سورت

مِّنْ مِّثْلِهِ ۚ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ

از مانند آں و خوانید شاہکاران خود را بچہ خدا  
لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے ساری شاہکاروں کو بلاؤ

كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا

اگر مستند یا شاہکاران میں اگر گردید و البتہ خوانید کہ میں حذر کنید  
اگر تم سچ کہتے ہو تو اس میں اگر نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو اور

النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ

انسان آتش آگیز و سے مردمان و سنگا باشند آگاہ کردہ  
اس آگ سے جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے تیار کی گئی ہے

لِلْكَافِرِينَ ۚ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ

ہمارے کافران و بخارست وہ آگستارا کہ ایمان آورہ اللہ و کردہ گارہائے سچائی ہر آئندہ  
کافروں کیلئے جہنم اور ان لوگوں کو بشارت دیجئے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہیں

مَنْزِلُ

۱۔ اس آیت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جب اللہ نے زمین  
بنیاد کیا اور چھاری ضروریات کی چیزیں پیدا کیں تو پھر تم  
اسے چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کیسے کر سکتے ہو ان تمام  
کاموں میں اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ تو تم کیوں شریک  
طعن کرتے ہو۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات  
میں کسی غیر کو خدا کا پتہ کچھ کرنا کہ برا بھلا کہ  
شریک نہ شریک کہلاتا ہے۔ (تفہیم القرآن) جس کی قرآن  
پاک میں چنانچہ وضاحت کی گئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی  
اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت کہ یہ کفار کی دونوں اعنات  
یعنی کافران و منافقین کی خدمت میں نازل ہوئی۔ (اعن  
جزیر) یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو  
تمام مخلوقات سے مستثنیٰ بنالیا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان  
ناپوشان بھی اس جانب اشارہ کر رہا ہے آپ نے فرمایا  
اللہ کی قسم تم میں سے کوئی ایک دوسرے کے اور لوگوں میں کر کے  
اپنی بیعت پر لڑا کر لائے یا اس سے ملے کہ کسی سے سوال  
کیا جائے دوست و دشمن سے۔ وَاتَّقُوا نَارَ اللَّهِ  
یہاں علم سے عام علم مراد نہیں ہے بلکہ وہ خاص علم مراد ہے  
جو ہر مخلوق کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا  
آسمان سے پانی اتارا اور اس پانی سے درق نکالا انہیں یہ  
بھی معلوم ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں  
ہے۔ اسکا دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے  
انسان کے اندر یہ حق تعالیٰ ہی ہے کہ اگر وہ خود اللہ سے کام  
لے تو اسے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے  
(اللہ اعلم) (القرطبی)

۲۔ آیات الہیہ کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی  
رسالت کا اثبات فرما رہا ہے جو احمدیوں کو اس سے کہ ہم  
نے جو کتاب اپنے عہد پر نازل فرمائی ہے اگر تمہیں  
شک ہو تو اس میں کوئی کتاب یا کوئی سورت نہ لانا اگر تمہیں

لا سکتے تو تمہیں بتا دے گا کہ یہ حق کا کام نہیں ہے بلکہ غلطی کا کام ہے اور میں نبی کے سامنے اور ہر حق نازل نہیں ہوا تاہم انہیں تسلیم کرنا چاہیے کہ یہ اللہ کا کام ہے اور میں نے اللہ کے نبی  
ہیں یعنی حضرت محمد ﷺ (ان پر) یہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کی عہدیت کی صداقت اپنی جانب اس لئے فرمائی تاکہ جب اسکا ذکر ہو تو اس ذکر کے ساتھ آپ ﷺ کا ذکر بھی ہو۔ اس کے علاوہ اس  
جانب تفسیر کے لئے اضافات یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے حکم پر نازل کرنے والے ہیں (مظہری) حج حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ جل جلالہ کا حق ہے۔ (ابن جریر) دوسرے  
قول کے مطابق اس سے مراد وہ ہے جس کی وہ لوگ عبادت کرتے تھے۔ (بیضاوی) تیسرے قول کے مطابق پھر سے مراد وہ اور چاندی ہے۔ مروی ہے کہ دنیا کی آگ جہنم کی آگ کا ایک ٹکڑا ہے جو  
سات مرتبہ سحر میں اٹل کر لائی گئی پھر اس کے بعد جہنم میں تین ہزار سال تک روشن کی گئی ایک ہزار سال میں وہ آگ صلیب ہو گئی پھر دوسرے ہزار سال میں دوسری ہو گئی اور تیسرے ہزار سال میں وہ  
آگ سیاہ ہو گئی۔ واضح رہے کہ قرآن مجید میں دوسری شکل اشارہ ہے تم اور میں جن کی تم عبادت کرتے ہو جہنم کے باہر میں بنائے جائیں گے۔ وَاتَّقُوا نَارَ اللَّهِ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ لیکن  
اس سے حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام ہی طرح وہ تو ہمہاں بھی ہیں کیونکہ عبادت آپ ﷺ کرتے تھے مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ لوگ ان کی عبادت سے قطعاً راضی نہ تھے۔ تو تم نے جہالت میں آکر  
ان کی عبادت شروع کر دی اس لئے تمہارے حق تعالیٰ نے۔ (معاویہ) (مذہب القرآن) اُنھیں اللہ جل جلالہ نے عظیم ہوا کہ جہنم تیار ہو چکا ہے کیونکہ عہدت باطنی کا صلیب ہے اور اُنھیں اللہ جل جلالہ نے  
سے معلوم ہوا کہ جہنم میں بھی ہے۔ اس طرح وہ حدیث جو مسطورہ الکشاف سے متعلق ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر جنت پیش کی گئی میں نے اسے ملاحظہ کیا اسی طرح جہنم کو دیکھا۔  
(غرائب القرآن)



لَهُمْ حَبِطَتْ ثَمَرَاتُ ثَمَرَاتِهِمْ مِنَ ثَمَرَاتِهَا اَلَّذِي رَزَقُوا مِنْهَا

اَنَّهُمْ اَبْتَلُوا بِهَا سِرَّهُمْ زَمْرًا لَمْ يَحْزَنُوا عَلَيْهِمْ وَكَانُوا اَعْيُنًا مُّؤْمِنَةً

مِنْ ثَمَرَاتِهِمْ رَزَقًا لِّاُولَئِكَ الَّذِي رَزَقْنَا مِنْ قَبْلُ وَ

اُولَئِكَ سَيَرْجُوهُمْ رَبُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

اُولَئِكَ سَيَرْجُوهُمْ رَبُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

وَالَّذِينَ كَانُوا يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ اَمَّا اُولَئِكَ فَهِيَ اَكْثَرُ

فِيهَا اَخْلَدُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٰ اَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا

بِشَيْءٍ اَوْ يَكُنِيَ لَهُ امْتَاةً اَوْ يَكُنِيَ لَهُ امْتَاةً اَوْ يَكُنِيَ لَهُ امْتَاةً

مَا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ وَمَا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْمَلُوْنَ

بِشَيْءٍ وَّ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْمَلُوْنَ بِشَيْءٍ وَّ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْمَلُوْنَ

اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُولُوْنَ

اِنَّهُمْ لَمَالٍ حِسَابٌ وَّ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُولُوْنَ اِنَّهُمْ لَمَالٍ حِسَابٌ

مَا دَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهَذَا مَثَلًا ۙ بَعْضُ لَكُمْ يَهْدِيْ

بِشَيْءٍ وَّ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُولُوْنَ اِنَّهُمْ لَمَالٍ حِسَابٌ

مَنْزِلًا

۱۔ بسن قیل: اس میں دو چیز ہیں (۱) کہیں کے یہاں

روزی ہے جس کا وعدہ دیا میں ہم سے کیا گیا تھا (۲) یہ

روزی دیا کے اس روزی سے مشابہ ہے جو ہمیں دیا گیا تھا

اس لئے کہ جنت کے محل کا رنگ دیا کے محل کے رنگوں

سے مشابہ ہوگا۔ بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ جنت میں

ایک روزی کے بعد دوسرا روزی دیا جائیگا اس وقت یہ کہیں

کے کہ یہ دوسرا روزی پہلے روزی کے مشابہ ہے۔ (القرطبی)

دلائل توحید و رسالت کے بعد اب اس کے ماننے والوں

کے انعام و اکرام کا ذکر ہو رہا ہے۔ اشیائے کثرت یہاں اس

سے مراد ایسے نیک اعمال ہیں جو دینی اسلام سے ہوں اور

کرنے والا دین اسلام میں راستہ ہوئے ادا کرے۔

حضرت عطاء فرماتے ہیں اَرَاَاجُ مَطْلُوفَةٌ سے مراد یہ

ہے کہ وہ جو تمہیں اولاد جنس اور بول و ہل سے پاک

ہو گئیں۔ (ابن جریر) وَخَصْمٌ فِیْهَا خَلِیْلُوْنَ: کا مفہوم یہ

ہے کہ اہل جنت کیلئے جنت میں دشمن نہیں ہے اور دشمنوں کا

جانچکے معزول کے نزدیک غلط سمجھنا ثابت و عام اور جائز

لازم ہے اور اشعار کے نزدیک غلط سمجھنا ثابت و عام ہے

راحم ہو یا راحم نہ ہو اور اگر اللہ کے مصلحت میں کوئی تاکید

جائے تو اس کا معنی مانگی ہوگا جیسے عبدالمؤمنین فِیْهَا اَمَلٌ

(غریب القرآن) حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ کل

صالح وہ ہے جس میں چار چیزیں پائی جاتی ہیں۔ علم نیت

میر اور اخلاص۔ حضرت عثمان بن عفان فرماتے ہیں

کہ عمل صالح وہ عمل ہے جو زیادہ سے پاک ہو۔ اس آیت

کریمہ میں یہ دلیل بھی ہے کہ اعمال ایمان سے خارج

ہیں۔ وَاُولَئِكَ مَتَشَابِهًا: حضرت جابر بن عبد اللہ

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اہل جنت

کھائیں گے اور پیئیں گے لیکن آبل و برا نہیں کر گئے نہ

نار کے اور نہ نکالیں گے اور نہ تمہیں گے امد و نفع میں

مشغول ہو گئے ہیں، اچھے اور اچھے کھانے میں مشغول رہیں گے اور انکی خوشبودی ہوگی۔ وَخَصْمٌ فِیْهَا خَلِیْلُوْنَ: حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں سب سے پہلا کردہ جو اصل ہوگا ان سب کے چہرے چہرہ میں کے چاند کی طرح روشن ہو گئے دوسرا کردہ جو اصل ہوگا ان کے چہرے آسمان کے ستاروں سے زیادہ روشن ہو گئے ارج۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت کی موتوں میں سے کوئی ایک موت بھی زمین میں آجائے تو پہری زمین کو روشن کر دی اور پہری زمین میں انکی خوشبو پھیل جائیگی ارج۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے صالحین وعدوں کیلئے وہ کچھ چار کیا ہے جسے کسی آنکھ نے نہ دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل پر اسکا خیال گذرا۔ چار حق یہ آیت ۱۔ اوست کہو فلا تظلم نفس ما اغضیٰ لہم من قرۃ اغضیٰ یعنی کسی جان نہیں معلوم جو ان کیلئے انھوں کی غلط کہ چھائی گئی ہے۔ انہی سے مرفوعا روایت ہے کہ جنت میں مقام سوطا دیا جائیگا ہے ہر ہے۔ حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرمایا کہ تم سب کیلئے میری رضا طلال ہوگی اب میں انکے بعد بھی بھی تم سے ناراض نہیں ہوگا۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ جنت میں ایک حباب انسا یا جائیگا تو لوگ اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں انھیں جتنی نعمیں دی ہوگی ان میں سب سے زیادہ پسندیدہ نعمت انکے نزدیک اپنے رب کی زیارت ہوگی پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَرَبَّاعَةً لِّیْسَ بِلَاوٰی دَالِیْنِ اُولٰٓئِکَ یُکَلِّمُ اللّٰہُ بِحَسَبِ مَآلِہِمْ ہُوَ اَعْلٰی سِدْرٍ مَّجِیْدٍ وَّ اُولٰٓئِکَ سَیَرْجُوْهُمْ رَبُّہُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (مطہری)



بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ۝ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ

عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ

اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ

هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ

أَمْوَثًا ۝ كَيْفَ تَقُولُونَ بِاللَّهِ فَيُدْنِسُهُ

اللَّهُ وَتَكْفُرُونَ ۝ وَاللَّهُ يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ

هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ

أَمْوَثًا ۝ كَيْفَ تَقُولُونَ بِاللَّهِ فَيُدْنِسُهُ

اللَّهُ وَتَكْفُرُونَ ۝ وَاللَّهُ يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ

هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ كَيْفَ تَقُولُونَ بِاللَّهِ

فَيُدْنِسُهُ اللَّهُ وَتَكْفُرُونَ ۝ وَاللَّهُ

يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ ۝ كَيْفَ تَقُولُونَ

بِاللَّهِ فَيُدْنِسُهُ اللَّهُ وَتَكْفُرُونَ ۝

وَاللَّهُ يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ ۝ كَيْفَ تَقُولُونَ

بِاللَّهِ فَيُدْنِسُهُ اللَّهُ وَتَكْفُرُونَ ۝

وَاللَّهُ يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ ۝ كَيْفَ تَقُولُونَ

بِاللَّهِ فَيُدْنِسُهُ اللَّهُ وَتَكْفُرُونَ ۝

وَاللَّهُ يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ ۝ كَيْفَ تَقُولُونَ

بِاللَّهِ فَيُدْنِسُهُ اللَّهُ وَتَكْفُرُونَ ۝

وَاللَّهُ يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ ۝ كَيْفَ تَقُولُونَ

بِاللَّهِ فَيُدْنِسُهُ اللَّهُ وَتَكْفُرُونَ ۝

وَاللَّهُ يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ ۝ كَيْفَ تَقُولُونَ

بِاللَّهِ فَيُدْنِسُهُ اللَّهُ وَتَكْفُرُونَ ۝

وَاللَّهُ يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ ۝ كَيْفَ تَقُولُونَ

بہ کثیراً وہ لوگ قرآن کی مثل لانے سے عاجز ہو گئے تو  
دوسرے اعتبار میں اعتراض قائم کرنے لگے۔ حضرت ابن  
عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے  
منافقین کیلئے دو حدیں یعنی تفسیلہم عسقل الذی  
استغفلہ اور عسقلہ دی تو وہ سب کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ  
بلند ہے کہ اس جیسی مثال دینے میں پرہیز کریمہ نازل  
ہوئی۔ (غرائب القرآن) چنانچہ حق تعالیٰ کے اہل بیت  
اکابر کے ہے لیکن یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ  
ایسی بات کرنے سے احتیاط فرماتا جیسا کہ حدیث شریف  
میں ہے کہ جب بندہ اللہ کے حضور باجہ الفاظ ہے تو رب کو  
حیا آتی ہے کہ اسے خالی ہاتھ واپس کرے۔ (بخاری)  
لہذا یہاں کے دو معلوم ہیں ایک تو یہ ہے کہ مجھ کے اوپر بخیر  
اس وقت معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اس سے بھی حقیر  
مثال دینے میں حیا نہیں فرماتا۔ دوسرا یہ ہے کہ فرق اس  
سے یہ کہ ان کے غیہم میں ہے اس وقت معنی یہ ہوگا کہ مجھ  
پر اس کے علاوہ کی مثال دینے میں حیا نہیں فرماتا۔ (تفسیر  
کبیر) ابن عباس سے اہل ایمان کے ایمان میں حریص  
اضافہ ہوتا ہے اور اہل کفر کے کفر میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ  
تعالیٰ فرماتا ہے لَوْ لَمْ يَلِدْ لَمْ يُولَدْ یعنی ہم نہیں اس جانب  
پھیریں گے جس کام کیلئے پیدا کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ وہ کام  
اس کیلئے آسان فرمادیتا ہے (بخاری) اس آیت کا معلوم  
ہو گیا کہ کچھ ہے۔ شریعت مطہرہ کی رو سے قاضی وہ ہے جو  
اللہ کے حکم سے مستور ہے اور کافر کا سرکب ہو یا اہل جنت  
کے نزدیک گناہ کبیر کے ارتکاب سے بندہ ایمان سے  
خارج نہیں ہوتا مگر ماضی ہو جانا ہے۔ معتزل کے نزدیک  
بندہ کفر اور ایمان کے درمیان ہوتا ہے یعنی کفار غیر اسفا  
جسٹ نماز میں اس کا حکم مؤمن کی طرح ہے اور وہ  
اعت اس سے برأت لے لے اعتقاد سے کفارت اور شہادت

قول نہ کرنے میں اس کا حکم کافرین کی طرح ہے۔ (غرائب القرآن) نفس کی تین قسمیں ہیں (الف) نفس تعالیٰ یعنی بندہ سے اچانک کوئی گناہ ہو جائے لیکن فوراً توبہ کرے (ب) نفس منہک یعنی اللہ کی  
حرام کردہ اشیاء کو حرام کہنے سے لیکن نفس کے احوال مجبور ہو کر اس کا سرکب ہو جاتا ہے (ج) نفس حق یعنی اللہ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال سمجھ کر کرنا۔ یہاں اس آیت میں لیکن نفس مراد ہے اس نفس سے بندہ  
کافر ہو جاتا ہے۔ اول الذکر وہ نفسی سے بندہ کافر نہیں ہوتا لیکن گناہ کا یہ ہوتا ہے اور اس پر توبہ لازم ہوتی ہے۔ (معاذی) ع وَتَذَكَّرُونَ فَاَنْفَرُ اللَّهُ بِهِ فَاَنْ يُؤْضِلَ سے مراد یہ ہے کہ ایمان کے کس اور  
دوسرے ہی۔ (تفسیر) کے درمیان قطع کرتے ہیں یا مؤمنین سے قطع تعلق جوڑتے ہیں (غرائب القرآن) ح اس آیت کی مراد میں دو صحت اور دو حیات کے بارے میں بیان کیا گیا  
ہے۔ انسان کا عدم کبلی موت ہے۔ یہ نفس سے لے کر عقل تک کبلی حیات ہے۔ عالم شہادت سے رخصت ہو کر عالم برزخ میں جاہ دوسری موت ہے اور عالم برزخ سے عالم آخرت کی طرف کوچ کرنا  
دوسری حیات ہے۔ واضح رہے کہ دو موت اور دو حیات کا بیان عمومی طور پر ہے۔ در بعض لوگوں کو تین موت اور تین حیات عطا کی گئیں۔ مثلاً لَمْ يَخْلُقْكُمْ مِنْ نَارٍ فَمَا تَعْلَمُونَ لَمْ يَخْلُقْكُمْ مِنْ نَارٍ  
یعنی نہ دیا۔ اسی طرح طاعون کے خوف سے ہاتھ دلوں سے کہا گیا فَمَنْ لَمْ يَخْلُقْكُمْ مِنْ نَارٍ فَمَا تَعْلَمُونَ لَمْ يَخْلُقْكُمْ تَجَرُّوا نَارَ اللَّهِ ان سے قرآن مجید میں دوسری موت اور دو حیات کا ذکر ہے لیکن یہ  
سے حلق ہے فَمَنْ لَمْ يَخْلُقْكُمْ مِنْ نَارٍ فَمَا تَعْلَمُونَ لَمْ يَخْلُقْكُمْ تَجَرُّوا نَارَ اللَّهِ ان سے قرآن مجید میں دوسری موت اور دو حیات کا ذکر ہے لیکن یہ

نام نہیں ہے۔ (غرائب القرآن)



عَلَيْكُمْ ۖ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ

یاد است اے مومنین چوں کہتے پروردگار تو فرشتگان کہ میں آفریندہ ام در زمین

جائے دلا ہے اور یاد کرو جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں پیدا کرنے والا ہوں

خَلْقَیْہُمْ قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا وَیَسْفِكُ

ہائیں را منتھ آیا کی آفرینی در زمین کے را چنی کند در وے در وے

باجھیا مرض کیا کیا تو زمین میں ایسے کو جائے گا جو اس میں فساد کریگا اور خون بہائے

الدِّمَآءَ ۚ وَتَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۗ قَالَ

خون و اسے تہجی ستھیم ہر تو تقدیس ستھیم برائے تو فرمود

اِنِّیْ اَنْهَیْہُمْ مَّا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّہَا ثُمَّ

ہر آنکہ میں عالم آنچه شایع نہ تھو را کیا سوخت خدا آدم را نامہائے مخلوق تمام آں یاد

ہوئے میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو اور اللہ نے آدم کو تمام مخلوق کے نام سکھائے پھر

عَرَضَہُمْ عَلٰی الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ

پیش آورد آنھیں ہر فرشتگان میں گفت خبر دہو مرا نامہائے ان چیزوں

فرشتوں پر اسے پیش کیا اور فرمایا ان چیزوں کے نام مجھے بتاؤ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝۱۱۱ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا

اگر راست ہوئی مسطور منتھہ چاکی یاد ستھیم چچ دانش را را مگر

اگر تم سب سچ کہتے ہو تو عرض کی ہم پاکی کے ساتھ (حق) یاد کرتے ہیں ہمارے پاس علم نہیں مگر

اِلَّا مَا عَلَّمْنٰۤہُا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝۱۱۲ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْبِئْہُمْ

آپ تو آفرینی ہا ہر آنکہ توئی بنا حکیم است فرمود اسے آدم خبر دو فرشتگان را

جنتا تو نے ہمیں بتایا چک تو ہی جانے والا نعمت والا ہے ج فرمایا اسے آدم فرشتوں کو بتاؤ

منزل ۱

۱۔ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنی تیسری نعمت جان کر فرماتا ہے۔ پہلی نعمت تخلیق انسان ہے دوسری نعمت اسے زندہ رکھنا ہے اور تیسری نعمت تمام چیزوں کو انسان کیلئے پیدا کرنا ہے لکن یہ لا یدخلکم یعنی تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہو یا تمام کائنات ارضی انسان کے خدام ہیں اور انسان اسکا خدام پر واجب ہے کہ انسان اعلیٰ ہو کر ادنیٰ کی حیثیت کیسے کرتے لگ گیا۔ استغنی کا مصلوب "الشی" ہوا اس کے معنی ہوتے ہیں قصہ کیا اور ارادہ کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کی طرف سے وہ اپنے اس قصہ پر پابند نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ غلبہ العزیز العزیز "فرجہ رحمن نے عرض پر استغنی فرمایا کے مقلدات میں سے ہوگی ایسی کیساں فرما اور عموماً کی ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ استغنی کا معنی آسان پیدا کرنے کی طرف توجہ کرنا ہے۔ مگر کے بارے میں عقائد کا خیال ہے کہ یہ موجود ہیں اور ہم لطیف دیکھتے ہیں۔ انسانی کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ وہ ہیں ہیں جو انسانی جسم سے نکل گئی ہیں۔ تمام کا خیال ہے کہ جو ہر چیز پر اور انسانی حقیقت سے بالکل الگ ہے اور ان کے گروہ ہیں ایک آسمان میں اللہ کی تسبیح میں مستغرق ہے اور وہ خدایا کے انتظام پر مامور ہے۔ (بیضاوی)

ج۔ علیہ نائب اور تمام مقام کے معنوں میں آتا ہے۔ یہاں اس سے آدم علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کے تمام علم اسلام نمراد ہیں۔ عالم اخبار کے اعتبار سے علیہ اول حضرت محمد ﷺ ہیں۔ واضح رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مئی کے ۱۶۰۰ء سے ہوئی اسی وجہ سے ان کی اولاد کی ۶۰ (ساتھ) فیسیس ہیں۔ کفارہ ظہار اور کفارہ صوم میں ساتھ روزے رکھے جاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی کل مدت ۹۳۰ سال ہے۔ جو وقت آپ کا وصال

ہو اس وقت ایک لاکھ آپ کے فرزندوں نے زمین پر موجود تھے۔ (بیضاوی) علیہ ہائے کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے کہ وہ عباد کا نظم کر سکا یا اس لئے کہ اصل نہ ہوا انکی جگہ علیہ کام کرے یا پھر سکے کہ بعد انحال اعلیٰ جگہ نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو ان میں سے کسی کی بھی ضرورت نہیں ہے لیکن آدم علیہ السلام کو علیہ اس لئے بتایا کہ نوع انسان کو فیض پہنچائیں کیونکہ بشرہ عالمات میں ہے اس لئے اسے عالمہ نہایت سے نہیں کیے کوئی واسطہ چاہیے۔ تسبیح تسبیح سے ہے جسکا معنی ہے اللہ تعالیٰ کو ان باتوں سے پاک ماننا جو انکی شان کے لائق نہ ہو۔ نفسانہ قدس سے ہے جس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ملاقات جلیلہ کے ساتھ مہول کرنا واضح رہے کہ فرشتوں کا کل ارتقا ہی پر اس تھا اللہ تعالیٰ نے انھیں انکی ضروری سوانت عبادت میں ہوگی انھیں جسما صلی ہیں انھیں غلبہ غلبہ فیصلہ خدا علیہا تر جہر و شک میں زمین میں اپنا سب ہائے والا ہوں جو یہ ہو سوا تھا ہاں ہاں (غرائب القرآن) حضرت ابو موسیٰ اشعرلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی ایک مٹی سے پیدا کیا جو تمام زمین سے لی گئی تھی لہذا وہ تمام زمین کے مطابق ہے۔ اولیٰ۔ ان میں صرف مٹی ہیں منیہ مٹی اور سیاہی اور اس کے میں مٹی بھی نرم سخت ہے اور اس کے (سب قسم کے) مٹی (زمینی) مٹی الامارہ سے مراد اس کے لیے ہیں دیگر اقوال کے مطابق یہ کہ انھیں واسطہ کے نام ہیں خداوندی مخلوق کے نام ہیں مختلف سماں کی لایاں مراد ہیں۔ اشیاء کے خواص اور معطرات مراد ہیں۔ اس آیت کریمہ سے ان پر یہ واضح کرنا تھا کہ تم عباد ہو کیونکہ کسی چیز کے بارے میں علم نہ ہوتا اسکا انتظام ناگھن ہے (بیضاوی) ج۔ جب فرشتوں پر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق واضح کر دی گئی تو فرشتوں نے بھی جواب دہ کرنا فرما کر کہتے ہوئے اَلَا نَحْنُ عِبَادُكَ الخ کا جملہ عرض کیا۔ اس کا معنی ہے ہم تیری پاکی جان کرتے ہیں (بیضاوی) حضرت آدم علیہ السلام نے بھی مانگ کر کہا جو کیا جگر علوم علیہ السلام نے بھیج کا کائنات کو جان کیا۔ (بیضاوی)















وَأَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى

وحد طلبہ بھگیا و نماز و ہر آئند نماز دشوار است مگر بر  
اور صبر اور نماز سے حد طلب کرو اور بچک نماز دشوار ہے مگر ان لوگوں پر

الْخَاشِعِينَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ يَُوْمَهُمْ

نزدکی کہندہاں آنکہ میدانند کہ ایشان عاقبت فرخندہاں کرد پروردگار خود را آنکہ  
جو عاجزی کرنے والے ہیں جو چاہتے ہیں کہ اپنے رب سے ملاقات کرینگے اور

أَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۖ يٰبَنِي إِسْرَءِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ

ایشان بسوئے دے باز فرخندہاں نعت اے فرزندان یعقوب! یاد کنید اے نعت را  
یہ کہ اسی کی جانب لوٹنے کے اے فرزندان یعقوب! میری اس نعت کو یاد کرو

الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۖ

کہ ارزائی دایم بر شما و آنکہ فضل دایم شما را بر ہم  
جو میں نے تمہیں مصلحت کی اور بچک میں نے تمہیں تمام عالم پر فضیلت دی ہے

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا

و حذر کنید از روزی کہ کلاہت کند چچ کسی از کسی چیز را و  
اور تم سب اس دن سے اورو کہ کوئی نفس کسی کی طرف سے کچھ بھی کفایت نہ کرے

يُقَبَّلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا

و پذیرفتہ نشود از چچ کسی شفاعت و گرفتہ نشود از کسی عطف و نہ ایشان  
اور کسی نفس کی طرف سے شفاعت قبول نہیں کی جائیگی اور نہ کسی کی طرف سے قہر لیا جائیگا اور نہ

هُم يُنصَرُونَ ۖ وَإِذْ نَجَّيْنَكُمْ مِنَ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ

یادی راہ شدہ و یاد کنید کہ اے نعت کہ رہا کردیم شما را از کسان فرعون میرسانیدہ  
مرا کیلئے جائیگی اے اور یاد کرو میری نعت کو جب ہم نے تمہیں قوم فرعون سے نجات دی وہ سب

مَنْزِل ۱

۱۔ اس آیت میں مصائب و مشکلات کا حل بتایا جا رہا ہے کہ  
جب بھی تمہیں ان سے نجات چاہیے تو صبر اور نماز سے  
نجات حاصل کرو۔ میری تمہیں تمہیں ہیں (۱) معصیت پر  
میر (۲) امام اہانت پر میر (۳) معصیت کے چھوڑنے پر  
میر (صداقی)

۲۔ اس آیت میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے جو نعمتیں  
نعمتوں کی دو قسم ہیں (۱) بظنون یعلمون کے معنی  
میں ہے۔ حضرت اہل سموات کے نزدیک بظنون کی  
جگہ بظنون ہے۔ وہ حقیقت نماز و صبر کی حیرت ہے  
اور کبریا کی حالت میں بندہ رب کے قریب ہو جاتا ہے۔  
اس قریب کو علم کا وسیع دیا جا رہا ہے (۲) بظنون یعلمون  
کے معنی میں ہے کیونکہ اے فرخندہاں "اے" آ رہا ہے جو کہ  
حصص کیلئے ہے اور جو چیز چھٹی ہوگی وہ تحقق ہوگی۔ اس  
آیت کریمہ سے اہل سنت روایت ہادی تعالیٰ کے وجود پر  
دلیل قائم کرتے ہیں جبکہ معتزلہ اس کا انکار کرتے ہیں۔  
معتزلہ فرقہ کے نزدیک بقا و بقا کو کسٹرم نہیں ہوتی۔ ان کی  
دلیل اہل فلسفہ نے بظنون یعنی ظن و یقین الی یوم بالقول  
ترجمہ تو اس کے چھپنے ہونے کے بعد ان کے ہونے میں اتفاق رکھا دیا  
اس دن تک کہ اس سے نہیں گئے۔ (قرہ آیت ۷۷)  
دوسری آیت وَالشُّعْرَاءُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ  
ترجمہ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ ہمیں اس  
دوسرے سے ملتا ہے (قرہ آیت ۲۲۲) پہلی آیت منافقین سے  
متعلق ہے اور منافق رب کو نہیں دیکھے گا معلوم ہوا کہ بقا  
روایت کو کسٹرم نہیں ہے اسی طرح دوسری آیت میں مؤمن  
اور کافر دونوں کو خطاب ہے اور کافر رب کو نہیں دیکھے گا۔  
معلوم ہوا کہ بقا روایت کو کسٹرم نہیں ہے۔ اہل سنت اسکا  
جواب یہ دیتے ہیں کہ یہاں بقا اور ایک کا سبب ہے اس  
لئے اس جگہ کا اصل معنی مراد نہیں ہے بلکہ اور ایک کے

معنی میں جواز آیا ہے۔ (غرض القرآن و بیضاوی) ۱۔ یہاں ہم راہ دہانی کیلئے ہے اور عالمین پر فضیلت سے مراد اس زمانے کے لوگوں پر فضیلت میں ہم نے غیر میں ہم نے  
کے ہم غیر میں فضیلت دی جیسے نَزَّلْنَا إِلَيْهَا بِاللُّغَالِينِ: ہم نے اس میں عزت دی۔ (غرائب القرآن) ۲۔ ایم سے مراد ایم قیامت ہے۔ عذاب سے نجات دلانے کی جتنی صورتیں ہیں۔  
اللہ نے ان تمام صورتوں کو سد و دروازہ عذاب کی سے دور کیا جائیگا یا کسی اور طریقے سے اہل طریقے کو وہ جتنی امر کہتے ہیں۔ دوسرے طریقے کی بھرپور قسمیں ہیں اہل بکوتہ کے عذاب سے چھوڑا جائیگا  
قوت نہ دیتے ہیں آدم کی۔ عذاب کے اسیلے سے عذاب سے نجات دہانی جائیگی اے شفاعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے ان جہنم کی لگی فرما دی اور اللہ کا یہ کار فرماں بھی صورت  
میں عذاب سے نجات حاصل نہیں کر پائیں گے۔ معتزلہ نے اس آیت سے اہل کفر کے حق میں شفاعت کی نفی پر استدلال کیا ہے۔ اہل سنت اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ شفاعت کے متعلق بیان شدہ  
آیات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کار کیلئے خاص ہے اور اس بات کی اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ خطاب کفار کو ہے۔ (بیضاوی) جانتا چاہئے کہ وَلَا يُغْنِي عَنْهُمْ شَفَاعَةُ إِبْرَاهِيمَ مَا لِمَنْ  
بلکہ یہاں کافروں کے حق میں یہ حکم ہے کہ اہل ایمان کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک گروہ کے حق میں شفاعت کی نفی فرمائی ہے تو دوسرے گروہ کے حق میں شفاعت کو ثابت فرمایا ہے  
چنانچہ کافروں کے بارے میں ارشاد ہے فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ لیکن شفاعت کرنے والوں کی شفاعت انہیں نفع نہ دیگی۔ اہل ایمان کے بارے میں ارشاد ہے وَلَا يَنْفَعُ الْإِنْسَانَ إِلَّا لِنَفْسِهِ  
یعنی اور وہ سب شفاعت نہیں کرینگے مگر اس کیلئے جسے وہ اپنے اندر مالے۔ دوسری آیت میں ارشاد ہے وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ لیکن اور ان کے پاس شفاعت کا نام نہیں رہی مگر جس کیلئے وہ  
ان فرماتے۔ (القرطبی)



سَوْءَ الْعَذَابِ يُذَذُّهُمْ ابْنَاءُ كُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَ كُمْ

نعت ترین عذاب ذبح، شکرگاہ۔ پھر ان کا دامن زندہ بیکڑا بیٹھ، دختران کا دامن  
 جس میں نعت ترین عذاب پہنچاتے تھے تمہارے لڑکوں کو اور ان کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے

وَفِي ذٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝۱۰ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ

اور میں کار آزمائشی بزرگ بود از پروردگار کا وقت کہ علیٰ قہم ہمارے کا دریغ کا  
 اور تمہارے رب کی طرف سے اس کام میں بڑی آزمائش تھی اور جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو شکاف کیا

فَاتَجَبَّيْنَكُمْ وَاَعْرِفْنَا آلَ فِرْعَوْنَ ۝۱۱ وَانْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝۱۲

پس خاص کریم کا دامن فرق سلطنت کران فرعون کا دامن میری پروردگار  
 پس جس میں تجاہت دی اور قوم فرعون کو فرق کیا اور تم دیکھ رہے تھے اور

اِذْ وَعَدْنَا مُوسٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمْ

آنوقت کہ مینار مقرر کریم یا موسیٰ چل چل شب میں گرفتار کا  
 جب ہم نے موسیٰ کیسے چالیس راتیں مینار مقرر کیں پھر تم نے موسیٰ کے

الْحِجْلَ مِّنْ بَعْدِهِمْ ۝۱۳ وَانْتُمْ ظَالِمُونَ ۝۱۴ ثُمَّ عَقَوْنَا عَنْكُمْ

کر سالہ کا دامن از دین موسیٰ کا دامن ستار بودید دامن کا دامن  
 جانے کے بعد چلے گئے (مجرور) بنا لیا اور تم سب ظلم کرنے والے تھے جس پر ہم نے تمہیں اس کے بعد

مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝۱۵ وَاِذْ اَتَيْنَا مُوسٰى

بعد از اس کا دامن کہ سپاس داری کہتے د آنوقت کہ موسیٰ کا  
 معاف کیا تا کہ تم سب شکر ادا کرو گے اور (پارہ) جب ہم نے موسیٰ کو

الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝۱۶ وَاِذْ قَالَ مُوسٰى

داریم کتاب و حجت تا بود کہ راہ یابید د آنوقت کہ گفت موسیٰ  
 کتاب اور حجت دی تا کہ تم راہ پاؤ گے اور جب موسیٰ نے اہلی

۱۔ فرعون قوم مخالف کے بادشاہ کا لقب تھا اس کا نام ولید بن  
 معصب بن ریان تھا۔ فرعون کا فرعون سے ماخوذ ہے جو  
 تفریاتی اور سرگشتی کے معنی میں ہے اسکی الوبیت کے ادعا کی  
 مدت چار سو سال ہے۔ فرعون روزانہ ایک گائے کا چھرا  
 کھاتا تھا اور چالیس روز کے بعد درخ حاجت کرتا تھا۔  
 (صادی) بنی اسرائیل پر بڑی کردہ نعمتوں کا تفصیلی تذکرہ  
 کے بعد اب یہاں سے اجمالی طور پر تذکرہ ہو رہا ہے۔  
 (غرائب القرآن) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما  
 فرماتے ہیں کہ جب کاندھوں نے فرعون سے کہا کہ اس  
 سال ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تمہاری بادشاہت کو  
 لے جائیگا تو فرعون نے یہ سن کر قہم دیا کہ بربر اور عورتوں پر  
 ایک سو مرتبہ گلیاں ہو جائیں اور ہر سو برس مرد گلیاں ہو  
 جائیں اور ہر دس برس ایک مرد گلیاں ہو جائے جو شہر کی حاملہ  
 عورتوں پر نظر رکھیں تا کہ لڑکا کھینچے تو اسے لگ کر دیا جائے اور  
 اگر لڑکی ہے تو اسے چھوڑ دیا جائے۔ (ابن جریر)

۲۔ اس آیت کی تفسیر میں جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے وہ  
 یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ  
 راتوں رات بنی اسرائیل کو لے کر نکل جائیں پس آپ  
 انہیں لے کر نکل گئے۔ جب صبح ہوئی تو فرعون اور اس کے لشکر  
 نے تعاقب کیا آخر فرما لیں ان کے نزدیک پہنچ گئے تب  
 اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنا عصا اٹھایا  
 بادو جب آپ نے عصا اٹھا تو ہمارا دھنک دست ظاہر ہو گئے  
 جب بنی اسرائیل کے لوگ ان راہتوں کے ذریعے دیا  
 ہو کر رہے تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے اے  
 موسیٰ ہم ڈرتے ہیں کہ تمہیں ہم میں سے کوئی دست و پاب نہ  
 جائے لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کی آسانی کیلئے کھڑکیاں اور  
 روشن دامن خدائے تا کہ ایک دوسرے سے ہاتھ نہ ہیں۔ اس  
 طرح دوا بخیر و عافیت سے ہو کر گئے اور جب فرعون نے

دوا کو خشک راستوں میں تقسیم دیکھا تو اپنے لشکر سمیت اس میں اندر چلا۔ وہ اپنی شوخی لہریں بکھر گئیں اور وہ سب ایک ہی وقت میں ڈوب کر چاہو ہو گئے۔ یہ ایک بہت بڑا احسان ہے جو اللہ تعالیٰ نے  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر کیا اور یہ خالق و بخیر کی بگلی گواہی پر مشتمل آیت میں سے ایک ہے۔ (بیضاوی) یہ فرعون کے ہاک ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل مصر میں داخل آئے تو  
 اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رات دینے کا وعدہ کیا اور رات القعدہ اور عشرہ ذوالحجہ کی میقات مقرر کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد قوم پھرتے کی عبادت میں مشغول ہو گئی اس آیت  
 میں اسی جانب اشارہ ہے۔ (بیضاوی) یہ کلمہ لفظی تہی کیلئے آتا ہے یا اعتقاد کیلئے اور یہ دونوں پہلے ہدایت کے وقت حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کیلئے کمال ہے۔ مفسرین کرام اس کا جواب  
 کی طرح سے دیتے ہیں (الف) اس کلمہ سے تہی کا معنی اس وقت آتا ہے کہ جب یہ عباد کی جانب راجع ہو گا لیکن جب اللہ تعالیٰ کے کام میں واقع ہو گا تو یہ تحقیق کے معنی میں ہو گا (ب) یہ کلمہ علی طریق اجتماع  
 واقع ہے نہ کہ علی تکلیف تحقیق کا کہ بندہ وہی پر ہر دوسرے کو کہے چاہے (ج) یہاں اصل ہماز کی جگہ پر (و) اصل بمعنی "نفسی" ہے تا کہ بندہ اپنے کرم سے لو لکے (د) لفظان  
 کہتے ہیں جس میں خبر یا راجع کیا گیا ہے۔ (غرائب القرآن) اسی کتاب سے مراد رات ہے۔ فرقان کی تفسیر میں چند اقوال ہیں (الف) حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا (ب) کفر اور ایمان کے مابین  
 عصارہ دے سے فرق کرنے والا (ج) حلالی و حرام کے درمیان فرق کرنے والا (د) فرقان سے مراد انفرقان پھر دوا پھر کر اس میں دست بنانا ہے (ه) فرقان سے اسکی لغت مراد ہے جو ان کے اور دشمن  
 کے درمیان فرق پیدا کرے (و) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ریت دی گئی اور حضرت محمد ﷺ کو فرقان اس کا اس کتاب ہدایت حاصل کریں۔ (غرائب القرآن)



لِقَوْمِهِ لِيُقِيمُوا زَكَاةً فَلَمْ يُؤْتُوا نَفْسَهُمْ بِاتِّخَاذِكُمْ الْعَجَلِ

قوم خود را اسے قوم میں ہر آیت کا حکم کر دیا ہر خوشن بظاہر گرفتار کرنا یا قوم سے فرمایا اسے میری قوم! بظہر تم نے اپنے آپ پر ظلم کیا مجھ سے کو (مجبور) بنا کر

فَتَوَيَّأَ إِلَىٰ بَارِيكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ

میں باز آئیں ہوسے آخر کار خود میں بکشیہ خوشن را ایں بہتر است تا ہر نزدیک جس تم سے اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو اور اپنے آپ کو قتل کر دینا تمہارے لئے بہتر ہے تمہارے پیدا

بَارِيكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝۱۷

آفرینگار تا میں خدا باز گشت مہربانی ہر تا ہر آئندہ اوست قبول کند مہربان و آفوت کر کرتیوالے کے نزدیک جس اس نے مہربانی سے تم پر رجوع فرمایا بظہر وہ تو یہ قبول کرنا مہربان ہے اور رحیم

فَلْتَمِمْ يَمُوسَىٰ لَنْ تَوُفِّيَنَّاكَ حَتَّىٰ تَرَىٰ اللَّهَ جَهَنَّمَ

مقتدی اسے موسیٰ ہر گز ہر خدا ہم ترا تا آنکہ ہر عظیم خدا را آشکارا تم نے کہا اسے موسیٰ ہر گز ہم آپ پر یقین نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہم اللہ کو اعلاہ دیکھ لیں

فَاخْذُتْكُمْ الصُّعْقَةَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝۱۸ ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ

میں گرفت تا ہر صاعقہ و تا میدہ ہر زکوہ گردانیدیم تا ہر میں نہیں کرک نے پکار لیا اور تم دیکھ رہے تھے ہر ہم نے جسوں دوبارہ زندہ کیا

مَنْ بَعْدَ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝۱۹ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمْ

میں از مردن تا ہر ظہر گدازی کنید و سایان را عظیم ہر تا شہادت مرتے کے بعد تا کہ تم ظہر جلا لاؤ جہر اور ہم نے تم پر بادلوں کو

الْفَحَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوَىٰ لَكُمْ وَأَمِنْ

اور را فرد آورندیم ہر تا من و سلوی عظیم بخوردہ از سایان بنال اور ہم نے تم پر من و سلوی اتارا ہم نے فرمایا کھاؤ

مَنْزِلًا

یہ نوحہ کا اصل معنی ایک چیز کو دوسری چیز سے منتقل کرنا ہے مثلاً نوحی السورۃ فی من مخرجہ یعنی مریض اپنے مرض سے جدا ہوا۔ لہذا تفسیر اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو ہلاک کروانا قطع شہادت کروانا بعض علماء کے قول کے مطابق انہیں حکم ہوا کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کریں اور بعض کہتے ہیں کہ موصول کو حکم دیا گیا کہ وہ سالہ پرستوں کو قتل کریں اور بعض کہتے ہیں کہ پہلے کروہے خود بھی پوجا نہ کی اور دوسروں کو منع بھی کیا اس لئے وہ تو بہ میں شریک نہ ہوا کیونکہ ان کی توبہ کی حجت نہ تھی۔ روایت ہے کہ وہ اپنے جنوں اور شہوت و مردوں کو دیکھتے تھے اور اللہ کے حکم کو نبھانے کی قوت نہ دیکھتے تھے لہذا اگر نہ اس لئے وہ ایک دھک کے پادل ان پر پھینکا دیئے گئے تاکہ وہ ایک دوسرے کو کچل لیں اور دوسرے سے شام تک ایک ایک دوسرے کو قتل کرتے رہے آخر کار حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام نے دعا کی جس سے پادل چھٹ گئے اور ان کی توبہ قبول کر لی گئی۔ اس واقعہ میں وہ بڑا فرار آئیں ہوئے۔ (بیضاوی)

جہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آئینوں کو لے کر ذریت لینے کو مجبور کیے جب آپ ذریت لے کر واپس ہونے لگے تو ان لوگوں نے کہا اے موسیٰ جب تک ہم اللہ کو اعلاہ نہ دیکھ لیں آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جس پر بطور جواب ان پر بجلی گر گئی اور وہ سب مر گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے دوبارہ زندہ ہوئے۔ اس آیت سے معجزہ فرد و دلیل قائم کرتا ہے کہ رویت باری تعالیٰ متعجب ہے کیونکہ اس مطالبہ پر انہیں سزا دی گئی اور یہ قاعدہ ہے کہ سزا جاذبہ سزا انہیں دی جاتی۔ اہل سنت اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ دنیا میں رویت باری تعالیٰ کے اقتدار سے آخرت میں رویت باری تعالیٰ پر دلیل قائم نہیں کی جاسکتی ہے اور آخرت میں رویت باری تعالیٰ ہی عمل خزانہ ہے۔ اس آیت میں دنیا میں رویت

باری تعالیٰ کے محال ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔ دیکھاؤ و غرائب القرآن) جہ لوٹ کے بعد موت کا اللہ اس لئے آپا کا ساسنی، یہوشی اور شہادت اللہ سے کا جس آتا ہے عیسا کہ اللہ نے اصحاب کرب کے بارے میں فرمایا لَمْ يَغْنَبْكُمْ (بیضاوی) یہاں موت سے مراد قتل موت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شکایت سے انہیں دوبارہ زندہ کیا گیا تاکہ وہ اپنی بیعت خدا کی پوری کر لیں۔ (صادی) سزا دی ہے کہ وہ نہ آئی کو وجود پر گئے تھے ہلاک ہو گئے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شہر اور انکساری سے دعا کی کہ یا اللہ ایں نبی اسرا نکل کو ہلاک کیا جواب دیا انا انہیں زندہ فرماؤں میں اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندہ فرمادیا۔ ان پر یہ موت ایک دن اور ایک رات طاری رہی۔ (مطہری) حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ان سب پر حقیقی موت طاری ہوئی اور ان کے جسم سے روح اس طرح نکل گئی جس طرح ماموں کی موت پر لگن جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو مرنے سے زندہ کیا تاکہ اپنی زندگی کا بقیہ حصہ پورا کر لیں۔ حضرت عباس کہتے ہیں کہ اس واقعہ کی خبر ان لوگوں کو اس لئے دی گئی تاکہ قریش کے ان لوگوں پر محبت قائم ہو جائے جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے والے جانے کے سحر تھے۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ یعنی مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندہ کیا تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر جلاؤ۔ بعض علماء نے تفسیر نے آیت کریمہ کی تفسیر یہ کی کہ ہم نے تمہاری جہالت کے بعد تمہیں سکھایا انہیں اول قول یہ ص ہے اس لئے کہ وہ حقیقت پہنچی ہے اور موت ان کیلئے بھروسہ اور مٹی۔ مروی ہے کہ نبی اسرا نکل نے دیکھا کہ پہاڑ اٹکے اوپر ہوا میں معلق ہے اور زمین میں اس کے چاروں جانب آگ لگی آگ ہے یہ ہے وہ منظر جس کے سبب وہ سب ایمان لائے ہر مجبور ہو گئے (القرطبی)







الْحَجَرُ فَإِنْ فَجَرَتْ مِنْهُ أَثْنَا عَشَرَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ

ہمسائے خود سنگ را پس رواں شد از سنگ و ازین چشم بشارت  
عصا کو چرخ پر باد پس چرخ سے ہوا چشم جاری ہو گئے جاننا لیا

كُلُّ أَنْاسٍ مُّشْرِكُهُمْ كُفُّوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا

ہر قوم آب خود را گھم بخورید و نوشید از روزی خدا کی  
ہر قوم نے اپنے پانی (پینے کی جگہ) کا ہم نے فرمایا: کھاؤ اور پیا اللہ کی روزی سے

تَعْتَوْا فِي الْأَرْضِ مُّفْسِدِينَ ۝ وَإِذْ قُلْتُمْ يَهُودِي كُنْ

و خدا مفسد در زمین جاننا کیوں و آنوقت کہ گفتید اے یہودی ہر گز  
اور دشمنان میں خدا کرنے والوں (کی طرح) خدا نہ کروں اور جب تم نے کہا اے یہودی

نَصِيْرٌ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ قَادِحٌ لَّنَا رَبِّكَ يُخْرِجُ لَنَا مِمَّا

خلیقا غلیم ہر یک طعام میں طلب برائے ما از پروردگار خود تا بیرون آورد برائے ما از آنچه  
ہم ہر گز ایک کھانے پر ہمیشگی کر گئے ہیں آپ ہمارے لئے اپنے رب سے طلب فرمائیں تاکہ وہ ہمارے لئے نکالے

تُثْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا

ی روایت زمین از ترہ و سب و یار رنگ و سب و گندم و سب و عدس و سب  
اس سے جو زمین اکائی ہے اگلی ترکاری سے اور اگلی گری سے اور اگلے گندم سے اور اگلے سب سے

وَبَصَلِهَا قَالَ أَكْتَبِدِلُونَ الذِّیْ هُوَ أَذْنٰی بِالذِّیْ

و پیاز اسے گفت موتی آیا بدل سکتیہ آنچه وے فرد تر ست آنچه  
اور اس کے پیاز سے۔ موتی نے کہا کیا تم بدلے ہو اس کو جو کم تر ہے اس چیز کے

هُوَ خَيْرٌ أَهْبِطُوا مَصْرًا فَإِنَّكُمْ مَّا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ

وے بہتر است فرد روید شہرت میں ہر آنکہ ہاشم ثار آنچه فرستید و زود شد  
عاش جو بہتر ہے تم سب کسی شہر میں اترو میں شک تمہارے لئے وہ ہے جگہ تم نے سوال کیا اور میں ہر

منزل

## تَفْسِیْرُ الْقُرْآنِ

۱۔ جس چرخ سے پانی نکلا تھا اس چرخ کے پاس میں پانچ  
اقوال ہیں پہلا قول: وہ کہہ طور کا ایک مریخ چرخ تھا جس کو نبی  
اسرائیل اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ نبی نے اس کو اللہ کے حکم سے اس  
سے بارہ چشم جاری ہوئے اور چشم ایک تہری صورت  
میں بہہ کر ہر قبیلہ کی طرف جاتا تھا کہ اللہ کی تعداد چھ لاکھ تھی  
اور بارہ میل تک پہنچا تو اٹھا دوسرا قول: یہ وہ چرخ تھا جس  
کو حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا تھا۔ حضرت سے اٹھارہ تھا اور حضرت  
شعیب علیہ السلام کو دواشت میں تھا اور انھوں نے حضرت موسیٰ  
علیہ السلام کو عصا کے ساتھ پانچ تھا۔ تیسرا قول: یہ وہ چرخ تھا جس  
پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھرنے کے وقت اتار رکھے تھے اور یہ  
بھاگ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے آپ کو بیتان  
اور انعام سے محروم فرمایا تھا۔ آپ کو نصیبوں میں تلخ کا  
طعم دیتے تھے۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس  
چرخ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ تاکہ ہم نہ بھولیں کہ چرخ تھا: یہ کوئی  
خاص چرخ نہیں تھا بلکہ عام سا چرخ تھا۔ پانچواں قول: یہ چرخ  
مرمر کا تھا اور مریخ تھا۔ (یہودی) حضرت موسیٰ علیہ السلام  
کا عصا جتنی نکلائی کا تھا اور آپ کا تہ مبارک بھی اسی قدر تھا  
اس کے دو حصے تھے ایک حصے سے ادا میرے میں روٹھا کا  
کام لیتے تھے اور دوسرے حصے کو گری اور دھوپ میں سامنے  
کیلے استعمال کرتے تھے آپ اس عصا سے بکریاں چراتے  
تھے اور بھیڑا بھیجتے تھے۔ (سادی) استقاء یعنی پانی  
طلب کرنا یہ اسوت ہوتا ہے جب پانی غم ہو جائے اور  
خیر و فکر ہو گئے لگ جائے جب معاملہ ایسا ہو جاتا ہے تو  
اسوت غم ہے کہ بندہ بجا دعوت مقرر ہو سکے اور اہل کا اظہار  
قہر و انصوح کیسے آجھ کرے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کی غرض سے عید کا وہی جانب قرائع و انکساری کرتے  
ہوئے تشریف لے گئے۔ جانا چاہئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
نے اپنے عصا کو چرخ پر مانا تو چرخ سے بارہ چشمے نکل

جائے۔ یہ آپ کا چرخ تھا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پریشان دکھا کی کہ آپ نے اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کر دیے۔ چرخ سے پانی کا چشمہ نکلا اور اسے مقابلے میں ہے کہ کنگدان راست  
چرخ سے پانی کے چشمے نکلتے رہتے ہیں جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اگلی مبارک سے پانی کا چرخ جاری فرمایا آپ سے پہلے کسی نبی سے ثابت نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ علیہ السلام کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کیا تھا جسے ہمارے پاس پانی نہیں تھا اس آپ کے پاس ایک برتن لایا گیا آپ نے اپنی انگلی مبارک سے اس برتن میں ادا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جاری ہو گیا۔ آپ یہ  
فرماتے جاتے کہ اؤ لہذا کی جانب۔ حضرت جابر علیہ السلام سے یہ چھا گیا کہ اس روز آپ کی تعداد کیا تھی آپ نے فرمایا: پندرہ سو۔ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أَنْاسٍ مُّشْرِكُهُمْ: مشرب پینے کی جگہ کو بھی کہتے ہیں اور  
مشرب کو بھی کہتے ہیں۔ نبی اسرائیل میں اسلحا اسی طرح تھے جس طرح عرب میں قناک ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی نسبت سے نبی اسرائیل کے بارہ قبیلے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان  
قناک میں الگ الگ چشمے جاری کئے۔ عطا کہتے ہیں کہ جس چرخ سے چشمے جاری ہوئے تھے اس چرخ کے چار سرے تھے ہر سرے تین تین چشمے جاری ہوئے۔ بارہ قبیلوں میں سے ہر ایک قبیلہ چھاس  
ہزار انھوں پر مشتمل تھا جو پانچ لاکھ تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چرخ پر جب عصا مانا تو چرخ پر غوروں کے بہتان کی طرح اٹھارے بیٹے ہو گئے۔ (القرطبی)



عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا يُعَذِّبُ مِنَ اللَّهِ ذَلِكَ

یہ ایٹال غمراہی و بھڑائی و باز کشیدہ قفس از خدا ہیں  
روائی اور ذلت باد دل گئی اور وہ سب اللہ کے غضب میں لوٹے یہ

بِأَنَّهُمْ كَانُوا يُكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ

سبب آیت کہ اور نبی جانشین آجہات خدا و ی کشیدہ بھڑیان را  
اس سبب ہے کہ وہ سب اللہ کی آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے اور نبیوں کو قتل

بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ إِنَّ

حق اس سبب گناہ کردن ایٹال است و آنکہ از حد و ی گزشتہ ہر آیت  
گئی کرتے تھے یہ اس سبب ہے کہ ان لوگوں نے نافرمانی کی اور وہ سب عد سے گذرتے تھے ایٹک

الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَى وَالصَّبِيحِينَ

آنانکہ مسلمان شہر و آنانکہ یہود شہر و نمران و سبہ ایتان  
وہ لوگ جو مسلمان ہوئے اور یہودی ہوئے اور اعرابی اور سبہ ایتان

مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ

ہر کہ از ایٹیں ایمان آورد بخدا و ہروز باز مہمین و کرد کار شایستہ پس ایٹان است عزا ایٹیں  
ان میں سے جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور ایٹے کام کئے تو ان کیلئے ان کے سب کے

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ وَإِذْ

نزدیک ہر دگار ایٹیں و از قریں ہر بر ایٹیں و از ایٹیں اوردیگین شہر و از وقت کہ  
پاس اتر ہے اور ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ سب غمگین ہو گئے یہ اور جب

أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا

از ہم بیان غا را و جاسم ہلاے شا طور را انعم کیے آئی  
ہم نے تم سے اہدو لیا اور تمہارے اوپر ہم نے (کوہ) طور اٹھایا فرمایا: جو ہم نے تمہیں

مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ

یہ واقعہ بھی مقام سیکہ ہے۔ من اور سلوی دو کھاتے تھے  
اور انھوں نے طعام واحد کیا اسکا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں  
نے طعام واحد سے تبدیل اور اختلاف کی گئی کیونکہ اگر  
کسی دین خزان پر مختلف انواع کے کھاتے ہوں لیکن یہی  
کھاتے روڈ ایتا ہے ہوں تو کہا جائیگا کہ لا ینا کل فی علانی  
و لا یخفنا و ایضا۔ (کلان کھانا نہیں کھاتا ہے مگر ایک ہی  
قسم کا جھڑا سے مراد کوئی بھی شے ہے۔ جس کا مطلب یہ  
ہے کہ کسی بھی شے میں چلے جائے اور وہیں ذرا مت کرو۔ چلے  
انہیں بغیر محنت و سعادت کے کھانا مل چکا کرتا تھا اب انہیں  
صحت کرنی پڑے گی اس لئے فرمایا کہ کیا تم اہل کوادنی سے  
بدلتے ہو یعنی بحث خدا اپنے سر لیتے ہو۔ ان پر ذلت و  
روائی کی تین و چھ بیان کی گئی ہیں۔ اول: حق اللہ سے  
جہالت اور اس سے انکار۔ دوم: قتل انبیاء۔ سوم: اعتداد  
للم۔ یعنی سترین کہتے ہیں کہ سب اول سے حق میں  
گناہوں کی جانب اشارہ ہے اور سب مانی سے وہ گناہ  
مراد ہے جو ہی کریم علیہ السلام کے زمانے میں نافرمانی کر  
رہے تھے یہاں یہ سوال ابھرتا ہے کہ کیا ان کے کیا کھاتے  
پر مہر نہ کرتا اور دوسرے کھاتے کا مطالعہ کرنا معصیت ہے یا  
نہیں؟ علماء کے دو اقوال ہیں پہلا قول یہ ہے کہ کفار یہ سوال  
کرنا معصیت ہے کیونکہ مختلف کے لائق یہ ہے کہ جس  
حال میں بھی اللہ اسے رکھے رہنا چاہیے۔ خصوصاً نعمت حق  
اور مخلوق۔ دوسری سب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حیرت و غلب  
سفر مال استنبط لوق۔ دوسرا قول یہ ہے کہ انصاف عامہ  
(پالی کے بارہ ختمے موت چاہئے) کے بعد ختم ہوا  
و انھوں ان کے امر کا ایجاب پائی خدا لکھا است و گئی اس  
لئے ان کا سوال معصیت نہیں ہے۔ دوسری سب اللہ تعالیٰ  
نے انھیں وہ دیا جس کا انھوں نے سوال کیا۔ (غراب  
القرآن) لاحق قتل انبیاء سے مراد یہ ہے کہ انھوں نے

اپنے عقیدے کے پیش نظر انبیاء کو بغیر کسی وجہ کے قتل کیا جیسے حضرت محبوب علیہ السلام اور حضرت علی علیہ السلام وغیرہ۔ (بخاری) کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کو قتل قسب اور حبس علی الدیال  
میں جلا فرمایا۔ (طبری) ع حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اللہین انھوں سے مراد حبیب محمد علیہ السلام سے قبل حضرت یحییٰ علیہ السلام پر ایمان لاتا ہے جیسے حضرت سلمان فارسی حضرت ابو  
ذر غفاری وغیرہ کہ یہ لوگ حضرت یحییٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور یثیت کے بعد حضور علیہ السلام پر بھی ایمان لائے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اللہین انھوں سے ایمان  
بالمان مراد ہے اور یہ جن لوگوں کی جماعت تھی جسے اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے ساتھ بیان کیا اس اختیار سے مفہوم یہ ہوا کہ یہ لوگ منافقین کی یہود و نصاریٰ اور حبشیین میں سے تھے جو نبی اللہ پر ایمان لائے۔  
یہودی مولود یحییٰ صحت سے ماخوذ ہے یا تو یحییٰ صحت سے ماخوذ ہے یا ایک دوسرے سے صحبت کر کے یا جو سے بڑا ہے لیکن اصحاب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام  
کے ساتھ والوں کو کہا جاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بڑے بیٹے کے نام سے موسوم ہے۔ حبشیین ضابطہ کی جمع ہے یا ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو بالذات سب یہود کہ مراد  
ذریعہ اختیار کرنا ہے۔ یہ عرب کے شمال مشرقی میں شام و عراق کی سرحد پار کر کے آئے تھے۔ یہ جدید رسالت کے قائل تھے اور بعض کے نزدیک مانگہ بہت اور عطا بہت تھے اور ایک قول یہ بھی ہے  
کہ ان کو نبی میں نہیں تھا اس بنا پر کہ وہ نبیوں کو صابی کہا جاتا ہے۔ غرض ان کی وجہ سے۔ کئی قصہ کے مطابق جو لوگ جمل اہل ادیان سے اپنے اپنے مذہب میں ان کے تبدیل ہونے سے پہلے کے دل  
سے عہد اعداء کے قائل تھے پھر اصحاب نبوت کے بعد اسلام میں داخل ہوئے۔ دوسری قصہ کے مطابق جو ان کافروں میں سے تھے دل سے دوسرے ہو گئے اور اسلام کی صداقت کا قائل ہو گئے اس کیلئے اللہ کے

یہاں اجر ہے۔ (بخاری و غرائب القرآن)



اَتَيْنَكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۰﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ

اور اے تم کو طاقتور بنا دیا اور یاد رکھو اس میں سے یاد رکھو تاکہ تم سب متقی ہو جاؤ پھر تم نے انکے بعد

مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ

بعد از اس میں اگر نبھائے تھا تم پر خدا پرست و مہربانی اور

رہبرانی کی نہیں اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی

لَکُنْتُمْ مِنَ الْخَسِرَانِ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدُوا مِنْكُمْ

ہر آئینہ کی شدید زیاںکاران و ہر آئینہ دانستہ ایسے آسمانوں کے از حد دور گزشتہ اور بیش

تو ضرور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوتے اور جنگ تم نے چاہ لیا ان لوگوں کو جو تم میں سے

فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿۱۲﴾ فَجَعَلْنَاهَا

در شبہ میں کسم ایشیا بزدلہ شدید خوار شدہ بنیں ساقیم انہی قصہ را

ہفتہ کے دن احد سے جو تم میں سے تھے ان سے کہا پھانگے ہوئے بندہ ہو جاؤ جس کی تم نے اس قصہ کو

نَكَالًا لِّمَآبَيْنِ يَدِيهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۱۳﴾

مہربانی برائے اُن قوم کے جن میں ایمان دینے والا اور ایمان آئندہ پندے پر بیزار گاردار

مہربت علیا ان کیلئے جو آبادی میں ان سے پہلے تھے اور ہوا گئے بعد ہو گئے اور پر بیزار گاردار کیلئے نصیحت سے

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا

و انوقت گفت موسی بقوم خود ہر آئینہ خدا کی فرمایہ تم را بخشن

اور جب موسی نے اپنی قوم سے کہا: جنگ اللہ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا

بَقْرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ

گاوے گفتہ آپ ما بنکر دی سخن گفت چاہ سکیم بھرا از آنکہ باہم

تکبر کرتا ہے تو تم نے کہا کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہیں (موسیٰ نے) کہا: میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں اس سے

۱۔ روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب توریت لائے اور آپ نے وہ فراموش جواس میں شامل تھے بیان کئے تو انہیں بہت مشکل معلوم ہوئے اور انہیں ماننے سے انکار کر دیا ان کے انکار پر اللہ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کوہ طور کو ان کے سر وال پر سنا بان کی صورت میں مطلق کر دیا جب جب کہ انہوں نے قبول نہ کیا (بیضاوی) اس بیباق کے بارے میں متسین کریم کے کئی اقوال ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقلوں کو وہاں اوریت کئے ہیں جو صالح کے وجود اعلیٰ قدرت و حکمت اور ایک انبیاء اور رسل کے صدق پر دلالت کرتے ہیں اور یہ سب مہد وچاں میں سے زیادہ قوی مہد وچاں ہے اس لئے کہ یہ کسی بھی صورت میں خلاف جمود اور عبدی کا احتمال نہیں رکھتا یہ اسم کا قول ہے اور دوسرا قول وہ ہے جو مہد الرضیٰ بن زید اسلم سے مروی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام رب کے پاس سے توریت کی تختیاں لیکر لوٹے تو بنی اسرائیل نے ان میں سخت تکلیف کے احکام پڑھے تو ان پر دھڑ بھڑا اٹھیں ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو جبرائیل علیہ السلام کو کوہ طور پر لائے انکا ذکر اور اسے انکا کران پر مطلق کرنے کا حکم دیا گیا اور موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اگر تم قبول کرو گے تو تمہیک وراثت سے تم پر آنا دیا جائیگا تو اسوقت انہوں نے قبول کیا اور عہد و پیمان کے تابع ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دو عہد و پیمان ہیں (۱) جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت کو انکی پشت سے نکالا اور ان کو انکی اپنی جانوں پر گواہ بنایا (۲) اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر انبیائے کرام علیہم السلام کی چودہی کرنا لازم کی اور یہاں تکی مہد وچاں مراد ہے۔ (غرائب القرآن) خود اصل میں ہر ایک پہاڑ کا نام ہے لیکن یہاں مراد وہ پہاڑ ہے جو

قلمین میں ہے (معاذی) جب اللہ کے حکم سے کوہ طور کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بلند کیا تو بنی اسرائیل اسے خوف کے سیدھی طرف کی صلیب چوٹی پر جمود کرنے لگے جو بعد میں جبل کریم بنی ان کی عبادت کا حصہ بن گیا۔ (معاذی) جہاں قتال کہتے ہیں کہ ان کا توہم سے بھرنائی طریقہ ہے (۱) توہم میں قرابت کرنا (۲) توہم کے اوائل پر عمل کرنا (۳) توہم کے ساتھ حصے پر عمل کرنا اور باقی حصے کو چھوڑ دینا اس جرم میں بعض پر نصیب کا ظاہر نازل ہوا بعض پر ظالمون کا عذاب اتنا اور بعض کو گم سے جلا دیا گیا۔ (غرائب القرآن) جہاں انہیں حکم دیا گیا کہ تم بچنے کے دن عبادت کیا کرو ان میں سے کچھ لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں اس کے بارے میں زیادتی کی اور فکار میں مصروف ہو گئے یہ لوگ ساحل پر آنا ایک ایسا نامی میں تھے پہنچنے پہنچتے تھے جب ہفتہ کا دن آتا تو ساری پچھلیں خر افتر میں سے منہ پھرا کر اچھی تھیں اور جب یہ دن گذر جاتا تو وہاں ہر پچھلی جا میں اس کے انہوں نے حشر یا کران سے تالیاں ملا دیں اور پچھلیاں ان تالیوں کے ذریعے حشر میں داخل ہو جاتیں اور یہاں توڑکھڑکھ کر لیتے۔ (بیضاوی) اس مسئلہ میں چونکہ تین گروہ میں رہتے تھے پہلا گروہ وہاں ہر پچھلی پر مشتمل تھا اور انہوں نے فکار میں حصہ لیا اس لئے انہیں ہزار بنایا گیا پھر حق ان کے بعد ہلاک ہو گئے دوسرا گروہ وہوں نے فکار کیا اور نہ کرنے وہوں کو فتح کیا انہیں بھی ہزار بنایا گیا تیسرا گروہ فکار سے بچا ہوا اور نہ کرنے والوں کو فتح کیا یہ گروہ اس عذاب سے بچ گیا۔ (معاذی) یہ کہ اب جو بندہ کی نسل ہے یہاں کی ذریت سے لگن ہے بلکہ یہ دوسری مخلوق ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کے چاروں کو ہزار بنایا گیا اور ان کے بیویوں کو فخر بنایا گیا۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ انکی نسل جو بنی نہیں ہوئی بلکہ یہی خود ہندوں کی طرح آج ہو چکا تھا یہاں ہندوں سے تکیہ دی گئی ہے۔ (بیضاوی و معادلی) جہاں نکال و رخت مراد ہے جو مردوں کیلئے ہادی ہوتے ہیں۔ لہذا انہیں ذلیفہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسوقت تھے۔ خلفاء جو بعد میں آنے والے تھے (بیضاوی)



مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿۱۵﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا

از نادانان گمراہ سوال کن برائے ما از پروردگار خود تا بیان کند برائے ما چہ کہ میں نادانوں میں سے ہوں چنانچہ آپ ﷺ نے کہا آپ ہمارے لئے اپنے رب سے سوال کریں تاکہ ہمارے واسطے بیان کرے کہ

هِيَ ۖ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضَ وَلَا بِكْرٌ ۖ

وہی ہے۔ (سورۃ تہ) کہا: بیشک اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جو نہ بڑھی ہو اور نہ کم عمر

عَوَانٌ بَيْنَ ذَلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿۱۶﴾ قَالُوا

میان است انہما و آن میں بچید آجی فرمودہ شدہ گفتہ درمیان ہو اسنے اور اسنے مگر ہم سب کرو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے یہ قوم نے کہا

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْهَاهُ ۖ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ

سوال کن برائے ما از پروردگار خود تا بیان کند برائے ما کاذ گفت ہر ایک خدا مطلقاً یہ آپ ہمارے لئے اپنے رب سے سوال کریں کہ بیان کرے کہ اس گائے کا رنگ کیا ہے (سورۃ تہ) کہا: بیشک اللہ فرماتا ہے کہ

إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ﴿۱۷﴾

کہ گاوینست زرد رنگ زرد است رنگ از خوش بینیکد چہنگان را کہ زرد رنگ کی ایک گائے ہے اسکا رنگ خوب زرد ہے دیکھنے والوں کو خوش کرتی ہے یہ قوم نے کہا

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۚ إِنَّ الْبَقَرَ

گمگندہ سوال کن برائے ما از پروردگار خود تا بیان کند برائے ما چہ کہ اسے اسے آن گاؤ آپ ہمارے لئے اپنے رب سے سوال کریں کہ بیان کرے کہ ہمارے لئے وہ نہیں گائے ہے

تَشْبَهَ عَلَيْهِمْ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿۱۸﴾ قَالَ

ہر ایک مشتبہ شوق ہر ما و ہر آئندہ اگر خواست خدا راہ راہنما ہم گفت بیشک بہت سی گائے ہم پر مشتبہ ہیں اور بیشک ہم اگر اللہ نے چاہا تو راہ ہدایت سے ہوتے ہیں (سورۃ تہ) کہا

مَنْزِل ۱

۱۔ قصہ یہ ہے کہ ان میں ایک یازمان محمد بن ابی بکر بنی ہاشم کے چچوں نے انکا اور اہل بیت کے لالچ میں اس کے بچے کو لال کر کے شہر کے دروازے میں ڈال دیا اور پھر غول بھاڑا لگے کیسب انہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا کہ اسکا گوشت انکے جسم پر باروت متحول نہ ہو اور اگر وہ قاتل کا نام بتا دیا کہ (بیضی ہوئی) عطاء کا اس میں اختلاف ہے کہ تہجد لہذا کہنا کفر ہے یا نہیں؟ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ ان کا یہ کہنا کفر ہے کیونکہ مرنے کا زہد ہو کر قاتل کا نام بتانا اللہ کی قدرت میں سے ہے اور ان لوگوں نے اس پہلے سے اس میں شک کیا اور اس لئے بھی کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کفر کیا کہ گائے ذبح کرنے کا حکم اللہ کا ہے یا نہیں یہ بھی باعث کفر ہے جبکہ دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ یہ کفر نہیں ہے کیونکہ انہما کی باتوں پر تعجب کرنا فطری عمل ہے اور تہجد لہذا غرضاً تعجب حق کے قبول سے ہے اس لئے کفر نہیں ہے۔ (غرض القرآن) جانتا چاہئے کہ اس آیت میں دیکھیں منجذ ہے کہ دین اللہ دین مسلمان اور ہر وہ شخص جسکی تعظیم واجب ہو ان سب کا استہزاء صحیح ہے ایسا کرنے والا جہالت کا مرتکب ہوگا اور وہیہ کا استحقاق ہوگا یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ نزاع استہزاء نہیں ہے کیا آپ کو نہیں معلوم کہ نزاع نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اور آپ کے بعد اگر کرام سے بھی نزاع ثابت ہے۔ مرنے والے کے ایک شخص کو کفر کے تاشی میں اللہ تعالیٰ حسن کے پاس آیا تو آپ نے اسے از با و حرا ان سے پوچھا کہ تمہارا یہ جہنمیہ کسے ان سے بنا ہوا ہے۔ اس شخص نے کہا: اے تاشی جانوں والی حرکت نہ کہ تاشی عید اللہ نے اس شخص سے پوچھا کہ تم نے کہاں پایا کہ نزاع جہالت ہے اس شخص نے اسے جواب میں یہی آیت تلاوت کی۔ یہ پھر تاشی نے اس شخص سے اعراض کیا کیونکہ یہ شخص نزاع اور استہزاء کے فرق کو نہیں جانتا تھا

(القرطبی) ج فارض یعنی بڑھی پر غرض سے مشتق ہے معنی قتل کرنا۔ کہا کہ وہ اپنی ہر قتل کر رہی۔ پھر معنی کو ادنیٰ بکھڑا اولیت کا معنی دیتا ہے جسے آغاز کفر کہتے ہیں۔ غول یعنی نصف مرغی جو ان اور باحار کے درمیان ہو۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ بچی گائے چاہے ذبح کر دے تو انہیں کھاتے کرتی ہیں انہوں نے اپنے اوپر حکم کیا اور اللہ نے بھی ان پر عقیقہ کیا ان کے درپے کی ہے اور انہیں بار بار سوال کرنے سے نفی کے ساتھ منع کیا گیا۔ (بیضاوی) فَافْعَلُوا اِنَّا نُوَفِّئُكُمْ اِس جملہ امر کی توجہ یہ مقصود ہے: ہاں بات پر تمہیں ہے کہ نکلتا ہے تو کچھ دوسرے جس کام کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اسے کرو فقہائے کرام کہتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت کر رہے ہیں کہ اگر وہ جب کھلے ہوتا ہے (القرطبی) ج ففعل ج معنی فاعل زرد رنگ گویا کہ ان سے ہیں کہا گیا کہ وہ ایک ایسی زرد رنگ کی گائے ہے کہ انکی زردی جز ہے۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ وہ کالے رنگ کی گائے کیونکہ حکام عرب میں کالے رنگ کیلے صفر کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے جسے آتش نے قس کی قرطبہ میں خمر کی تو صفر کا لفظ اس کے معنی میں استعمال کیا۔ تفسیر سرور سے اخذ ہے ہذا اصل معنی لالت ہے جو حصول قتل کے وقت دل میں ہوتی ہے۔ (بیضاوی) ج اب یہ لوگ کہتے تھے کہ میں گائے کے بارے میں ایسی طرح پتہ نہیں چل رہا ہے۔ زور اور کھول کر بیان کریں کہ اس رنگ اور طبع کی گائے تو کی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر وہ لوگ ان خدا اللہ نہ کیجئے تو قیامت تک انہیں گائے کے بارے میں نہ بتایا جاتا۔ (غرض القرآن)



اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقْرَةٌ لَا ذَلُوْلٌ تَنْبِئُ الْاَرْضَ وَلَا

ہر آنکہ مہراج کہ وہے گاریت کہ نہ سخت کھنڈہ کہ شورتہ زمین را نہ نہ

بیک اند فرما تا کہ وہ ایک انکی گائے ہے جو مشقت کھینچے والی نہ ہو کہ زمین کو نرم کرے اور نہ

تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَمَّمَةً لَّا شَيْءَ فِيهَا قَالُوا اَلَنْ

آب میدہ زراعت را مسمومت است حق قال نیست در دے مسمومت بنور

کھیت کو پانی دیتی ہو مسمومت ہے اس میں کوئی مہب نہ ہو (قوم نے) کہا: اب

جَعَلْتَ بِالْحَقِّ فَذَبْحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُوْنَ ۝۷ وَ

آوردے حق راست ذبح کردہ را نہ ذابک نبودہ از آنکہ کہنے

آپ حق نے کر آئے ہیں انھوں نے اسے ذبح کی اور قریب تھا کہ وہ ایسا نہ کرتے اور

اَذُقْتُمْ نَفْسًا فَاذَرْتُمْ فِيهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجُ مَا كُنْتُمْ

آذوقتم کہ کھینچے شخص را پس ذابک کردید در دے و طرا بیرون آوردہ است بجز یا کہ

جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا پس تم نے اس میں بھجور کیا اور اللہ نکالے گا اسے اس چیز کو

تَكْتُمُوْنَ ۝۸ فَلَمَّا اَصْرَبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُخَيِّئُ اللّٰهُ

پہاں نکریدہ ہیں فرمودہم نہ پندہ این شخص را بعضوے از کاذہ این طور زندہ میکند خدا

تمہیں تم چھپاتے ہو پس ہم نے فرمایا: اس شخص کو اس گائے کے بعض حصے سے مارو اللہ اس طرح زندہ فرماتا ہے

الْمَوْتِ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۹ ثُمَّ قَسَتْ

مرگنا و مری قریب تھا کہ تمہا سے غور تا پند کہ در پانچہ ہار سخت شد

زبانہ کو اور نہیں اپنی کتابیں دکھاتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو جس بحر اس کے اندر

قُلُوْا بِكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَمِمَّا كَالِ الْحَيٰرَةِ اَوْ اَشَدُّ

کہاں تا بعد از ہی پس انہا ماتہ سخت اند بلکہ زیادہ تر

ترسہ دلی سخت ہونے میں دو بحر کی مثل ہیں بلکہ سختی میں

مذکور ۱

تَنْبِئُ الْاَرْضَ وَلَا

۱۔ روایت ہے کہ اس میں ایک ایک بزرگ کے پاس ایک  
 بھجوری تھی۔ وہ اسے لے کر بھگل میں لے آیا اور کھینچے گا  
 اسے اللہ اس پر چڑھ کر چلے گا کیلئے تھی کہ وہ خوب تران ہو  
 جائے تھیں پس اس امت کو دکھا کہ اس جب وہ گائے جوان  
 ہو کر ان صفات کی حامل بن گئی تو نبی اسرائیل نے اس پر شیم  
 اور اسکی والدہ سے اسکا بھڑا کیا اور اسکی قیمت اسکی کھال میں  
 پچاس سو اتار سکا تھا مگر اسکی گئی مالاکہ اس گائے کی قیمت  
 اصل کے اعتبار سے تین دینار تھی واضح رہے کہ پہلا ماہی  
 حقیقت میں مصیبت پر چھلے کیلئے ہے اور دوسرا ماسی  
 حقیقت میں مصیبت پر چھلے کیلئے ہے یعنی وہ گائے پر بازی  
 ہے یا دریا کی آبادی کی ہے یا صحرائی۔ اب یہاں پوچھ  
 رہے ہیں کہ پانچو گائے میں سے کونسی گائے ذبح کی  
 جائے۔ اس اعتبار سے سوال میں پھر انھیں آج۔ لا ذلوئی  
 جرحہ کی صفت ہے یعنی گھٹ کو پانی پانے کیلئے باغ نہ رکھ  
 گئی ہو۔ یہاں تو معنی خیر ہے۔ لا شئیہ اسکی جلد کی  
 رنگ کے خلاف کوئی رنگ نہیں اور یہ در حقیقت و حسیہ  
 و نفسا اور غیبیہ کا مصدر ہے۔ (بجادی) لفظی میں  
 چلائی ہو چکا کہ میں چلا نہال گائے کی گردن میں شکست پر  
 جاتے ہیں اس لئے یہ قید لگائی گئی کہ وہ دل چلاتی ہو۔ لا  
 نفسی نہ وہ میرا پر کرتی ہو چکا اس میں بھی گائے کی  
 گردن پر شکست آجاتے ہیں اس لئے لا تسقی فرمایا  
 کہ نہ سو سوال کی بنا پر ہو کہ کاذہ وہ لوگ یہاں کرتا یا  
 ان کے درمیان جرحہ تصوف تھا اس بناء پر وہ ایسا نہ کرتے یا  
 قاضی کو چھپانے کی غرض سے ایسا نہ کرتے۔ (علیہ)  
 ج۔ اس آیت میں یہ تا قصور ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا  
 سورت میں جس پند نہیں ہے اس لئے اس خدا کے  
 انزال کی صورت چٹائی جا رہی ہے۔ اور یہ بات بھی  
 تا تا قصور ہے کہ جرم خدا کتنا ہی چھپ کر کہہ اللہ اسے ظاہر  
 فرمادے کیونکہ ازل مات کی حد کی میں ہوا پھر بھی اللہ اسے ظاہر فرمادے۔ (غرائب القرآن) اس شخص کو قتل نہیں کیا گیا اس کے بارے میں دونوں ہیں (۱) عقل کی ایک خواہش کہ جس میں قاضی  
 اس سے ظہر کرنا چاہتا تھا جس کو وہاں نے اس سے انکار کیا اس لئے یہاں نے اسے پاپ کو قتل کر کے دوسری عقل میں ڈال آیا یا عقل نے کہا کہ وہ استیوں کے درمیان رکھا آیا (۲) میراث طلب کرنے  
 کی غرض سے قتل کیا گیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی اسرائیل جس مسجد میں عبادت کیلئے جاتے تھے اس مسجد کے بارہ دروازے تھے ہر دروازے سے ایک قوم داخل ہوتی تھی لوگوں نے اس میں دروازے  
 پر پائی جہاں سے عقل کے روشنی دار بھی داخل ہوتے تھے (القرضی) ج۔ گائے سے جو عقل حصہ گیا تھا اس کے بارے میں مختلف قول ہیں۔ پہلا قول زبان کے حصے کو لیا گیا تھا۔ دوسرا قول: سیرگی  
 اس سے گوشت لیا گیا تھا۔ تیسرا قول: دم سے لیا گیا تھا۔ قول: کان کے پاس سے لیا گیا۔ پانچواں قول: بے کہہ دونوں شانوں سے لیا گیا انھیں ظاہر آیت سے ہے کہ انھیں عقل تھا کہ جہاں سے جا ہیں  
 گوشت لے کر نرا دے گا وہ ماری۔ عقل کو وہ دیکھ کر کے اللہ تعالیٰ یہ یاد کر رہا ہے کہ اس نرے کو وہ بارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ دوسری صورت میں تمام انسانوں کو وہ بارہ زندہ کرنے پر بھی قادر  
 ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت بعد امت کی پائی کتابیں سورۃ فرقہ میں دی۔ پہلی مثال فہم یفہم من تغذیہ فوہمکم ہریم نے جس میں مرنے کے بعد زندہ کیا۔ (بقرة آیت ۵۹) دوسری مثال عین اللہ ہے  
 (بقرة آیت ۷۳) تیسری مثال فوہم انھما فہم تم سب مرچو ذکر اللہ نے انھیں زندہ کیا۔ (بقرة آیت ۲۵۳) چوتھی مثال لا تاتلہ اللہ عافۃ غلام فہم یفہم۔ پس اللہ نے انھیں سو سال تک سورت دی پھر  
 زندہ فرمایا۔ (بقرة آیت ۱۵۹) پانچویں مثال ذب اربی تکلف لخصی العوضی اسے میرے رب تو مجھے دکھا کہ مرنا کیسے زندہ کرنا۔ (بقرة آیت ۲۶۰) (غرائب القرآن)



قَسْوَةً وَإِنْ مِنَ الْحِجَارِ لَمَّا يُتَفَجَّرُ مِنْهُ أَلَأَنْهَرُ وَإِنْ

اور سختی و ہر آنکہ از سنگها آتش گزرد و آنکه از دریاں آب جاری شود و ہر آنکہ اس سے بھی زیادہ اور بھگ چھروں میں سے بعض وہ ہے کہ اس سے نہریں جاری ہوتی ہیں اور بھگ

مِنْهَا لَمَّا يَشَقُّ فَيُخْرِجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنْ مِنْهَا لَمَّا يَنْهَضُ

از سنگها آتش گزری و کھانہ چروں آید از دے آب و ہر آنکہ از سنگها آتش گزرد و ہر آنکہ چھروں میں سے بعض وہ ہے جو پانی بہا دے اور بھگ چھروں میں سے بعض وہ ہے کہ بھگ کے

مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝۱۰ أَفَسَمِعْتُمْ

از ترسی خدا و نیست خدا بے خبر از آنچه تم کیا دے سونان آیا امید میں اید کہ خوف سے گر جاتا ہے اور جرم کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے اے مومنو! کیا تم امید کرتے ہو کہ

أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ

یہاں سنا دے شہد ثا را و ہر آنکہ گروہ از ایشان ہی شنیدند کلام یہود تمہارا کہا مان لیں گے اور بھگ ان میں سے ایک گروہ تھا جو اللہ کے کلام کو سنا

اللَّهُ ثُمَّ يَحْرِقُونَ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَحْمِلُونَ ۝۱۱

خدا نہیں بدل سکتا جس بعد از ہمد ہر او را دانست پھر اسے بدل دیتا تھے گے بعد جان بوجہ کر

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بِعَضُفْهُمْ

و چوں ملاقات کنند با مومنان گوید ایمان آوردیم و چوں جدا شد بھٹے از ایشان اور جب مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب جدا ہوتے ہیں انکے بھٹے

إِلَى بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ

! لکھتے ہو کہ تم انہیں بتا رہے ہو انکارا آنچه کھنڈہ است خدا پر تم انہیں کی طرف تو کہتے ہیں کیا تم انہیں بتا رہے ہو کہ اللہ نے تم پر کھنڈہ کیا ہے

۱۔ ان آیت کے خطاب کے بارے میں تین اقوال ہیں پہلا قول: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے یہودیوں کو خطاب کیا گیا ہے۔ دوسرا قول: نبی کریم ﷺ کے زمانے کے یہود کو خطاب ہے۔ تیسرا قول: ان یہودیوں کو خطاب ہے جنہوں نے ان واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس آیت کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ کئی کہتے ہیں کہ یہ عوام پر خطاب کرتا ہے اور اللہ عام الغیب سے کیا چیز پوشیدہ ہے یہاں اوتھیر کیلئے آیا ہے یعنی ان کے گھوب کی مثال یہ لوہا دلو کی صورت میں ان کے گھوب نرم نہیں ہیں۔ اس آیت کے بارے میں دو اقوال ہیں: ۱۔ اَلَا يَسْمَعُ بِخَلْقِهِ الْقَوْمُ تَوَّاهُ اللَّهُ يَسْمَعُ لَكُمُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (اور نہیں ہے کوئی نے مگر جو کے ساتھ انکی تصدیق کرتی ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ بھگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے)۔ ۲۔ اس آیت میں یہ عقیدہ افاد کرتے ہیں کہ ہر شے اللہ کو پہنچتی ہے اور انکی تصدیق کرتی ہے۔ ہر اس سے ڈرتی ہے سوائے جن و انہں کے کافروں کے۔ (غرائب القرآن) فتنوۃ کا مطلب منہ بولی اور سخت بینا ہے پھر ہوتا ہے اور امانت سے دل کی پند گیری اور محبت حاصل کرنے سے لبرائی مراد ہے۔ تَوَّاهُ ان چھروں سے مراد یہ ہے کہ تمہارے دل میں ان چھروں کی طرح سخت ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت ہیں اور باغیروں خوشحال ہے اگر کہتے ہیں جو تعلیم کے ساتھ آئے اور خوف عام ہے بھی تعلیم کے ساتھ آتا ہے اور کبھی بغیر تعلیم کے۔ غافل سے یہ لازم نہیں آتا کہ انکی نسبت دہ لہائی کی طرف درست ہے کیونکہ یہاں مقام لہائی میں ہر وہ ہے جسے لا فاعلۃ سنۃ ولا فوئم (نہ اسے اگھ آتی ہے اور نہ نیت) (بیضادی و غرائب القرآن) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ کے پیغمبر زیادہ کام دیکھا کرتے ہیں کہ اللہ کے پیغمبر کلمہ سے دل ملتے ہیں اور لوگوں میں سے اللہ سے سب سے زیادہ دوستی والا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں شکایت میں سے ہیں انھوں کا آسمان پر بھانڈا لہائی کی شکل میں اس پر اور دیکھا کرتے ہیں۔ ۱۔ اَلَا يَسْمَعُ لَكُمُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (اور نہیں ہے کوئی نے مگر جو کے ساتھ انکی تصدیق کرتی ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ بھگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے)۔ ۲۔ اس آیت میں یہ عقیدہ افاد کرتے ہیں کہ ہر شے اللہ کو پہنچتی ہے اور انکی تصدیق کرتی ہے۔ ہر اس سے ڈرتی ہے سوائے جن و انہں کے کافروں کے۔ (غرائب القرآن) فتنوۃ کا مطلب منہ بولی اور سخت بینا ہے پھر ہوتا ہے اور امانت سے دل کی پند گیری اور محبت حاصل کرنے سے لبرائی مراد ہے۔ تَوَّاهُ ان چھروں سے مراد یہ ہے کہ تمہارے دل میں ان چھروں کی طرح سخت ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت ہیں اور باغیروں خوشحال ہے اگر کہتے ہیں جو تعلیم کے ساتھ آئے اور خوف عام ہے بھی تعلیم کے ساتھ آتا ہے اور کبھی بغیر تعلیم کے۔ غافل سے یہ لازم نہیں آتا کہ انکی نسبت دہ لہائی کی طرف درست ہے کیونکہ یہاں مقام لہائی میں ہر وہ ہے جسے لا فاعلۃ سنۃ ولا فوئم (نہ اسے اگھ آتی ہے اور نہ نیت) (بیضادی و غرائب القرآن) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ کے پیغمبر زیادہ کام دیکھا کرتے ہیں کہ اللہ کے پیغمبر کلمہ سے دل ملتے ہیں اور لوگوں میں سے اللہ سے سب سے زیادہ دوستی والا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں شکایت میں سے ہیں انھوں کا آسمان پر بھانڈا لہائی کی شکل میں اس پر اور دیکھا کرتے ہیں۔ ۱۔ اَلَا يَسْمَعُ لَكُمُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (اور نہیں ہے کوئی نے مگر جو کے ساتھ انکی تصدیق کرتی ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ بھگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے)۔ ۲۔ اس آیت میں یہ عقیدہ افاد کرتے ہیں کہ ہر شے اللہ کو پہنچتی ہے اور انکی تصدیق کرتی ہے۔ ہر اس سے ڈرتی ہے سوائے جن و انہں کے کافروں کے۔ (غرائب القرآن)

یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ کے پیغمبر زیادہ کام دیکھا کرتے ہیں کہ اللہ کے پیغمبر کلمہ سے دل ملتے ہیں اور لوگوں میں سے اللہ سے سب سے زیادہ دوستی والا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں شکایت میں سے ہیں انھوں کا آسمان پر بھانڈا لہائی کی شکل میں اس پر اور دیکھا کرتے ہیں۔ ۱۔ اَلَا يَسْمَعُ لَكُمُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (اور نہیں ہے کوئی نے مگر جو کے ساتھ انکی تصدیق کرتی ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ بھگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے)۔ ۲۔ اس آیت میں یہ عقیدہ افاد کرتے ہیں کہ ہر شے اللہ کو پہنچتی ہے اور انکی تصدیق کرتی ہے۔ ہر اس سے ڈرتی ہے سوائے جن و انہں کے کافروں کے۔ (غرائب القرآن) فتنوۃ کا مطلب منہ بولی اور سخت بینا ہے پھر ہوتا ہے اور امانت سے دل کی پند گیری اور محبت حاصل کرنے سے لبرائی مراد ہے۔ تَوَّاهُ ان چھروں سے مراد یہ ہے کہ تمہارے دل میں ان چھروں کی طرح سخت ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت ہیں اور باغیروں خوشحال ہے اگر کہتے ہیں جو تعلیم کے ساتھ آئے اور خوف عام ہے بھی تعلیم کے ساتھ آتا ہے اور کبھی بغیر تعلیم کے۔ غافل سے یہ لازم نہیں آتا کہ انکی نسبت دہ لہائی کی طرف درست ہے کیونکہ یہاں مقام لہائی میں ہر وہ ہے جسے لا فاعلۃ سنۃ ولا فوئم (نہ اسے اگھ آتی ہے اور نہ نیت) (بیضادی و غرائب القرآن) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ کے پیغمبر زیادہ کام دیکھا کرتے ہیں کہ اللہ کے پیغمبر کلمہ سے دل ملتے ہیں اور لوگوں میں سے اللہ سے سب سے زیادہ دوستی والا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں شکایت میں سے ہیں انھوں کا آسمان پر بھانڈا لہائی کی شکل میں اس پر اور دیکھا کرتے ہیں۔ ۱۔ اَلَا يَسْمَعُ لَكُمُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (اور نہیں ہے کوئی نے مگر جو کے ساتھ انکی تصدیق کرتی ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ بھگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے)۔ ۲۔ اس آیت میں یہ عقیدہ افاد کرتے ہیں کہ ہر شے اللہ کو پہنچتی ہے اور انکی تصدیق کرتی ہے۔ ہر اس سے ڈرتی ہے سوائے جن و انہں کے کافروں کے۔ (غرائب القرآن)



لِيَحْجُزَكُمْ بِهِ عَنْكُمْ أَنْ تَقُولُوا ۖ أَوْلَا يَعْلَمُونَ ۚ

تا ممانہ کہہ جائے جس دلیل خود پر دلائل خدا آیا اور کی چاہیہ اپنی عیود آیا کی رائے کہ تاکہ تہار سے سب کے پاس اس دلیل کیا تھم سے ممانہ کہہ کر یہی کیا تم عمل نہیں رکھیں کیا یہ عیود نہیں جانتے کہ

أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ وَمِنْهُمْ

ہر آیت خدا میداند آنچه چھپاں میکنند و آنچه آشکارا کی نماید و بخشنے از ایشان بچھلک اللہ ہند ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ سب ظاہر کرتے ہیں اور ان میں سے بعض

أُمِّيُونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِي وَإِنَّهُمْ

غافلگان کی دانہ کتاب را مگر میدانند آواز دہانے ہاں و بخشنے ایشان مگر ان پندہ وہ ہیں جو نہیں جانتے کتاب کو مگر ہاں آواز دہانے سے اور نہیں ہیں وہ سب مگر

يُظَنُّونَ ۚ قَوْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ

گمان کنندگان چھپانے دانہ آشکارا کر کی لوریند لوریند و چھپانے خود گمان کرنے والے سچیں ان لوگوں کیلئے غریبی ہے جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے چھپتے ہیں

ثُمَّ يَكْفُرُونَ ۚ هَذَا مِنْ عَنِ اللَّهِ لِيُشْرَوْا بِهِ ثَمَنًا

پھر فی گوید از نزدیک خداست تا بستاند غرض دہے یہاں انکہ را بخر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ انکے بدلے تمہاری قیمت خریدیں

قَوْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَقَوْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْتُمُونَ ۚ

ہاں دانہ اپنے را سبب لوریند و چھپانے ایشان و دانہ ایشان سبب پندہ کر چھپانے غریبی ہے ان کیلئے ان کے ہاتھوں کے لکھنے کے سبب اور غریبی ہے ان کیلئے سبب انکے جو کمالے چھپانے

وَقَالُوا لَنْ نَمَسَّ النَّارَ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً ۚ قُلْ

و گفتند زود ہما آئیں روزگار مگر پندہ روز شمار شدہ کہہ اور انھوں نے کہا نہ پہنچے گی ہمیں روزگار کی آگ مگر کھنکی کے چھ دن اپ فرما و چھپانے

## تَفْسِيرُ آيَاتِ الْبَقَرَةِ

۱۔ اِس آیت میں یہودیوں کے ساتھ خدا نے کیا کیا جا رہا ہے کہ یہ لوگ جب مسلمانوں سے ملنے ہیں تو انکی قرابت کرتے ہیں اور جب انہیں میں مل چیتے ہیں تو انکے دوسرے پر زور کرتے ہیں کہ تو دیت کی بائیں انہیں کیوں دیتے ہو یا آیت کے آخر میں اقلاً تَقُولُونَ کہہ کر اللہ یہ یاد کر رہا ہے کہ کیا تم نہیں سمجھتے کہ جسے تم چھپاتے ہو میں اسے اپنے نبی ﷺ کو بتا سکتا ہوں اسی عمل کی تہار سے پاس نہیں ہے (غرائب القرآن)

۲۔ اقلاً تَقُولُونَ تمہارے معنی اللہ وہ ہے جو ظاہر اور چھپہدہ ہر ایک کو جانتا ہے جب وہ اللہ ہر چیز کا جانتے والا ہے تو جب چاہے اپنے نبی ﷺ کو بتا سکتا ہوں اسی عمل کے تم کچھ چھپائیں سکتے۔ (غرائب القرآن)

۳۔ اَمِّيُونَ اُمِّيَّة کی معنی ہے اور اُمِّیہ معنی وہ قحط ہے جو انسان اپنے نفس پر مقرر کر لے اور بعض کے یہاں اسکا مطلب یہ ہے کہ صرف اس سے لفظوں کا پورا ہاتھ ہیں۔

۴۔ اَلْکِتَابُ اَلْکِتَاب کے معنی ہے حضرت حسان کہہ کہ یہ شعر بطور گواہ پیش کرتے ہیں۔ تفسیری مکتوبات المجلد اول جلدہ تفسیر حضرت حسان فی اللہ جس بات شہید ہوئے اس کے شروع

میں حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور کی قرأت کی طرح رک رک کر نازل است کتاب اللہ کو پڑھا سکیں یہ معنی ان کے اسی ہونے سے کہ کوئی مناسبت نہیں دیکھتا۔ (پیشاوری) اُمِّيُونَ یہ

انسان کی حقیقت کی طرف منسوب ہے کیونکہ جب انسان بچہ ہوا تھا تو کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ ظُلُمَاتٍ اَلْظُلُمَاتِ لَا تَقُولُونَ شَيْئًا (اور اللہ نے تمہیں

تمہاری ماں کے پیٹ سے نکالنا تم کو نہیں جانتے تھے اور انہی سے کہا جاتا ہے کہ تو پندہ نکالنا اور وہ لکھ سکتا ہوں (حدادی) حضرت حماد اور قتادہ کہتے ہیں کہ امالی میں

گزارت باتوں کو کہتے ہیں اسی سے حضرت حسان کا یہ قول ہے کہ فَاذْنَبْتُ فَلَمْ اَقْلِبْ لِقَابٍ سِوَاكَ اَلْاَمِّيُّونَ سے یہ بات تصور ہے کہ یہ لوگ گمان کو نہیں کاویہ جیتے تھے اللہ تعالیٰ نے پہلے ظالم

مطلح عرف لفظ کا ذکر فرمایا کہ بعد انھیں کا لفظ جو ان میں تھے اس کے بعد جادو لیں کا لفظ پھر جادو کا بیان خدا کی لکھ کر کرتے تھے (غرائب القرآن) ۵۔ اِس آیت میں اللہ نے اُن کے بارے میں مختلف اقوال ہیں (۱) ہر تکلف دینے والی چیز کو بل کہتے ہیں (۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غَضَابُ اَللّٰہِ کو بل کہتے ہیں (۳) حضرت عیاض ثمالی کہتے ہیں کہ انہم کے بچہ کو بل کہتے ہیں (۴) اللہ کے رسول ﷺ سے مروی ہے کہ انہم میں ایک آدمی ہے جس کا نام دہل ہے جس میں کافر چار سو سال تک گزارا ہے گا جب اسی انکی تہذیب نہ نکلیے گا۔ حضرت

عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ اگر اس آدمی سے آگ کا ایک ٹکڑا اُٹھائی دیا جائے تو یہ آگ اس کی جگہ سے اُٹھ جائے گی اور اس کا نام دہل ہے جس کا نام دہل ہے جس میں کافر چار سو سال تک گزارا ہے گا جب اسی انکی تہذیب نہ نکلیے گا۔ حضرت (۵) انھوں سے لکھتے تھے انکے وہ معلوم ہیں اور ان کا نام دہل آدمی میں غریب کرتے تھے۔ چاہا اپنی مرضی سے لکھتے تھے انکی رسالہ اللہ تعالیٰ کی جانب کر دیتے تھے اس کے یہ جہان دانوں کیلئے ہے۔ (غرائب القرآن) اس مروی ہے علامہ یہود جان بوجہ کہ تو راست سے رسول اللہ ﷺ کے مناسبت چھپاتے تھے کہ لوگوں سے جو خراب حاصل ہوا تھا وہ خود دہل دہل سے تو راست میں آپ کی یہ مناسبت تھی کہ آپ حسن البیہ حسن شعر (ہاں) اور غریبی انکے والے ہو گئے۔ (مقبری) بیان کیا جائے کہ یہ آیت اور اس سے پہلے آیت شریعت مطہرہ میں تہذیبی تقیر اور اہل طرف سے اضافی کرنے والوں کو ذرا دہل

ہیں۔ یہود انھیں جو دین میں اپنی طرف سے اضافہ کرتے یا کسی نعم کو تبدیل کر دے دیکھیں اس واقعہ شریعت میں داخل ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بار بار اپنی امت کو اس سے (۱) (القرطبی)



أَتَّخَذَ تَمَعًا عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا أَفَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ

آیا مکرر از قبی خدا پناهی تا هرگز خلاف نکرده خدا چنان خود را

کیا تم نے اللہ سے کوئی وعدہ لیا ہے پھر تو اللہ پر اچھے وعدہ کے خلاف نہ تمکیر

أَمْ يَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْمُونَ ﴿٥٠﴾ بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ

میں نے اپنے آپ کو خدا کی رائیہ آج سے کر کے

یا تم اللہ پر "کئے" ہو جسے تم نہیں جانتے کہ کون کس کو برا کام

سَيِّئَةٌ وَأَحَاطَ بِهِمْ خَطِيعَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

(ب) اور اسے ایک گناہ سمجھنے کے لئے اپنی قوم کو

یوحنا ۱: ۹-۱۰ میں لکھا ہے کہ:

التَّارِ هَمَزٌ فِيهَا خَالِدُونَ<sup>(١١)</sup> وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

تاریخ ایشیاء اور آئینہ جاویدانہ و کتابکۃ الامان اقبال و ترجمہ فارابی

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لَكَ شَاكِرِيْنَ

الصَّحَابَةُ أَوْلَىٰ بِأَمْرِ النَّبِيِّ مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ

نام لکھ کر اس لوگ جن کے رہنے والے ہیں وہ سب اس میں ہفتہ رہیں گے۔

1992 1993 1994 1995 1996 1997 1998 1999 2000 2001 2002 2003 2004 2005 2006 2007 2008 2009 2010 2011 2012 2013 2014 2015 2016 2017 2018 2019 2020 2021 2022 2023 2024 2025 2026 2027 2028 2029 2030 2031 2032 2033 2034 2035 2036 2037 2038 2039 2040 2041 2042 2043 2044 2045 2046 2047 2048 2049 2050 2051 2052 2053 2054 2055 2056 2057 2058 2059 2060 2061 2062 2063 2064 2065 2066 2067 2068 2069 2070 2071 2072 2073 2074 2075 2076 2077 2078 2079 2080 2081 2082 2083 2084 2085 2086 2087 2088 2089 2090 2091 2092 2093 2094 2095 2096 2097 2098 2099 2100 2101 2102 2103 2104 2105 2106 2107 2108 2109 2110 2111 2112 2113 2114 2115 2116 2117 2118 2119 2120 2121 2122 2123 2124 2125 2126 2127 2128 2129 2130 2131 2132 2133 2134 2135 2136 2137 2138 2139 2140 2141 2142 2143 2144 2145 2146 2147 2148 2149 2150 2151 2152 2153 2154 2155 2156 2157 2158 2159 2160 2161 2162 2163 2164 2165 2166 2167 2168 2169 2170 2171 2172 2173 2174 2175 2176 2177 2178 2179 2180 2181 2182 2183 2184 2185 2186 2187 2188 2189 2190 2191 2192 2193 2194 2195 2196 2197 2198 2199 2200 2201 2202 2203 2204 2205 2206 2207 2208 2209 2210 2211 2212 2213 2214 2215 2216 2217 2218 2219 2220 2221 2222 2223 2224 2225 2226 2227 2228 2229 2230 2231 2232 2233 2234 2235 2236 2237 2238 2239 2240 2241 2242 2243 2244 2245 2246 2247 2248 2249 2250 2251 2252 2253 2254 2255 2256 2257 2258 2259 2260 2261 2262 2263 2264 2265 2266 2267 2268 2269 2270 2271 2272 2273 2274 2275 2276 2277 2278 2279 2280 2281 2282 2283 2284 2285 2286 2287 2288 2289 2290 2291 2292 2293 2294 2295 2296 2297 2298 2299 2300 2301 2302 2303 2304 2305 2306 2307 2308 2309 2310 2311 2312 2313 2314 2315 2316 2317 2318 2319 2320 2321 2322 2323 2324 2325 2326 2327 2328 2329 2330 2331 2332 2333 2334 2335 2336 2337 2338 2339 2340 2341 2342 2343 2344 2345 2346 2347 2348 2349 2350 2351 2352 2353 2354 2355 2356 2357 2358 2359 2360 2361 2362 2363 2364 2365 2366 2367 2368 2369 2370 2371 2372 2373 2374 2375 2376 2377 2378 2379 2380 2381 2382 2383 2384 2385 2386 2387 2388 2389 2390 2391 2392 2393 2394 2395 2396 2397 2398 2399 2400 2401 2402 2403 2404 2405 2406 2407 2408 2409 2410 2411 2412 2413 2414 2415 2416 2417 2418 2419 2420 2421 2422 2423 2424 2425 2426 2427 2428 2429 2430 2431 2432 2433 2434 2435 2436 2437 2438 2439 2440 2441 2442 2443 2444 2445 2446 2447 2448 2449 2450 2451 2452 2453 2454 2455 2456 2457 2458 2459 2460 2461 2462 2463 2464 2465 2466 2467 2468 2469 2470 2471 2472 2473 2474 2475 2476 2477 2478 2479 2480 2481 2482 2483 2484 2485 2486 2487 2488 2489 2490 2491 2492 2493 2494 2495 2496 2497 2498 2499 2500 2501 2502 2503 2504 2505 2506 2507 2508 2509 2510 2511 2512 2513 2514 2515 2516 2517 2518 2519 2520 2521 2522 2523 2524 2525 2526 2527 2528 2529 2530 2531 2532 2533 2534 2535 2536 2537 2538 2539 2540 2541 2542 2543 2544 2545 2546 2547 2548 2549 2550 2551 2552 2553 2554 2555 2556 2557 2558 2559 2560 2561 2562 2563 2564 2565 2566 2567 2568 2569 2570 2571 2572 2573 2574 2575 2576 2577 2578 2579 2580 2581 2582 2583 2584 2585 2586 2587 2588 2589 2590 2591 2592 2593 2594 2595 2596 2597 2598 2599 2600 2601 2602 2603 2604 2605 2606 2607 2608 2609 2610 2611 2612 2613 2614 2615 2616 2617 2618 2619 2620 2621 2622 2623 2624 2625 2626 2627 2628 2629 2630 2631 2632 2633 2634 2635 2636 2637 2638 2639 2640 2641 2642 2643 2644 2645 2646 2647 2648 2649 2650 2651 2652 2653 2654 2655 2656 2657 2658 2659 2660 2661 2662 2663 2664 2665 2666 2667 2668 2669 2670 2671 2672 2673 2674 2675 2676 2677 2678 2679 2680 2681 2682 2683 2684 2685 2686 2687 2688 2689 2690 2691 2692 2693 2694 2695 2696 2697 2698 2699 2700 2701 2702 2703 2704 2705 2706 2707 2708 2709 2710 2711 2712 2713 2714 2715 2716 2717 2718 2719 2720 2721 2722 2723 2724 2725 2726 2727 2728 2729 2730 2731 2732 2733 2734 2735 2736 2737 2738 2739 2740 2741 2742 2743 2744 2745 2746 2747 2748 2749 2750 2751 2752 2753 2754 2755 2756 2757 2758 2759 2760 2761 2762 2763 2764 2765 2766 2767 2768 2769 2770 2771 2772 2773 2774 2775 2776 2777 2778 2779 2780 2781 2782 2783 2784 2785 2786 2787 2788 2789 2790 2791 2792 2793 2794 2795 2796 2797 2798 2799 2800 2801 2802 2803 2804 2805 2806 2807 2808 2809 2810

وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سب کچھ ان کے لیے ہے۔

مجلسه اول

1891

إِنَّ اللَّهَ - وَيُؤْتِيهِمْ مِنْ أَرْحَامِهِمْ وَيُؤْتِيهِمْ مِنْ أَرْحَامِهِمْ

مکر خدا و فرستاده و توفیق و هدایت و نصرت و نصرت

فرماندہ اور وزیر کی کے ساتھ مل کر کے اور ان کے اراکے کے ساتھ اور ان کے ساتھ

مجله ۱

ہفت روزہ

۱۔ یہاں سے یہود کے قبائغ میں سے ایک اور شخص نقل فرمایا جا رہا ہے کہ یہود کہتے تھے تم نے چالیس دلوں تک مجھ سے کی عداوت کی ہے اس لئے چالیس دلوں تک جہنم میں رہیں گے پھر جہنم سے نکل کر رخت میں داخل ہو جائیں گے۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ یہود کا کہنا تھا کہ دنیا کی مدت سات ہزار سال ہے اور ہمیں ہر ہزار کے عوض ایک دن جہنم میں رکھا جائیگا اس لئے کل سات روز تک جہنم میں رہیں گے۔ (غرائب القرآن) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہاں مہد سے مراد خلیفہ ہے اور اس پر یہ آیت ولات کرتی ہے مِنْ شَعْبَةٍ عِنْدَ الْيُحْضَنِ عَهْدًا ترجمہ جس نے وہیں سے عہد کیا اور اس میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا۔ (منظہری)

ج۔ ہنسی۔ جواب نکل سے نکلا ہے۔ ہنسی کا استعمال دوسرے پر ہوتا ہے ایک قرآن کی نکل کی تردید کیلئے جیسے وَاعْتَبِ السَّيِّئِينَ عَمَلُهُمْ ثُمَّ أَنْتَ بِالْغَفُورِ قَلِيلٌ اَوْ وَرَبِّكَ لَئِنْ لَمْ يَنْفَعُوا مِنْ ذُنُوبِهِمْ لَنَنْفَعَنَّهُمْ مِنْهُمَا غَلَاظِنًا وَلَا يَشْعُرُونَ اُنہوں نے کہاں کیا کہ ہرگز وہ انھارے نہیں جائیں گے آپ فرما دیجئے کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور ادا کیے جاؤ گے اور میرے رب اس مسئلہ میں جواب میں آتا ہے اُنہی پر واقع ہو چکے اَلْاَشْكُ بِرَبِّكُمْ فَاَلَاؤُا اِنَّمَا يَنْفَعُ الْاَشْكُ مَنْ تَهْتَدٰى رَبُّهُ ثُمَّ يَتَذَكَّرُ اَنْ يَكُوْنُ مِنَ الْاَشْكُ اُنہوں نے کہا کیوں نہیں؟ حسیفہ اور حسیفہ میں فرق ہے کہ حسیفہ مقصورہ بالذات میں کہنا ہوتا ہے اور حسیفۃ کافۃ مقصورہ بالعرض میں ہوتا ہے۔ انصاف کے معنی اس پر غور و احوال لایا یا اس تک کہ وہ حسیفہ میں اس طرح قرار کیا کہ اس کی طرف سے کچھ بھی غالی نہ رہی اور یہ جملہ کاروں پر بھی صادق آتا ہے کیونکہ غیر کار فرمایہ خواہ تعہد ہی بالقلب اور اقرار باللسان کے بعد کوئی عمل بھی نہ ہو وہ بھی حسیفہ میں آئے اس کے نہیں گھبرا کیونکہ جب اور انسان اس کے گمراہ سے خارج ہو گئے۔

[illegible]



## تَفْسِيرُ آيَاتِ التَّوْبَةِ

۱۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے توبہ کے احکام جاری کئے جا رہے ہیں (۱) عبارت الٰہی (۲) والدین کے ساتھ حسن سلوک (۳) رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک (۴) یتیموں کے ساتھ حسن سلوک (۵) مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک (۶) لوگوں سے اچھی بات کہنا (۷) تائبانہ سلوۃ (۸) اوستہ زکوٰۃ واجبہ کر کے احکام خداوندی کی دو قسمیں ہیں بدنی اور مالی ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں عام اور خاص۔ بدنی عام عبارت حلقہ ہے جو تمام جواریہ سے ادا کی جاتی ہے اسکا حکم لَا تَقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ہے۔ بدنی خاص جیسے نماز اسکا حکم اَقِمُوا الصَّلَاةَ ہے اور مالی عام اسکا سبب زکوٰۃ اَتُوا الزَّكَاةَ ہے اور مالی خاص سبب لاپرواہی ہو گیا نہیں اگر تائب ہوگا تو ساقی ہوگا یا مقارب یا لائق ساقی جیسے والدین مقارب جیسے رشتہ دار لائق جیسے یتیم اور اگر مالی عام کا سبب غیر سبب ہوگا تو حق ہوگا یا نہیں اول جیسے تھیں اور مسکین یعنی نوع اشترک سے ہوگا تو تفاق ہوگا تو اس کیلئے اچھی بات کا حکم دیا گیا ہے گویا کریمہ آیت حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں اعتبار سے واجب ہے اور احکام خداوندی کے اعتبار سے بھی نہایت واجب ہے۔ عظیم اس کی کہتے ہیں جس کا آپ اسکی بوندت سے پہلے اطفال کر لیا ہو۔ مساکین مسکین کی بیخ ہے اور یہ سکون سے بنا ہے گویا کہ تھرا دی بوند پائی رہتا ہے اس لئے اسے مسکین کہتے ہیں۔ فَوَلُّوا الْوُجُوْهُكُمْ حُسْنًا کے بارے میں پہلا قول یہ ہے کہ اناس سے مراد مؤمنین ہیں یعنی فَوَلُّوْا لِمَا بَيْنَ يَدَيْكُمْ حُسْنًا کیونکہ آج قول ہے حالت ہے کہ کفار پر جتنی کی ہائے اور ان میں دم دلی سے حق نہیں۔ دھرا قول یہ ہے کہ یہاں تھیں قول فرما ہے جتنی فَوَلُّوْا لِمَا بَيْنَ يَدَيْكُمْ حُسْنًا جیسے اللہ عباد الی اللہ والآخر

بما لا یغزوہ (لوگوں کو اللہ کی طرف ہائے میں امر بالعرف میں نہی سے بات کہو) تیسرا قول اصل حقیقت کا ہے اور یہ عجم کے قائل ہیں اور اسے کئی صورتوں میں تفسیر کرتے ہیں ایک صورت: اگر اور دین میں کام ہو تو اس وقت دینی اور دینی واجب ہے اللہ حضرت سر کی عظمت سے فرمایا کیا فَعَزَّوْا لَا فَوْزَ لَهُمْ یعنی ان میں سے نہی سے بات کہو۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ سے فرمایا کیا وَلَوْ تَحَنَّنَ فَطَا خَلِیْقَ الْقَلْبِ لَا تَفْضُوْا مِنْ حَوْلِکَ یعنی اگر آپ حق دل دے تو یہ سب آپ کے گرد سے فرار ہو جاتے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہاں کو اللہ عزت کی طرف دعوت دی جائے اس وقت بھی میں قول واجب ہے جیسے اللہ فرماں آوُعِ اِلٰی سَبِيلِ رَبِّکَ بِالْحُجَّةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْخَیْرِ یعنی اپنے آپ کے راستے کی طرف محنت اور موعظہ حسنہ سے بلا تائب رہا سو وہ جانیں تو وہ معلوم ہے کہ اگر لیلیٰ بالقول سے عرض کی جانب چاہیں ہو تو یہی اپنا کہیے کہ درخت حق ہے حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو قول تم اپنے لئے پند کرتے ہو وہی لوگوں کیلئے پند کرو۔ (غرائب القرآن) اَلَا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ یَعْنٰ اِنْ عَلِمَے یہود میں سے بہت کم ایمان لائے جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما وَاَنْتُمْ مَغْضُوْبُوْنَ یعنی ان کی قوم کی حالت میں سے ہے کہ وہ لوگ جو کہنے توڑا لے تھے اسکا معنی یہ ہے کہ گھبراہٹ ہے آپ ادا لے کر کہنے توڑا ادا لے ان میں سے چند کے۔ (مقبوری) ج لا تَسْبُحُوْهُنَّ دَعَاءُ عُلَمَے سے یہ سوال اٹھتا ہے کہ انساں اپنا خون کیسے بہا سکتا ہے اس لئے انہیں اپنا خون نہ بہا کے کا حکم کیا معنی رکھتا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ میرا قول کرنا ہے آپ تو قول کرنا ہے کیونکہ حق کے بعد خاص میں اسے بھی حق کیا جائیگا یا اس سے مراد یہ ہے کہ ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔ (غرائب القرآن) وَاَنْتُمْ تَقْتُلُوْنَ یعنی تم لوگ اپنے دلوں کے ساتھ اس نصیحت کے وقت حاضر تھے بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ تم سب چاہتے ہو کہ اپنے اپنے لئے اپنے دلوں کو لے لے شہروں سے نکالنے کیلئے حاضر تھے (القرطبی)

وَالْمَسْكِيْنَ وَفَوَّلُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَالْمَسْكِيْنَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاَقِيْمُوا الصَّلَاةَ



أَخْرَجَهُمْ أَفْتَوْهُمُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ

جوں کر ان ایشیاں کیا ایساں آریہ پانہ از کتاب و کافر بعضیہ و کافر  
ہم نے کیا تم کتاب کے کچھ حصے نے ایمان لاتے ہو اور کچھ حصے کا انکار کرتے ہو

فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ

میں جو سزا آئے کہ جنہیں کرو لا تم مگر خوار و زندگانی دنیا  
نہ کیا سزا ہے جو تم میں سے ایسا کرے مگر دنیا کی زندگی میں خوار

الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا

و روز قیامت باز گردانیدہ شوہر ہوسے سخت ترین عذاب و عنت  
اور قیامت کے روز سخت ترین عذاب کی جانب لوٹائے جائیں گے اور

اللَّهُ يَغْفِلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا

خدا ہی ہے غور از آنچه تمکند این گروہ آگاہ فریدہ  
خدا اس سے جو تم کرتے ہو بے خبر نہیں ہے یہ وہ گروہ ہے جو آخرت کے

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يَخَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ

زندگانی دنیا آخرت میں نہ کہ گروہ انور از عذاب  
بے دنیا کی زندگی خریدتے ہیں جن میں ان سب سے عذاب بگا نہ کیا جائے

وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

و نہ ایساں پاری دادہ شہد و ہر آئہ دارم مویک یا کتاب  
اور نہ وہ سب مدد کئے جائیں گے حق اور بیک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی

وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ۖ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ

و از پیہ و پیہ آوریہم از مویک پیغامبران و دارم عیسیٰ پسر  
اور ہم نے موسیٰ کے بعد سے وہ بے پیغامبروں کو بھیجا اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو

مَنْزِلًا

نے مروی ہے کہ نبی قرطبہ میں اور شہر تخرج کے ملنے  
تھے۔ جب یہ دونوں قبیلہ یمن میں جنگ کرتے تو ہر ایک  
قبیلہ اپنے طریقوں کے آئیں اور تخریب و فساد میں مدد کرتا تھا۔  
جب فریقین سے کوئی آدمی قید ہو جاتا تو دونوں فریق مل کر  
اسکا خون پھانے کرتے اور مارا لیتے تھے۔ بعض کہتے ہیں  
کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ یمنین کے ہاتھ میں گر جاتا  
ہو کہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کو تم پر نصیحت سے  
چڑانے کے واسطے کہتے ہو۔ (یعنی اسی) اس آیت میں  
اشارہ ہے کہ جس طرح ظلم حرام ہے اسی طرح ظالم کی  
عصمت بھی حرام ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صالح  
کے مگر یہ کیلئے اشد العذاب کا کیا ہے۔ اسکا جواب  
یہ ہے کہ ظالم کا کفر لفظ ہوتا ہے اس لئے اشد عذاب فرمایا  
گیا یا یہاں مراد اشد من عزی ہے نہ کہ عذاب اشد  
ہے۔ وہاں اشد بغافل عفا تاملوں میں گناہگاروں  
کیلئے سخت دایہ ہے اور نیکوکاروں کیلئے اجر و ثواب  
ہے۔ اس لئے کہ ہم غفلت کی حالت میں اللہ سے دور رہے گا بھی  
پائی جائے تو حق کا اس کے سختی تک پہنچنے پر دلالت کرتی  
ہے۔ (غرائب القرآن) یعنی اسے گروہ پیروا تم نے دھوکہ  
کر کے اپنے دھوکے کو دنیا تم نے وعدہ کیا تھا کہ اسے  
دینی بھائی کو ملے گا کہ تم نے اس کی کیا تم نے وعدہ  
کیا کہ انہیں ان کے شہروں سے نہیں نکالو گے اس کے  
باد جو تم نے نکالا تم نے وعدہ کیا تھا کہ گناہ اور ظلم کے  
کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرو گے تم نے ایک  
دوسرے کی مدد کی اسی طرح تم قید ہیں تو جہان آخر پر حرام  
قائم لے آئی طرف سے نہ یہ دیکھ چلا یا تمہارا تکرار تو یہ  
تاکرار ہے کہ تم قیامت کے بعض احکام کو ماننے سے باز اور اس  
کے بعض احکام سے انکار کرتے ہو ایسی صورت میں  
تمہارے لئے دنیا میں ذلت و رسوائی ہے اور آخرت میں

بہت سخت عذاب ہوگا۔ (مفہوم القرآن) چار علماء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی امراہل سے چار مہد لئے تھے (۱) نوح (علیہ السلام) (۲) ابراہیم (علیہ السلام) (۳) موسیٰ (علیہ السلام) (۴) عیسیٰ (علیہ السلام) ان کے احکام میں سے تم کو پھول بیٹھے اور صرف قیدوں کو قید نہ کیا جاتا ہے۔ اسی بناء پر  
اللہ تعالیٰ نے زبور و انجیل و تورات پر فرمایا کیا کتاب کے بعض حصے پر عمل کرتے ہو اور بعض حصے کا انکار کر دیتے ہو۔ واضح رہے کہ یہاں کتاب سے مراد قرآن ہے۔ چار علماء کا حکم ہے (۱) جو جو  
حالات میں سے ایک حالت یہی ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو حق کے وقت میں قہراً مجبور دیتے ہیں یہاں تک کہ ہمارا مسلمان بھائی کافروں کے ہاتھوں قتل ہو جاتا ہے (۲) ہم حق ہے کہ  
ایسے سے حالات میں آئی نبی امراہل اپنے بھائیوں کو قید نہ کیا جاتا ہے۔ چار علماء کہتے ہیں کہ یہاں تک کہ ہمارا مسلمان بھائی کافروں کے ہاتھوں قتل ہو جاتا ہے (۳) ہم حق ہے کہ  
یہی کریم ﷺ نے بھی اپنے قیدیوں کو قید نہ کیا اور ان کی امت کو بھی اس کا حکم دیا۔ ان سے کہہ دیا کہ یہاں تک کہ ہمارا مسلمان بھائی کافروں کے ہاتھوں قتل ہو جاتا ہے (۴) اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں  
ان لوگوں کی کراہی اور نافرمانی کا سبب بیان فرما رہا ہے کہ ان لوگوں نے آخرت کے مطالبہ میں دنیا کی زندگی کو ترجیح دی اور جن لوگوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی فریاد کی۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ  
اس قدر ناراض ہے کہ ایک ایک کیلئے بھی ان کے عذاب میں تخفیف نہیں کی جائے گی اور حق میں کہنے کوئی ایسا نہ ہوگا جو انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچائے گا۔ (مفہوم القرآن)



مَرْيَمَ الْمَيِّتِ وَيَايِدُنَهُ بَرْوَجَ الْقُدُسِ أَفَكُلَّمَا

مریم یا نکلیاے روشن و قوت اور بار بار ہوا پاک کیا و ہر گاہ زندہ

رُش نکلیاں مٹ گئیں اور ہم نے پاک روح سے انہیں قوت دی جب بھی چاہی طرف سے

جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَى أَنْفُسُكُمْ اسْتَكْبَرْتُمْ

آہ بھرا و فرستادہ باجی دوست اور دشمن کے سامنے گردن نہاد

تھا کہ جس رسول آئے وہ جسے تمہارے نفس پسند نہ کرتے تو تم نے کجی کیا

فَقَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَقَرِيقًا تَقْتُلُونَ ۝ وَقَالُوا أَتُؤْتُونَ

میں تو میرا روح و شہید و قوی یا مکیبیہ و مختلف دہائے

میں ایک گروہ نے چھلایا اور ایک گروہ قتل کرتا ہے یا اور انہوں نے کہا ہمارے دلوں

عَلَيْكُمْ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ۝

اور پروردگار لعنت ہے ان پر جو ان کے ایمان کی آہ

پروردگار نے ان کے انکار کرنے کے سبب ان پر اللہ کی لعنت ہے جس میں بہت کم ہیں جو ایمان لاتے ہیں

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا

و آہوت کر آہ پہنچا کتاب از نزدیک خدای گواہ م آئینہ پاک

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب آئی ان چیزوں پر گواہ بن کر

مَعَهُمْ ۚ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ

ہیں اس سے اور ہونہ پیش از یہاں کتاب صلب حق گواہ و آئینہ پاک

ان کے پاس تھا اور اس کتاب سے پہلے کافروں پر حق طلب کرتے تھے اور جب ان کے پاس

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝

میں آہوت کر آہ ایمان آئینہ پاک کہ شاکت ہوا کافر شہید یاں نہیں لعنت خدای برائے کافران

و آئے جنہیں وہ پہچان چکے تھے تو انہوں نے ان کا انکار کر دیا پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہے

مَنْزِل ۱

## تَفْسِيرُ آيَاتِ الْبَقَرَةِ

۱۔ آیت سے مراد قرآن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہما فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

پر کیا یہی قوت دے کر ان کو اپنی قوت آپ میں اسے عطا کی

حالت دینی پھر اللہ تعالیٰ نے ہر آیت کے اظہار کیلئے

ایک فرشتہ بھیجا اور ہر ایک پر بھی خاصیت تھی اللہ تعالیٰ نے

ہر ایک طرف اللہ نے کیلئے فرشتے بھیجا اور ہر ایک کے لیے بھی

عطا کیے تو جب اللہ تعالیٰ نے قوراء کو پاک کر دیا یہاں تک کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود اظہار کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

بعد چلے ورنے پر سب رسول آئے رہنے پر شیخ 'موسىٰ

شمعون راؤ سلیمان اشعیا اور میٹا موزی 'جیل' ایساں مع'

یہی ذکر کیا جی میں السلام و معروف۔ یہ سب حضرت موسیٰ

علیہ السلام تک ایک ہی شریعت پر قائم تھے۔ مریم بھی خادم

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ میری زبان میں عورت کو مریم کہا

جاتا ہے جیسے مرد کو یوسف۔ جنات و اشجار جنات مثلاً حضرت

موسیٰ علیہ السلام کا فرار سے کو اللہ کے علم سے زندہ فرمانا کوڑھ

کے مرثیہ کو کھڑکے کرنا برس والے کو کچ کرنا اور فرمودہ شامل

چرا۔ روح القدس اس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام

ہیں۔ روح القدس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کہا جاتا ہے اس

لئے کہ آپ میں شیطان سے محفوظ تھے یا اللہ تعالیٰ کے

پہاں کر رہنے کی بات ہے یہ صفت پائی جاتی ہے انکا نام

روح القدس کہ روح کو اپنی طرف متوجہ کیا یا آپ کو روح

القدس اس لئے کہا جاتا ہے آپ گدے و ارجام اور اصحاب

سے باہر سے یا روح سے مراد انجیل مقدس اور اسم اعظم

ہے جس سے آپ فرشتے کو زندہ فرماتے تھے یا روح سے

مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور قدس سے مراد اللہ تعالیٰ اس

وقت پر اضافت تشریفی ہوئی جیسے بیت اللہ۔ (غرائب

القرآن) ففرضنا كتابكم جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتب اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ انہی کو کتب اقدس کا کلمہ

پہنچا تھا اور کتب اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ انہی کو کتب اقدس کا کلمہ

پہنچا تھا اور کتب اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ انہی کو کتب اقدس کا کلمہ

پہنچا تھا اور کتب اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ انہی کو کتب اقدس کا کلمہ

پہنچا تھا اور کتب اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ انہی کو کتب اقدس کا کلمہ

پہنچا تھا اور کتب اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ انہی کو کتب اقدس کا کلمہ

پہنچا تھا اور کتب اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ انہی کو کتب اقدس کا کلمہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَكْفُرُوا بِمَا اَنْزَلَ اللَّهُ

وہ جو کشت کر ایسی فرشتہ اس چیز نفساے خود آنکہ کافر شود یا کفر فرما لڑتو است خدا  
بنی چیز ہے وہ جس کے بدلے انھوں نے اپنے نفسوں کو بیچا یہ کہ انکا انکار کرتے ہیں جو اللہ نے اتارا ہے

بَغْيًا اَنْ يُنْزَلَ اللَّهُ مِنْ قَضَائِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ

از جہت حد آنکہ فرو فرستہ خدا از فضل خود بر آنکسے ملواید از  
حد کے سبب سے اس لئے کہ اللہ اپنے فضل کو بھرتا ہے اپنے بندوں میں سے

عِبَادِهِمْ قَبَاءً وَبِعَظَبٍ عَلَى عَظَبٍ ۝ وَلِلْكَافِرِينَ

بدگان خود دلی باز سخت سختی بر سختی دیگر و سر کافران است  
جس پر جاپے ہیں وہ سب ایک غضب سے دوسرے غضب کی طرف لولے اور کافروں کیلئے

عَذَابٌ مُهِينٌ ۝ وَاِذَا قِيلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللَّهُ

عذاب خوار کنندہ و چوں گفتہ شد بر ایمانرا گردید یا کفر فرستہ خدا  
خوار کرنے والا عذاب ہے اور جب ان سے کہا جائے اس پر ایمان لاؤ جسے اللہ نے اتارا

قَالُوا نُوْمِنُ بِمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيكْفُرُونَ بِمَا وُرِءَهُ

گفتہ گردیدیم یا یا کفر فرستہ بر ما و کافر نی شدہ برانچه ہر کتاب ایمان است  
کہتے ہیں ہم ان پر ایمان لائے ہر ہم پر اتارا گیا اپنی کتاب کے علاوہ کا انکار کرتے ہیں

وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ

وہ آں راست است یاد داندہ سر آئینہ برا کہ ایمان است چرا می کشید  
اور وہ حق ہے جو ان کے پاس ہے تصدیق کرنے والا آپ فرما دیجئے پھر اللہ کے نبیوں کو

اَنْبِيََاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَلَقَدْ

پیشبران خدا را پیش ازین اگر بودید شما مومنان و ہر آنکہ  
اس سے پہلے کیوں قتل کرتے تھے اگر تم سب مومنین ہو ج اور بیشک

منزل ۱

۱۔ اَنْفُسُهُمْ انھوں نے فرمایا لیکن یہاں اَنْفُسُهُمْ  
نہایت صاف معنی میں ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ جب  
مکلف اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہے تو اس عذاب سے بچاؤ  
کیلئے کوشش کرتا ہے گو یا کہ اپنے نفس کو اس عمل سے بچاؤ  
فضل سے مراد وہی ہے۔ یہی کریم ﷺ کی آمد کے بعد  
آپ کے نبی آخر الزماں ہونے کا انکار کر دیا یہ انکار محض  
حد کی بنا پر تھا کہ نبی آخر الزماں اناری نسل سے کیوں نہ  
آئے۔ دوسرے نفسوں میں یوں کیے کہ انکا انکار محض  
مذہب اور مسدود و غار پر مبنی تھا۔ فیئاً و اہم غضب علی  
غضب کے بارے میں فقہ اقوال ہیں (۱) بخلاف  
یعنی فقہ پہلے غضب کا سبب ہے اور غضب پھر ﷺ  
غضب ثانی کا سبب ہے۔ یہ قول حسن یعنی مکرر اللہ  
الواحد اور تبارک کا ہے (۲) اول غضب چھڑنے کی مبادرت  
کے سبب سے ہے جبکہ دوسرا غضب حضور ﷺ کی لغت  
پہچان کے سبب سے ہے یہ قول سدی کا ہے (۳) یہاں  
اظہار غضب مراد نہیں ہیں بلکہ غضب کے انواع مراد ہیں  
جو مراد ہیں یہ قول مطاہر و عید بن عبدہ کا ہے (۴) یہاں  
چاہے غضب اور بغیر غضب مراد ہے یہ قول مسلم کا ہے۔  
(غرائب القرآن)

۲۔ یہود کہتے تھے کہ تم تو راست پر ایمان رکھتے ہیں اس لئے  
قرآن پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ یہود کے اس دعوی  
کو رد کرنے سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم راہ پر ایمان  
لانے میں ہے ہو تو انبیاء کو قتل کیوں کرتے تھے کیا تم راہ  
میں ان کے قتل سے حلق کوئی حکم تھا۔ مظلوم ہوا کہ یہود کا  
ایمان قرآن پر بھی صحیح تھا۔ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ سے یہود  
کے ایمان پر شک کا اشارہ کیا گیا ہے اور ایمان ان لوگوں  
جو ایمان لائے ہیں تم لوگ نبی ﷺ کی تکذیب کے سبب  
خاکہ اسلام سے خارج ہو چکے ہو۔ (غرائب القرآن)

۱۔ چونکہ اس آیت کے یہود میں قرآن کریم پر ایمان لانے کی دعوت دی جا رہی ہے اس لئے مناسب ہے کہ قرآن کی فضیلت پر چند احادیث کے یہودی روایات کی روایت ہے کہ  
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس مومن کی مثال جو قرآن کو پڑھتا ہو تو اس کی مثال جو قرآن کو نہیں پڑھتا ہے پھر اس سے کہیں  
ہے جس میں خوشبو نہیں ہے اور اسکا ذوق خود ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن کو نہیں پڑھتا ہے اور اسکا ذوق خود ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن کو نہیں  
پڑھتا ہے اور اس کی مثال جو قرآن کو نہیں پڑھتا ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن کو نہیں پڑھتا ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن کو نہیں  
قرآن پڑھتا ہے اور اس کی مثال جو قرآن کو نہیں پڑھتا ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن کو نہیں پڑھتا ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن کو نہیں  
نہی ہے اور ایک بھی ایسی نہیں ہے کہ اس سے پہلے ایک طرف ہے بلکہ ایک طرف ہے اور ہم ایک طرف ہے (ترمذی) حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ جب حکم دھاتی فرماتا ہے پھر اس قرآن کے پیچھے نہیں لے پڑتے اس میں مشغول ہو اور میرے مسئلہ کے ذکر میں مشغول ہو نہیں سکتے وہاں سے پڑھنا چاہیے پھر کو موطا  
کرنا ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اللہ کو سارے کاموں پر اپنی فضیلت حاصل ہے جسکی اللہ کو اپنی حقوق پر فضیلت حاصل ہے (ترمذی)











عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَلَ

وہم سر خدا و فرشتگان اور ان کے پیغمبران اور جبرائیل و میکائیل

فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ

میں ہر آیت خدا تمہارا سر کا فرما رہا ہے کہ تم کفر سے توبہ کرو

بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ۝ أَوْ كَلَّمَا عَاهِدُوا

روشن و کافر کی شے بھی مگر چھکاراں کیا ہر گاہ عہد کر رہے

عَهْدًا ثَبَاتَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

عہد کرنے والے تھے کہ وہ اس بات پر ایمان لائے

وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا

اور آؤقت کے آئے وہاں فرستادہ ان نزدیک خدا ہوا اور دہرا کر آئندہ برا کہ

مَعَهُمْ نَبَأٌ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَمْ يَكُتُبِ اللَّهُ

ان کے پاس ہے تو ایک گروہ نے جنہیں کتاب دی گئی تھی کہ کتاب

وَرَاءَهُمْ ظُهُورُهُمْ كَانَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَاتَّبِعُوا مَا تُنَادُوا

انہیں پیچھے رہ کر گویا کہ انہیں علم نہیں ہے اور انہوں نے میری بات کی

وَأَنذَرْتُمْ كَذِبًا ۝ وَمَا تَدْعِي إِلَىٰ سِوَى اللَّهِ ۝ وَمَا تَدْعِي إِلَىٰ سِوَى اللَّهِ ۝

اور انہوں نے تمہاری بات کو سنا اور تمہاری بات کو سنا اور تمہاری بات کو سنا

وَمَا تَدْعِي إِلَىٰ سِوَى اللَّهِ ۝ وَمَا تَدْعِي إِلَىٰ سِوَى اللَّهِ ۝ وَمَا تَدْعِي إِلَىٰ سِوَى اللَّهِ ۝

اور انہوں نے تمہاری بات کو سنا اور تمہاری بات کو سنا اور تمہاری بات کو سنا

وَمَا تَدْعِي إِلَىٰ سِوَى اللَّهِ ۝ وَمَا تَدْعِي إِلَىٰ سِوَى اللَّهِ ۝ وَمَا تَدْعِي إِلَىٰ سِوَى اللَّهِ ۝

اور انہوں نے تمہاری بات کو سنا اور تمہاری بات کو سنا اور تمہاری بات کو سنا

وَمَا تَدْعِي إِلَىٰ سِوَى اللَّهِ ۝ وَمَا تَدْعِي إِلَىٰ سِوَى اللَّهِ ۝ وَمَا تَدْعِي إِلَىٰ سِوَى اللَّهِ ۝

اور انہوں نے تمہاری بات کو سنا اور تمہاری بات کو سنا اور تمہاری بات کو سنا

## تَبَيَّنَ الْفَرْقُ

۱۔ اس میں بھیجے گئے ایک مہاجر سے دشمنی کی کفر اور

اللہ تعالیٰ کی ناراضی لانے میں برابر ہے اور اس میں بھیجے

ہے کہ جس نے ان میں سے کسی ایک سے دشمنی کی تو گویا

اس نے سب سے دشمنی کی۔ (بیضاوی) حضرت ابن مسعود

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

میرے دو عزیز ہیں جن میں سے ایک جبرائیل اور میکائیل اور

دوسرا زمین میں ہیں یعنی ان کے اور محمد ﷺ حضرت ام سلمہ رضی

اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بیشک آسمان

میں دو فرشتے ہیں ان میں سے ایک جبرائیل کا حکم دیتا ہے اور

دوسرا زمین کا جس پر ایک (فرشتہ اور نبی) پہنچانے والے ہیں

اس نے حضرت جبرائیل اور میکائیل کا ذکر کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

ان میں سے ایک جبرائیل کا حکم دیتا ہے اور ایک نبی کا جس پر

ایک پہنچانے والے ہیں آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم

رضی اللہ عنہ اور حضرت لوط رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور میرے دو ساتھی

ہیں ایک نبی کے لئے کہتے ہیں اور دوسرے نبی کے لئے کہ ان

میں سے ہر ایک ایسا کرتے ہیں آپ نے حضرت ابو

بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا۔ (حاشیہ مقبری)

بارداری کہتے ہیں کہ جبرائیل اور میکائیل دو نام ہیں جبرائیل کا

معنی ہے خدا کا جبرائیل کا معنی ہے خدا کا جبرائیل کا معنی ہے

مفسرین نے کہا کہ اسرائیل کا معنی ہے عید الرحمن حضرت

یونس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ایک مرتبہ دعا فرمائی "اے اللہ! اسے جبرائیل میکائیل اور

اسرائیل کے رب اے جبرائیل کی آگ کی گری سے اور قبر کے

عذاب سے تیری پناہ میں آنا ہوں۔ چنانچہ اپنے کہندوں

کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی عداوت یہ ہے کہ بندہ انکی

ناراضی کرنے کی اجازت سے گریز کرے اور انکی عداوت

بندوں سے عداوت رکھے اور اللہ تعالیٰ کی عداوت بندوں

کے لئے یہ ہے کہ وہ انکی عداوت سے گریز کرے اور انکی عداوت

بندوں سے عداوت رکھے اور اللہ تعالیٰ کی عداوت بندوں

کے لئے یہ ہے کہ وہ انکی عداوت سے گریز کرے اور انکی عداوت

بندوں سے عداوت رکھے اور اللہ تعالیٰ کی عداوت بندوں

کے لئے یہ ہے کہ وہ انکی عداوت سے گریز کرے اور انکی عداوت

بندوں سے عداوت رکھے اور اللہ تعالیٰ کی عداوت بندوں

کے لئے یہ ہے کہ وہ انکی عداوت سے گریز کرے اور انکی عداوت

بندوں سے عداوت رکھے اور اللہ تعالیٰ کی عداوت بندوں

کے لئے یہ ہے کہ وہ انکی عداوت سے گریز کرے اور انکی عداوت

بندوں سے عداوت رکھے اور اللہ تعالیٰ کی عداوت بندوں

کے لئے یہ ہے کہ وہ انکی عداوت سے گریز کرے اور انکی عداوت



الشَّيْطَانُ عَلَىٰ مُلْكٍ سَلِيمٍ ۖ وَمَا كَفَرَ سَلِيمٌ

یٰ شیطانیٰ! تو اپنے ملک پر پوری تسلط رکھتا ہے اور کفر سلیماً کا ہے۔

وَلَكِنَّ الشَّيْطَانَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّبْخَ وَمَا

لیکن شیطان نے کفر کیا اور وہ لوگوں کو سبکسازی اور کفر کی تعلیم دیتا ہے۔

أَنْزَلَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا

اور وہ فرشتوں کو دو فرشتوں کے نام سے بابل میں اتار دیا۔

يَعْلَمُونَ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ

اور وہ دونوں یہ کہتے ہیں کہ ہم آزمائش ہیں اور کفر نہ کرو۔

فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ

پس ان سے وہ سیکھتے ہیں جو ان دونوں فرشتوں سے چھپے ہوئے مرد اور عورت کے درمیان جدا کرنے کے لیے ہے۔

وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ

اور وہ کسی کو ہمارے بغیر کسی سے نہیں سیکھ سکتے۔

مَا يَصْرِفُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ

اور وہ اس سے بچ نہیں سکتے اور نہ ہی اس سے کوئی نفع پہنچا سکتا ہے۔

مَنْزِلٌ ۱

۱۔ اِنْفِصَالُ کَامُفَصَّلٍ نَبْدٌ پُر ہے یعنی دو الگ کتاب اللہ کو  
چھپک کر جادو میں چمکے۔ شیطان بچے سے آسمان کی  
طرف جاتے اور وہاں سے آسمان کی طرف جاتے اور وہ  
طرف سے آسمان میں مار کر انہوں کو بتا دیتے تھے اور وہ  
لوگوں کو بتا کر لوگوں کے ایمان کو خراب کیا کرتے تھے اور  
حضرت سلیمان علیہ السلام کے خلاف بھڑکاتے تھے یہاں تک  
کہ ایک وقت آیا کہ شیطان جادو بھری ایک کتاب حضرت  
سلیمان علیہ السلام کے تخت کے نیچے رکھ کر لوگوں کو بتائے لگے  
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جادو ہی سے اپنی سلطنت  
چلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس کا رد فرمایا اور  
اسے مراد و حج ہے جس پر انسان کو قدرت نہ ہو اور اس کی  
تحصیل میں تقرب الی اللہ تعالیٰ سے استقامت لی جائے  
اور یہ صرف اس شخص کیلئے ہی ہو سکتا ہے جو شہادت اور  
حجۃ میں شیطان کا ہم سفر اور اس سے معاشرت نہ کرے  
اور وہ جانتے اس آیت سے یہ بھی واضح ہوا کہ عمر کر کے  
ہدایت اور ہدایت و فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے  
بھیجے گئے تھے اور یہاں پر مشہور و معروف ہوئے آخر ہر  
نامی صورت سے بچ کر چلا کر گئے تھے اس نے ان کو شہادت  
اور معاشرت پر آمادہ کیا اور ان دونوں فرشتوں سے  
چھپے ہوئے اہم اعظم سے آسمان پر چھپ گئی (یہ  
اسرار الہیات سے منقول ہے) بعض نے کہا کہ ملکین اور  
مردوں کا نام رکھا گیا ہے جو ان کی جملہ باتوں کی وجہ سے  
مشہور ہو گیا تھا۔ مشہور ہے کہ بابل کوڑے اور گدے ایک شہر  
ہے۔ وَمَا يُلْقِيَانِ الْإِنِّجَ کَالِیْکَ مَنُجِمٍ ہے کہ دونوں کسی  
کو نصیحت کیے بغیر نہ کہیں گے تھے اور کہتے تھے ہم صرف  
اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں کہ آئے ہیں۔ جو شخص جادو  
سیکھ کر گئی کرے گا وہ کافر ہو جائیگا اور جو دیکھنے کے بعد عمل نہ  
کرے گا وہ ایماندار رہے گا۔ اس قسم کی نصیحت کیا کرتے

تھے۔ (یہودی) جانتے تھے کہ جادو ایسے تھا کہ جانتے اور ایسے اعمال کے کرنے کا نام ہے جو انسان کو شیطان کے قریب کر دے اور ان کے سبب شیطان اس کے تابع ہو جائے پھر انسان جب چاہتا ہے  
شیطان سے مدد لیتا ہے۔ بخوبی کہتے ہیں کہ انسان کے نزدیک جادو جادو ہی ہے لیکن اس پر عمل کرنا کفر ہے شیخ ابو عمرو کہتے ہیں کہ جادو اللہ تعالیٰ کے (مخلوقی) ہونے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اور وہ  
ہے جو سارا غیرہ کی جانب سے پایا جاتا ہے اور کسی ایسے ہوتا ہے کہ بہت سارے لوگ اسے جانتے ہیں اور ایک ہی وقت میں سب اسے دیکھتے ہیں جب کہ کفر کی نشان دہی ہے کہ ایک  
وقت میں ایک ہی شخص کی اللہ تعالیٰ سے قدرت ملے اور اس کے معارضہ پر قدرت نہیں رکھتا پھر کفر اور جادو میں فرق یہ ہے کہ اس کا جو بہت کچھ دیکھتی ہے وہی خود کیلئے دیکھتی ہے نہ کہ دوسروں کے  
پس یہ چند باتیں ہیں جن سے کفر اور جادو میں فرق واضح ہوتا ہے۔ جانتے چاہتے کہ مسلمان جادو گروں کے بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے اس طرح کفر و کفر کی اگر جادو کرے تو کفر ہے نہ کہ کفر  
اختلاف ہے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ مسلم جادو گروں کو قتل کیا جائے تو یہ کرنے کو نہیں کہا جائیگا اور نہ قتل تو یہ قتل کی جائیگی لیکن قول احمد بن حنبل اور ڈاکٹر اسحاق امام شافعی اور ابو حنیفہ ہے۔ جادو گروں کو  
قتل کیا جائے حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت قیس بن سعدؓ اور سات تابعین سے ثابت ہے۔ یہی کریم علیہ السلام سے مروی ہے کہ جادو گروں کو قتل کرنا  
اسے تیسرا سے مار دیا جائے۔ (القرطبی)



مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ فَذُكِّرُوا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

اور را در آخرت از توبہ و بر آنکہ بدعتیست آنکہ فرود آمدن ایشان  
اور چنانکہ ہوا کا کوئی حصہ نہیں ہے آخرت میں اور ضرور بری چیز ہے جسکے بدلے انہوں نے

أَنفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمُتُّوبَةٌ

چہ تھانے ایشان اگر متوبہ میدادند اگر ایسے جو وہاں گمراہی سے پرہیز کر دیتے ہر آنکہ پاداش  
اپنے نفسوں کو چکا کر دے سب جانتے اور اگر یہ پہچان لیتے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ضرور اسکا

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ لَّو كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

پلھوے از نزدیک خدا بجز ہدایت کاش میدادند اسے گمراہ مومنان  
بدلہ اللہ کے پاس سے چاہے جو بہتر ہوتا کاش کہ وہ سب جانتے اسے گمراہ مومنین

آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا ۝

گوئیے زانہا و گوئیے انظرنا و سیک بشنویے و  
زانہا مت کہہ اور انظرنا کہہ اور غور سے سنو اور

لِتَكْفُرَ بَيْنَ عَذَابِ الْيَمِّ ۝ مَا يُوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ

کافرانست عذاب درد دہندہ دوست کی وارد آئے کہ کافر شود از  
کافروں کیلئے درد پاک عذاب ہے جہنم نہیں کرتے وہ لوگ جو کافر ہوئے

أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْكَ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكَ ۝

اہل کتاب و مشرکان کہ فرود آوروں شود بر شما از چچ نازل از پروردگار  
اہل کتاب اور مشرکوں سے کہ تم پر تہمت ہے کہ تم سے کوئی بھلائی اتاری

وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

جائے مخصوص کہہ از بخشش خود ہر کہ خواہد خدا صاحب فضل عظیم است ہر چہ نیک  
جائے اور اللہ اپنی رحمت سے خاص فرماتا ہے جسے چاہے اور اللہ فضل والا عظیم ہے ہم جو آیت

منزل

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ چاروں ہی اس وقت تک قصاص نہیں

پہنچا سکتا ہے جب تک اللہ کا حکم نہ ہو۔ حضرت سلیمان

ؑ کے زمانے میں یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا تاکہ

لوگوں کے سامنے چاروں اور سجزہ کا فرق واضح ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں

اہل آسمان ان سے محبت کرتے ہیں اور سمندر میں مچھلیاں

ان کی مطرقت کیلئے دعا کرتی ہیں۔ ایک اور روایت میں

ہے کہ بہترین خیر عطا کی ہے اور سب سے برا شر عطا کا شر

ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علم کی دو

قسمیں ہیں علم فی الغلبہ پس یہ علم تابع ہے اور علم فی

البرہن پس یہ ابن آدم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

(مظہری)

۲۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ۸۸ مقام پر اہل ایمان کو بتایا

الذین آمنوا سے خطاب فرمایا ہے (جس تک یہ ہے کہ یہ

خطاب ۹۸ مرتبہ آیا ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

فرماتے ہیں کہ اللہ نے یہود پر کثرتاً میں بتایا

الذین آمنوا کہ کہ خطاب فرمایا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان پر

مسکنت اور ذلت وارد کی گئی اور ان کی امت کو قرآن میں

بیتایا الذین آمنوا کہ کہ خطاب فرمایا اس لئے اس

خطاب سے اسود واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا دارا مقدر کر

دیگا (غرائب القرآن) تفسیر کبیر (پہلی کریم ﷺ کے

مدے پر تحریف آمدی کے بعد اس ابتدائی روایت سے

جب اسلام کا نزول ہوا تو یہود و مسیح و مجوس اور یہود اسلام کے فروغ

پر عمل نہیں رہے تھے۔ ان زمانے میں جب وہ نبی کریم

ﷺ کی مجالس میں آتے تو دوران گفتگو ایسے جھگڑا

پہاوار اور ذوق منافی افکار میں پاتیں کرتے کہ ظاہر ادب و

آداب ہی ملحوظ رہے اور اندرونی توجہ باطن کی بجز اس بھی

نکل پائے۔ اسی قبیل کا ایک قصہ زینبہؓ بھی تھا (عاشیہ

لہب بھول فی اسباب النزول) زینبہؓ کی ممانعت کے بارے میں مشرین کرام کے چند اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ تھا اس وقت کہتے تھے جب نبی کریم ﷺ کھارہ فرماتے اور صحابہ ہند

کئے تو انہی ہی بجز کے ساتھ زینبہؓ عرض کرتے اور یہودی عربی زبان میں کہانی کیلئے استعمال کرتے تھے۔ دوسرا قول یہ تھا کہ جب ان کے پاس کاغذ بھی ہے لیکن اس کا مذاق کے وقت اس کا

استعمال کرتے تھے۔ تیسرا قول یہ تھا کہ باب منکرات سے چاروں باب میں جہنم کے درمیان مساوات پائی جاتی ہے اس لئے اللہ نے مساوات سے منع فرمایا۔ چوتھا قول: زینبہؓ کا خطاب صح

استعمال ہے اس لئے اللہ نے تعادل کا لفظ استعمال فرمایا۔ پانچواں قول یہ تھا کہ زینبہؓ سے ام فاضل ہے اور زینبہؓ کا مقلد اس لئے نبی کریم ﷺ کیلئے سخت منع ہے۔ حضرت سعد بن معاذ نے

یہود کا خطاب کر فرمایا ہے اللہ کے حضور آج کے بعد اگر یہ لفظ تم نے میرے نبی کیلئے استعمال کیا تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ (غرائب القرآن) انظرنا اصل میں حق ہے اقبہار سے انظرنا (الینا

ہے جس کا معنی ہے آپ ہماری طرف نظر اٹھاتے فرمائیے یا انظرنا معنی انظرنا ہے۔ استغفروا کا لفظ یہ ہے کہ کلام کو پہلے ہی سے اس قدر غور سے سنو کہ وہ بار بار چھٹی حاجت ہی نہ رہے

(بیضاوی) مع یا آیت ان یہودیوں کو کھلائے کیلئے نازل ہوئی جو مسلمانوں کی مذمت کا کام لہرتے تھے اور کہتے تھے کہ تم تمہارے حق میں اچھا نہ پا رہے ہیں۔ انکو انکی محبت کو کہتے ہیں جو انسان کے عدل

میں تمہارے ساتھ ہو۔ غیر سے مراد وہی مبنی غیب کی خبریں ہیں (بیضاوی) واللہ ذوا الفضل العظیم سے معلوم ہوا کہ نبوت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے چاروں انفس و نبات سے بعدوں کا کلمہ نہ اٹھاتا تھا

نظری کا ثبوت ہے (بیضاوی) حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ یہ شخص برحق ہے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت ہے جس سے حضرت محمد ﷺ کو مقرر فرمایا۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ

اس سے قرآن مراد ہے بعض نے کہا کہ آیت میں رحمت عام ہے (آخری)



۱۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین یا یہود نے  
 کیا کر محمد ﷺ کو دیکھا ہے اصحاب کو ایک کام کرنے کا  
 حکم دیا اور مگر اس سے روک دیا اس کے بغیر حکم دیا۔  
 نسخ لغت کسی شے کی چیز سے اُسی صورت و درجے کے کسی  
 دوسری چیز میں اس کو ثابت کرنے کا نام ہے جیسے تاریخ کا  
 سایہ کو نسخ کرنا یعنی ایک جانب سایہ دور کرنا ہے اور دوسری  
 جانب سایہ ہونا چاہئے یا نسخ یعنی نقل ہے کیونکہ تاریخ کا  
 نسخ نسخ یعنی نقل سے بنا گیا ہے۔ نسخ کی تین قسمیں  
 ہیں (۱) نسخ حکم یعنی وہ آیات کہ یہ میں میں حکم کا نسخ ہے  
 ایسی آیات کتنی کی ہیں امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے  
 کہ قرآن مجید کی ۲۰۰ آیتوں کا حکم نسخ ہے۔ (۲) نسخ  
 (۳) نسخ تلاوت مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم  
 آپ رحمہ اللہ سے کرتے تھے نسخ النسخ والنسخۃ اذا  
 قضاھا وحسبھا آیتۃ تکالوفن اللہ واللہ علینا  
 خیرکم۔ (۳) نسخ حکم و تلاوت جیسا کہ مرفی نے کہ سورۃ  
 الزاب مکرر اس طرح طوال کے تھے۔ غرض نسخ نسخ حکم پر  
 معمول ہے (بیضاوی و قرآن) غرض نسخ کی عقل  
 و دلیل سے چونکہ خدا نے حکم سے اپنے بقول پر رحمت کرتے  
 ہوئے انکی مصلحت اور نفسانی فتنوں کیلئے آیات قرآنیہ اور  
 احکام شریعت کا نزول کیا ہے اور چونکہ مصاحف مبادی اسباب  
 معاش کی طرح گردش و دگر باز کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے  
 رہتے ہیں کیونکہ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز ایک دور میں  
 مفید ہو دوسرے دور میں نقصان دہ ہوتی ہے لہذا آیات و  
 احکام کا تبدیل ہونا بھی ضروری تھا۔ (بیضاوی) غرض سے  
 مراد یہ ہے کہ مصلحت میں تبدیلی کیلئے آیت اور احکام  
 باعث ہو جیسے آیت تخلیف اللہ علیکم وغیرہ۔ مطلقاً  
 سے مراد یہ ہے کہ تکلیف اور ثواب میں مثل ہو جیسے استقبال  
 قبلہ بہت المقدس کی بجائے نماز کو یہ (یا اہلین و صادی)



أَنْفُسِهِمْ مِمَّنْ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْتَصِمُوا

انہوں خود نہیں ان کے باوجود کہ وہ جانتے ہیں اور گواہ ہیں کہ

ہے اس کے بعد کہ حق ان پر قویہ واضح ہو چکا ہے اور گذر فرماتا ہے

وَأَصْصَحُّوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

دورانیہ ؟ آگے آگے خدا فرمان خود را ہر آگے خدا ہر

چھوڑ دو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے چنگ اللہ ہر

قَدِيرٌ ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمَا تُقَدِّمُوا

بہتر توانا ست و برپا دارید نماز را و دیہد زکوۃ را و آنچه پیش

چاہے تہذیب ہے اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ ادا کرو اور جو تم چاہو

لَا أَنْفُسِكُمْ مِمَّنْ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا

برائے خود بیش از نیکیکاری فراہم یافت آفران خود خدا ہر آگے خدا آنچه

اپنے لئے آگے بلکہ کے اللہ کے پاس اسے پائے چنگ اللہ دیکھئے اللہ سے جو

تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۚ وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن

کندہ چاہے ست و گندہ ہوگا چاہے بہشت در ناپید کر آگے

عمل تم کرنے جو مع اور دشمنوں نے کہا: جنت میں نہ ہوگا مگر وہ جو

هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۚ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ

یہود یا عیسائی یا نصرانی یہ ان سب کی پائل آزمائشیں ہیں آپ فرما دیجئے اپنی دلیل لائے

إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ بَلَىٰ مَن أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ

اگر سچیدہ راستگوں بنے ہر کہ منقاد کردہ اسے خود را باریے خدا و

اگر تم سب سچ کہنے والے ہو میں نہیں جو کوئی اپنے چہرہ اللہ کیلئے بھٹا اسے اور

مَنْزِل ۱

۱۔ اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ کفار بنی اسرائیل  
خدا تعالیٰ کی جانب سے بھیجا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
کے ساتھ فرمودہ آیت سے لے کر وہ دونوں ہی کے چند  
انفراد سے لے کر انہوں نے ان دونوں سے کہا کہ کیا تم نے  
تم سے نہیں کہا تھا کہ یہ دونوں کا دین حق ہے اور ان کے  
ملاوہ سب باطل۔ پس اگر وہ حق ہوتا جس پر تم (عزیز)  
ہیں تو ان کے اصحاب نہیں مارتے جانتے حالانکہ ان کا دعویٰ  
ہے کہ وہ قتال کرتے ہیں اور اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے تو  
حضرت عمار بن یاسر نے فرمایا کہ اسے نزدیک جہنمی کیا  
ہے تو انہوں نے کہا بہت سی جہنمی اور قتال کرتے۔ آپ  
نے فرمایا میں نے تم (عزیز) سے اپنے مرنے تک انکی  
جہنمی کرنے کا عہد کیا ہے لہذا میں اسے کبھی بھی نہیں  
توڑ دیتا تو انہوں نے کہا کہ بلاشبہ وہ عیسائی (یہودی) جہنمی  
کرتے (والے) ہو گئے ہیں تو حضرت عذیب نے فرمایا:  
میں نے بھی رسول اللہ کے رب اسلام کے دین کو کبھی کبھار  
قرآن کے امام اور مومنین کے بھائی ہونے پر۔ چنانچہ  
جب وہ دونوں واپس ہوئے تو حضور ﷺ کو انکی خبر دی تو  
آپ نے فرمایا تم دونوں نے بھائی کو پایا اور تم دونوں  
کا سبب ہو گئے (عیسائی) خدا کا مضمہ یہ ہے کہ جو حق  
انکے بھائی کے پاس ہے اس سے سبب ہو کر حاسد کے  
پاس آجائے جبکہ اس کے مقابلے میں غیبت کا گناہ آتا ہے  
جبکہ مضمہ یہ ہے کہ جو حق انکے بھائی کے پاس ہے وہ  
رہے لیکن اللہ مجھے بھی عطا فرمائے اسے رشک کہے ہیں۔  
نبی کریم ﷺ نے حدیث کی ہر پروردگارت فرمائی ہے چنانچہ  
آپ فرماتے ہیں کہ حدیث کیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے  
جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ حدیث کے چار مراتب ہیں  
(۱) خبر سے نص کا زوال یا پانا اگرچہ خود وہ نص اسے  
مائل ہو یا نہ ہو یا نصیث ہے (۲) یہ چاہنا کہ خبر سے نص

زائل ہو کر انکی طرف ہو جائے جیسے خبر کے نو بصورت گھر یا اس کی چوٹی یا انکی امارت میں رحمت کہہ یا اس کی حاصل تو اس کیلئے مطلوب بالذات ہے لیکن اور سب سے انکار زوال مطلب یا عرض ہے یہ  
(۳) اسے خلاف ہے (۴) زوال نص کی خواہش ہے کہ البتہ اپنے لئے اس کی مثل نص کی خواہش کرے پھر اگر انکی مثل نص کے حصول سے عاجز ہو جائے تو اسکا زوال چاہے تاکہ دونوں کے  
درمیان فرق نہ ہو یہ بھی مذموم ہوتا ہے اگر کسی نے مذموم سے اس کے لئے اپنی مثل نص کی خواہش کرے پھر اگر اس نص کی مثل حاصل نہ ہو تو بھی نص سے انکار زوال نہ چاہے یہ آخری وہ ہے جس سے  
انکار کیا گیا ہے۔ چنانچہ اپنے کما حدیث میں ملتا ہے کہ ان کا حق معلوم ہے اور خدا انکی منظر ہے (غرائب القرآن) ہمارے انکار کے علم سے مراد یہ ہے کہ ان سے ملنے کا حکم آجائے (بیضاوی)  
یہ گویا کہ ہمیں ہر اور جس معاشرت کا حکم یا اور عبادت یا احسان سے اللہ سے چاہنے کی تلقین کی ہے مثلاً نماز یا صدقہ۔ (بیضاوی) حدیث شریف میں ہے کہ سب کئی حد سے انکا انھل ہوتا ہے تو انکے  
کہتے ہیں اس نے چھوڑ دیا تو انکے لئے کہتے ہیں اس نے آگے بھیجا۔ حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کون ہے جو اپنے وارث کے مال کو اپنے  
مال سے زیادہ پسند کرنا ہو صحابہ عرض گزار ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنے وارث کے مال کو اپنے مال سے زیادہ پسند کرنا ہو یہی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں  
سے کوئی ایک ایسا نہیں جسے اس کے وارث کا مال اس کے مال سے زیادہ محبوب نہ ہو تمہارا مال اسی ہے جو تم نے آگے بھیجا اور تمہارے وارث کا مال وہ ہے جسے تم نے پیچھے چھوڑا۔ (الطبرانی) صحابہ انھ  
خدا کی پھر یہود کے غرور اور غریب نفس کو چاہے فرما رہے اس کی خاطر وہ لوگ اپنے آپ کو جہنمی کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ غصہ انکی پائل آرزو بھی ہیں حقیقت سے کوسوں دور ہیں۔



مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

تُكَادَرُ بِشَيْءٍ أَوْ يَأْتَوْنَ مِنْهُ وَهُوَ بِمَا هُمْ قَائِلُونَ ﴿٢٠٠﴾

يَحْزَنُونَ ﴿٢٠١﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ

وَالنَّصَارَى يَحْزَنُونَ ﴿٢٠٢﴾

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَلْمِزُونَ ﴿٢٠٣﴾

وَالنَّصَارَى يَحْزَنُونَ ﴿٢٠٤﴾

الْكِتَابُ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ

فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٠٥﴾

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ

وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَاءَ لِمِثْلِهِمْ

وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَاءَ لِمِثْلِهِمْ

وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَاءَ لِمِثْلِهِمْ

وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَاءَ لِمِثْلِهِمْ

وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَاءَ لِمِثْلِهِمْ

وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَاءَ لِمِثْلِهِمْ

وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَاءَ لِمِثْلِهِمْ

وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَاءَ لِمِثْلِهِمْ

وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَاءَ لِمِثْلِهِمْ

وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَاءَ لِمِثْلِهِمْ

وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَاءَ لِمِثْلِهِمْ

وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَاءَ لِمِثْلِهِمْ

وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَاءَ لِمِثْلِهِمْ

وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَسَاءَ لِمِثْلِهِمْ

۱۔ یہاں خاص چرچے کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ چرواہائی

اصحاء میں اشرف ہے اور مجدد عبادت میں اعظم ہے اور

مجدد حاصل نہیں ہوتا مگر چرواہے اس لئے خصوصیت

سے چرواہے کا ذکر ہے۔ (خراب القرآن)

تسلیمی اسے ان کے قول کا رد اور پانچاواں جنت کے

حصول کا طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ جو تکمل کر گیا وہ جنت کا

سحق ہوگا۔ (صادق) [چنانچہ اپنے کچھ ایسے صفات

ہیں جن کے پانچاں والوں کو قرآن کریم نے لا غشوف

غلبہم ولا یعلم یغفلون کی بنا پر دیکھا ہے مثلاً اللہ

تعالیٰ کا فرمان "وہ لوگ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں

رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کیلئے لٹکا کر ہے

انکے رب کے پاس اور دن ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ سب

تفہیم ہو گئے۔" (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۷۷) ایک اور جگہ

ارشاد ہے "بلکہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کیلئے انکے رب کے پاس اجر

ہے اور نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ سب تفہیم ہو گئے۔"

(سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۷۷) ایک اور جگہ ارشاد ہے "اور ہم

نہیں بھیجے رسولوں کو مگر خوفی خدائی جاننے والے اور ڈرانے

والے تو جو ایمان لائے اور اصلاح کرے تو ان پر نہ کوئی

خوف ہوگا اور نہ وہ سب تفہیم ہو گئے۔" (سورہ العنکبوت

نمبر ۲۸) ایک اور جگہ ارشاد ہے "اے آدم کی اولاد اگر

تجارت سے پاس تم میں سے رسول آئیں تو تم پر پھیری آئیں

چڑھو تو جو کوئی فتویٰ اختیار کرے اور اصلاح کرے تو نہ

ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ سب تفہیم ہو گئے۔" (سورہ

احکاف آیت نمبر ۱۳) ایک اور جگہ ارشاد ہے "من لو یحک

اللہ کے دلوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ سب تفہیم ہو گئے۔"

ایک دوسرے سے متاثر کرنے کے یہاں تک کہ ان دلوں کی آواز آنے کے سبب بند ہوگئی ہو لے کیا کرتی ہیں وہیں ہواں لے کرتی ہیں کہ انکے کرتے ہو اور انکے کا بھی۔ یہی کہ نصاریٰ

کہنے لگے کرتی ہیں کہ وہیں ہواں لے کرتی ہیں کہ انکے کرتے ہو اور انکے کا بھی۔ یہی کہ نصاریٰ



اَلْاٰخٰیفِیْنَ ؕ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ

مگر ہراساں اپنے خاست غراوی اور دنیا و ایشیا خاست و آخرت

مگر ڈرتے ہوئے ان کیلئے دنیا میں غراوی ہے اور آخرت میں ان کیلئے

عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ وَّلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَیْسَمًا تَوَلَّوْا

عذاب بزرگ و عذابا ست مشرق و مغرب ہر سو کہ رو آری

یہا عذاب ہے اور مشرق و مغرب اللہ ہی کیلئے ہے جس سے تم چہ لاؤ

فَتَسْمَوْجْہُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ وَّاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ وَقَالُوا اَتُخَذَ

ہم آسمان سے روئے خدا ہر آنکہ خدا فراخ تحت است دانست و عقلمند گرفت

اس جگہ روئے خدا ہے چنگ اللہ وسیع تحت والا جاننے والا ہے اور انھوں نے کیا کہ اللہ

اللّٰہُ وَلَکُم مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُلٌّ

خدا فرزند را پاکی اور است جگہ برائے خدا سے آنچه ہر آسمانہا زمین سے ہر کے

نے فرزند بتلا اس کیلئے پاکی ہے جگہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کیلئے ہے ہر ایک

لَّہُ فَبِئْسُوْنَ ۝ بِدِیْعِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قُضِیَ

برائے است فرمانبردار آسمانہا و زمین است تفریقہ ست و چوں نیک

انگی فرمانبردار کرتے ہیں سب آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جب کسی

اَمْرًا قُلْنَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ

کارے کہیں ہر اس نیت کہ شکیوہ اور را بنو یس می شود و عقلمند تا آنکہ حق فی دانند

کام کا ارادہ فرماتا ہے تو صرف اس سے فرماتا ہے ہوا تو وہ ہوتا ہے اور ان لوگوں نے کہا جو نہیں جانتے ہیں

لَوْ لَا یُکَلِّمُنَا اللّٰہُ اَوْ تَنْزِیْلًا اٰیۃً ؕ کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ

اے یا حق تمکیوہ خدا یا حق آید بنا ٹٹانے تمھیں عقلمند کہانکہ

اللہ ہم سے کلام کیوں نہیں فرماتا یا ارادے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی اسی طرح ان لوگوں نے کہا

۱۔ مساجد مسجد کی جمع ہے اور اس کا معنی مسجد سے کہنے کی جگہ ہے۔ اس میں مشرکین کرام کا اختلاف ہے کہ وہ کون ہیں جو اللہ کے گمروں میں عبادت سے روکتے ہیں۔ پہلے قول کے مطابق وہ عیسائی ہیں جنہوں نے ہادشاہ دم کے ساتھ مل کر بیت المقدس میں یہودیوں کو قتل پڑھنے سے روکا اور اس کے وہاں کرنے میں حصہ لیا (ابن جریر) دوسرے قول کے مطابق مشرکین کہ ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو آپ کے صحابہ کو کتب میں لٹا پڑھنے سے روکا اور مکہ ہجرت کرنے پر مجبور کیا انکے بعد صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی جی کروادار کیا۔ (ابن کثیر) تیسرے قول کے مطابق ہر اس شخص کیلئے ہے جس نے مسجد کو خراب کیا اور قتل پڑھنے کی جگہ کو پکار جانے کی کوشش کی (بیضاوی) اولیٰ تک خدا سبحان الخیر سے مراد یہ ہے کہ اسے مسلمانوں جب نہیں مشرکین کہ پر غلبہ حاصل ہو جائے تو ہم مشرکوں کو سزا اور جزیہ کے بغیر رہنے دینا چاہتا ہے جب اگری میں کہیں ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا کہ اب کسی مشرک کو گناہ کرنے کی اجازت نہیں ہوگی اور جس سے جو عبادہ ہے اس عبادہ تک اس روکتا ہے۔ یہ جملہ خبریہ ہے لیکن امر کے معنی میں ہے (حاوی)

۲۔ مشرق اور مغرب سے مراد زمین کے دونوں کنارے ہیں یعنی سب روئے زمین کا وہی مالک ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت مسافر کے سواری پر لٹا پڑھنے سے حلق نازل ہوئی جب قلم معلوم ہوئے کی بعد سے مختلف اطراف و جواب دہ کر کے لٹا پڑھی صحا ہوئے پر غلطی معلوم ہوئی تو پٹھان ہو گئے تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ایک اور قول کے مطابق جب مسلمانوں کیلئے قبلہ بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ بنا تو یہود صحن کرنے لگے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل

فرمائی۔ (بیضاوی) ولما کان من رجب اللہ سے مراد یہ ہے کہ جس طرف تم پھرو گے اسی جانب اللہ کی رضا ہے۔ رجبہ اللہ سے مراد اذان بھی ہے۔ (حاوی) ۳۔ یہ آیت یہودی کی جانب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو ان کی تھوڑی کی جانب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی جانب سے لاکھ لاکھ بات اللہ کیلئے کے بارے میں نازل ہوئی۔ (بیضاوی) ۴۔ اِنَّا لَمَّا فِی السَّمٰوٰتِ الْخَبْرِ روئے ملک الملک ابوراس اور صنعت اسی کیلئے ہے اور زمین و آسمان کی خلقت میں لاکھ لاکھ خبر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام شامل ہیں لہذا انھیں ان اللہ بات اللہ کی بجائے خلق اللہ ملک اللہ ابوراس اللہ اور صنعت اللہ کیور ولہ کیلئے والد کی مجلس سے ہوا ضروری ہے اور یہاں کوئی مناسبت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے اور یہ سب ممکن والوجود ہیں۔ ادا اس لئے ہوئی ہے کہ جب وہ پڑھا ہو جائے تو وہ اس کیلئے سہرا ہو جائے کہ وہ لہر جائے سے پاک ہے لہذا اسے والد کی کوئی حاجت نہیں۔ (غرائب القرآن) ۵۔ اس آیت میں بدی مہر کے معنی میں ہے۔ یہ بڑی جہت ہے اسکا بیان یہ ہے کہ والد جو والد کا مہر ہے اس سے جب وہ لہر متصل ہوتا ہے تو وہ اس سے متصل ہوتا ہے اور عداوت حکم سب اشیاء کا مہر کا قائل بل الاطلاق اور مہر من الاعمال ہے لہذا والد نہیں ہو سکتا۔ ففضی کا معنی شکوہ تمام کرنا ہے خواہ تو ہا ہو جسے وفضی وایک اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ اُولَیْہِہٖ (اور تیار سب سے حکم را کہ صرف اسی کی عبادت کرو) یا خلا لفضلیٰ شیخ سنوایت۔ (قرآن مجید) ۶۔ اس آیت میں لکھن یہاں ففضی بمعنی ارادہ کے ہے۔ لیکن فیکنون سے مراد ارادہ اللہ ہے کہ حقیقت امر یہ تھا کہ اس سے یہ پانچویں دلیل ہے کہ ابتعاد والد کی حالات گذرے کے بعد مہر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل اس سے پاک ہے وہ تو جس کے ارادہ فرماتا ہے وہ ہو جاتی ہے (بیضاوی)











## جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا

ساجد خانہ کعبہ را مرقع ہمارے مردان و عجل امن و تحریہ اس جائے قدم ابراہیم ساخید  
ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کیلئے اوسنے کی جگہ اور امن کی جگہ بنایا اور دیگر تم ابراہیم

## مِّنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی وَّعِیْذًا اِلٰی (۱۲۸)

از جائے قدم ابراہیم نماز گاہ و اسی فرستادیم نبیوںے ابراہیم  
کی قدم کی جگہ کو نماز پڑھنے کی جگہ بنایا اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل

## وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِیْ لِلطَّائِفِیْنَ وَالْقٰیْمِیْنَ

و اسماعیل کو پاک سازید خانہ مرا ہمارے طواف کنندگان و احکاف کنندگان  
کی طرف وہ بھی کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں کیلئے اور احکاف کرنے والوں کیلئے

## وَالرُّكُوعِ السُّجُودِ ۝۱۲۹ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ

و رکوع سجود کنندگان و آگاہ کہ کلمت ابراہیم اسے پروردگار من تم  
اور رکوع سجود کرنے والوں کیلئے پاک رکھو اور جب ابراہیم نے عرض کی اسے میرے رب آ تو

## هٰذَا بَيْدًا اٰمِنًا وَاَرْزُقْ اَهْلَهُ مِّنَ الثَّمَرٰتِ مَنّ

ایں مکان را شہر امن و روزی دو ساکنان دہا از میوہ روزی دو آں را کہ  
اس مکان کو امن والے شہر میں کر دے اور انکے دستے والوں کو پھلوں سے روزی دے ان میں سے

## اَمِّنْ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۖ قَالَ وَمَنْ کَفَرَا مَتَّعُهُ

ایمان آورد از ایشان بھدا ہر روز آخر گفت و ہر کہ کافر شود میں بہرہ مدت مگر مالش  
یہ اللہ اور ہم آخرت پر ایمان لائے فرمایا اور جو (ان میں سے) کافر ہوا میں اسے تمویذ

## قَلِیْلًا ثُمَّ اَصْطَرٰهُ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝۱۳۰

اندکی پس بہ عذاب کی برائے او را بہوئے عذاب روزخ و دے بدجاہلیت  
برستے وہاں پھر میں اسے روزخ کے عذاب کی طرف مجبور کرادیا اور وہ کیا ہی بڑی جگہ ہے

منزل ۱

نے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہ مقام حضرت ابراہیم کا ہے یہ حجر حضرت جبرئیلؑ کی پھر کیوں نہ ہم اسے نماز پڑھنے کی جگہ بنائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی (بیضاوی) حضرت اس ﷺ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے خطاب ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تین امور میں اپنے رب کی موافقت کی اور میرے رب نے تین امور میں میری موافقت فرمائی ایک مقام ابراہیم کی نماز پڑھنے کی جگہ بنانے میں دوم امیہات الواسطین کے جاب کے بارے میں اور سوم مجھے یہ خبر پہنچی کہ نبی ﷺ سے جس ازواج مطہرات کی شکر رقی ہوگی ہے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ اگر آپ نے انہیں ناراض کرنا چھوڑا تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کیلئے آپ سے بہتر عبادات کرنے والی عورتیں عطا فرمادے گا۔ (بخاری) یہاں عہد شکنی افسوسناک ہے یعنی ہم نے ان دونوں کو حکم دیا کہ میرے گھر کو نبیوں سے پاک رکھو حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ جب یہ وہ طواف کردہ (طواف الطائفین) میں سے ہے جب وہ بیٹھ جائے تو غدا طائفین میں سے ہے اور جب وہ نماز پڑھے تو اس مجمع السجود میں سے ہے (خرائب القرآن) مروی ہے کہ آسمان سے ۴۰ فرشتے نازل ہوئے ہیں ان میں سے ۳۰ طائفین کیلئے و ۱۰ مصلحین کیلئے اور ۴۰ ناظرین کیلئے۔ (بخاری) حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ عاکفوں سے چھاروں میں وہاں احکاف کرنے والے مراد ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان سے مصلحون یعنی وہاں نماز پڑھنے والے مراد ہیں بعض نے کہا کہ اس سے طائف طواف کے وہاں بیٹھنے والے مراد ہیں۔ ان تینوں کا معنی قریب قریب ہی ہے۔ جانتا ہوں کہ آیت میں رکوع اور سجود کو ذکر میں خاص کیا گیا ہے انکی وجہ یہ ہے کہ ان

دونوں اعمال میں نمازی اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اِن طَہَّرَا اَنْفُسَہُمْ: اسحق اس میں اللہ تعالیٰ کے تمام گمراہوں میں اس نے اللہ تعالیٰ کے تمام گمراہوں کو پاک دیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آیت میں کہیں کی خصوصیت کا قصہ ذکر اس لئے ہے کہ ہاں انکے عباد اور کوئی اللہ تعالیٰ کا گھر نہ تھا یا اس لئے کہ یہ گمراہ گمراہوں سے حرمت میں زیادہ ہے۔ (القرطبی) ۱۲ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور اس شکر کو ہم دیا کہ اس میں کسی انسان کا خون نہ بہایا جائے دوسرے پر قلم نہ کیا جائے اور نہ شکار کیا جائے۔ (بخاری) جب اللہ تعالیٰ نے کھجلی آیت میں یہ خبر دی کہ ظالموں کو یہ اور وہاں پہنچا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواباً عرض کیا یا اللہ اس میں جو علی ایہاں ہوں انھیں روزی عطا فرما۔ (ابن جریر) جواباً اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں روزی ہر ایک کو دوں گا کیونکہ روزی وہی رحمت کے باعث ہے جس نے اسے ناست پر قیاس نہ کرو۔ (بیضاوی) ۱۲۸ اَمِّنَّا سے مراد کہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا اپنی فریادیت اور کہ کہہ رہے تھے و انھوں کیلئے کی۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صدمے خوفناک اَمِّنَّا یا اَمِّنَّا سے یہ خوفناک اَمِّنَّا ہے۔ پہلا قول: کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے پہلے ہی خوفناک تھا۔ آپ نے اس شکر کیلئے جو دعا کی وہ دراصل قیود و غیرہ سے حفاظت کی دعا تھی اور یہ دعا تھی کہ کہہ رہے تھے و انھوں کو پھلوں سے روزی عطا فرمائے۔ دوسرا قول: کہ آپ کی دعا سے پہلے خوفناک اَمِّنَّا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کے صدمے سے کہہ کر مت ڈالا اور اسے اللہ تعالیٰ نے جس طرح اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کو رسول اللہ ﷺ کی دعا کے صدمے سے حرم بنا دیا (القرطبی)



تَمَامُ الْمَقَالَةِ

۱۔ بیت اللہ کی بنا کا واقعہ یہاں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کی تخلیق سے پہلے پانی پیدا کیا تو پانی کے اوپر جھاگ یا بخار و جھاگ پھیل کر زمین کی شکل اختیار کر گیا جس جیسے جھاگ کی ابتدا ہوئی اسی مقام پر بیت اللہ شریف کی تعمیر ہوئی کیونکہ زمین اپنی پیدائش کے اختتام سے اول ہے جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو آپ کو وحشت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی وحشت دور کرنے کیلئے بیت المعمور کو آسمان جو کس سرٹایا تو اس سے دواؤں تھا اور اس کے دور دورے آتے تھے جو ہر ذمہ سے بنے ہوتے تھے۔ اس بیت معمور کو اسی جھاگ انھنے کی جگہ پر رکھا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام بعد سے چالیس سال میں بیت المعمور کے پاس پہنچے۔ طوفانِ نوح میں اسے ساتویں آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ وہ حصہ خالی تھا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس مقام کی نشاندہی کی جس کے بعد آپ نے کعبہ کی تعمیر کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد دو بارہ اسے قومِ عاتقہ نے بنایا۔ اس کے بعد قومِ جرہم نے پھر بنی لی اور اس کے بعد قریش نے بنایا پھر ان زہیر نے اکی شہادت کے بعد جب تخلیق کی وجہ سے بیت اللہ کو نقصان پہنچا تو حجاج بن یوسف نے اسی طرز سے کعبہ کی تعمیر کی جس طرز پر قریش نے کی تھی اور تعمیر یہ صورت اس تک موجود ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ بیت اللہ کو کس نے بنایا (۱) ملائکہ (۲) حضرت آدم علیہ السلام (۳) حضرت شیث علیہ السلام (۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام (۵) قومِ عاتقہ (۶) قریش (۷) قریش (۸) قومِ جرہم (۹) ان زہیر (۱۰) تاریخ ابنِ جریر (مسامی)

اس آیت میں بعض کی جمع میں اس لئے ہے کہ ان کو بتایا جانا چاہا کہ ان کی اہل ذریت میں بعض لوگ ظالم بھی ہو گئے ہوں۔

منہ جنتا سے مراد اشیاء کی حالت یا رخ کا طریقہ ہے (یعنی وہی حالت میں)۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری دعا ہے۔ کلی دعا رب اجعل لنا بقا الخ۔ دوسری دعا قرینا واجعلنا منسجینا الخ اور تیسری دعا قرینا واجعلنا منسجینا الخ۔ اس کو جس سے میں دریافت کرتا ہوں وہ فرمادیا ہے کہ اس وقت میں ایک رسول بیعت فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور حضرت اسامہ بن جندبؓ کی اذیت میں حضرت محمد ﷺ کو بھی اعتراض ہوا کہ رسول فرمایا۔ رسولؐ نے فرمایا۔ رسولؐ سے مراد ابراہیمؑ سے معزین محمد ﷺ ہیں کیونکہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا پر فرمایا اقلنا منسجینا الخ۔ منسجینا الخ یعنی منسجینا الخ اس آیت میں جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں ان میں اوصاف کی دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا حضرت یحییٰ علیہ السلام سے اور اپنی ماں کا خواب ہوں۔ وَتَغْلِبْنَهُمُ الْكِتَابُ میں کتاب کے معانی اور مباحث کی مراد ہیں اگرچہ شفا کا وہ بھی مطلوب ہے کیونکہ اس سے بھی دوا کا نام حاصل ہوتا ہے میں اور ان کتاب کو جب غلبی سے محفوظ رہے گی۔ انبیاء عبادت کا ایک رکن قرأت کی ادا اچھی ہوگی لیکن حکمت عقلی اور مقصود لالہ ان کا نام کی تعلیم ہے۔ ذوالجنتیہ کے بارے میں چند اقوال ہیں (۱) قول اور عمل دونوں کی اصابت کو شکست دیتے ہیں اور یہاں یہی مراد ہے (۲) حضرت ابوب نے حضرت نامک سے دریافت کیا کہ حکمت سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا معرفت دین اور عقیدہ یہی مراد ہے (۳) حضرت ثناء اور اسامہؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد امت ہے (۴) حکمت سے مراد ایسے امور ہیں جو حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرے (۵) حکمت سے مراد آیات و حکمت ہیں۔ وَتَغْلِبْنَهُمُ رِشْمًا کی تفسیر کیلئے دو چیزیں لکھنا ضروری ہے (۱) غلبہ یعنی اچھی صفات سے معزین ہونا۔ غلبہ یعنی برائی صفات سے غلبا ہونا۔ وَتَغْلِبْنَهُمُ الْكِتَابُ سے الذی غلبتہم علی تملی سے اور وَتَغْلِبْنَهُمُ تَمْلِک سے (غرائب القرآن)







رَاسُخًا فِيهَا أُؤْتُوا مَالَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا يَصْلَحْ لَهُمْ مَالُهُمْ فِي الْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ غَافِلٌ عَنِ الْكَافِرِينَ ۝

انہوں کو دنیا کی زندگی میں ان کا مال دیا جائے گا اور ان کا مال ان کی آخرت میں نہ ہوگا اور اللہ کافروں سے غافل ہے۔

لَهُمَا مَا كُتِبَ لَهُمَا وَلِكُلَّمَا بَذَلُوا مَالَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لَهُمَا شَرٌّ ۚ وَلَا يَصْلَحُ لَهُمَا مَالُهُمْ فِي الْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ غَافِلٌ عَنِ الْكَافِرِينَ ۝

انہوں کو ان کے لئے لکھا گیا مال ہے اور ان کے لئے دنیا کی زندگی میں ان کا مال دیا جائے گا اور ان کا مال ان کی آخرت میں نہ ہوگا اور اللہ کافروں سے غافل ہے۔

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارًا تَهْتَدُوا ۚ قُلْ بَلْ مِلَّةَ آبَائِهِمْ خَتِفُوا ۝

اور انہوں نے کہا: کون ہو جاؤ ہندو یا نصاریٰ، تم گمراہ ہو جاؤ۔ کہو: بلکہ ہم اپنے اباؤں کی پیروی کرتے ہیں۔

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا

ہم مشرکین میں سے نہیں ہیں۔ کہو: ہم اللہ اور اس کے نازل ہونے والے کلام سے ایمان لائے ہیں۔

أَنْزَلَ إِلَيْنَا الْكِتَابَ وَالْحَقُّ بِرُبِّهِمْ ۚ وَالْحَقُّ بِالْحَقِّ وَالْحَقُّ بِالْحَقِّ ۚ وَالْحَقُّ بِالْحَقِّ ۚ وَالْحَقُّ بِالْحَقِّ ۚ

اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتاب نازل کی اور حق اس کے رب کے پاس ہے۔ حق حق ہے اور حق حق ہے اور حق حق ہے اور حق حق ہے۔

وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ بَلْ مِلَّةَ آبَائِهِمْ خَتِفُوا ۝

اور عیسیٰ بن مریمؑ۔ کہو: بلکہ ہم اپنے اباؤں کی پیروی کرتے ہیں۔

لَهُمَا مَا كُتِبَ لَهُمَا وَلِكُلَّمَا بَذَلُوا مَالَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لَهُمَا شَرٌّ ۚ وَلَا يَصْلَحُ لَهُمَا مَالُهُمْ فِي الْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ غَافِلٌ عَنِ الْكَافِرِينَ ۝

انہوں کو ان کے لئے لکھا گیا مال ہے اور ان کے لئے دنیا کی زندگی میں ان کا مال دیا جائے گا اور ان کا مال ان کی آخرت میں نہ ہوگا اور اللہ کافروں سے غافل ہے۔

مَنْزِل ۱

## تَفْسِيرُ الْقُرْآنِ الْعَزِيزِ

۱۔ یعنی تم یعقوب علیہ السلام کے فوت ہونے کے وقت جب انہوں نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی ان کے پاس موجود تھے۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ یہ خطاب موسیٰ سے ہے۔ مروی ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں کے رہنے والے بتوں اور آگ کی عبادت کرتے ہیں اس وقت آپ نے انہیں اللہ کی عبادت کی تلقین کی اور ان کو بتوں کی عبادت سے منع فرمایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے والد تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے بیٹے تھے۔ عبادت آگ کہ دیا گیا ہے۔ (غرائب القرآن) عرب والے غم (حج) کو اہم (باب) کہتے ہیں جس طرح ان عرب نازل ہوئے کہہ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی کا چچا اسکے باپ کا بھائی ہوتا ہے (مطہری)

۲۔ یعنی ابراہیم اور یعقوب ان دونوں کے بیٹے۔ اس وقت اصل یعنی یعقوب پر یہ امر بات کا مست کہنے لگے کیونکہ ہر ایک شاعت سے تعلق رکھتے اور ان کا قصد کرتے ہیں۔ ایک کو اسکے عمل کا پھل ملے گا۔ مطلب یہ ہے کہ تم ان کی طرف متوجہ نہ ہونے سے ان کے اعمال سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ ہمیں اگر کسی قسم کا کلمہ ہو سکتا ہے تو صرف ان کی پیروی اور متابعت سے اپنے آپ کو نجات دلاؤ۔ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسے نبی ہاں جب تم میرے یہاں اپنے اسباب پیش کرتے ہو تو دوسرے لوگ اعمال کیوں لائیں اور چونکہ اعمال کا عوض ضرور ملنا چاہئے لہذا انہیں بھی اسباب چھوڑ کر اعمال پیش کرنے چاہئیں جس طرح تمہیں ان کے ایک اعمال کے عوض ثواب نہیں ملے گا ویسے ہی ان کے گناہوں کا قلم اس وقت نہیں لکھا جائے گا (بیضاوی) ۳۔ یعنی ان کا مقابلہ ان دونوں قول میں سے ایک ہے۔ یہودی کہتے ہیں کہ یہودی ہو جاؤ اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ نصرانی ہو جاؤ۔

۴۔ ضعیف جو باطل سے جدا ہو اور حق کی طرف مائل ہو یا اصل چھوڑ کر حق کی طرف مائل ہو۔ (بیضاوی) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہیں سورہ بقرہ کی تفسیر سے کہا کہ اسے جو تفسیر دینی دینی ہے اس پر عمل کرو، یہ ہے جس کا خدا وادار کوئی سیدھا اور سیدھا ہے۔ ہمارے اچار کیجئے اور ہدایت پائے اور نصاریٰ نے بھی اسی قسم کی باتیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ بات نازل فرمائی۔ (باب اسباب التورہ) ۵۔ حضرت منقر نے کہا کہ قُلْ بَلْ مِلَّةَ آبَائِهِمْ خَتِفُوا سے خطاب ہے اور قُلْ بَلْ مِلَّةَ آبَائِهِمْ سے خطاب ہے۔ اس آیت میں ایمان باللہ کو مقدم کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ معرفت نبی اور کتاب معرفت رب پر موقوف ہے (غرائب القرآن) چونکہ قرآن پاک کے نزول کا مقصد مومنین کے اعمال کی اصلاح اور ان کے احکام پر عمل کرانے میں ہے اس لئے نزول کی بہت سی باتیں کی گئی ہیں لہذا اوصاف قول البتہ فرمایا مَّا أَوْفَىٰ تَوَصُّيَ تَؤْتُوا قَوْلَ الْكَافِرِينَ سے مراد رافقا اور انہوں نے کہا کہ ان کا جو تعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے وہ تعلق باطنی سے جدا کا ہے۔ اسناد مسند کی فتح ہے یعنی ماخذ یعنی پورا مبرا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یا بیٹے اور ان کی اولاد ہیں۔ ظہل کہتے ہیں کہ جس طرح عرب میں قبیلے ہیں ویسے ہی اسرائیل میں اسناد ہوتے ہیں۔ (بیضاوی وغرائب القرآن) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اہل کتاب قرآن کو غیر انبیاء کی زبان میں پڑھتے اور مسلمانوں کے سامنے عبرانی زبان میں ان کی تفسیر بیان کرتے تھے اس پر رسول اللہ ﷺ نے (مسلمانوں سے) فرمایا کہ اہل کتاب کی تفسیر قرآن کی زبان میں پڑھو اور ان کے سامنے اللہ تعالیٰ نے ہادی طرف نازل فرمائی۔ (بخاری) لا تفسر فی نفس انہی ونبیہم۔ فرماتے ہیں کہ یہ طلب بیان کیا ہے کہ ہم انہیں نہ کہہ سکیں ان سے انہیں پڑھان دیتے ہیں اور بعض کا اظہار کرتے ہیں جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا۔ (اقرطبی)



أَلَمْ يَكُنْ فِي شِقَاقٍ مِّنْهُمْ يَوْمَ أَصْبَحُوا عِندَ رَبِّهِمْ فِي النَّارِ وَلَهُمْ فِيهَا أَلْفٌ مِّنْ دُرٍّ فَصَبَّغُوا فِيهَا بِأَلْوَانٍ مِّمَّا يَكُونُ فِي الْبُلَدِ وَلَهُمْ فِيهَا سُرُورٌ حَتَّى تَصِلَ إِلَى الْأَرْضِ الْوَأْدِ الْأُولَىٰ فَصَبَّغُوا فِيهَا بِأَلْوَانٍ مِّمَّا يَكُونُ فِي الْبُلَدِ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَازِلُ مُتَتَابِعَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَرْجِعُ إِلَى الْأَرْضِ الْأُولَىٰ بَعْدَ حَتِّهِمْ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَرْجِعُ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي كَانَتْ لَهُمْ أُولَىٰ ۚ وَالْأَرْضُ لِلَّهِ يُتَوَصَّلُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ ذُو الْعَرْشِ ۚ وَاللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُؤْتِي

کدو سب تر تمام مختلف ہیں جس میں کسی مخصوص طبقہ سے تعلق کا کوئی نشانہ نہیں ملتا ہے۔ کدو کا رنگ اور شکل مختلف ہوتے ہیں۔ کدو کے پتوں کی شکل بھی مختلف ہوتی ہے۔ کدو کے پتوں کی شکل بھی مختلف ہوتی ہے۔ کدو کے پتوں کی شکل بھی مختلف ہوتی ہے۔

مَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِفَةً أَوْ نَعْسًا لَا عِدُونَ ۖ قُلْ أَتَىٰ جُؤُنَا

کیست چنانچه تو از خدا و مومن را پرستش کنه گواهم که تو با خاصیت مکیه یا ما در دین خدا

وَاللَّهُ وَهُوَ تَعَالَى أَعْلَمُ الْأَعْلَامِ وَأَكْبَرُ الْكِبَرِ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ۝

او پھر کہتا ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایک نئی چیز سمجھتا ہے۔

أَنِّي أَنزَلْتُ إِلَيْكَ الذِّكْرَ الْحَقَّ وَإِنِّي أَعْلَمُ بِمَا تُصَلِّى ۖ

و اما در خصوص نام آریا می بینید چه سبک است ابراهیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب و بنشینید از اهل کان

[illegible]

بودند برادرین پیچود یا در کیش نهرانی گویا شامانان فرید آقا الله و کیست شکار تر از آغوش چو شمشیر گواهی را که

یہودیوں پر تھے یا نصرانی پر آپ فرمادیجئے کیا نام زیادہ جانتے ہو اللہ اعلم انہوں نے اس سے جو احکام جو چھاپے کے قواعد کو جو اس نے

نزد او ثابت است ان شاء خداست خدا بے خبر از آنچه میگوید این گروهی است در گذشته برای ایشان است آنچه میگوید

فردیک ہارٹ ہے اللہ کی طرف سے اور انہیں ہے اللہ نے ہر قوم کو کرتے ہیں وہ ایک جماعت کی جو گنہگار نہیں رہی مالا

کردند و شاه پادشاه آغاچه کردید و بی مسئول نمی شوید از آنچه دیگران کرده اند

اس نے قبول کیا اور تھپہارے لئے جہنم کے تمنا اور سوال نہ کیے جاؤ گئے۔ ہمارے میں دوسرے لوگ اس لئے جہنم کے

مَنْزِلُ ١

۱۔ اس آیت میں صحابہ کی مثل ایمان لانے کی ترغیب دی جا رہی ہے یعنی جس طرح اے صحابہ تم ایمان لائے ہو اگر یہ اسی طرح ایمان لے آئیں تو ہدایت یافتہ ہونگے۔ ورنہ گمراہی میں پھنکے رہیں گے۔ یہاں ایک سوال ابھرتا ہے کہ دین اسلام حق ہے اور واحد ہے تو مشکل کا کیا معنی ہے یعنی لَایٰ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ مَا اَشْفَقَہُ۔ جواب: لَایٰ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ کے معنی ہیں کہ وہ ایک ہے جو دراصل ہے اور کثرت اور تعدد پر مبنی ہے یعنی اگر یہود و نصاریٰ کو تمہارے دین کی مثل کوئی دین ملے یا محبت کے اعتبار سے مساوی ملے تو ہدایت یافتہ ہو گئے لیکن کوئی دین محبت میں تمہارے دین کی طرح نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ مثل میں بااستغانت کیلئے ہے نہ کہ الصداقی کیلئے ہے اور مثل تعدد حق کے درمیان ہے یعنی اگر وہ ایمان میں تمہاری شہادت کی مثل شہادت سے داخل ہوں تو ہدایت یافتہ ہیں (غرائب القرآن)۔ حقیقتی معنی مخالفت اس آیت میں مسلمانوں کو تسلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے مخالفین سے محفوظ رہیں گے اور انہیں ان پر فتح ہوگی کیونکہ اللہ نے کلمہ کی ذمہ داری لے لی ہے۔

۱۔ صِبْغَةُ اللّٰہ کے واسطے میں کئی اقوال ہیں (۱) صِبْغَةُ اللّٰہ بمعنی بَسْمَلَةُ اللّٰہ جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا کہ فطرت علیہ السلام ہے جیسے صِبْغٌ علیہ صَبُغٌ ہے (۲) بمعنی حُریت اللہ یعنی اس نے اپنی ہدایت کی طرہ پر ہمواری کی (۳) بمعنی تعلیم و تبحر جس نے ہمارے دلوں کو ایمان سے دھو کر صاف کر دیا (۴) بطور مخالفت کے یہ لفظ استعمال ہوا ہے کیونکہ تمہاری اپنی اولاد کو مسعود یہ نامی زبردست کے پانی میں نہلاتے تھے کہ وہ اس سے پاک ہو جاتے ہیں اور اس سے انکی لعنہائیت محکم ہو جاتی ہے (۵) بمعنی خُصْبَةُ اللّٰہ یعنی انکی دلیل و اعتبار سے محکم

[illegible]







لِيُضَيِّعَ أَيْمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَكَرُوفٌ رَحِيمٌ قَدْ

ضامع یعنی سارا گروہوں میں آئے خدا ہر ماں ہر ماں کا بخلاؤ ہے است تحقیق  
ضامع و فرماتے کہ تمہارے ایمان کو جبکہ اللہ لوگوں پر نہایت رحم فرماتے والا میرا ہے اے تحقیق

رَبِّی تَقْلِبْ وَجْهَكَ فِي السَّمَاةِ فَتَلَوَّلَيَاتِكَ قَبْلَةً

ی ہلم تلتفتی دوسے تو در آسمان پس البتہ متوجہ کرنا ہمیں ہاں قبلہ  
ہم دیکھ رہے ہیں تمہارے چہرے کا پھرنا آسمان کی جانب پس ضرور ہم متوجہ کر لیں گے اس قبلہ کی جانب

تَرْضَاهَا قَوْلٌ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ

کہ تفضلہ شری ہاں پس متوجہ گردان دوسے خود را طرف مسجد حرام و ہر جا کہ باشد  
جس قبلہ پر آپ قرآن پڑھتے ہیں اسے چہرے کو متوجہ کریں مسجد حرام کی جانب اور جس جگہ تم رہو

مَا كُنْتُمْ قَوْلُوا أَوْجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا

متوجہ گردانی دوسے خود را بطرف اے اے میرے آگے اٹھ اٹھ  
متوجہ کر لو اپنے چہرے کو اُنکی جانب اور جگہ اہل

الْكِتَابِ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ

کتاب مہاند کہ اہل راست مت از پروردگار ایمان و نبوت خدا ہے خبر  
کتاب جانتے ہیں کہ یہ حق ہے اُنکے رب کی طرف سے اور نہیں ہے اللہ ہے غفل

عَمَّا يَعْمَلُونَ وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ

از آتی سیکھ و اگر پہنچی اہل کتاب کے ساتھ ہر  
اں سے جو وہ سب کرتے ہیں اور اگر آپ لوگوں اہل کتاب کے ساتھ ہر

آيَةٍ مَا تَتَّبِعُوا قِبَلَتَكَ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبَلَتِهِمْ وَمَا

نکلتی ہر گز جہاں تھمہ قیلا ترا نیست تو جہاں تھمہ قبلہ ایمان و نبوت  
نکلتی ہر گز وہ جہاں نہ کرے آگے قیلا کی اور نہیں ہیں آپ جہاں کرتے اے اُنکے قبلہ کی اور نہیں ہیں

۱۔ جب نبی کریم ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے  
لگے تو کچھ لوگ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر  
ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ تجھے چاہئے یہی جو  
قبلہ قبلہ سے پہلے نماز پڑھتے پڑھتے وصال فرما گئے اٹھا  
کیا حال ہوگا۔ اس پر وضا حاکم اللہ لیضیع ایمائکم  
نازل ہوئی۔ (بیضاوی) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس  
جگہ لضعکم یعنی لڑی ہے کیونکہ اہل عرب علم و معرفت کی  
جگہ رکھتے ہیں اور کئی روایت کو علم کی جگہ رکھتے ہیں جیسے اللہ  
تعالیٰ کا یہ فرمان اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ يُنْكِحُ الْمُبْتَلَىٰ  
کو جنس معلوم کہ آپ کے رب نے کیا کیا۔ بعض نے کہا  
کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا رحم جان لو نہیں تو یہ معلوم ہی  
ہے کہ منافقین جگہ میں پڑے ہیں۔ واضح رہے کہ  
منافقین کا یہ عقیدہ تھا کہ اشیاء کے طور سے پہلے اٹھا علم اللہ  
تعالیٰ کو (معاذ اللہ) نہیں دیتا ہے بعض نے اس کا یہ مطلب  
بیان کیا کہ ہم اہل یقین اور اہل حکم کو یہ آگے ہیں۔ بعض  
نے یہ مطلب بیان کیا کہ ”خیر“ ﷺ جان لیں۔  
(الرحمی) اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَوْافٍ وَجْهًا مطلب یہ  
ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ اور جہنم کو مٹا کر یا اور نہ ہی لوگوں کی  
استقامت کرنا چھوڑے گا ارف اور جہنم میں فرق اگر جہنم ہر ماں  
کرنے والے کو کہتے ہیں اور داف بہت زیادہ میری  
کرنے والے کو کہتے ہیں رست بھی کسی معلومت کے خوش  
نظر کر اہت میں واقع ہوتی ہے جبکہ راف کر اہت میں  
واقع نہیں ہوتی ہے۔ (غرائب القرآن)

۲۔ اے اللہ یہاں تحقیق کیلئے ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قیلا  
یہاں پھیر کیلئے ہو۔ یعنی آپ کا بار بار آسمان کی جانب چہرہ  
اٹھا کر دیکھ رہے ہیں۔ (معاذی) حضرت ابن عباس رضی  
اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے  
بہرا نکل میری خواہش ہے کہ ہمارے قبلان میرے ہوں گے قبلہ  
کی جانب سے کسی اور جانب پھیر دیا جائے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ عرض کی کہ اللہ کے رسول ﷺ میری بھی خواہش ہے۔ اے اللہ یہی کریم ﷺ بار بار آسمان کی جانب اس امید  
سے دیکھ رہے تھے کہ شاید جبرائیل علیہ السلام سے مل سکیں۔ (غرائب القرآن) ۱۵۔ جب اللہ نے آپ کو وحی سے روایا پہلے آپ نے کتاب کے  
ساتھ درود رکھ کر اذان پڑھائی تو آپ نے اذان میں کبھی طرف صوب کی جانب پھر گئے۔ جس جگہ روئے تھے وہاں جوش آگیا اور جہاں کھڑے تھے ان سطوں میں مرد آگئے۔ ان کے اس مسجد کا نام  
تیمم رکھا گیا۔ (بیضاوی) اہل میں اختلاف ہے کہ بیت المقدس کی جانب کتنے عرصے نماز پڑھی تھی اس میں سات اقوال ہیں۔ (۱) ۹۷ ہجری (۲) ۱۲ ہجری (۳) ۱۵ ہجری (۴) ۱۸ ہجری (۵) ۲۰ ہجری (۶) ۲۸ ہجری (۷) ۳۸ ہجری (۸) ۴۸ ہجری (۹) ۵۸ ہجری (۱۰) ۶۸ ہجری (۱۱) ۷۸ ہجری (۱۲) ۸۸ ہجری (۱۳) ۹۸ ہجری (۱۴) ۱۰۸ ہجری (۱۵) ۱۱۸ ہجری (۱۶) ۱۲۸ ہجری (۱۷) ۱۳۸ ہجری (۱۸) ۱۴۸ ہجری (۱۹) ۱۵۸ ہجری (۲۰) ۱۶۸ ہجری (۲۱) ۱۷۸ ہجری (۲۲) ۱۸۸ ہجری (۲۳) ۱۹۸ ہجری (۲۴) ۲۰۸ ہجری (۲۵) ۲۱۸ ہجری (۲۶) ۲۲۸ ہجری (۲۷) ۲۳۸ ہجری (۲۸) ۲۴۸ ہجری (۲۹) ۲۵۸ ہجری (۳۰) ۲۶۸ ہجری (۳۱) ۲۷۸ ہجری (۳۲) ۲۸۸ ہجری (۳۳) ۲۹۸ ہجری (۳۴) ۳۰۸ ہجری (۳۵) ۳۱۸ ہجری (۳۶) ۳۲۸ ہجری (۳۷) ۳۳۸ ہجری (۳۸) ۳۴۸ ہجری (۳۹) ۳۵۸ ہجری (۴۰) ۳۶۸ ہجری (۴۱) ۳۷۸ ہجری (۴۲) ۳۸۸ ہجری (۴۳) ۳۹۸ ہجری (۴۴) ۴۰۸ ہجری (۴۵) ۴۱۸ ہجری (۴۶) ۴۲۸ ہجری (۴۷) ۴۳۸ ہجری (۴۸) ۴۴۸ ہجری (۴۹) ۴۵۸ ہجری (۵۰) ۴۶۸ ہجری (۵۱) ۴۷۸ ہجری (۵۲) ۴۸۸ ہجری (۵۳) ۴۹۸ ہجری (۵۴) ۵۰۸ ہجری (۵۵) ۵۱۸ ہجری (۵۶) ۵۲۸ ہجری (۵۷) ۵۳۸ ہجری (۵۸) ۵۴۸ ہجری (۵۹) ۵۵۸ ہجری (۶۰) ۵۶۸ ہجری (۶۱) ۵۷۸ ہجری (۶۲) ۵۸۸ ہجری (۶۳) ۵۹۸ ہجری (۶۴) ۶۰۸ ہجری (۶۵) ۶۱۸ ہجری (۶۶) ۶۲۸ ہجری (۶۷) ۶۳۸ ہجری (۶۸) ۶۴۸ ہجری (۶۹) ۶۵۸ ہجری (۷۰) ۶۶۸ ہجری (۷۱) ۶۷۸ ہجری (۷۲) ۶۸۸ ہجری (۷۳) ۶۹۸ ہجری (۷۴) ۷۰۸ ہجری (۷۵) ۷۱۸ ہجری (۷۶) ۷۲۸ ہجری (۷۷) ۷۳۸ ہجری (۷۸) ۷۴۸ ہجری (۷۹) ۷۵۸ ہجری (۸۰) ۷۶۸ ہجری (۸۱) ۷۷۸ ہجری (۸۲) ۷۸۸ ہجری (۸۳) ۷۹۸ ہجری (۸۴) ۸۰۸ ہجری (۸۵) ۸۱۸ ہجری (۸۶) ۸۲۸ ہجری (۸۷) ۸۳۸ ہجری (۸۸) ۸۴۸ ہجری (۸۹) ۸۵۸ ہجری (۹۰) ۸۶۸ ہجری (۹۱) ۸۷۸ ہجری (۹۲) ۸۸۸ ہجری (۹۳) ۸۹۸ ہجری (۹۴) ۹۰۸ ہجری (۹۵) ۹۱۸ ہجری (۹۶) ۹۲۸ ہجری (۹۷) ۹۳۸ ہجری (۹۸) ۹۴۸ ہجری (۹۹) ۹۵۸ ہجری (۱۰۰) ۹۶۸ ہجری (۱۰۱) ۹۷۸ ہجری (۱۰۲) ۹۸۸ ہجری (۱۰۳) ۹۹۸ ہجری (۱۰۴) ۱۰۰۸ ہجری (۱۰۵) ۱۰۱۸ ہجری (۱۰۶) ۱۰۲۸ ہجری (۱۰۷) ۱۰۳۸ ہجری (۱۰۸) ۱۰۴۸ ہجری (۱۰۹) ۱۰۵۸ ہجری (۱۱۰) ۱۰۶۸ ہجری (۱۱۱) ۱۰۷۸ ہجری (۱۱۲) ۱۰۸۸ ہجری (۱۱۳) ۱۰۹۸ ہجری (۱۱۴) ۱۱۰۸ ہجری (۱۱۵) ۱۱۱۸ ہجری (۱۱۶) ۱۱۲۸ ہجری (۱۱۷) ۱۱۳۸ ہجری (۱۱۸) ۱۱۴۸ ہجری (۱۱۹) ۱۱۵۸ ہجری (۱۲۰) ۱۱۶۸ ہجری (۱۲۱) ۱۱۷۸ ہجری (۱۲۲) ۱۱۸۸ ہجری (۱۲۳) ۱۱۹۸ ہجری (۱۲۴) ۱۲۰۸ ہجری (۱۲۵) ۱۲۱۸ ہجری (۱۲۶) ۱۲۲۸ ہجری (۱۲۷) ۱۲۳۸ ہجری (۱۲۸) ۱۲۴۸ ہجری (۱۲۹) ۱۲۵۸ ہجری (۱۳۰) ۱۲۶۸ ہجری (۱۳۱) ۱۲۷۸ ہجری (۱۳۲) ۱۲۸۸ ہجری (۱۳۳) ۱۲۹۸ ہجری (۱۳۴) ۱۳۰۸ ہجری (۱۳۵) ۱۳۱۸ ہجری (۱۳۶) ۱۳۲۸ ہجری (۱۳۷) ۱۳۳۸ ہجری (۱۳۸) ۱۳۴۸ ہجری (۱۳۹) ۱۳۵۸ ہجری (۱۴۰) ۱۳۶۸ ہجری (۱۴۱) ۱۳۷۸ ہجری (۱۴۲) ۱۳۸۸ ہجری (۱۴۳) ۱۳۹۸ ہجری (۱۴۴) ۱۴۰۸ ہجری (۱۴۵) ۱۴۱۸ ہجری (۱۴۶) ۱۴۲۸ ہجری (۱۴۷) ۱۴۳۸ ہجری (۱۴۸) ۱۴۴۸ ہجری (۱۴۹) ۱۴۵۸ ہجری (۱۵۰) ۱۴۶۸ ہجری (۱۵۱) ۱۴۷۸ ہجری (۱۵۲) ۱۴۸۸ ہجری (۱۵۳) ۱۴۹۸ ہجری (۱۵۴) ۱۵۰۸ ہجری (۱۵۵) ۱۵۱۸ ہجری (۱۵۶) ۱۵۲۸ ہجری (۱۵۷) ۱۵۳۸ ہجری (۱۵۸) ۱۵۴۸ ہجری (۱۵۹) ۱۵۵۸ ہجری (۱۶۰) ۱۵۶۸ ہجری (۱۶۱) ۱۵۷۸ ہجری (۱۶۲) ۱۵۸۸ ہجری (۱۶۳) ۱۵۹۸ ہجری (۱۶۴) ۱۶۰۸ ہجری (۱۶۵) ۱۶۱۸ ہجری (۱۶۶) ۱۶۲۸ ہجری (۱۶۷) ۱۶۳۸ ہجری (۱۶۸) ۱۶۴۸ ہجری (۱۶۹) ۱۶۵۸ ہجری (۱۷۰) ۱۶۶۸ ہجری (۱۷۱) ۱۶۷۸ ہجری (۱۷۲) ۱۶۸۸ ہجری (۱۷۳) ۱۶۹۸ ہجری (۱۷۴) ۱۷۰۸ ہجری (۱۷۵) ۱۷۱۸ ہجری (۱۷۶) ۱۷۲۸ ہجری (۱۷۷) ۱۷۳۸ ہجری (۱۷۸) ۱۷۴۸ ہجری (۱۷۹) ۱۷۵۸ ہجری (۱۸۰) ۱۷۶۸ ہجری (۱۸۱) ۱۷۷۸ ہجری (۱۸۲) ۱۷۸۸ ہجری (۱۸۳) ۱۷۹۸ ہجری (۱۸۴) ۱۸۰۸ ہجری (۱۸۵) ۱۸۱۸ ہجری (۱۸۶) ۱۸۲۸ ہجری (۱۸۷) ۱۸۳۸ ہجری (۱۸۸) ۱۸۴۸ ہجری (۱۸۹) ۱۸۵۸ ہجری (۱۹۰) ۱۸۶۸ ہجری (۱۹۱) ۱۸۷۸ ہجری (۱۹۲) ۱۸۸۸ ہجری (۱۹۳) ۱۸۹۸ ہجری (۱۹۴) ۱۹۰۸ ہجری (۱۹۵) ۱۹۱۸ ہجری (۱۹۶) ۱۹۲۸ ہجری (۱۹۷) ۱۹۳۸ ہجری (۱۹۸) ۱۹۴۸ ہجری (۱۹۹) ۱۹۵۸ ہجری (۲۰۰) ۱۹۶۸ ہجری (۲۰۱) ۱۹۷۸ ہجری (۲۰۲) ۱۹۸۸ ہجری (۲۰۳) ۱۹۹۸ ہجری (۲۰۴) ۲۰۰۸ ہجری (۲۰۵) ۲۰۱۸ ہجری (۲۰۶) ۲۰۲۸ ہجری (۲۰۷) ۲۰۳۸ ہجری (۲۰۸) ۲۰۴۸ ہجری (۲۰۹) ۲۰۵۸ ہجری (۲۱۰) ۲۰۶۸ ہجری (۲۱۱) ۲۰۷۸ ہجری (۲۱۲) ۲۰۸۸ ہجری (۲۱۳) ۲۰۹۸ ہجری (۲۱۴) ۲۱۰۸ ہجری (۲۱۵) ۲۱۱۸ ہجری (۲۱۶) ۲۱۲۸ ہجری (۲۱۷) ۲۱۳۸ ہجری (۲۱۸) ۲۱۴۸ ہجری (۲۱۹) ۲۱۵۸ ہجری (۲۲۰) ۲۱۶۸ ہجری (۲۲۱) ۲۱۷۸ ہجری (۲۲۲) ۲۱۸۸ ہجری (۲۲۳) ۲۱۹۸ ہجری (۲۲۴) ۲۲۰۸ ہجری (۲۲۵) ۲۲۱۸ ہجری (۲۲۶) ۲۲۲۸ ہجری (۲۲۷) ۲۲۳۸ ہجری (۲۲۸) ۲۲۴۸ ہجری (۲۲۹) ۲۲۵۸ ہجری (۲۳۰) ۲۲۶۸ ہجری (۲۳۱) ۲۲۷۸ ہجری (۲۳۲) ۲۲۸۸ ہجری (۲۳۳) ۲۲۹۸ ہجری (۲۳۴) ۲۳۰۸ ہجری (۲۳۵) ۲۳۱۸ ہجری (۲۳۶) ۲۳۲۸ ہجری (۲۳۷) ۲۳۳۸ ہجری (۲۳۸) ۲۳۴۸ ہجری (۲۳۹) ۲۳۵۸ ہجری (۲۴۰) ۲۳۶۸ ہجری (۲۴۱) ۲۳۷۸ ہجری (۲۴۲) ۲۳۸۸ ہجری (۲۴۳) ۲۳۹۸ ہجری (۲۴۴) ۲۴۰۸ ہجری (۲۴۵) ۲۴۱۸ ہجری (۲۴۶) ۲۴۲۸ ہجری (۲۴۷) ۲۴۳۸ ہجری (۲۴۸) ۲۴۴۸ ہجری (۲۴۹) ۲۴۵۸ ہجری (۲۵۰) ۲۴۶۸ ہجری (۲۵۱) ۲۴۷۸ ہجری (۲۵۲) ۲۴۸۸ ہجری (۲۵۳) ۲۴۹۸ ہجری (۲۵۴) ۲۵۰۸ ہجری (۲۵۵) ۲۵۱۸ ہجری (۲۵۶) ۲۵۲۸ ہجری (۲۵۷) ۲۵۳۸ ہجری (۲۵۸) ۲۵۴۸ ہجری (۲۵۹) ۲۵۵۸ ہجری (۲۶۰) ۲۵۶۸ ہجری (۲۶۱) ۲۵۷۸ ہجری (۲۶۲) ۲۵۸۸ ہجری (۲۶۳) ۲۵۹۸ ہجری (۲۶۴) ۲۶۰۸ ہجری (۲۶۵) ۲۶۱۸ ہجری (۲۶۶) ۲۶۲۸ ہجری (۲۶۷) ۲۶۳۸ ہجری (۲۶۸) ۲۶۴۸ ہجری (۲۶۹) ۲۶۵۸ ہجری (۲۷۰) ۲۶۶۸ ہجری (۲۷۱) ۲۶۷۸ ہجری (۲۷۲) ۲۶۸۸ ہجری (۲۷۳) ۲۶۹۸ ہجری (۲۷۴) ۲۷۰۸ ہجری (۲۷۵) ۲۷۱۸ ہجری (۲۷۶) ۲۷۲۸ ہجری (۲۷۷) ۲۷۳۸ ہجری (۲۷۸) ۲۷۴۸ ہجری (۲۷۹) ۲۷۵۸ ہجری (۲۸۰) ۲۷۶۸ ہجری (۲۸۱) ۲۷۷۸ ہجری (۲۸۲) ۲۷۸۸ ہجری (۲۸۳) ۲۷۹۸ ہجری (۲۸۴) ۲۸۰۸ ہجری (۲۸۵) ۲۸۱۸ ہجری (۲۸۶) ۲۸۲۸ ہجری (۲۸۷) ۲۸۳۸ ہجری (۲۸۸) ۲۸۴۸ ہجری (۲۸۹) ۲۸۵۸ ہجری (۲۹۰) ۲۸۶۸ ہجری (۲۹۱) ۲۸۷۸ ہجری (۲۹۲) ۲۸۸۸ ہجری (۲۹۳) ۲۸۹۸ ہجری (۲۹۴) ۲۹۰۸ ہجری (۲۹۵) ۲۹۱۸ ہجری (۲۹۶) ۲۹۲۸ ہجری (۲۹۷) ۲۹۳۸ ہجری (۲۹۸) ۲۹۴۸ ہجری (۲۹۹) ۲۹۵۸ ہجری (۳۰۰) ۲۹۶۸ ہجری (۳۰۱) ۲۹۷۸ ہجری (۳۰۲) ۲۹۸۸ ہجری (۳۰۳) ۲۹۹۸ ہجری (۳۰۴) ۳۰۰۸ ہجری (۳۰۵) ۳۰۱۸ ہجری (۳۰۶) ۳۰۲۸ ہجری (۳۰۷) ۳۰۳۸ ہجری (۳۰۸) ۳۰۴۸ ہجری (۳۰۹) ۳۰۵۸ ہجری (۳۱۰) ۳۰۶۸ ہجری (۳۱۱) ۳۰۷۸ ہجری (۳۱۲) ۳۰۸۸ ہجری (۳۱۳) ۳۰۹۸ ہجری (۳۱۴) ۳۱۰۸ ہجری (۳۱۵) ۳۱۱۸ ہجری (۳۱۶) ۳۱۲۸ ہجری (۳۱۷) ۳۱۳۸ ہجری (۳۱۸) ۳۱۴۸ ہجری (۳۱۹) ۳۱۵۸ ہجری (۳۲۰) ۳۱۶۸ ہجری (۳۲۱) ۳۱۷۸ ہجری (۳۲۲) ۳۱۸۸ ہجری (۳۲۳) ۳۱۹۸ ہجری (۳۲۴) ۳۲۰۸ ہجری (۳۲۵) ۳۲۱۸ ہجری (۳۲۶) ۳۲۲۸ ہجری (۳۲۷) ۳۲۳۸ ہجری (۳۲۸) ۳۲۴۸ ہجری (۳۲۹) ۳۲۵۸ ہجری (۳۳۰) ۳۲۶۸ ہجری (۳۳۱) ۳۲۷۸ ہجری (۳۳۲) ۳۲۸۸ ہجری (۳۳۳) ۳۲۹۸ ہجری (۳۳۴) ۳۳۰۸ ہجری (۳۳۵) ۳۳۱۸ ہجری (۳۳۶) ۳۳۲۸ ہجری (۳۳۷) ۳۳۳۸ ہجری (۳۳۸) ۳۳۴۸ ہجری (۳۳۹) ۳۳۵۸ ہجری (۳۴۰) ۳۳۶۸ ہجری (۳۴۱) ۳۳۷۸ ہجری (۳۴۲) ۳۳۸۸ ہجری (۳۴۳) ۳۳۹۸ ہجری (۳۴۴) ۳۴۰۸ ہجری (۳۴۵) ۳۴۱۸ ہجری (۳۴۶) ۳۴۲۸ ہجری (۳۴۷) ۳۴۳۸ ہجری (۳۴۸) ۳۴۴۸ ہجری (۳۴۹) ۳۴۵۸ ہجری (۳۵۰) ۳۴۶۸ ہجری (۳۵۱) ۳۴۷۸ ہجری (۳۵۲) ۳۴۸۸ ہجری (۳۵۳) ۳۴۹۸ ہجری (۳۵۴) ۳۵۰۸ ہجری (۳۵۵) ۳۵۱۸ ہجری (۳۵۶) ۳۵۲۸ ہجری (۳۵۷) ۳۵۳۸ ہجری (۳۵۸) ۳۵۴۸ ہجری (۳۵۹) ۳۵۵۸ ہجری (۳۶۰) ۳۵۶۸ ہجری (۳۶۱) ۳۵۷۸ ہجری (۳۶۲) ۳۵۸۸ ہجری (۳۶۳) ۳۵۹۸ ہجری (۳۶۴) ۳۶۰۸ ہجری (۳۶۵) ۳۶۱۸ ہجری (۳۶۶) ۳۶۲۸ ہجری (۳۶۷) ۳۶۳۸ ہجری (۳۶۸) ۳۶۴۸ ہجری (۳۶۹) ۳۶۵۸ ہجری (۳۷۰) ۳۶۶۸ ہجری (۳۷۱) ۳۶۷۸ ہجری (۳۷۲) ۳۶۸۸ ہجری (۳۷۳) ۳۶۹۸ ہجری (۳۷۴) ۳۷۰۸ ہجری (۳۷۵) ۳۷۱۸ ہجری (۳۷۶) ۳۷۲۸ ہجری (۳۷۷) ۳۷۳۸ ہجری (۳۷۸) ۳۷۴۸ ہجری (۳۷۹) ۳۷۵۸ ہجری (۳۸۰) ۳۷۶۸ ہجری (۳۸۱) ۳۷۷۸ ہجری (۳۸۲) ۳۷۸۸ ہجری (۳۸۳) ۳۷۹۸ ہجری (۳۸۴) ۳۸۰۸ ہجری (۳۸۵) ۳۸۱۸ ہجری (۳۸۶) ۳۸۲۸ ہجری (۳۸۷) ۳۸۳۸ ہجری (۳۸۸) ۳۸۴۸ ہجری (۳۸۹) ۳۸۵۸ ہجری (۳۹۰) ۳۸۶۸ ہجری (۳۹۱) ۳۸۷۸ ہجری (۳۹۲) ۳۸۸۸ ہجری (۳۹۳) ۳۸۹۸ ہجری (۳۹۴) ۳۹۰۸ ہجری (۳۹۵) ۳۹۱۸ ہجری (۳۹۶) ۳۹۲۸ ہجری (۳۹۷) ۳۹۳۸ ہجری (۳۹۸) ۳۹۴۸ ہجری (۳۹۹) ۳۹۵۸ ہجری (۴۰۰) ۳۹۶۸ ہجری (۴۰۱) ۳۹۷۸ ہجری (۴۰۲) ۳۹۸۸ ہجری (۴۰۳) ۳۹۹۸ ہجری (۴۰۴) ۴۰۰۸ ہجری (۴۰۵) ۴۰۱۸ ہجری (۴۰۶) ۴۰۲۸ ہجری (۴۰۷) ۴۰۳۸ ہجری (۴۰۸) ۴۰۴۸ ہجری (۴۰۹) ۴۰۵۸ ہجری (۴۱۰) ۴۰۶۸ ہجری (۴۱۱) ۴۰۷۸ ہجری (۴۱۲) ۴۰۸۸ ہجری (۴۱۳) ۴۰۹۸ ہجری (۴۱۴) ۴۱۰۸ ہجری (۴۱۵) ۴۱۱۸ ہجری (۴۱۶) ۴۱۲۸ ہجری (۴۱۷) ۴۱۳۸ ہجری (۴۱۸) ۴۱۴۸ ہجری (۴۱۹) ۴۱۵۸ ہجری (۴۲۰) ۴۱۶۸ ہجری (۴۲۱) ۴۱۷۸ ہجری (۴۲۲) ۴۱۸۸ ہجری (۴۲۳) ۴۱۹۸ ہجری (۴۲۴) ۴۲۰۸ ہجری (۴۲۵) ۴۲۱۸ ہجری (۴۲۶) ۴۲۲۸ ہجری (۴۲۷) ۴۲۳۸ ہجری (۴۲۸) ۴۲۴۸ ہجری (۴۲۹) ۴۲۵۸ ہجری (۴۳۰) ۴۲۶۸ ہجری (۴۳۱) ۴۲۷۸ ہجری (۴۳۲) ۴۲۸۸ ہجری (۴۳۳) ۴۲۹۸ ہجری (۴۳۴) ۴۳۰۸ ہجری (۴۳۵) ۴۳۱۸ ہجری (۴۳۶) ۴۳۲۸ ہجری (۴۳۷) ۴۳۳۸ ہجری (۴۳۸) ۴۳۴۸ ہجری (۴۳۹) ۴۳۵۸ ہجری (۴۴۰) ۴۳۶۸ ہجری (۴۴۱) ۴۳۷۸ ہجری (۴۴۲) ۴۳۸۸ ہجری (۴۴۳) ۴۳۹۸ ہجری (۴۴۴) ۴۴۰۸ ہجری (۴۴۵) ۴۴۱۸ ہجری (۴۴۶) ۴۴۲۸ ہجری (۴۴۷) ۴۴۳۸ ہجری (۴۴۸) ۴۴۴۸ ہجری (۴۴۹) ۴۴۵۸ ہجری (۴۵۰) ۴۴۶۸ ہجری (۴۵۱) ۴۴۷۸ ہجری (۴۵۲) ۴۴۸۸ ہجری (۴۵۳) ۴۴۹۸ ہجری (۴۵۴) ۴۵۰۸ ہجری (۴۵۵) ۴۵۱۸ ہجری (۴۵۶) ۴۵۲۸ ہجری (۴۵۷) ۴۵۳۸ ہجری (۴۵۸) ۴۵۴۸ ہجری (۴۵۹) ۴۵۵۸ ہجری (۴۶۰) ۴۵۶۸ ہجری (۴۶۱) ۴۵۷۸ ہجری (۴۶۲) ۴۵۸۸ ہجری (۴۶۳) ۴۵۹۸ ہجری (۴۶۴) ۴۶۰۸ ہجری (۴۶۵) ۴۶۱۸ ہجری (۴۶۶) ۴۶۲۸ ہجری (۴۶۷) ۴۶۳۸ ہجری (۴۶۸) ۴۶۴۸ ہجری (۴۶۹) ۴۶۵۸ ہجری (۴۷۰) ۴۶۶۸ ہجری (۴۷۱) ۴۶۷۸ ہجری (۴۷۲) ۴۶۸۸ ہجری (۴۷۳) ۴۶۹۸ ہجری (۴۷۴) ۴۷۰۸ ہجری (۴۷۵) ۴۷۱۸ ہجری (۴۷۶) ۴۷۲۸ ہجری (۴۷۷) ۴۷۳۸ ہجری (۴۷۸) ۴۷۴۸ ہجری (۴۷۹) ۴۷۵۸ ہجری (۴۸۰) ۴۷۶۸ ہجری (۴۸۱) ۴۷۷۸ ہجری (۴۸۲) ۴۷۸۸ ہجری (۴۸۳) ۴۷۹۸ ہجری (۴۸۴) ۴۸۰۸ ہجری (۴۸۵) ۴۸۱۸ ہجری (۴۸۶) ۴۸۲۸ ہجری (۴۸۷) ۴۸۳۸ ہجری (۴۸۸) ۴۸۴۸ ہجری (۴۸۹) ۴۸۵۸ ہجری (۴۹۰) ۴۸۶۸ ہجری (۴۹۱) ۴۸۷۸ ہجری (۴۹۲) ۴۸۸۸ ہجری (۴۹۳) ۴۸۹۸ ہجری (۴۹۴) ۴۹۰۸ ہجری (۴۹۵) ۴۹۱۸ ہجری (۴۹۶) ۴۹۲۸ ہجری (۴۹۷) ۴۹۳۸ ہجری (۴۹۸) ۴۹۴۸ ہجری (۴۹۹) ۴۹۵۸ ہجری (۵۰۰) ۴۹۶۸ ہجری (۵۰۱) ۴۹۷۸ ہجری (۵۰۲) ۴۹۸۸ ہجری (۵۰۳) ۴۹۹۸ ہجری (۵۰۴) ۵۰۰۸ ہجری (۵۰۵) ۵۰۱۸ ہجری (۵۰۶) ۵۰۲۸ ہجری (۵۰۷) ۵۰۳۸ ہجری (۵۰۸) ۵۰۴۸ ہجری (۵۰۹) ۵۰۵۸ ہجری (۵۱۰) ۵۰۶۸ ہجری (۵۱۱) ۵۰۷۸ ہجری (۵۱۲) ۵۰۸۸ ہجری (۵۱۳) ۵۰۹۸ ہجری (۵۱۴) ۵۱۰۸ ہجری (۵۱۵) ۵۱۱۸ ہجری (۵۱۶) ۵۱۲۸ ہجری (۵۱۷) ۵۱۳۸ ہجری (۵۱۸) ۵۱۴۸ ہجری (۵۱۹) ۵۱۵۸ ہجری (۵۲۰) ۵۱۶۸ ہجری (۵۲۱) ۵۱۷۸ ہجری (۵۲۲) ۵۱



بَعْضُهُمْ بِبَآئِحٍ قَبِيلَةٍ بَعْضٌ وَلَیِّنٌ اَتَتْجَعْتَ اَهْوَاؤَهُمْ

بعض ایساں عیوی کنندہ قبل بعض دیگر اگر عیوی کنی خواہش ہے ایساں ان کے بعض عیوی کرنے والے بعض کے قبل کی۔ اگر تو عیوی کرے ان کے خواہشات کی

مَنْ يَتَّبِعْ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعَالَمِ اِنَّكَ لَآ تَؤْمِنُ الظَّالِمِينَ

بعد آگہ آگہ است تو از دانش ہر آگہ تو باشی آگہ از - نگاروں بعد ان کے کہ نہایت اس علم آیا چکے تو بہت علم کرتے والوں میں سے ہو گا۔

الَّذِينَ اَتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُوهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبْنَاءَهُمْ وَ

کتابک دادہ ایم ایساں کتاب کی کتابت دہا چناک کی کتابت فرزندوں خویش را و جنہیں ہم نے کتاب دی وہ سب ہمیں (اپنے) پہچانتے ہیں جیسے اپنے فرزندوں کو پہچانتے ہیں اور

اِنَّ قَرِیْبًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

ہر آگہ گروہ از ایساں کی پوشیدہ حق را دانست چکے ان میں سے ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔

الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ وَلِكُلِّ

ایم راست سے از پروردگار تو نہیں مہاش از شک آمدگوں و ہر کسے را یہ حق ہے نہایت پروردگار کی طرف سے پس نہ ہو جاؤ شک آنے والوں میں سے بل اور ہر ایک کیلئے

وَجْهَهُ هُوَ مَوْتُهَا فَاسْتَبْشِرُوا الْخَیْرَ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوا

جانے بہت کہ وہی وجہ آہستہ نہیں شباب کہ ہوسے نکلیا ہر جا کہ باشند ایک بہت ہے جسکی طرف وہ متوجہ ہوتا ہے پس جلدی کرو تمہیں کی طرف۔ جس جگہ تم رہو

يَاۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا جَمِیْعًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

یہا را تمام را خدا متوجہ سائنہ ہر آگہ خدا ہر چیز توانست اللہ تم سب کو حق کر کے لایک چکے اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

سُورَةُ ٢٤

۱۔ وَلَیِّنٌ اَتَتْجَعْتَ اِلَیْهِ سے ہر شکل فرض خطاب ہے نہ

آپ انکی عیوی کریں گے اور نہ آپ کیلئے یہ عید ہے۔

جیسے قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ لَّا نَعْلَمُ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَنَقُولَنَّ اَوْفٰی الْقَابِلِیْنَ

و حسن کیلئے کہیں والد نہ ہوگا اس لئے آپ بھی اللہ

کے ساتھ کی عبادت بھی نہ کریں گے یا یہ خطاب ہوا تھا

کے ساتھ کہ اس سے ہے جیسے یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَقْتُمْ

النِّسَاءَ - (غرائب القرآن) چاہنا چاہتے کہ اس آیت میں

خطاب نبی کریم ﷺ کو ہے لیکن مراد انکی است ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حق آجائے گے بعد جہاں خواہش انکی

عیوی کرے گا وہ نکالوں میں سے ہوگا۔ نبی کریم ﷺ

ایسے اعمال کے مرتکب ہوئی نہیں تھے جس سے ظالم ہونا

کامزم آئے اس لئے کہ آپ ﷺ معصوم من الخلاء ہیں۔

(القرطبی)

۲۔ یعنی اہل کتاب کے علاوہ ﷺ کی نبوت اور آپ کے

نبی ہونے کو خوب پہچانتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے

حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے دریافت کیا کہ آپ

رسول ﷺ کو نبی کی طرح کس طرح پہچانتے ہیں۔ فرمایا

جب میں نے رسول ﷺ کو دیکھا تو رایسے پہچان لیا

جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہوں بلکہ اپنے بیٹے سے بھی زیادہ

کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت میں کوئی شک نہیں ہے اور اپنے

بیٹے کے بارے میں کوئی تحقیق نہیں شاید انکی میں نے

خیانت کی ہو مگر حضرت عمرؓ نے آپ کے سر کو بوسہ دیا۔

(غرائب القرآن) و اِنَّ لِرَبِّكَ اِلَیْهِم مِّنْ اَمْرِ

ایک گروہ کو حق پہچانے کا ہر مقررہ ہوا کیا ہے کیونکہ انہیں

ایک گروہ وہی تھا جنہوں نے حق کو چھپایا نہیں بلکہ اسے

قول کیا جیسے حضرت عبداللہ بن سلامؓ

۳۔ اس آیت میں درحقیقت نبی کریم ﷺ کو شک سے

مع فرمایا کہ انہیں ہے اس لئے کہ آپ سے لیکر تو حق

ہی نہیں تھرتھری اپنے فعل کی عادی ہے جس میں آدمی کو اختیار ہوا اور شک کا وجود عدم و دلالت اختیار سے خارج ہیں۔ اس لئے شک سے منع فرمایا انہیں بن سکتا ہے اور یہ مطلق بھی ہے کہ حق انکی شے ہے کہ اس

میں صاحب نظر کو شک کی گنجائش ہی نہیں ہے کیا جانے کہ اس بات کا علم دیا گیا ہے کہ وہ بار حق کی محبت اختیار کریں اور معارف کو حاصل کریں تا کہ شک کے دائرہ سے نکل جائیں۔ (بیضاوی) ۴۔

ہر قوم اور ہر جماعت کا ایک قبلہ ہے اور ایک سمت ہے۔ بہت اس جانب کو کہتے ہیں جس طرف نہ گرتے ہیں۔ اگر جتنی ہوں باحقق اللہ تعالیٰ محشر میں سب روحوں کو بدل دینے کیلئے منع فرمائے گا۔ یا

اَنفُسًا تَنْكُرُوْنَ سے مراد ہے کہ زمین کی کوئی ایسی ہو یا یہ اڑکی چڑھی پر ہر حال اب وہ تم سب کی روحوں کو قبلہ فرمائے گا یا نہایت ہلکے کا مطلب یہ ہے کہ مغرب میں جب قبلہ کا علم نہ ہوئے اللہ تعالیٰ تمہاری

نماز قبلہ کی طرف کرے گا کہ گویا کہہ کی طرف چلی ہے۔ (بیضاوی) و لِكُلِّ دُخْلَةٍ وَخُفْیَةٍ فَتُخْفَتُ عَنْهُمُ لَعَلَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ لَعَلَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ لَعَلَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ لَعَلَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ لَعَلَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ لَعَلَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ

آپ سے پہلے انہیں کا قبلہ بیت المقدس تھا آپ ﷺ کا قبلہ کعبہ ہے بلکہ آپ کے جسم کا قبلہ کعبہ ہے اور آپ کی روح کا قبلہ اللہ ہے۔ فَاسْتَبْشِرُوا الْخَیْرَ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوا سے امام شافعی رحمہ اللہ علیہ دلیل بخواتم

ہیں کہ نماز اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔ بلکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ دلیل قائم کرتے ہیں کہ خیر افضل ہے کیونکہ اس طرح انتظام کی تفصیلات بھی حاصل ہوگی اور زیادہ دوست زیادہ عجب جماعت میں

شامل ہوئے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے نماز کو غروب اجاڑ کر کے پڑھ کر کے جو میں عظیم ہے۔ (غرائب القرآن) اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پس اگر وہ دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور جو امور اس کے لئے

زندہ کر کے حق کرتے اور جو امور اس کے لئے ہر قادر ہے۔ (معاوی)























وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرْوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ

اگر بینہ کسان کو سم کر دے اور اس حالت کو ملاحظہ کنند عذاب را بر آئند توانائی

اور اگر دیکھیں انہیں جنہوں نے ظلم کیا اس حالت میں کہ عذاب دیکھ لیں چنگ ساری طاقت

لَهُ جَمِيعًا ۚ وَآيَةُ اللَّهِ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝ اِذْ تَبَرَّأَ

خدا راست و آئندہ خدا صاحب تخت عقوبت است دران حالت کہ جز او خود

اللہ کیلئے ہے اور جنگ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ۱ (اول حالت میں) جب تیزار ہو گئے

الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ

پیشانیان کلمہ از تابانان و پیوستہ عذاب را

کاروں کے پیروں اپنے پیروی کرنے والوں سے اور عذاب دیکھ لیں

وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا

و بریدہ شود بہمت پیشانیان بہ اسباب و کوید پیروی کنندگان

اور ان کے تمام ذرائع کٹ جائیں گے اور پیروی کرنے والے کسی کے کافر کے عذاب سے لئے دوبارہ لوٹا ہوا تاکہ ہم

لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةٌ فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّأُوا مِنَّا كَذَلِكَ يَرَبُّوهُمْ

کاش ہمارا باز خوشی ہوتا تا پیروی کشم از آن پیروان چنانکہ پیروی کردند از دشمنان ایشان

بھی ان پیروانوں سے تیزار ہوتے جیسا کہ ہم سے تیزار ہوئے ان طرح اللہ انہیں

اللَّهُ أَتَعْمَلُ خَيْرًا مِّنْ خَيْرَاتِهِ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِمُخْرِجِينَ مِنْ

خدا کردار ہائے اچھا تر از خیرات ایشان و فیستند ایشان پیروں آئندگان از

ان کے کردار کو حسرت بنا کر انہیں نکالے گا اور وہ سب نہیں ہیں نکلنے والے

النَّارِ يَأْكُمُهَا النَّاسُ كُلُّهُمْ اِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلَالًا

دوزخ سے اسے مردمان بخورید از آئندہ در زمین است حلال

دوزخ سے سب اسے کھاؤ اس میں سے جو زمین میں حلال

سُورَةُ

۱۔ جب اللہ تعالیٰ نے توحید کیلئے راہیں باہر مقرر فرمائیں تو

اب جو توحید کے معانی ہیں انکی ذہنت کی چارہی ہے۔

انفرادی کی جمع ہے۔ اس سے مراد اعتقاد یا اس سے دو

سرور ہیں مراد ہیں جن کی یہ لوگ اطاعت کرتے تھے اور ان

سے اللہ بھی محبت کرتے تھے۔ اہل عرفان فرماتے ہیں کہ

اگر دل میں اللہ کے سوا کوئی اور چیز مشغول ہو تو یہ بھی مراد اللہ

ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کا لفظ

پر لیا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک صحابی

نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی

آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس قیامت کی کیا نشانی ہے۔

اس صحابی نے عرض کی کہ میرے پاس صنوم و صلوا کا

ذخیرہ تو موجود نہیں ہے لیکن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ

سے محبت کرتا ہوں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر

فہم اس کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت کرتا تھا۔ ملا کا

محبت کے معنی میں اعتقاد ہے کہ کلمہ محبت ارادہ کے انواع

میں سے ایک نوع ہے اور یہ جائزات ہی سے مشعل ہو سکتی

ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے محبت محال ہے اس

لئے ظاہر فرماتے ہیں کہ يُحِبُّ اللَّهُ مَن يُحِبُّهُ طَاعَةً

اللہ ہو گا يُحِبُّ قُرْآنَ اللَّهِ وَ احساناً ہو گا اللہ تعالیٰ

سے محبت کا مطلب ہو گا اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے محبت

اکل چاہت سے دینے جانے والے ثواب سے محبت [

(غراب القرآن) اَنْفُسُ خُتَابِ اللَّهِ اهل ایمان کی شان پر

ہے کہ وہ اللہ کی محبت میں متفرق ہے۔ باقی رہی محبت انبیاء

اور اولیاء تو یہ ہے محبت الہی کا سبب سمجھتے ہیں۔ مشرکین

اعتقاد اور روکنا سے محبت کر کے ان کی عبادت کرتے گئے

جب کہ مومن انبیاء اور اولیاء سے محبت کر کے انکی عبادت

نہیں کرتے۔ اسی طرح والدین سے محبت بچوں سے محبت

علی حد القیاس مومنین ان تمام سے محبت کرتے ہیں لیکن

۱۔

۲۔

۳۔

۴۔

۵۔

۶۔

۷۔

۸۔

۹۔

۱۰۔



طَبِیْبًا ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ

یا کبیرہ! راہِ جہنمی نہ کیجئے گامہائے شیطان پر آنکہ او شایا دشمن  
یا کبیرہ! یہ اور جہنمی نہ کرو شیطان کی قدم بہ قدم۔ بلکہ وہ تمہارا کلام

مُبِیْنٌ ۝ اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالشُّعُوْرِ وَالْفَحِشَآءِ فَلَنْ تَقُوْلُوْا

آگہ راستہ ۛ ایں نصیحت کہ کی فرمائیے شایا را بہ بدکاری و بے حیائی و آنکہ انفرادی  
دشمن ہے انکے سوا کچھ نہیں کہ وہ تمہیں علم دیتا ہے بدکاری اور بے حیائی کا اور یہ کہ تم انفرادی

عَلٰی اللّٰهِ مَا لَا تَحْمِلُوْنَ ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ

پر خدا آنچه نازل ہو گیا چوں کہتے تھے اتھا کہ جہنمی کلیہ انہا کہ فرود آورده است  
اللہ پر جو تم نہیں جانتے تھے اور وہ ان سے کہا جائے جہنمی کردہ تھے اتھا ہے

اللّٰهُ قَالُوْا بَلٰی نَتَّبِعُ مَا اَلْفِیْنَا عَلَیْہِۭ اٰمَآءًا وَّاَوَّلُوْ

خدا گوید بلکہ جہنمی کہم چہ سے را کہ یافتہ ایم یہاں پوراں غرض را ۛ اگرچہ  
اللہ نے کہتے ہیں بلکہ ہم جہنمی کرتے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اگرچہ

كَانَ اٰبَاؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَلَا یَهْتَدُوْنَ ۝

پوراں اتھا انہی نہایت چہ سے را را را کی پھر  
ان سب کے باپ دادا عقل نہ رکھتے ہوں بلکہ بھی اور راہ نہیں پاتے ۛ

وَمَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَسْعٰی بِمَا

ۛ داستان کافران مانند حال کے است کہ ایک بھڑ  
اور کافروں کی مثال اس شخص کے حال کی طرح ہے جو آواز دے

لَا تَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءًا وَّیَدَآءُ مُضْمَرٍ ۖ لَّہُمْ عَمٰی لَا یَعْقِلُوْنَ ۝

آہیو را کہ کی شہود مگر خواندن و آواز بلند کردن کہ انہا کلام کو راہ نہیں اٹھان سچ کی نہیں  
است جو سنتا نہ ہو مگر سچ بکھر بہت ہیں ۛ گوشت ہیں اللہ سے ہیں پس وہ سب عقل نہیں رکھتے ۛ

ۛ کلکی کہتے ہیں کہ یہ آیت تفسیراً غلام اور غلامین  
مجموعہ کے بارے میں ڈال ہوئی کیونکہ ان لوگوں نے  
اپنے اور بہت سی چیزیں شاکہتیں چوپائے اور عود کھاتے  
وغیرہ کو حرام کر لیا تھا۔ حرام بھی فی حشر ہوتا ہے جیسے مردار  
اور خون وغیرہ اور بھی معرض ہوتا ہے جیسے ملک غیر جب  
انکے کھانے کی اجازت نہ ہو لیکن حلال ان دونوں قید سے  
غالی ہے طیب حلال کے قریب ہے جس طرح بھی حرام  
کیا نہ ہو طیب آتا ہے۔ قُلْ لَا یَسْبُوْی الْاَشْجِیْثُ وَ  
الْعُقَبُ ۚ جب حلال کہنا تو طیب آئے تو اس میں حلال کی  
مدح ہوئی ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ طیب سے مراد  
لذیذ کھانے ہیں یعنی جو حلال بھی ہوں اور لذیذ بھی اور  
بعض نے یہ فرق بھی کیا ہے کہ حلال سے مراد یہ ہے کہ جو  
کچھ حلال ہو اور طیب سے مراد یہ ہے کہ جو کسی کے ملک  
میں ہو۔ (غرائب القرآن) کا خطوطہ صبر کیا تھا وہ  
قدوس کے درمیان ماسکو کہتے ہیں۔ میں چند اوقات  
میں ظاہر ہے۔ عقلمندوں کے نزدیک کلمہ دشمنی اگر چہ وہ  
بیکار ہے ظاہر و دہشتی جتنا ہے اس لئے انکے لئے بعض  
مقامات پر اولیاء کا لفظ بھی آیا ہے۔ (بیضادی)

ۛ یہاں اللہ تعالیٰ شیطان کی عادت بیان فرما رہا ہے۔  
انکی جہنمی سے چٹا ضروری ہے۔ ہاں الشُّعُوْر وَالْفَحِشَآءُ  
جسکا عمل انکار کرے اور شریعت اسے سچ سمجھے وقت کے  
اعتبار سے ایک دوسرے پر غلبہ کیا ہے چنانچہ گناہ مسوہ  
بھی ہے اس لئے کہ باطل اس سے سلیم ہوتا ہے اور  
فحشاء بھی ہے کیونکہ اولیٰ اسے سچ سمجھتا ہے احتراز کرتا  
ہے اور اس سے بچتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مسوہ عام  
بہائیس کو کہتے ہیں اور فحشاء دو گناہ سے تجاوز کر  
جاتے یعنی کبیرہ گناہ اور بعض نے کہا ہے کہ مسوہ جس میں  
کوئی حد شریعت کی جانب سے کوئی مزا ضروریات ہو اور

فحشاء جس کیلئے شر میں کوئی حد ضروری ہو۔ وَ اِنْ تَقُوْلُوْا لَیْسَ اِلٰہُ سِوَکُمْ شَرِکٌ مَّا اَلْفِیْنَا عَلَیْہِۭ اٰمَآءًا وَّاَوَّلُوْا ۚ  
مصرعہ ہوا کبیرہ و کفر ہو چلا ہوا ایک نامرات شیطان سے ہے اس لئے کہ شیطان تم نہیں دیکھ کر بالی کا کہنے سوا شیطان اگر کبھی بظاہر خبر کی جانب بلائے تو اس سے بھی منع کسی شری کی جانب سے جاتا ہے۔  
(غرائب القرآن) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان اپنا تخت پائی پر لگاتا ہے پھر اپنے پیلوں کو مختلف اطراف بھیجتا ہے تاکہ لوگوں میں تفرقہ اندیشی میں سے جو  
سب سے زیادہ اختیار اللہ سے شیطان اپنے سب سے زیادہ قریب کرتا ہے ان پیلوں میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے یہ یہ کیا۔ ہاں شیطان کہتے ہوئے کہ جو کبھی کیا بہانوں میں سے ایک اور کہتے  
اور کہتا ہے میں نے یہاں اور یہی کہ درمیان ہدائی ڈال دی ہے۔ ہاں شیطان کہتا ہے تو نے اچھا کام کیا ہے (مسلم) ۛ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت اتاری جب اللہ کے  
رسول ﷺ نے اسلام کی دعوت دی۔ یہود کہتے تھے کہ تم تو انکی جہنمی کرتے ہو ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے (غرائب القرآن) قُلِ اللّٰہُمَّ میں صبر اللہ کی طرف راجع ہے۔ یہ وہود نہضت سے آنے  
نہیں فرمایا تھا کہ انکی کوئی سب پر واضح ہو جائے کہ انکی جہنمی کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا چاہا ہے کہ ان ان حقوں کو نہ کھڑا فرما کہ جب انکی ٹھیک بات تالی جائے تو اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ  
یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی جس میں قرآن کی جہنمی کا حکم دیا گیا تو انکے جواب میں کہ اَلْفِیْنَا عَلَیْہِۭ اٰمَآءًا وَّاَوَّلُوْا (بیضادی) ۛ ان کے پکارنے کی مثال انکی ہے کہ ان کی طرف سے انکی جہنمی ہوا  
کرنا اور انکے جو اسے اپنی آواز پر نکلتے کی صورت میں ثابت کر سکے گی یہی حال ان قرآن کے بہاد ہیں کہ ان میں ان کو پکارتے ہیں لیکن جواب کچھ نہیں دیتے و پھر انکی مثال کھتے عمل میں انکی ہے جیسے کوئی  
چوہا بکراں چراتے چراتے ہوں سے کلام کرنا نہ لگے۔ (غرائب القرآن)



## تَفْہِیْمُ الْقُرْآنِ

۱۔ اول سورہ سے یہاں تک تو خیر اور نیت کے دلائل بیان کیے گئے اور اہل طلاق، اہل شقاق، مشرکین اور اہل کتاب کی خدمت کی بھی اور پاکیزہ کھانے کا پہلا حکم دیا گیا کیونکہ عبادت کی قبولیت کا دار و مدار اسی پر ہے کیا بندہ ہے کائنات کے آخر میں اسی محکمہ ایذا بخوشی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن لوگوں کو کھانا اور ایک بڑا حیرت انگیز واقعہ ہے۔ وہ یہ کہ انھیں پیدا میں کرتا ہوں اور عبادت وہ میری کرتے ہیں اور میں رزق دیتا ہوں مگر انہیں گناہ کرتے ہیں پس میں عبادت مٹا دوں گا۔ معلوم ہوا کہ رزق بھی حلال ہوتا ہے اور بھی حرام نہیں مقرر اس سے انکار کرتے ہیں کہ رزق بھی حرام نہیں ہوتا ہے (بیضاوی وغیرہ ان القرآن)

۲۔ یہاں تک کہ یہی ہے کہ مطلقاً حرام ہے اور اس سے بھی تصرفات حرام ہیں لیکن جس کی حالت دوسری دلیل سے ثابت ہو مثلاً بھلی اور ٹوٹی اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے دو مردار اور دو خون حلال ہیں۔ بھلاں دو مردار میں بھلی اور ٹوٹی اور دھان آدو خون میں بھلی اور بھلی شامل ہیں۔ صاحب کشف نے اسکی یہ توجیہ بھی کی ہے کہ مسک [بھلی اور مردار] بھلی اور عرقہ سے فارغ ہے کیونکہ عرقہ اور عرقہ اسے مردار نہیں کہتے۔ بایں سب اگر کوئی طرف دھانے کہ گوشت نہیں کھاؤنگا اگر بھلی کھا جائے تو عبادت نہیں ہوگا۔ (غریب القرآن) نیقۃ سے مراد ان غیر ذائقہ کے مر جانے۔ ولحکم الجنین غیر یعنی سوز کا گوشت۔ اسے گوشت کا خصوصیات کیساتھ ذکر اس لئے فرمایا کہ اصل قصود گوشت ہی ہے باقی تمام اجزاء مشتمل ہیں۔ واما اعلیٰ بہ بغیر اللہ بخیر اور جانور کہ جس کے ذائقہ کے وقت کسی بت کا نام بلند کیا گیا ہو کیونکہ کفار کی عبادت تھی کہ جب اپنے معبودوں کیلئے ذائقہ

کرتے تو ان معبودوں کا آواز بلند کرتے تھے۔ اعلان داخل رزق حلال ہے کیا جاتا ہے اہل الہلال و اہلہ یعنی پانچ کچھ چاند چھتے کے وقت لوگ بلند آواز سے پکارا کرتے تھے اس لئے مطلق آواز بلند کرنے کو اعلان کہتے تھے پھر اسی فعل نے اس قدر شہرت پائی کہ براہ کرنے والے کو اہل کہنے لگے۔ (بیضاوی) غیر تابع ولا غایہ کا مطلب یہ ہے کہ جان بچانے کیلئے قدر ضرورت کھانا جاتا ہے۔ اس آیت کا ظاہر یہ تھا مگر اس سے کہ یہاں مردار و خون غرض کہ گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذائقہ کیا جاتا ہو اور (کفار و اہل حال میں کیونکہ کفر انکا مصر کیلئے آتا ہے دیکھا انکے ظاہر بھی بہت ساری چیزیں حرام ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں کفر انکا اپنے کافر کے اعتبار سے مترک اصل ہے۔ (غریب القرآن) واما اعلیٰ بہ بغیر اللہ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام پر جانور ذائقہ کیا گیا ہو جسے لائق عز و غیرہ انبیاء کے نام پر شہم و شطام یا انکے حادہ کے نام پر فحشہ جانور ذائقہ کیا ہو یا اللہ تعالیٰ کے نام کیساتھ ان میں سے کسی کا نام عطف کیساتھ ذکر کرے ہوں گے باسم اللہ و فاضلہ و منوال اللہ جب بھی جانور حرام ہے اور عطف کی بجائے معصومانہ ذکر کرے ہوں گے باسم اللہ منھم و منوال اللہ۔ تو ایسے جانور کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور اگر معصومانہ ذکر کرے اس طرح کہ تسمیہ کہتے سے پہلے جانور کے ذائقہ کو جاننے کے بعد اس میں کوئی مضاف نہیں ہے۔ ہاں میں اسی طرح تحریر ہے۔ اس میں معصومانہ ذکر کر دیا جائے جو اہل کرام کیلئے نذر ہوتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں مذکور ہے طالع شیب ہے اس لئے کہ ایسے جانور پر بوقت ذائقہ غیر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا ہے صرف اللہ کے نام کی نذر ہوتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَ

اَشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ رَآيَاهُ تَعْبُدُونَ ﴿۱۵۸﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ

عَلَيْكُمُ الْمَيِّتَةَ وَالْدَّمَ وَلَحْمَ الْخَيْزُرِ وَمَا أَهْلَ بِهِ

لَاغَيْرِ اللَّهِ فَمَن اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۵۹﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ

اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتُرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ

مَأْيَا كُوفُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارُ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ

فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ

اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ

فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ

اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ

فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ

اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ

فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ

اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ

فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ

اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ

فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ

اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَهُوَ عَلِيمٌ فَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلِيمٌ



الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

قیامت و ایک کلمہ ایثار و ایثار راست عذاب درد ناک آں جماعت ایثار  
کے روز اور انہیں ایک نہ کرے گا اور ان کے لئے درد ناک عذاب ہے لہٰذا وہ جماعت سے

اشْتَرَوْا الصَّلَاةَ بِالْهٰذِي وَالْعَذَابِ بِالْمَعْفُورِ ۝

کہ خرید کر ایمان یا عبادت کو عذاب درد ناک عذاب کو بخش کے بدلے  
ہیوں نے گمراہی کو عبادت کے بدلے خرید لیا ہے اور عذاب کو بخش کے بدلے

فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ

پس یہ قلمبیا اللہ ایثار و روزی ایسا ہی سبب آں سے کہ خدا قرآن اور کتاب را  
پس کتاب میرے انہیں روزی پر ہے یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ نے کتاب نازل فرمائی

بِالْحَقِّ ۝ وَرَٰنَ الَّذِينَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَنُحْيِيْ شِقَاقَ

برائے و ہر آدمی آہنگ اختلاف کہند وراں کتاب پر آدمی وہ مخالفت  
حق کے ساتھ اور چنگ وہ لوگ اس کتاب میں جنہوں نے اختلاف کیا وہ مخالفت میں

بَعِيْدٍ ۝ لَّيْسَ الْبِرُّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

دورانہ نیست نیکیکاری آہنگ متوجہ کنید روئے خود را بطرف مشرق  
دور ہیں بل نیکی یہ نہیں کہ متوجہ کرو گے اپنے چہرے کو مشرق کی طرف

وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

و مغرب و لیکن صاحب نیکیکاری آہستہ کہ باور دارد خدا را و روز قیامت  
اور مغرب (کی طرف) لیکن نیکیکار وہ ہے جو اللہ کے ایمان لائے اور قیامت کے دن ہے

وَالَّذِيْكَ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٰتِ ۝ وَاٰتَى الْغَمَالَ عَلَى

و فرشتگان ا کتاب و نبیوں را و بدہاں باور  
اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور ہاں سے اس مال کی

۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت  
ذو اسلئے بود اور علمائے بیہود کے ہارے میں نازل ہوئی۔

یہ لوگ نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے آپ کے ہارے میں  
تاتے تھے اور ان سے ہارے اور خراج و غیرہ لیتے تھے لیکن

جب آپ شریف لے آئے اور انہوں نے دیکھا کہ ہم  
میں سے نہیں آئے تو یہ لوگ آپ ﷺ کی نسبت چھپانے

لگے بکرا لگے کتاب سے نکالے گئے۔ اُولَٰئِكَ الْغَمَامُ  
انہوں نے آگ سے لٹی مٹی جیڑ کر کھائیں کیونکہ ان کو

سے عذاب ہوگا تو یہ ایسا ہی ہے جیسے ان لوگوں نے آگ  
کھائی ہو۔ وَلَا يُخَلِّفُهُمْ یعنی کھانا کے سبب اللہ ان

سے کلام نہیں فرمایا۔ اُولَٰئِكَ الْغَمَامُ سے کلام فرما کر کہے گا  
اِخْلَفُوْا الْغَمَامُ وَلَا تُخَلِّفُوْنَ ۝ اس میں وہ نکارے

ہوئے ہو جاؤ اور اچھ سے کلام نہ کرو ۝ (غرائب القرآن و  
بیاضی) حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں انہیں اس شخص ہیں کہ جن سے  
قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائیگا نہ انہیں ستم

فرمائیگا اور نہ ان کی جانب رحمت کی نظر فرمائیگا۔ ان کیلئے  
درد ناک عذاب ہوگا۔ پورے حجاز پر لے آئے والا جھوٹ ہونے

والا بادشاہ اور دیگر کرنے والے لوگ۔ جانا چاہئے کہ آیت  
کریم میں جو لَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ایا ہے اس میں وہ

احکامات ہیں اول یہ کہ قرآن کو عقل اس لئے کہا گیا کہ وہ لوگ  
ایک مقررہ مدت تک ہی اس سے فہم حاصل کر سکتے تھے

اسکے بعد ان کا انتہا سمجھتے ہوئے ان کا قیام نہ رہتا کہ وہ لوگ بہت  
کم دقت لکھ کر نبی کریم ﷺ کی نعمت چھپاتے تھے۔ یہ

آیت کریمہ اگرچہ علمائے بیہود کے ہارے میں نازل ہوئی  
لیکن اسکے حکم میں اہل ایمان کے وہ لوگ بھی شامل ہو گئے

جو دنیا کے حصول کی غرض سے جان بوجھ کر حق کو چھپا دیتے  
ہیں۔ یہاں یہ بھی جان لینا چاہئے کہ آیت کریمہ میں

دشوت کے مال کو ہار کیا گیا ہے ان لئے کہ دشوت لینے والوں کو آگ کے ذریعے سزا دی جائیگی (القرطبی) ۱۔ اس آیت میں اس کے شمارے کو تاپا گیا ہے یا نہیں احسن الاشیاء (چیزوں میں سب سے  
مہذب اور نرم ہے۔ اور الفحشاء الاشیاء (چیزوں میں سب سے شراب) حلال اور بہار ہے۔ آخرت میں اشیاء مطہرات ہے اور اخر الاشیاء (سب سے زیادہ نقصان دہ) عذاب ہے لیکن  
یہ سب دین میں نقصان اٹھانے والے ہیں اس لئے کہ دنیا میں انہوں نے حق اور سچا اشیاء اور سچے امور کو اپنی ہیادیت کے بدلے گمراہی اور آخرت میں محض الامور کا حق لیا۔ اس سے سچا حق  
مطہرات کے بدلے عذاب۔ اسی بنا پر توبہ کے طور پر لکھا: اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ فرمایا جا رہا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں آخری مرتبہ اِخْلَفُوْا اٰیٰتِنَا وَلَا تُخَلِّفُوْنَ یعنی ستم میں  
پہنکارے ہوئے پڑے ہوئے اور اچھ سے کلام نہ کرنا فرمایا تو یہ گایہ کلام سحر و سب خاموش ہو جائیگا اور تار پر مہر کر کے ایک قول یہ بھی ہے کہ خدا میں ہاتھ نہ کیلئے ہے لہٰذا ان سے دوسرے نہیں  
کون سی چیز میری گئی۔ (غرائب القرآن) ۲۔ مع لہٰذا یہ عذاب اسی سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہی کتاب نازل فرمائی لیکن ان لوگوں نے اسکا انکار کیا اس سے مراد تو قرأت ہے یا عقل کتاب مراد  
ہے جو قرأت قرآن اور دیگر کتب جاوید کو شامل ہے لیکن انہوں نے عقل کی نازل کردہ کتاب کو نہ کیا اور انکی عقل رب کی یا اسکے خالق کو عقل نہ کیا۔ اِخْلَفُوْا یعنی تغلفوا یعنی چھپا دیں۔ اسے میں میرے  
ہارے سے ہٹ گئے اِخْلَفُوْا کے معنی میں ہے سوخت جی رہا کہ اللہ کے نازل کردہ احکامات میں تحریف و تغیر اور بدل سے کام لینے لگا اور اگر اِخْلَفُوْا کہا ہے اصل معنی میں بھلائی نہ تھی یہ وہ  
کہ کتاب کے بعض حصہ پر ایمان لائے اور بعض کے ساتھ اختلاف کیا۔ (بیضاوی)



## تَفْسِيرُ سُورَةِ الْاَنْعَامِ

۱۔ احکام احکام میں سے یہ دوسرا حکم بیان ہو رہا ہے۔  
 حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے یہ بھی تجلی کے بارے میں سوال کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ہر پرستار پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے رزق کی حاجت کو پیش کرے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے رزق کو لے۔ (۱) ایمان اور یہ بات کہ اللہ پر ایمان ہو جو ہم آفرین ہے ایمان نامک پر ایمان کتب معلوم پر ایمان اور نبیوں پر ایمان۔ (۲) اللہ کی محبت میں مال دینا اور یہ سچ ہیں۔ رشتہ دار یتیم مسکین مسافر مسائل کرنے والا اور غلام آزاد کرنے میں۔ (۳) نماز قائم رکھنا (۴) زکوٰۃ ادا کرنا (۵) جب کوئی وعدہ کرے تو اسے پورا کرے (۶) حقیقی اور غلطی میں صبر کرنا۔ اس آیت کی ابتدا میں یہود و نصاریٰ کا رد کیا گیا ہے جو قبلہ کے معاملے میں اللہ کے حقے اور ان میں سے ہر جماعت نے یہی قبول کیا کہ اپنے قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہی دراصل یہی ہے جس کی زد پر اللہ تعالیٰ نے فرمادی اور وَلَٰكِن الْاَبْرَہٰمَ سے نبیوں کا تعین فرمایا کہ جنکو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا اور مسلمانوں نے تسلیم کر لیا یہی وہی ہے۔ وَاَنۡتَ اِلٰہٌ مُّسْتَعٰیذٌ لِّمَنۡ حَبَسَہٗ یعنی مال کی محبت کے باوجود اللہ کی راہ میں دینا ہے جیسے مرد کو نہیں چاہئے کہ ارشاد فرمایا کہ عِدَّةٌ کرے جبکہ عِدَّتِہٖ سے بوجہ نذر ہوا اور حاجت مند ہو جس سے ڈرتا ہو اور جو غریبی کی امید میں ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ عِدَّتِہٖ کی خبر اللہ کی طرف واقع ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت میں مال دینا ہوتا ہے اِلٰہِ الْغُلُوۡمِ کو مستند و گرفتار کیا اس لئے کہ وہ غلوں کی نسبت انکو دینا زیادہ بہتر اور موجب اجر ہے جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسکین کو صدقہ دینا تو صدقہ ہی ہے اور رشتہ داروں کو صدقہ دینا تو صدقہ ہی ہے۔ ایک صدقہ دوسرا صدقہ ہی۔ اَلۡسَّائِلِیۡنَ سوال کرنے والے یعنی

حُجَّتِہٖ ذَوٰی الْقُرْبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنَ وَابۡنَ

دوست داشتن آن مال را خداوندان غریبوں را دھیمائوں و یتیموں کو اور چاہت کے باوجود اپنے رشتہ داروں اور یتیموں کو اور فقیروں کو اور

السَّیۡلِیۡنَ وَالۡسَّائِلِیۡنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ

سفرائوں و سوال کنندگان و درباب ہر وہاں سے پادار گزارا و ساروں اور مانگنے والوں کو اور عبادوں کی آزادی میں اور نماز قائم رکھے

وَ اٰتٰی الزَّکٰوةَ وَالۡمُؤَفَّقُوۡنَ بِعَدَّتِہُمۡ اِذَا عٰہَدُوۡا

و ہر ہم زکوٰۃ را و وہاں کھدگان ہر عہد شکن چوں عہد کند اور زکوٰۃ دے اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے چوں عہد کریں

وَالضَّٰلِّیۡنَ فِی الْبَیۡسَآءِ وَالضَّٰرَّآءِ وَحِیۡنَ الْیَاسِ

و ہر کھدگان را در غمگینی و غمی و بخت کار دار اور صبر کرنے والے غمگینی و غمی میں اور بخت کے وقت

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ صَدَّقُوۡا وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُتَّقُوۡنَ ﴿۵﴾

اینانہ را کھری و ایچانہ پر ہر کارکنان بھی لوگ سچ ہیں اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی

اے مسلمانان لازم کردہ شد بر شما قصاص و اے مسلمانان تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے

الْقَتْلِ اَلۡحَرُّ بِالۡحَرِّ وَالۡحَیُّ وَالصَّدِّ بِالۡعَبْدِ وَاَلۡاَنۡتٰی بِالۡاَنۡتٰی

قتلچان آزاد و مقابلہ آزاد است و حرم و بندہ در مقابلہ بندہ و زن در مقابلہ زن گنہگار آزاد اگر گنہگار میں سے اور غلام غلام کے مقابلہ میں اور عورت عورت کے مقابلہ میں

جس کو ضرورت سوال کرنے پر مجبور کرے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اچھے دالے کا حق ہے (۱) اگرچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ یہ آیت جامع کلمات انسانی ہے۔ یہاں پر ان کلمات کو لفظ نہیں شجب جات میں صحر کر کے بیان کیا گیا ہے۔ (۲) اصحاب اتفاقاً اہل طرف اشارہ من الہی سے کیا گیا (۳) صحن معاشرت اہل چاہ و اہل الضال سے اشارہ فرمایا (۴) تہذیب نفس اہل چاہ و اقسام الضلالت سے اشارہ کیا گیا ہے۔ اہل جامعیت نے اشارہ سے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اس آیت پر عمل کیا اس نے اپنے ایمان کو بڑھ چھل تک پہنچایا۔ (غرائب القرآن و ردیابی) اس آیت کریمہ میں کئی لوگوں سے خطاب ہے اس سلسلے میں پہلے فقیر کے درمیان اختلاف ہے ایک قول جو حضرت قتادہ کا ہے اس کا پہلے یہ چکا ہے اب ابراہیم اوقس پیش کرتے جاتے ہیں ایک لوگوں کا اختلاف عبادت کے فرض ہونے سے پہلے ہو گیا انھوں نے اختلاف سے پہلے صرل یہ کوئی وی کا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم ﷺ اس کے بعد اور ان کے رسول ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ ان پر جنت واجب ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ آیت میں خطاب یہود و نصاریٰ سے ہے اس لئے کہ ان لوگوں نے قبلہ کے بارے میں اختلاف کیا ہمیں یہود مغرب کی سمت بیت المقدس کی طرف رخ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی قبلہ صحیح ہے انصاری مشرق کی سمت سورج طلوع ہونے کی وجہ کی طرف رخ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی قبلہ صحیح ہے اہل ایمان کا قبلہ جب بیت المقدس کی جانب سے پھر کر کعبہ کی طرف نہ آیا تو یہود و نصاریٰ اس پر غلبہ قائم کرنے لگے اور اپنے اپنے قبلہ کی تمغیہات لوگوں کو گمانے لگے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر انھیں تباہ کر دی اس میں نہیں ہے جس جانب تم سب ہو ایک ٹکلی ہو ہے کہ بندہ صدق دل سے اللہ پر ایمان لائے۔ (القرطبی)



فَمَنْ عَفَى لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَأَتْبَاعُ يَا مَعْرُوفُ

یہی کہتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنے خون ریز دشمن کی عفو کر دی تو اس سے جو لوگ اس کے پیروکار ہیں ان کے لئے عفو کرنا واجب ہے۔ (بخاری)

وَأَدَّاءُ الْكَيْفِ بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّدِّكُمْ وَ

اور عفو کرنا اچھے طریقے سے یہاں تک کہ اگر آپ نے اپنے دشمن کو عفو کر دیا تو اس سے جو لوگ اس کے پیروکار ہیں ان کے لئے عفو کرنا واجب ہے۔ (بخاری)

رَحْمَةٍ مِّنَّا مَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ عَذَابٌ

رحمت ہے ہماری جس سے جو لوگ اس کے پیروکار ہیں ان کے لئے عفو کرنا واجب ہے۔ (بخاری)

الْأَيْمُ ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حِكْمَةٌ يَّأُولِيَ الْاَلْبَابِ

اور ائمہ کے لئے اس میں حکمت ہے۔ (بخاری)

لَكُمْ تَنْقُوتُ ۝ كُتِبَ عَلَيْكُمُ إِذَا احْتَرَضَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ

تو تم پر یہ لکھا گیا ہے کہ اگر تم میں سے کسی نے موت کا سامنا کر لیا تو اس کے لئے عفو کرنا واجب ہے۔ (بخاری)

إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَٰلِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ

اگر تم نے کوئی خیر کا حکم دیا تو اس کے لئے عفو کرنا واجب ہے۔ (بخاری)

يَا مَعْرُوفُ حَقَّ عَلَى الْمُتَّقِينَ ۝ فَمَنْ بَدَّكَ بَعْدَ مَا

یا معروف! حق ہے کہ اگر تم نے اپنے دشمن کو عفو کر دیا تو اس کے لئے عفو کرنا واجب ہے۔ (بخاری)

بِهِ عَفَا ۝ فَمَنْ بَدَّكَ بَعْدَ مَا

اگر تم نے اپنے دشمن کو عفو کر دیا تو اس کے لئے عفو کرنا واجب ہے۔ (بخاری)

بِهِ عَفَا ۝ فَمَنْ بَدَّكَ بَعْدَ مَا

اگر تم نے اپنے دشمن کو عفو کر دیا تو اس کے لئے عفو کرنا واجب ہے۔ (بخاری)

بِهِ عَفَا ۝ فَمَنْ بَدَّكَ بَعْدَ مَا

اگر تم نے اپنے دشمن کو عفو کر دیا تو اس کے لئے عفو کرنا واجب ہے۔ (بخاری)

بِهِ عَفَا ۝ فَمَنْ بَدَّكَ بَعْدَ مَا

اگر تم نے اپنے دشمن کو عفو کر دیا تو اس کے لئے عفو کرنا واجب ہے۔ (بخاری)

۱۔ زمانہ جاہلیت میں عرب کے دو قبیلوں (انصاری اور خزرج) نے ایک دوسرے کا خون پینا۔ قبیلہ انصاری نے کچھ زیادہ طالب تھا اس لئے انہوں نے قسم کھائی کہ ہم تمہارے تمام کے عوض آزاد کو لے کرینگے اور خزرج کے عوض مرد کو لے کرینگے جب حضور اسلام چکا تو یہ مقدمہ نبی کریم ﷺ کی خدمت القدس میں پیش ہوا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (بیضاوی) یہاں یہ سوال ابھرتا ہے کہ ظاہر آیت کا لفظ ضایہ ہے کہ ہر مال ایمان قصاص پر عمل کروا سکتا ہے جبکہ ایسا ہوتا نہیں ہے کیونکہ قصاص پر عمل کرنا نامہ عام ہے جبکہ امام کا کام ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں بانیہ المؤمنین انصاری سے امام یا نائب امام مراد ہے۔ آیت کا تفسیر یہ ہوگا بانیہ الامتہ کتب علیکم استفتاء القصاص ان اراد ولی الدم استفتاء۔ یعنی اسے امام واجب ولی قصاص لینے کا ارادہ کرے تو تم پر قصاص پر عمل کروانا واجب ہے (غرائب القرآن) معانی کی دو صورتیں ہیں۔ اول بغیر مظاہر مال کے معنی دیت لے بغیر عمل رضائے الہی کی خاطر صواب کر دے۔ دوم قصاص کی بجائے دیت قبول کر لے۔ اگر دوسرا دوسری صورت لیتا تھا تو کہا جاتا ہے کہ طالب دیت بھلائی کی عفو کرے۔ اور ثالث کو اذناہ الیہ یا احسان کے ذریعے عفو دیا جاتا ہے کہ تک کے بغیر دیت الہی طرح لیا کر دے۔ ذالک تخیلیات الفح یعنی یہ تخفیف و رحمت جو قصاص دیت یا معافی کی صورت میں ہے تمہارے لئے اللہ کی طرف سے عفو کرنا اور باہر دیت سے عفو کرنا۔ اس پر یہودیہ کیلئے صرف قصاص تھا معافی یا دیت نہ تھی اور نصاری کیلئے صرف معافی تھی قصاص یا دیت نہ تھی۔ اس امت پر لکھا کہ ہر مال ایمان کیلئے جس چیز میں قائم فرما دینا لیکن اختلافی ہیں جو کوئی مطالب کر دیتے یا دیت لینے کے بعد بھی قتل کر دے تو آخرت میں بڑی شدت سے عذاب کا سزاوار ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ ہر مال ایمان سے آگے کوئی قتل کرنا جائز ہے کہ یہ قابل معافی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دیت لینے کے بعد قتل کرے اسے معافی نہیں ہوگا (بیضاوی) لیکن کثیر (۲) زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کے بدلے ستر گولیاں چائیں ضائع ہوئی تھیں اور کثیر عظیم چاہتا تھا کہ قصاص کا حکم ہو کیا تو کسی جانیں غی کی گئیں اور یہ قصاص ان کی زندگی کا سبب بن گیا۔ بعض نے اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ قرآن میں یہ قصص بیان کئے گئے ہیں اس میں تمہارے لئے حیات ہے۔ (بیضاوی) ۳۔ یہاں سے جو قصاص بیان کیا جا رہا ہے۔ پہلا ہم مذہبی حلال کا قصاص کہنا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو اذناہ الیہ یا احسان کے ذریعے عفو دیا اور ہم ایمان یا ایمان کی ماییت جو کہ لیس الیہ ان نزلوا الفح سے بھی کیا گیا۔ تیسرا ہم سکر قصاص کا قصاص کہنا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو اذناہ الیہ یا احسان کے ذریعے عفو دیا اور ہم ایمان یا ایمان کی ماییت جو کہ لیس الیہ ان نزلوا الفح سے بھی کیا گیا۔ چوتھا ہم سکر قصاص کا قصاص کہنا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو اذناہ الیہ یا احسان کے ذریعے عفو دیا اور ہم ایمان یا ایمان کی ماییت جو کہ لیس الیہ ان نزلوا الفح سے بھی کیا گیا۔



۱۔ مطلب یہ ہے کہ رمضان اور گاہوں میں سے اگر کوئی وصیت بدل لے گا تو اس کیلئے یہ نواز ہے۔ (بخاری)

۲۔ یعنی امید وار ہو کہ یہ ایسا ہی ہو کہ اس کے ساتھ حق ملے گی۔ رائج قول کے مطابق امت اس پر ترجیح ہے کہ اپنی وصیت یا کوئی نہیں ہے مگر گنہ میں جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ثابت ہے کہ انہیں نبی کریم ﷺ نے گنہ گاروں کی وصیت کی اجازت دی۔ (غریب القرآن)

۳۔ یہاں سے پانچواں حکم بیان کیا جا رہا ہے۔ رمضان کے روزے و اشغال الحکم میں منگوری میں فرض کئے گئے۔ صوم اور صیام صام کا مصدر ہے جسے قیام میاؤں وغیرہ۔ اس کا لغوی معنی ان چیزوں سے رکنا جن کی طرف طبیعت کا میلان ہو۔ اور اصطلاح شرع میں مطہرات مثلاً (کھانے پینے اور جناب) سے نہایت عبادت صحیح صادق سے غروب آفتاب تک رک جانا صوم ہے۔ حشمنا ثبت علی الدین جن قبلہ شمس یعنی انبیاء و اولیاء و اہل بیت پر حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے نبی ﷺ تک۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روزہ و عبادت اصل ہے قدیم ہے اللہ تعالیٰ نے نبی کی امت کو بھی اسی فرضیت سے متعلق نہیں رکھا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام پر ہر ماہ ایام نہیں تھی ۱۱۳۱ھ تا تاریخ کا روزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشورہ اور ہر ہفتہ بقیع کے دن کا روزہ اور حضرت یسعی علیہ السلام پر ماہ رمضان کا روزہ فرض تھا۔ لعلکم تشرقون یعنی روزے کی مخالفت کر کے تم تھیں سو جاؤ گے یا روزے رکھ کر تم صحابی سے بچ جاؤ گے یا روزے رکھ کر اللہ کی نافرمانی سے بچ جاؤ گے کیونکہ انسانی جب رمضان گرمیوں میں آتا تو کچھ کہ ہم موسمِ مبرا میں ۳۰ روزے رکھ لیں گے۔ کیونکہ ہم گرمی میں روزے نہیں رکھ سکتے لیکن تم روزے رکھ کر ان بھی حرکات سے بچ جاؤ گے۔

سَوْعَهُ قَائِمًا اَتَمُّهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُوْنَ اِنْ اَللّٰهُ

شدید پس جو اپنی وصیت کو گناہ تبدیل کرے یا اس کی وصیت کو بدلے یا ہر آنکہ خدا

سننے کے بعد میں اس کے ساتھ نہیں ہے کہ اس کا گناہ اس پر ہے جو اس وصیت کو بدلے ہیں بیکہ اللہ

سَمِيعٌ عَلِيمٌ فَمَنْ خَافَ مِنْ مَوْصِلٍ جَنَفًا اَوْ اِلْتِمَاسًا

شکواں راتا نہیں ہے کہ دریاہ اور وصیت کنندہ ظلم یا گناہ کا احساس ہو

سَنَفًا اَوْ اِلْتِمَاسًا فَاَلَا اَتَمُّ عَلَيْكُمْ اِنْ اَللّٰهُ عَفُوٌّ رَحِيمٌ

پس صلاح کرو درمیان انہیں پس بچ گناہ نصرت ہوتے ہر آنکہ خدا آمرزیدہ مہربان

تو ان کے درمیان صلح کرنا ہے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے بیکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ

است کہنا کہ ایمان آورہ الزم کردہ شد ہر شام روزہ داشتن چنانکہ لازم کردہ شد

اِنَّ هُوَ لَكُم بِهٖ اَيَّامًا لَّا تَمُوتُ فِيْهَا رُفُسُكُمْ كَمَا كُتِبَ لَكُمُ الصِّيَامُ اَيَّامًا

ہر سالکہ خوشی اور غم ہو نہ تا باشد کہ پیروزگاری کہیں روزہ داشتن ہر روز

مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا اَوْ عَلَى سَفَرٍ

چند شمارہ شدہ ہر کہ باشد از شمارہ شمارہ یا شمارہ

فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُوْنَهُ فِدْيَةٌ

پس لازم است غم آل از روزہ کے دیگر ہر آنکہ نبی توانہ روزہ داشتن مہربان نہی

مِنْ اَيَّامٍ اُخَرَ اَوْ اِلْتِمَاسًا فَاَلَا اَتَمُّ عَلَيْكُمْ اِنْ اَللّٰهُ عَفُوٌّ رَحِيمٌ

تو لازم ہے تم پر وہ اور دنوں میں اور جو طاقت نہ رکھے روزہ رکھنے کی وہ نصیب دے

(غریب القرآن) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا روزہ و اشغال ہے جن میں روزے کی حالت میں (یعنی عبادت کر کے اور نہ چلتا) بھی حرکت کرے اگر کوئی اس سے بچنا نہ چاہے کالی دے تو چاہئے کہ وہ وصیت کرے (بھگت نہ لگائی دے والے سے) کہہ دے میں روزہ سے ہوں اور وہ ذات جس کے قصہ قدرت میں میری جان ہے روزہ سے نہ کرے نہ کسی کو اللہ کے نزدیک شک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے (روزہ اور اپنا کھانا دینا اور اپنی محبت میری رضا کیلئے چھوڑنا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور ایک نیک دین و نیکوں کے برابر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیکہ جنت میں ایک ایسا چارہ روزہ ہے جو کافران کو ایمان دے اور ایمان والوں سے روزہ وادارہ داخل ہو گئے ان کے علاوہ کوئی اور اس میں سے داخل نہیں ہوگا۔ کہا چاہئے کیاں جس روزے دار میں روزے دار کو کڑے ہو گئے اور اس میں سے داخل ہو گئے پھر داخل نہیں ہوگا جب تمام روزے دار داخل ہو جائیں گے تو روزہ دار کو رہا کر دیا جائے گا اس لئے کوئی اور اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایمان اور نیک کی طرح رمضان کا روزہ رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے صوم کیا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ اس کی حاجت نہیں کر دے اور اپنا کھانا دینا چھوڑ دے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان آدم کا ہر عمل اس کیلئے ہے جو اسے روزہ رکھنے کو دیکھتا ہے (بخاری)



طَعَامٌ مِنْكُمْ لِيُمْسِكُوا بِأَنَّ تَطَوُّعَ خَيْرٌ أَوْ حَزَنٌ لَّهِ وَأَنْ

کہ عبادت از طعام یکہ درویش است میں ہر کہ بھرا آید نیکی میں بھرتہ مست اور آ نکہ جو ایک مسکین کے کھانے سے عبادت ہے جس جو کوئی نیکی بھرا لے یہ بھرتہ ہے اس کے لئے اور

تَصَوْمُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ

روزہ روایہ بہتر است شیخ را اگر میدانید ماہ رمضان روزہ رکھنا بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم جانتے ہو کہ رمضان کا مہینہ

الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتِ

ہیں است کہ فرود آروزہ شد درانی قرآن راہنما ہوائے سربہاں و حقائق وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کیلئے راہنما ہے اور ہدایت کی

مِنْ الْهُدَى وَالْأُفُقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ

از حایت و از جدا کردن حق و باطل میں ہر کہ دریاہ از شیخ آں ماہ یا رویش باہیں اور حق و باطل کے درمیان فرق میں ہر کوئی تم میں سے اس مہینہ کو پاسے

فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ

جس الہت روزہ دارہ آرا و ہر کہ باشد بیمار یا مسافر میں ہر سے لازم است شدہ از تو ضرور اس میں روزہ رکھے اور جو بیمار ہو یا مسافر نہیں اس پر کفائی لازم ہے

أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

روزہ رکھنے دیگر بخواب خدا بھرا آسانی و نی خواہ بھرا دشواری اور روزہ کی اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ دشواری نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم کو کفائی پوری کرو

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ

و تمہارا کہ تمام کلمہ خیر ما و ہ بزرگی یاد کنید خدا را بفکر آن کہ را محو و شہادہا شہر کہ شکر گزارنی کنید اور اللہ کی بزرگی جان کہ شکر کہ ساتھ اس پر کہ اس نے تمہیں حایت دی اور تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ

۱۔ اِنَّمَا تَطَوُّعُ ذَاتِ لَيْقٍ چنانچہ ایام جنہیں تم شکر کر کے جو یکہ دارنا جو چیز زیادہ ہوتی ہے اسے شکر نہیں کرتے اور اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ روزہ میں چنانچہ واقعہ یہ ہو چکا ہے کہ وہ بھرتہ فسخی بخان منکم مہ رمضان او علی سفر یعنی بیمار میں جو جس کیلئے روزہ نقصان دہ ہو یا عیال سفر اگر روزہ نقصان دہ ہو تو اسے رخصت ہے کہ یہ روزہ اور دنوں میں رکھ لے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عمر و ابیہ نے نبی کریم ﷺ سے سفر کے روزہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو روزہ رکھ لو اور اگر چاہو تو اسے اور دنوں میں رکھ لو۔ و علی المکذوبین یحفظونہ میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ یہاں قول: اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ "اور جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے پاس کوئی عذر نہ ہو یعنی عزم و روح متدہ نہ کر دے اور اگر چاہو تو اسے ایک مسکین کا فدیہ دینا چاہئے"۔ مفسر قول: یہ مفسر اور مریض کی جانب دانی ہے یعنی چاہے تو روزہ رکھے یا فدیہ دے۔ لیکن اب اقتدار مفسرین ہو چکا ہے۔ تیسرا قول: شیخ ثانی کے بارے میں ہے جو مہر کے اس نچ پر بھی چکا ہو کہ اب اس کیلئے تشریح کی کوئی امید باقی نہیں رہی۔ اس تیسری صورت میں مفسرین نے اسے پہلے لا مقدر میں سے کے حکام و مشائخین یعنی قدرہ واجب اس میں زیادہ کرنے کے لئے بھرتہ ہے و ان تفسیر منہا یعنی اپنے روزہ کی قوت اور طاقت رکھنے والوں کو پیش کر دیا اپنی طاقت سے یا ظاہر میں رخصت لے لو۔ ان تفسیر تفسیر تفسیر منہا یہ ہے کہ اگر تم روزہ کی اہلیت جانتے ہو اور نہ داری سے رکھنا چاہتے ہو تو تمہارا روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر تم اعلیٰ علم ہو اور اہل تدبیر ہو تو جان لو کہ روزہ تمہارے لئے

قد یہ سے بہتر ہے۔ (یضاوی و خراب القرآن) ۲۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ رمضان اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ دن کہو کہ رمضان آیا اور رمضان گیا بلکہ کونکر اور رمضان آیا اور ماہ رمضان گیا اس لئے کہ اللہ کے ناموں میں سے ایک اسم ہے لیکن اکثر مفسرین کہ اس میں جانب کے ہیں کہ یہ مہینہ کا نام ہے جیسے رجب شہبان و غیرہ کی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کا نام رمضان اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ بندہ اس کے کو کھلا رہے۔ انون فیہ القرآن حضرت عثمان بن عفیف فرماتے ہیں کہ رمضان میں قرآن کو اس ماہ کی شرافت و بزرگی کی بنا پر اتارا گیا۔ مجاہد کا قول ہے کہ اس ماہ کی پہلی شب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صاف نازل کے گئے اسی ماہ کی چار تاریخ کو تورات نازل کی گئی اسی ماہ کی ۱۳ تاریخ کو انجیل نازل کی گئی اور اسی ماہ کی ۸ تاریخ میں نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی گئی کہ اس ماہ کو اکرام اللہ سے خاص بہت ہے۔ فسن فیہ الخ یعنی جو تم میں سے رمضان کا مہینہ پاسے تکرست ہو اور مسافر ہو تو اسے روزہ رکھنا چاہئے۔ یوئذ اللہ یخیر الخ یعنی اللہ تعالیٰ تم پر بہت چاہتا ہے کہ تم کو اس کے سزاوارد مرض کی راحت میں اظہار و سہار فرمائیے۔ و لیسکملوا العید الخ پہلے قول کے مطابق تکبیر سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم و شہادہ شکر مہر ہے کیونکہ اس نے حاکم کی توفیق بخشی۔ اللہ تعالیٰ کی تکبیر بھی قول سے کرتے ہیں کہی اعتقاد سے اور بھی محنت سے۔ قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے اس کے معنی کا اقرار کیا جائے اور ایسے مطالب سے جو انی جان کے لئے نہ ہو مہرہ مانا جائے یا تکبیر میں ہو سکتی مگر اعتقاد سے اس طرح اس میں فرق اور اعتقاد دونوں آگے۔ محلی تکبیر یہ ہے کہ اس کے اور اور رطل کیا جائے اور تو اسی سے چاہا جائے۔ اسے قول کے مطابق اس سے عید الفطر کی تکبیر مہر اسے کیونکہ نبی کریم ﷺ جب مہر گاہ کی جانب تشریف لے جاتے تو تکبیر کہتے ہوئے جاتے۔ (یضاوی و خراب القرآن)



۱۔ مروی ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ عباد رب قریب ہے یا دور اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسری روایت کے مطابق صحابہ کرام میں اللہ تعالیٰ کی تجسیم نہیں تھی اور بالبدن آبادت کرتے تھے۔ ان پر یہ آیت نازل ہوئی۔ تیسری روایت کے مطابق حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم اپنے رب کو کیسے پہچانیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ چوتھے قول کے مطابق حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ صحابہ نے دریافت کیا کہ تم کس جماعت میں اپنے رب سے دعا کریں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ پانچویں قول کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ کا رب دعا کیسے سنتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ چھٹے قول کے مطابق حضرت حسن فرماتے ہیں کہ صحابہ نے دریافت کیا کہ انہیں ولکنا یعنی اہل عرب کہاں ہے انہیں آیت نازل ہوئی۔ لہذا فی قولہ کا جملہ روایات کہنا ہے کہ سوال ذات سے متعلق تھا اس وقت صورت یہ ہوئی کہ مسائل اس میں سے ہوگا جو تفسیر کا قائل ہو اور نہیں ہے فغرضہ السامع کا جملہ روایات کہہ دے کہ سوال صفات سے متعلق تھا۔ قریب سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تدبیر اور حفظ کے اعتبار سے قریب ہے نہ کہ ذات کے اعتبار سے کیونکہ اللہ تعالیٰ جہات اور ملکات سے پاک ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس آیت میں دعا سے مراد عبادت ہے کیونکہ حضرت نعمان بن حنظلہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِبَادَتِكَ بعض نے یہ کہا کہ یہاں دعا سے مراد توبہ ہے۔ (غرائب القرآن) ج مروی ہے کہ مسلمانوں کا طریقہ کار یہ تھا کہ روزہ یا ام میں شام سے مشاؤ تک یا سونے تک کھاتے پیتے

تھے۔ حضرت عمرؓ نے عشاء کے بعد مباشرت کی اور عثمانؓ نے نبی کریم ﷺ سے حضرت کی اس کے بعد اور لوگوں نے بھی اپنی اس نفل کا اعتراف کیا کہ ہم بھی عشاء کے بعد جوار کرتے رہے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ قیس ابن مسرہ انصاری یا مسرہ بن قیس یا قیس بن عمرو انصاری روایات کے ساتھ راز سے تھے جب افطار کا وقت ہوا تو اپنی عورت کے پاس آئے اور ان سے جو چاہا کہ کیا کھانے پینے کیلئے کچھ ہے۔ عورت نے کہا نہیں لیکن میں ابھی کھانا بنا رہی ہوں۔ یہ کھانا تیار کرنے لگیں جب تک حضرت قیس بن مسرہ گئے اور دوسرے دن کا روزہ رکھا ان کے نصف حصے میں بھوک کی شدت کی وجہ سے ان پر لٹنی جاری ہوئے گی یہ واقعہ نبی کریم ﷺ تک پہنچا گیا تو یہ آیت اتری۔ یہ شخصانوں تم سب خیانت کرتے ہو۔ ابو مسلم کہتے ہیں کہ خیانت کی اصل نقص ہے تو معنی یہ ہوگا کہ تم سب اپنے نقصان کرتے تھے۔ لٹنی یعنی جوار۔ لٹنی کی پہچان نہ تھی کہ وہ لٹنی کبھی نہیں جانتے تھے۔ لٹنی یعنی لٹنی (شرعاً) ہے۔ لٹنی لٹنی الخ اگر کہاں سے تفسیر کی کہ جس طرح لباس یا جسم کو چھالنا ہے۔ اسی طرح دعا یا ایک دوسرے کے عبادت کو چھالنا ہے یا ایک دوسرے کے عیب کو چھالنا ہے اور گناہوں سے بچنا جاتے ہیں۔ فالق سے مراد علم کو منسوب کر دیا گیا اور یہ علم نافذ کر دیا گیا کہ اب راز کے رازوں میں تمہارے لئے عورتوں سے جوار اور کھانا چھالنا کر دیا گیا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِبَادَتِكَ یہاں جوار سے کیا ہے۔ انظر الیٰ ربی اللہ تعالیٰ سے تمہارے حضور میں جو احوال و گواہی ہے وہ بذریعہ صحبت کے تلاش کرو۔ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی عورت سے جماعت کرے تو محتاسب یہ ہے کہ اولاد کی خیریت کرے۔ بعض مفسرین کرام کے نزدیک اس حکم سے عزت کو روک دیا گیا۔ عزت کہتے ہیں روایت ان ال ذکر کو لڑتے یا پر کرنا کہ لڑنے کے اندر نہ لگے۔ (بیہاد فی غرائب القرآن)

تَشْكُرُونَ ۝ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۝

۱۔ چون انتظار کنند خدایا بندگان میں از حال میں پس بر آنکہ میں نزدیک اور جب آپ سے سوال کریں میرے بندے میرے حال کے بارے میں پس چنگ میں قریب ہوں

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي

تجواب میکنم دعای دعا کنندہ (بندہ) جب دعا کرے (وہ مجھ سے) دعا کرے پس چاہئے کہ فرمانبرداری کنند بنائے میں قبول کرنا ہوں دعا کرنا سے دعا کو جب (وہ مجھ سے) دعا کرے پس چاہئے کہ فرمانبرداری کریں میرے لئے

وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝ أَجَلٌ لَّكُمْ لَيْلَةٌ

۱۔ بائید کہ مگردند بمن تا باشد کہ روا باشد طالع کردہ شد تا ما در شب اور چاہئے کہ بھوی پر ایمان لائیں کہ وہ سب یاد یابند ۱۔ طالع کیا گیا تمہارے لئے روزے

الضیاء الزّوالِ إِلَىٰ نَسَائِكُمْ هُنَّ لَبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ

روزہ خلافت کردن بازمان خود ایشان بجزا پوشش اند شد تا ما در شب کی رات میں اپنی عورتوں سے جماع کرنا وہ سب تمہارے لئے بھول لباس ہیں اور تم

لَبَاسٌ لَّهُمْ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ

پوشش ایہ ایشان دانست خدا کہ تم خیانت میکردید در حق خود ایشان کیلئے لباس ہو اللہ کو معلوم ہے کہ تم خیانت کرتے تھے اپنے حق میں

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُمْ وَ

پس بھربانی باز گفت بر تم و در مگوشت از شما پس الجال عفاست کنید بازان ۱۔ پس اللہ نے تم پر مہربانی سے رجوع فرمایا اور تمہیں معاف کیا تو اب تم ان سے جماع کر سکتے ہو اور

ابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَسْبَغَ

طلب کنید آنچه مقدر کردہ است خدا براتے شما و بخورید و بنوشید تا آنکہ روشن شود تلاش کرو جسے اللہ نے تمہارے لئے مقدر کیا اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ روشن ہو جائے



لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ

برائے تم رشت سفید از رشت سیاہ مراد رشت سفید فجر است پس اترا  
تجارت کے لئے سیاہ ازوت سے سفید ازوا ' سفید ازوا فجر ہے پھر اچھے بند

اتَّخِذُوا الصِّيَامَ إِلَى الْبَيْلِ وَلَا تَبَاشِرُوا هُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ

قائم کنید روزہ را تا شب و مساں کنید زناترا و حالی کہ محکم باشند  
روزہ مکمل کرو رات تک اور عورتوں سے صحبت نہ کرو اس حال میں کہ تم عاکف رہو

فِي الْمَسْجِدِ بِكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَلِكَ

در مسجد اجماع منیات خدا اند پس نزدیک مشایخ یاد نگیں  
مسجدوں میں یہ اللہ کے منیات ہیں پس انکے نزدیک نہ جاؤ اسی طرح

يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ وَلَا تَأْكُلُوا

بماں کہ خدا آیات خود را برائے مردمان تا باشند کہ راہ یابید و تقویہ  
اللہ بیان کرتا ہے اپنی آیتوں کو لوگوں کے لئے تاکہ وہ راہ پائیں اور نہ کھاؤ

أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتَذَلُّوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ

اموال خود را میان یک دگر بے بیہودہ و مروتانہ اموال خود را بتاکان  
اپنے اموال کو دوسرے کے اموال کے ساتھ ناحق اور نہ لے جاؤ اموال کو حاکموں کے پاس

لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِشْرَارِ وَأَنْتُمْ

تاکہ کھاؤ لوگوں کے کچھ اموال گناہ سے حالانکہ تم  
نہ جانتے ہو یہ پوچھتے ہیں آپ سے چاند کے بارے میں آپ فرمائیے کہ یہ بیچارے لوگوں کے واسطے

تَعْلَمُونَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ

لی پرسند تیرا از ایہا گو کہیں میعادہ برائے مردمان  
جانتے ہو یہ پوچھتے ہیں آپ سے چاند کے بارے میں آپ فرمائیے کہ یہ بیچارے لوگوں کے واسطے

لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِشْرَارِ وَأَنْتُمْ

تاکہ کھاؤ لوگوں کے کچھ اموال گناہ سے حالانکہ تم  
نہ جانتے ہو یہ پوچھتے ہیں آپ سے چاند کے بارے میں آپ فرمائیے کہ یہ بیچارے لوگوں کے واسطے

تَعْلَمُونَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ

لی پرسند تیرا از ایہا گو کہیں میعادہ برائے مردمان  
جانتے ہو یہ پوچھتے ہیں آپ سے چاند کے بارے میں آپ فرمائیے کہ یہ بیچارے لوگوں کے واسطے

لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِشْرَارِ وَأَنْتُمْ

تاکہ کھاؤ لوگوں کے کچھ اموال گناہ سے حالانکہ تم  
نہ جانتے ہو یہ پوچھتے ہیں آپ سے چاند کے بارے میں آپ فرمائیے کہ یہ بیچارے لوگوں کے واسطے

تَعْلَمُونَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ

لی پرسند تیرا از ایہا گو کہیں میعادہ برائے مردمان  
جانتے ہو یہ پوچھتے ہیں آپ سے چاند کے بارے میں آپ فرمائیے کہ یہ بیچارے لوگوں کے واسطے

لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِشْرَارِ وَأَنْتُمْ

تاکہ کھاؤ لوگوں کے کچھ اموال گناہ سے حالانکہ تم  
نہ جانتے ہو یہ پوچھتے ہیں آپ سے چاند کے بارے میں آپ فرمائیے کہ یہ بیچارے لوگوں کے واسطے

تَعْلَمُونَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ

۱ حضرت مدی بن حاتم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت  
خُصِيَ بَيْنَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ نازل ہوئی تو  
میں سفید اور سیاہ دھاگے اپنے سرہانے لے رکھا اور اس  
وقت تک کھانا نہ چتا جب تک یہ دھاگے خوب نظر نہ آ  
جاتے۔ صحیح اللہ کے رسول ﷺ کا اپنے اس کام کے  
بارے میں بتایا تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ سیاہ  
دھاگے سے مراد رات کی سیاہی ہے اور سفید دھاگے سے  
مراد صبح صادق ہے یعنی تم صبح صادق تک کھا سکتے ہو۔ ثُمَّ  
تَبَاشَرُوا الصِّيَامَ إِلَى الْبَيْلِ اَللّٰہُ یُحِبُّ رُزْءَ غُرُوبِ شَمْسٍ ہوتے  
ہی پورا ہو جاتا ہے۔ رات کا کوئی حصہ روزہ میں داخل نہیں  
ہے۔ جیسے افسریت هذا المكان الى الحائط یعنی  
میں نے اس مکان کو یوں ایک خرید تو دیوار تک میں داخل نہ  
ہوئی۔ پھر اس آیت کا مطلب یہی کہ کریم ﷺ جانتے ہوئے  
فرماتے ہیں کہ جب رات آجائے اور دن چلا جائے اور  
یعنی سورج کا غروب ہونا حقیقی ہو جائے تو روزہ دار کو  
اظہار کر لینا چاہئے۔ واضح رہے کہ روزہ تین چیزوں سے  
رکھنے کا نام ہے یعنی کھانا پینا اور جماع یا اس لئے ہے کہ  
فہم ان عیوں کی جانب زیادہ مائل ہوتا ہے۔ (غرائب  
القرآن) وَلَا تَبَاشِرُوا هُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ الْخَبَرِ  
سے احکاف کا مسئلہ بیان ہو رہا ہے۔ انسان کا اپنے آپ  
کو کسی پردہ کا خواہ وہ تنگی کیلئے ہو یا کھانہ کیلئے احکاف  
کہلاتا ہے جیسے یَتَعَكَّفُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ یعنی وہ سب  
بتوں کے پاس احکاف میں بیٹھتے تھے۔ حالانکہ بتوں کے  
پاس احکاف میں بیٹھنا گناہ ہے لیکن پھر بھی اسے احکاف  
ہی کہا گیا ہے۔ احکاف کہاں جاتا ہے اور کہاں نہیں اس  
مسللے میں اختلاف ہے۔ یہاں چند اقوال پیش کئے جاتے  
ہیں۔ پہلا قول: حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مسجد حرام  
کے سوا کہیں احکاف جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ

کا فرمان ہے اَنْ يَكُنَ الْاِسْمُ لِلْمَسْجِدِ الْكِبْرِىٰى وَالْمَسْجِدِ الْاَسْوَدِ حضرت حذیفہ ؓ کے نزدیک مسجد حرام اور مسجد نبوی میں  
احکاف جائز ہے اس لئے کہ وہاں میں نہیں اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔ نیز اقول: حضرت حذیفہ ؓ  
کہتے ہیں کہ احکاف مسجد حرام مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں درست ہے۔ لیکن سوا میں نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سوا میں نہ بدعت مگر میں مسجد کی طرف بھی مسجد حرام مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ  
کی طرف۔ چوتھا قول: اہل ذری کہتے ہیں کہ احکاف جائز نہیں ہے مگر جائز مسجد میں تاکہ نماز جو کیلئے تنگی کی حاجت ضرور۔ پانچواں قول: امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ ہر اس مسجد میں جائز ہے جہاں شیخہ  
نماز جماعت سے ہوتی ہو۔ مسجد کیلئے جائز کا ہونا ضروری نہیں ہے لیکن اقصیٰ ہے کہ جامع مسجد۔ امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ لَرِءَاؤِہِ  
مسجد جمع ہے۔ اس لئے اسکا اطلاق ہر اس مسجد پر ہوگا جہاں نماز جماعت ہوتی ہو۔ (غرائب القرآن) ۲ مروی ہے کہ میدان حقیر نے دربار نبوی میں امرا اقصیٰ پر ایک زمین کے قصہ پر دعویٰ  
کیا کہ اس نے میری زمین غصب کر لی ہے لیکن اسکے پاس کوئی کوہ و قلعہ نہ تھا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہم کو وہی صورت میں امرا اقصیٰ کے قسم کھانے پر مجبور ہوگا پھر آپ نے اس آیت کی عداوت فرمائی  
اِنَّ الْاَقْلَمَ يَشْفِئُونَ بَعْدَ اللّٰہِ وَاِسْمُہُمْ بَعْدَ لِقَائِہِ لَا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر وہی قسم اس غرض سے کھائے گا کہ اسکا مال باقی کھائے تو مشر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس کی عداوت میں ملے گا پھر وہ قسم  
سے ہار گیا اور زمین میدان کے ہر ذری گئی پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بیضاوی)



تَقْسِيْمُ الْاَشْيَاءِ الْاَلْفَايَا

۱۔ شان نزول یہ ہے کہ حضرت سجاد رضی اللہ عنہ داخل اور شکیں ہی مسلم  
انصاری رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں  
عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر شافرا تمہیں کہ اول رات  
چاند بالکل باریک سا رہتا ہے پھر بڑھتے بڑھتے بالکل  
بماید ہو جاتا ہے پھر گرم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اسی  
حال میں دابوں آجاتا ہے۔ جیسے کئی حالت میں تھا۔ قل  
جسنی یعنی انھوں نے چاند کے ٹکٹے ہونے اور توفیر و  
تبدیل کی حکمت کے بارے میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے  
جواب دینے کا حکم فرمایا کہ اس میں حکمت ظاہر ہے یہ کہ  
لوگوں کے معاملات دینی اور دنیاوی میں ملامت نہن جائے  
کہ اپنے کاروبار کا وقت مقرر کر لیں اور عبادت کا وقت  
مقرر معلوم ہو جائے۔ بالخصوص صبح کا وقت کیونکہ وقت کی  
اس میں خاص رعایت ہے۔ جنس البشر سے اس واقعہ کی  
جانب اشارہ ہے کہ انصار کی عادت تھی کہ جب احرام  
پانتے تھے تو گھروں میں دروازوں کی طرف سے نہیں  
آتے تھے بلکہ پیچھے کی جانب سے آتے تھے اور اللہ عزوجل  
اور روحِ سراف سے دعا تھا۔ اس بات کو وہ سب بھی سمجھتے  
تھے۔ اس آیت میں انھیں بتایا گیا کہ یہ کوئی نیکی نہیں ہے  
بلکہ نیکی یہ ہے کہ حرام باتوں سے اور شہوات نفسانیہ سے  
اپنے آپ کو بچائے۔ سوال : ان دونوں صحابہ نے تو چاند  
سے متعلق سوال کیا تھا لیکن جواب میں چاند کے مسئلہ کے  
ساتھ احرام کا مسئلہ بھی بیان کیا گیا ایسا کیوں ہے؟ جواب :  
انکے تین جواب ہیں اول یہ ہے کہ شاید ان لوگوں نے ان  
دووں کے متعلق ایک ہی بحث میں دریافت کیا ہو۔ اسلئے  
چاند کے مسئلہ کے بعد حالت احرام کو بیان کیا گیا۔ دوم یہ  
ہے کہ صحابی غی کا ذکر کیا تو ساتھ ہی ساتھ ان افعل کا  
بھی ذکر کیا جو حج میں ادا کئے جاتے ہیں۔ سوم یہ ہے کہ  
انھوں نے چاند کے بارے میں سوال کیا تھا جو انکے لئے مصر

وَالْحَجُّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا

اور حج کیلئے اور تنگی نہیں ہے کہ تم آؤ گھر لوں میں احرام کی حالت میں اس کے پیچھے سے

وَالَّذِينَ إِذَا مَنِ اتُّفُوا وَآتُوا الْحَبِيبَ مِنْ أَرْبَابِهِمْ

لیکن کھیلکاروں کو ہے جو پریز گاری کرے اور آؤ گھروں میں اس کے دروازے سے

وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٢٠﴾ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اور فرسید از خدا ۲ باشد کہ در جنگ شریعہ و جنگ کفریہ دو نام خدا اور اللہ سے خود تاکہ لایح پا چلائے اور جنگ کرو اللہ کی راہ میں

الَّذِينَ يَمَاتُونَ كَثُرَ وَلَا تَزِدَّ إِلَّا لِبُغٍّ ۖ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُتَعَدِّينَ ﴿٥٠﴾

ان لوگوں سے جو جنگ کریں تم سے اور وعدہ سے گزرا جنگ اللہ دوست نہیں رکھتا وعدہ سے گزرنے والوں کو

وَأَقْبَلُوهُمْ حَيْثُ لَقِيتُمُوهُمْ وَخَرَجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ

اور قتل کرو مشرکوں کو چہاں کہیں تم انہیں یاد اور انہیں کھال دو اسی جگہ سے کہ

أَخْرِجُوهُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تَقْبِلُوهُمْ

جہاں سے تمہیں نکالا اور شرک کا غلبہ قتل سے زیادہ سخت ہے اور لڑائی نہ کرو اپنا سے

عَمَدُ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يَقْتُلُوهُمُ قَتْلًا وَإِنْ قَتَلُوهُمُ

سچو کعبہ کے قریب یہاں تھکے کہ وہ سب لڑائی کریں تم سے اس میں نہیں اگر وہ جنگ کریں تم سے

سپزل

نہجہ اور علم نبوی کے مناسب قرار انھوں نے وہ سال قبول یا جو انھوں نے ملے ملکہ تھا اسلئے انھیں اس سوال کا جواب بھی خود بخود دینا پڑ گیا۔ (بیضاوی) ح حضرت رفیع بن انس فرماتے ہیں کہ حدیث عروہ میں جہاد سے متعلق نازل ہوئے والی یہ پہلی آیت ہے۔ نبی کریم ﷺ ان سے لڑائی کرتے جہاد سے لڑائی کیلئے نکلے اور جہاد سے آپ کو دکھایتا جنگ کرنے کا اہل عہد ہوتا تو آپ بھی اس سے رک جاتے مثلاً یزید صلیح بن زبیب اور حضرت۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس لئے لڑائی کرتا ہو کہ اللہ کا کلمہ قائم رہے اور باوجود سخت سے اپنے آگے نہ بڑھے اور بعض نے کہا ہے کہ سب نزل یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو مقام مدینہ پر روک دیا گیا کہ آپ مدینہ آباد کرنے نہیں چاہتے اور پھر انھوں نے اس بات پر پہنچ کر کہ آئندہ سال آپ پھر تشریف لائیں۔ جب آئندہ سال عمرو کی امانگی کیلئے تشریف لائے تو مسلمانوں کو یہ خوف ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین وعدہ خلافی کریں اور مکر شیطان کی طرح کھریج بیت اللہ سے روکیں اور احکام اور ماحول ہم کی پروا نہ کریں تو انھوں نے اس بات کو نہ پسندیدہ سمجھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (غرائب القرآن و رغائب الآثار) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پہلی آیت جہاد کے بارے میں نازل ہوئی وہ یہ ہے اَوَّلَیْ سَلْمَیْنِ یَغْلِبُوْنَ بِاِیْمَانِهِمْ خَلْفُوْا یَاْ اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰلِیْنِ الْاٰمِنِ جہاد کے باب میں نازل ہونے والی سب سے پہلی آیت ہے یا رہی یہ بات کہ اَوَّلَیْ سَلْمَیْنِ یَغْلِبُوْنَ بِاِیْمَانِهِمْ خَلْفُوْا سے پھر کیا مراد ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کی کیا توجیہ ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت عام لہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (القرطبی)



فَاقْتُلُوهُمْ ۖ كَذَلِكَ يَجْزَاءُ الْكَافِرِينَ ۖ وَإِنْ اتَّخَذُوا فَإِنَّ اللَّهَ

میں بکھیر دیجڑا گئیں۔ اسے سزا ہے کافروں کی سزا یہی اگر باز نہ لیں ہر آنکھ خدا  
کی آنکھیں تھیں کہ اسی طرح ہے کافروں کی سزا یہی اگر وہ باز رہیں تو بیک اللہ

عُقُوبًا رَّحِيمًا ۖ وَفَعَلُوا لَهُمْ حَتَّى لَا تَكُونُ فِتْنَةً وَيَكُونُ

آمرانہ میراں است و بھیکہ باچاں تا آتکہ ظہر شہرک ا شہر  
کھلے والا میراں ہے ج اور ان سے بھگ کر عیاں تک کہ شرک نہ رہے اور

الَّذِينَ يَلْبَسُوا فَإِنْ اتَّخَذُوا فَلَا عُدَّةَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ عَلَى الظَّالِمِينَ

انہیں فصل برائے خدا ہیں اگر باز نہ لیں بیست دست درازی مگر ہر سزا کاروان  
انہیں خالص اللہ کیلئے ہو جاتے ہیں اگر باز رہیں تو لڑائی نہیں ہے مگر غاموں پر ج

الشَّهْرَ الْحَرَامَ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَتُ قُصَاصٌ ۚ

ماہ حرام ' عوض ماہ حرام است و بزرگیاں ایک دوسرے کے ساتھ عوض ہوتی ہیں  
ماہ حرام ' ماہ حرام کے بدلے ہے اور بزرگیاں ایک دوسرے کے ساتھ عوض ہوتی ہیں

مَنْ أَعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاَعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا

میں ہر کہ تعدی کرے ہر شہر و شہر داری کتید ہولے ہالہ دست درازی  
میں جو کوئی زیادتی کرے تو اس سے بدلہ لو ان کی زیادتی کے برابر

أَعْتَدَى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ

دست ہر شہر و شہر کتید از خدا و جانچہ کہ خدای ا  
جو اس نے تم پر کی اور اللہ سے اور اور جان لو کہ اللہ

الْمُتَّقِينَ ۖ وَاتَّقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُقْلُوا يَدِيَكُمْ

پر ہیز کاروان است و غریب کتید در راہ خدای و سبکیہ اوراہ خدا چہتہ غ  
پر ہیز کاروان کے ساتھ سے ج اور غریب کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو اپنے آپ کو

۱۔ یعنی جہاں بھی انہیں پاؤں مل میں ہوں یا حرم میں اگر وہ  
تم سے لڑیں تو تم بھی ان سے لڑو اور انہیں کدھو سنا دے یہ  
یاد رکھو کہ اصل میں حدیث کو کہتے ہیں جہاں حطاب کسی  
چیز کا اور ایک ملی طور پر ہو یا علی طور پر۔ یہ بظاہر کو متفہم  
ہے۔ اسی لئے جبکہ کے سختی میں استعمال ہوتا ہے۔ وَالْفِتْنَةُ  
اَنْفُسًا مِنَ الْفِتْلِ کی مختلف تفسیریں ہیں۔ تفسیر اول حضرت  
ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد کفر باللہ  
ہے کیونکہ یہ بھی فساد کا سبب ہے۔ تفسیر ثانی: فتنہ یعنی اصل  
یہ ہے کہ سونے کو پہلی میں جب صاف کرنے کیلئے ڈالنے  
ہیں تو اس عمل کو فتنہ کیا جاتا ہے پھر یا صاف میں شقت ہو  
استعمال ہونے لگا۔ تفسیر ثالث: فتنہ سے مراد فتنی خطاب  
ہے جو انہیں کفر کے سبب سے دنیا میں نہ لگا کر انہیں جہاں  
پاؤں مل کر وہ تفسیر رابع: اہل ایمان کو مسجد حرام سے روک  
دینا فتنہ ہے۔ تفسیر خامس: فتنہ سے مراد شرک کا غلبہ ہے۔  
(غرائب القرآن) بخلاف جہاں الکافرین یعنی  
جیسے انہوں نے کیا ایسا ہی انکے ساتھ کیا جائے۔ (غرائب  
القرآن و بیضاوی)

ج یعنی اگر یہ مال اور کثرت ہزار ہیں تو اللہ کدھو سنا دے  
کی سختی کرنے والا ہے (بیضاوی)

ج یہ آیت بجا کے باب میں عام ہے اور اس سے پہلے کی  
آیت خاص تھی۔ اور یہ جائز ہے کہ عام کے بعد خاص آئے  
اسلئے کہ قرآن ترتیب نزول پر نہیں ہے۔ اور اگر ترتیب  
نزول پر بھی ہو جب بھی کوئی مضامین نہیں ہے۔ اسلئے کہ  
خاص دلائل اقدم یا آخر کیلئے قاطع ہوتا ہے اور عام اس پر  
دالالت کرتا ہے جس پر خاص غیر مقبول ہو کہ دالالت کرتا  
ہے۔ فِتْنَةً وَتَكُونُ الْفِتْنَةُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا شَرَّكَ بَاقِيَ  
ہے اور وہ ہیں خاص اللہ کیلئے ہو جائے۔ حاصل کلام یہ  
ہو کہ ان کافروں سے لڑائی کرو یہاں تک کہ اللہ کا حکم ملے

ہو جائے۔ بعض نے فتنہ کی تفسیر میں یہ بھی کہا ہے کہ جب مسلمان کسی حق دان کو ملے ان کا ستاؤ کہہ کہ مسلمان اکثر کر کے جوش چلے گئے اور کچھ مسلمان دینے کی طرف اہمیت کرنے پر مجبور ہو گئے  
۔ فَلَا عُدَّةَ لَهُمْ یعنی تم کے بدلے کو ظلم کا جو دے دیا گیا ہے جیسے لَا تَقْلُوا يَدِيَكُمْ یعنی تم ان پر اتنی تعدی کرو جتنی اس نے تم پر کی۔ (غرائب القرآن) اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ  
کیا ہے کہ مشرکین سے یہ کہہ کر قاتل نہ رکھتے ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مجھ کو یا تمہارے کسی کو جس کو ملے اس وقت تک قاتل کروں جب تک کہ لا ایلہ الا اللہ ذکر نہیں۔ نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث  
دالالت کرتی ہے کہ قاتل کا سبب کفر ہے اور یہی حکم آیت میں بھی موجود ہے۔ جسے لَا تَكُونُ فِتْنَةً یعنی یہاں تک کہ کفر باقی نہ رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت قتادہ حضرت زید بن جراح حضرت سہل  
کتبتے ہیں کہ اس جگہ فتنہ سے مراد شرک اور وہ چیز ہے جو اہل ایمان کا ذہن بے کلام مٹ جاتا ہے۔ (القرطبی) ج حدیث کے سال مشرکین نے ذی قصود بن عجرى میں ان سے لڑائی کی اور وہ بھی لڑائی کیلئے  
غروب پر مشغول ہوئے اور انہوں نے حرمت کا لحاظ رکھتے ہوئے لڑائی کو ترک کر دیا۔ بھلا کیوں لڑائی کریں قاتل سے کہا گیا یہ مال دینے سے بھر کر کھج کرنے والے جنگ کریں تو تم بھی یہاں نہ کہ۔ وَالْحُرُمَتُ قُصَاصٌ  
بعض اص اصحاب نے کہا ہے کہ یہ روکاؤں کی حفاظت لازمی ایمان میں برابری ہے جب وہ قتل ہے۔ وہی حرمت کے باوجود کہنے کی ہوا نہ کریں تو تم بھی لڑائی کی طرح کرو یہ تھا جس سے ایمان بڑھتی ہے کہ لوٹ  
پڑا اور اگر وہ تم سے قتال کریں تو تم بھی قتال کرو۔ وَالْحُرُمَتُ قُصَاصٌ ہے اللہ تعالیٰ نے ایمان کو اپنا جانا ہے کہ ان کا تم کے ہارے میں ڈال دے اور انہیں ججزوں میں اجازت نہیں ہے ان میں خود کو نہ مارو۔ وَالْحُرُمَتُ قُصَاصٌ ہے یہ تھا  
مقصود ہے کہ لڑائی تمہاری حفاظت لڑا جاتا ہے اور تمہارے اعمال کو درست فرماتا ہے۔ (بیضاوی)











تَبَتُّوْا قُضُلًا مِّن رَّبِّكُمْ فَإِذَا أَقَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ

طلب کنید در موسم حج روزی را از پروردگار خویش پس آنگاه کہ باز گردید از عرفات پس

آن تلاش کرو حج کے موسم میں اپنے رب سے روزی پس جس وقت عرفات سے واپس لوگو

فَإِذْ كُرُوا لِلَّهِ عِندَ الْمَشْرِيقِ أَوْ مِثْلِهِ وَإِذْ كُرُوا كَمَا هَدَيْتُمْ

پس یاد کنید خدا را نزدیک مشرق حرام و یاد کنید بقرآن کہ ماہ نمودار است یا

وَإِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الصَّالِتِينَ ۝ ثُمَّ أَقِضُوا

و اگرچہ پہلے ہی از زمین از گمراہان پس یاد کردید

مِن حَيْثُ أَقَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ

از جہاں کہ باز بخیرت عام مردمان و آمرزش طلبید از خدا ہر آنکہ خدا

عَفُوٌّ رَّحِيمٌ ۝ فَإِذَا قُضِيَتْ مَنَاسِكُكُمْ فَاذْكُرُوا

آمرزندہ مہربان است پس چوں ادا کردید ارکان حج خویش را پس یاد کنید

اللَّهِ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشْدَّ ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ

خدا را مانند یاد کردن شی پدران خویش را بیک زبیر تر یاد کردن پس از مردمان

مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ

کے ہست کہ تنگید اے پروردگار ما بدو ما را در دنیا و نیست در آخرت

بگو پس نہ کہتے ہیں اے پروردگار ما ہمیں دنیا میں دے اور ہمیں ہے اسکے لئے آخرت میں

## تَبَتُّوْا قُضُلًا مِّن رَّبِّكُمْ

۱۔ حج کے موسم میں تجارت کی زمین صورتیں ہیں۔ پہلی

صورت: تجارت تمام اکبر و بچوں کے مکان میں حج کرنا چاہتا

ہے۔ اس صورت میں انہیں ثواب میں ملے گا دوسری

صورت: چاہے تجارت اور باغیچہ حج دونوں بڑا ہوں

ایسی صورت میں اس کیلئے نام ہے اور حدیث۔ تیسری

صورت: تمام اکبر حج کرے ہی ہو لیکن اسکے مکان میں تجارت

کرنا بھی شامل ہو ایسی صورت میں اس پر کوئی گناہ نہیں ہے

اور آیت کریمہ تَبَتُّوْا عَلَیْکُمْ خُشَاعٌ ہے یہی معلوم

ہے۔ (سادی) ابو مسلم کہتے ہیں کہ آیت حج کے بعد

تجارت پر عمل ہے جیسے قَبَلًا لِّحَبِطِ الصُّلُوٰةِ

لَمَّا تَقْبِضُوْا لَیْلِ الْاَزْهِرِ وَالتَّغْوَا مِنْ قُضُلِ اللَّهِ یعنی

جب تم نماز پڑھ چکو کہ اللہ کا فضل حاصل کرنے کیلئے پہلے

ہزار۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ

امام حج میں تجارت کرنے کو گناہ کا کام سمجھتے تھے اس لئے یہ

آیت نازل ہوئی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جاہلیت میں تین

ہزار تھے مگر ابھیچ اور ذوالحجہ ہجرت کے موسم میں گئے

تھے اور اس میں قحط و غیرہ پایا جاتا تھا جب اسلام کا زمانہ آیا

تو لوگ ان ہزاروں میں تجارت کیلئے آنا نہ چاہتے تھے

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت جعفر صادق علیہ السلام فرماتے

ہیں کہ اللہ کا فضل تلاش کرنے سے مراد یہ ہے کہ حج کے

طاہر دوسرے نیک اعمال بھی کئے جائیں مثلاً صیغ کی

اعانت ہجر کے کوکھا کا کھانا اور عیال کو پانی پانا وغیرہ

لہذا فضل قرآن کریم میں بھی دعائی میں استعمال ہوا ہے (۱)

مصارف و تحفہ مثلاً مالِ خدا اور لباس وغیرہ (۲) مصارف

آخریہ مثلاً ثوابِ رحمت اور رحمت وغیرہ (۳) قربت جیسے

فَاللَّهِ لَطُفٌ لِّلَّهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یُّشَاءُ یعنی یا اللہ کا فضل

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ مقام رحمت سے دیا گیا جب اسکو بچھا تو بچان لیا اس لئے اسکا نام عرفات رکھا گیا یا اس لئے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو تمام عرفات میں نماز پڑھانی

سب تمام کھادی گئے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا عرفات یعنی میں نے بچھا لیا یا جب حضرت آدم علیہ السلام میں پارتے تو دونوں میں سے ایک مدت تک ایک دوسرے کی

تلاش میں رہے۔ عرفات میں اگر دونوں نے اور ہر ایک دوسرے کی معرفت ہوئی اس لئے اس میں ہی کو عرفات کہتے ہیں۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ الْبَاقِ یعنی اللہ کو یاد کرو اور اس کی

پس کہ اس سے مغرب اور عشا کی ہوائیں اٹھتی آتی ہیں۔ مشرق حرام پہاڑوں کے درمیان کی جگہ کا نام ہے اور اسکی حد ماہنامہ سے مشربک ہے (پیشانی) حج

یعنی عرفہ سے ہونے کے بعد عرفات سے یہ خطاب کرنا ہے جو عرفہ میں قیام کرتے تھے اور دیگر تمام لوگ عرفہ میں قیام کرتے تھے اس لئے کہ قریش اہل نبی کی وجہ سے ممتاز مقام حاصل کرنا چاہتے تھے اس

لئے سب سے الگ ٹھکانہ رہتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اہل اللہ ہیں اور اس لئے ہم کے خلاف میں ہیں اس لئے ہم جرم کو نہیں سمجھتے اور یہاں سے نہیں گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مسامحت کا حکم کر کے کا حکم

سادہ و سادہ اور ان کی طرح عرفات میں ٹھہری اور سب کچھ سمجھ کر اللہ سے جانیں۔ اہل مشرق کہتے ہیں کہ عرفات سے نکل کر عرفات کے بعد بھی عرفات کا قیام پسند رکھتے ہیں۔ (پیشانی) حضرت

خدا کا کہتے ہیں کہ آیت میں خطاب صحیح امت سے ہے اور آیت میں الناس سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے اس فرماں میں الناس سے ایک شخص مراد ہے۔ اَللّٰہُ لَیْلُ لَہُمْ اَللّٰہُ







اللَّهُ عَلَى مَا فِي قُلُوبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَإِذَا قُوَّتِي

خدا را بر آنچه دل دوست حالانکہ او سخت ترین ستمندگان است وچنان ریاست  
اللہ کو اس پر جو اسکے دل میں ہے حالانکہ وہ سخت ترین بھڑالوں ہے اور جب مرداری ملے

سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ ۝

ہوا کند بھاد در زمین تا چنان کند در آنجا تا جوڑ سازد زراعت  
تر جلدی کرتے ہیں زمین میں تاکہ اس میں تباہی پھیلانے اور تباہ کرے کھیتی کو

وَالنَّسْلَ ۝ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ

و مواتی را و خدا دوست ندارد تباہی کرنے را و چوں کہتے شود اورا خطر کن  
اور موشیوں کو اور اللہ دوست نہیں رکھتا فساد کی کوچ اور جب ان سے کہا جائے کہ ڈرو

اللَّهُ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَيْسَ الْيُوهَادُ ۝

از خدا حمل کشد کبر بر گنہگارانی کفایت کند دے دوزخ است ویر آنکہ دے بد جائزست  
اللہ سے تو تکبر است (مزید) گناہ پر اجماع ہے جس کافی ہے اسکے لئے دوزخ اور جنگ و کدواہی بری جگہ ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ ۝

و از مردمان کسے ہست کہ مٹروشد خویش را برائے طلب رضا مٹدی خدا  
اور لوگوں میں سے بہت ہیں جو بیچتے ہیں اپنے آپ کو اللہ کی رضا کیلئے

وَاللَّهُ رَعُوفٌ بِالْعِبَادِ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي

و خدا مروتی است بر بندگان اسے کہانکہ ایمان آوردہ اور آنکہ  
اور اللہ مہربان ہے بندوں پر جس سے ایمان والا داخل ہو جائے

السُّبُحَ كَافَّةً سَوَّلَ لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۝ إِنَّهُ لَكُمْ

سلاطین ہمہ یکجہ و پیروی مقلید گاہانے شیطان را بر آنکہ او شر را  
اسلام میں پورے کا پیدا اور پوری نہ کرو شیطان کی قدم پر قدم جنگ و تہاراد

مَعْرُوفٌ ۱

۱۔ یہ آیت غصہ میں قرآن مجید کے بارے میں نازل ہوئی  
جو کہ بتی زہرہ کا طیف تھا، یہی کریم ﷺ کے پاس آکر  
مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا۔ ایک دن جب یہ آپ کے  
پاس سے ہو کر گیا تو مسلمانوں کے کھنٹوں کو آگ لگا دی اور  
انکے گھروں کے کوسے کاٹ ڈالے۔ یہ غصہ نہایت  
خوبصورت اور شیریں زبان تھا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ  
یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے  
منافقین کی پانچ باتوں کو ذکر فرمایا ہے (۱) طلب دنیا میں  
حسن کلام (۲) اپنے جھوٹ اور کذب پر اٹھ کھڑا ہونا  
کہ یعنی جھوٹی قسم لگانا (۳) ابطال حق اور اثبات باطل کی  
کوشش کرنا (۴) زمین میں اکیس سی فساد کیلئے ہونا (۵)  
کھیتی اور سوئی کو ہلاک کرنے کی کوشش کرنا یعنی مسلمانوں  
کی جائیداد کو مٹانا کرنا۔ (بیضاوی وغراب القرآن)

۲۔ جو کسی بھی دھب آپ سے لوٹ کر جائے۔ بعض کہتے  
ہیں کہ جو کسی کا مطلب یہ ہے کہ جب غائب آجائے اور  
بادشاہ بن جائے تو فساد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔  
(بیضاوی) واللہ لا یحبہ الفساد یعنی اللہ نے اسے  
والے کی دنیا میں برائی نہیں لڑماتا کیونکہ اللہ کی محبت کرنے  
سے مراد عدل ہے۔

۳۔ یعنی جب انہیں اللہ کے رسول ﷺ امام و عظیمین  
اللہ سے لڑتے ہیں تو نہایت کی غیرت اور بکرا نہیں گناہ  
پر اٹھارتا ہے جسکے نتیجے میں وہ گناہ چھوڑنے کی بجائے انکے  
کرنے میں اور زہرہ بکڑتے ہیں۔ (غراب القرآن)  
۴۔ یہ لفظ واحد جمع اسخیزہ کر اور مؤنث میں برابر  
ہے اسلئے کہ یہ مصدر ہے۔ جیسے یَسْأَلُكَ النَّبِيُّ  
عَنْكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ یعنی اسے  
خبر ﷺ آپ کے لئے اللہ اور پیروکاروں میں کافی ہیں۔ جنم  
اس آگ کا ہم ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ آخرت میں

عذاب دیکھانے کی لفظ ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ عربی لفظ ہے اور آخرت کی آگ کا نام ہے۔ اس کے اختلاف کے بارے میں اقوال ہیں (۱) جہنم جہم اور ہاء کے کسر سے یعنی کبرا کواں (۲)  
جہنمہ یعنی جہنم سے عرب والے کہتے ہیں جہنم الوحہ یعنی اس شخص نے اپنا پیچہ رخت کیا۔ (بیضاوی) ۳۔ یعنی جہاد یا فساد یا بغاوت اور بغیہ عن الشکر میں اپنی جان بچانے والے ہیں اور  
میدل کر دیتے ہیں حتیٰ کہ شہید ہو جاتے ہیں اور یہ کام صرف اللہ کی رضا کیلئے کرتے ہیں۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت مسیح بن عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ جب مشرکین  
نے آپ کو بکولایا اور مزاحی تا کہ آپ اسلام سے پھر جائیں تو آپ نے فرمایا کہ میں بہت بڑا ہوں چکا ہوں اگر تمہارے سامنے ہو سکی گیا جب بھی تمہیں فتح نہ پہنچا سکوں گا اور نہ تمہارا اس لئے مجھے  
بھرے حال پر پھیرا اور اگلے سال لے لائے انھوں نے کوئی قول کیا اور آپ کو تھوڑا پھر آپ مدینہ منورہ آئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا اللہ کوئی گزار کیا آپ بہت خوش ہوئے  
اور فرمایا کہ خوب بالغ ہوئی تمہاری فتح خوب بالغ ہوئی اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (بیضاوی) اس آیت کریمہ میں اختیار اور ہدایت کی علامت بیان کی جا رہی ہے جب اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے  
منافقین کے صفات میں کہا بیان فرمایا کہ اب انکے اندر تمہیں کے دانا ہے کہ وہ بیان فرما رہا ہے مطلب یہ ہے کہ اہل نیر اور اہل ایمان میں سے ایک گروہ ہے جس نے اپنے آپ کو بچ لایا۔ یہ گروہ صرف  
اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے اور اس کا ایک ایک عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہوتا ہے۔ واللہ زوف ہالہو یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس طرح مہربانی فرماتا ہے کہ ان کی عیبوں کو اور ذکر دیتا ہے اور  
انکے گناہوں کو معاف کرتا ہے اور ان میں سے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اسے عذاب دینے میں تیزی نہیں کرتا (معلقہ الحاشیہ)



عَدُوِّ مَيْمِينَ ﴿٦٠﴾ فَإِنْ لَأَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمْ الْبَيِّنَاتُ

کلاہن ہے یہاں اگر تم کھل جاؤ بعد اس کے کہ کھاتے ہیں روشن ہاتھیں آئیں

وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ

پس بدینہ کے خدا غالب دانا است انتقاد فی کتبہ اہل عصیان مگر آرا کے  
تقریباً سب جان لو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے ۴) اہل عصیان انتظام نہیں کرتے مگر یہ کہ اللہ کبھی پاس (چاہا خدا)

يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلُلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْحَلِيلُ وَتُفْضَى الْأُمُورُ

یادیں بدیشان خدا اور سایہانہا و بیاہر فرشتگان : باتمام رسانیدہ شود کار و  
ادوں کے ساتھ انوں (کی آڑ) میں لائے اور فرشتے آئیں اور معاملہ انجام تک پہنچا دیں دیا جائے

وَاللَّهُ يُرْجِعُ الْأُمُورَ ۖ سَلِّ بِحَقِّ إِسْرَآئِيلَ كَمَا أُنْتَبِهُم

ہوسے خدا باز گردانیدہ پیشوہ کارا پورس ۱۱ غنی اسرائیل ہے قدرِ دادیم ایثارا  
اور اللہ ہی کی طرف تمام امور لوٹائے جائیں گے حجِ آپ پوچھیں غنی اسرائیل ہے کہ کس قدر ہم نے انہیں

فَمِنْ أُنْتِ بِبَيْنِهِ دَوْمَنْ يُبْدِلُ نَصْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا

از فلان روشن و هر که چل کند لغت خدا پس از آنکه  
روشن گشتانی می آید و هر کوی چل دست الله کی لغت کو آید

حَاسِبُهُ فَاِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٠﴾ لَيْتَ الَّذِينَ كَفَرُوا

آہ بڑی تھی ہر آنسو خدا خفت غلبت است آراستہ کردہ شد است کافرانرا  
آنے کے بعد ہیں بیک اللہ کا عذاب سخت ہے جو حزیں کی گئی ہے کافروں کیلئے

الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ

زندگانی میں دنیا و آخرت کیلئے یہ اہل ایمان و کسانیکہ  
 اس دنیا کی زندگی اور لائق کرتے ہیں اہل ایمان سے اور وہ لوگ جنہوں نے



## تَفْسِيرُ آيَاتِ الْبَقَرَةِ

۱۔ یہ آیت کریمہ مومنین کی تعریف میں نازل ہوئی اور کافروں کیلئے اگلی حمل کی کڑوری پر دلائل کرنے کیلئے کیونکہ انھوں نے غائی چیز کو باطنی چیز کے بدلے اختیار کیا۔ ثانی نزول کے اعتبار سے اس میں تین اقوال ہیں۔ پہلا قول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہ آیت الباقول اور دوسرے قریش کے ہارے میں نازل ہوئی۔ دوسرا قول: حضرت قتادہ کا ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہ آیت منافقین کے ہارے میں نازل ہوئی۔ تیسرے قول کے مطابق یہود اور عیسائیوں کے ہارے میں نازل ہوئی لیکن حق یہ ہے کہ اگر ان تینوں کو ثانی نزول میں جمع کر دیا جائے جب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ تین گروہ مومنین کا مذاق اڑایا کرتے تھے اب اس مسئلہ پر اختلاف ہے کہ مزین یعنی دنیا کی زندگی کو ان کیلئے حرج کرنے والا کون ہے اس میں بھی تین اقوال ہیں۔ سہول کے قول کے مطابق جن لوگوں کے خالص مزین ہیں۔ ابو مسلم کے قول کے مطابق مزین خود ان کے نفس ہیں جیسے عرب والے کہتے ہیں النفس بفسفب یک یعنی تم اپنے آپ کو فکر کہاں جا رہے ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِي يُولِئُكُنَّ اَتَىٰ بَعْضُكُنَّ مِنْ غَيْرِهِ اور تحقیق یہ ہے کہ مزین اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ دوسری آیت میں اَمَّا مَرَاتِبُهُمْ فَاِنَّ جَنَّةَ لَهٰمًا لَّهِيَ الْاَوْسَىٰ ۚ وَ اِنَّ لَهَا لِبُغْيُورًا لَّهُمْ اَحْسَنُ غَفْلًا لِّمَنۢ بَدَّلَ زَمِيْنًا ۚ بِرَبِّكَ ۚ ہم نے اسے زمین کی زینت بنا دیا تاکہ تم آزمائیں ان میں سے کون سب سے اچھا عمل کرتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مزین سے مراد یہ ہے کہ اللہ انھیں دنیا کی زندگی میں مہلت دیتا ہے اور ان کے دلوں میں حرص و ملع ڈالتا ہے تاکہ یہ لوگ طلب دنیا میں شغلیہ ہو جائیں۔ فَسَوْفَ لَنُنَبِّئُكُمُ الْيَقِيْنَ ۚ جیسے حضرت ابن مسعود حضرت قتادہ اور مسیب رحمہ

اَتَقُوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنۢ يَّشَاءُ بِعَدْرِ

تقری دارند بالاتر از ایشان روز قیامت و خدا روزی میدهد ہر کس خواہد ہے  
تقری اختیار کیا قیامت کے روز ان سے بلند ہونگے اور اللہ روزی دیتا ہے جسے چاہے ہے

حِسَابٍ ۚ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ قَبَعَتْ اللّٰهُ

حساب ۱۔ لوگ تھے ایک گروہ ہیں فرشتہ خدا  
حساب ۱۔ لوگ تھے ایک گروہ ہیں اللہ نے بیجا

الَّذِيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۚ وَ اَنۡزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ

پیامبران را بطاعت و ہدایت و بیم کنندہ و فرد آورده ایشان کتاب را  
پیامبروں کو خوشخبری دینے والے اور ڈر دینے والے اور انکے ساتھ کتاب

بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فَيَمَّا اَخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا

برای حق تا ہم کہہ آں کتاب میان مردمان در آنچه اختلاف کردند در حق  
حق کیساتھ ہماری تاکہ فیصلہ کرے وہ کتاب لوگوں کے درمیان جس میں انھوں نے اختلاف کیا اور اس میں

اَخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ

اختلاف محروم در میان خود ہر کتابیکہ دادہ شد بدیشان کتاب بعد از انکہ آمد ایشان  
اختلاف نہ کیا مگر وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی انکے بعد کہ انکے پاس روشن بخبر آئے

الْبَيِّنٰتُ يَغْيِيًْا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدٰى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا

اگرچہ آئے روشن از حجت حسد کہ میان ایشان ہست پس راہ نمود خدا آیترا کہ ایمان آورند  
مسد کی جہت سے جو انکے درمیان ہے جسکی اللہ نے حجت دی ان لوگوں کو جو ایمان لائے

اَخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاٰدِيْهِ ۚ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّ

کہ اختلاف کردند در آں از حق پارہ خود و خدا راہ دی لایہ ہر کس را  
اگلی جس (راہ) حق میں انھوں نے اختلاف کیا اپنے ارادے سے اور اللہ ہدایت دیتا ہے جسے

مَنْزِل ۱

و غیر ہر کس کو روگ کہنے والے کہ جس کو یہ ایمان لوگوں نے دیا کہے علیہ السلام کہ چھوڑ دیا اور آخرت کے طلب میں لگ گئے۔ فَسَوْفَ لَنُنَبِّئُكُمُ الْيَقِيْنَ سے بات یہ مراد ہے کہ مومنین اعلیٰ جبلتین میں ہو گئے اور کفار تہ بلند ہوگا اور کافروں سے جہنم میں دو گئے اور ان کا رہ پست ہوگا اس سے مراد یہ ہے کہ مومنین کے دلائل بلند ہونگے کیونکہ انکے دلائل عیالی ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَ نَادٰى اَخٰبِلُطُ الْاٰخِرَةِ اَنْصَحِبِ الشَّيْطٰنِ ۚ قُلْ فَلَدُ وَ غُلَانَا ۚ وَ اِنَّا خِفَا قُلُوبًا وَ نَجَلْنٰ مَا وَ عَدْنَا لَكُمْ خِفَا قُلُوبًا ۚ اَلَا نُنْعِمُ اَوْلٰى ۚ جنت الی اور اس کو پکار دیں گے کہ تم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے اسکو پانچ کے مطابق پالا سوتا ہے جو ہمارے رب نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی اسکو وعدہ کے مطابق پایا وہ کہیں گے ہاں۔ وَاللّٰهُ يُرِزُّ مَنۢ يَّشَاءُ بِعَدْرِ جَنَابِ کے اور انھیں میں ایک یہ ہے کہ اسے کافر تم مومنین کا مذاق اڑاتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا رزق تک کرے اور مومنین کو اس قدر رزق عطا فرمائے جو تمہارے شمار سے باہر ہو۔ ہم یہ ہے کہ اللہ ان مومنین کو جنت میں جو رزق عطا فرمائے اس رزق کو کہ آگے نہ انقطاع اور نہ حصر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا مَغْطُوْعَةٌ وَّلَا مُمْسَخُوْعَةٌ ۚ بَلْ هِيَ جَزْءٌ مِّنۡ جُزْءِ مَّا رَزَقْنٰ اُولٰٓئِكَ ۚ وَ اِنۡ كُنۡتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۚ (غراب القرآن) وَ اِنۡ كُنۡتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۚ کافروں اہل ایمان کا مذاق اڑا کرتے تھے کہ ان کے پاس عقل کی کمی ہے اسی وجہ سے دینا اور انکی لذتوں کو چھوڑ کر آخرت کی جانب متوجہ ہوں ہیں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہوا اِنۡ الَّذِيْنَ اٰخَرُوْا مَخَفُوْا ۚ مَخَفُوْا ۚ مِّنَ الَّذِيْنَ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مَالًا مِّنۡ اَمۡوَٰلِ الْاٰمِنِيْنَ ۚ وَ اِنۡ كُنۡتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۚ (ملوۃ القاسم)



يَسْأَلُونِي عَنِ الرِّجَالِ الْمُغْرَبِينَ ۚ اَقْرِ حَسْبُكُمْ اَنْ تَدْخُلُوا

خواب ہوتے رہا راست آیا چڑھیں کہ وہ آنے  
جائے سیدھے راستے کی طرف لی کیا تم نے گمان کیا ہے کہ داخل ہو جاؤ گے

الْجَنَّةَ وَلَوْ اَنَّكُمْ مِثْلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسْتَهْمِرِينَ

جنت جانا کہ ہوا تیرا امت میں جیسا کہ آنا کہ گذشتہ میں از ثا دہد ہائیں  
جنت میں جانا کہ ابھی جہالت پاس ان لوگوں کی حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے گزر چکے ان کو

الْبَاسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَلَئِنْ لَمْ يَنْفِقُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ

خفی و سخت و بے پناہ شدہ یا آنکہ لی گتے بیضا ہر و  
خفی اور غلی بھلی اور ہذا ہا دیے گئے جیسا کہ کہہ دے بغیر اور

اٰمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصَرَ اللّٰهُ اِلَّا اِنْ نَصَرَ اللّٰهُ

کسیکے ایمان آوردہ ہادی کی ہشد ہادی رادن خدا آگاہ شو کہ ہر آنکہ ہادی رادن خدا  
وہ ہادی ایمان جو آگے ساتھ تھے کب اللہ کی مدد آئے گی آگاہ ہو کہ جنگ اللہ کی مدد

قَرِيبٌ ۚ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلْ مَا اَنْفَقْتُ مِنْ

خودیک سے سوال لی کچھ ترا کہ کلام توہا خرچ کنند گو آنچہ خرچ کردہ از  
خواب ہے اس سوال کرتے ہیں آپ سے کہ کیا خرچ خرچ کریں آپ فرما دیجئے کہ جو مال بھی تم کو

خَيْرٌ قِلَالِ الْدِّينِ وَالْاَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينِ

مال جس پر و مالہ را باغ و خیر و دنان ما و عیساں و درویشاں  
خرچ کرنا ہو پس میں باپ کیلئے اور رشتہ داروں کیلئے اور یتیموں اور فقیروں

وَالَّذِينَ فِي سُبُلٍ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهِ

و مسافرا و آنچہ کثیر از مال ہیں ہر آنکہ خدا ہادی دانست  
اور مسافروں کیلئے اور مال میں سے جو (خرچ) کرے جو پس جنگ اللہ اسے جانتا ہے

منازل ۱

لی ہر پیدا ہونے والا حق پر پیدا ہوتا ہے ہزاروں کے مال  
باپ اسے یہودی نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔ اس آیت  
میں انجیل کے کرامتیں تسلیم و تسلیم کے تین اوصاف بیان کئے  
گئے ہیں۔ (غراب القرآن)

ع خطاب کے طور پر رسول اللہ ﷺ اور مومنین کو ثابت  
قدیم بنے کی تائید کی جارہی ہے اور اہل کتاب و مشرکین کی  
طاقت پر حیر کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے کیونکہ قرب مولیٰ  
کے مزاج میں جو اہل کو کا تو اس پر مصیبت بھی دیکھی ہو  
گی۔ اس تفسیر پر تفسیر یوں ہوگی اہل ایمان میں سے انھیں  
ہدایت دیتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے  
ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ  
تشریف لائے تو آپ کو کافی پریشانوں کا سامنا کرنا پڑا  
کیونکہ ساری جاہلیہ دیکھی میں چھوڑ کر آئے تھے اس پر اللہ  
تعالیٰ نے انھیں اور اہل ایمان کو تسلی دینے کیلئے یہ آیت  
نازل فرمائی۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ جب غزوہ بدر  
میں مسلمانوں کو ہجرت و پیاس کی تکلیف پہنچی اور ساتھ ہی  
ساتھ دشمن کا خوف بھی تو ان کے دلوں کی تسلی دور کرنے کیلئے  
یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب غزوہ  
احد میں کچھ مسلمان شہید ہوئے تو عبد اللہ ابن ابی نے کہا  
شروع کر دیا کہ اگر یہ سچے رسول ہوتے تو اسے مسلمان  
شہید نہ ہوتے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر  
رسول اللہ ﷺ اور مومنین کو تسلی دینی اور ان سے بطور  
خطاب سوال کیا گیا ہے کہ کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ  
صرف ایمان لانے سے ہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے  
بلکہ تمہیں طرح طرح کی مصیبتوں سے آزمایا جائے گا جیسا  
کہ تم سے پہلے آزمایا گیا۔ وَالَّذِينَ فِي سُبُلٍ ۚ  
یادوں سے ہذا دیکھ جاؤ گے۔ یہ شدید مصیبت سے  
کنایہ ہے۔ وَالَّذِينَ فِي سُبُلٍ ۚ سے مراد جانتے کو کہتے

ہیں۔ کام عرب کا یہ واقعہ ہے کہ لفظ کی تصحیف صحیح کی تصحیف پر رواج کرتی ہے لہذا زلزلوا کا سب صحیح ہی ہوگا کہ ہذا دیکھ جاؤ گے۔ الا ان نَصَرَ اللّٰهُ لَرَنِت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر تم  
نے میری جگہ سے کام لیا تو اللہ کی مدد و قریب ہے۔ اس لئے کہ ہر آنے والی خرچ و قرب کا دہدہ ہذا دیکھ جاؤ گے۔ یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ رسول کے لئے یہ کیسے ممکن ہو سکا ہے کہ وہ اللہ کے دہدہ سے اور میر  
کی سمت کو فتح کرتے ہوئے سوائے اللہ سے کیا رائے کے معنی نَصَرَ اللّٰهُ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول کیلئے یہ بالغ نہیں ہے کہ انھیں دشمن کا کر تکلیف۔ یہ کسی جب اس موقع میں ان کا دل شک ہوتا ہے اور  
خفیہ تقریب ختم ہو چکے ہوتے ہیں اور وہ اللہ سے رجوع کرتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ جس کا لگ دہدی جا چکی تو ایسے میں ان سے یہ جملہ کہ معنی نَصَرَ اللّٰهُ یہ مافوق فطری ہے۔ (غراب القرآن) یہ دیکھنا ضرور  
انکار حضرت کے بیان کے بعد اس آیت کے بعد سے اللہ عز و الی اللہ فیہ لہذا جزا من دہدہ جہم تک اب احکام بیان کئے جا چکے۔ ان میں سے پہلا حکم ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں  
کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ میرے پاس ایک دہدہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے اپنے گھر پر خرچ کر اس نے کہا کہ تیرے پاس اور دہدہ ہیں آپ نے فرمایا کہ  
اسے اپنے داخل پر خرچ کر اس نے کہا کہ میرے پاس نہیں دہدہ ہیں آپ نے فرمایا کہ اسے اپنے خادم پر بھی خرچ کر اس نے کہا کہ میرے پاس چار دہدہ ہیں آپ نے فرمایا کہ اپنے خادم پر بھی خرچ  
کر اس نے کہا کہ میرے پاس چار دہدہ ہیں آپ نے فرمایا کہ اسے اپنے قریب و دوروں پر بھی خرچ کر اس نے کہا کہ میرے پاس چار دہدہ ہیں آپ نے فرمایا کہ اسے اپنے غریبوں پر بھی خرچ کر اس نے یہ آیت  
نازل ہوئی۔ اور صراحت کی روایت میں ہے کہ ہر وہی صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی جو یہ دہدہ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انھیں خرچ کرنے کے بارے میں فرمایا۔ انھیں نے عرض کی کہ ہم اپنے مال  
کو کہاں خرچ کریں اس پر انھیں انصاف کے معارف اس آیت کے ذریعے قاریے گئے۔ (غراب القرآن)







عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ

از دین تم اگر توانند و هر که برگردد از شما از

توہم سے دین سے اگر وہ سب (ایسا) کر سکیں اور جو کوئی تم میں سے پھر جائے

وَيَنْبَغِ فِيمُتْ وَهُوَ كَاذِبٌ فَأُولَٰئِكَ لَحِقَتْ أَعْمَالُهُمْ

ان خرد پس کافر مجرم پس آنحضرت تاہم شد کارہائے ایشان

اپنے دین سے اور کافری مرتے تو وہ جہنم سے ہے کہ ضائع ہو گئے انکے اعمال

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا

در دنیا و آخرت و آں گروہ باشندگان دوزخ ایشان در انجا

دجا و آخرت میں اور وہ گروہ دوزخ کے رہنے والے ہیں یہ سب اس جگہ

لَا يَدْخُلُونَ ۖ إِنَّ الَّذِينَ أَمْتُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا

نہایت رہنے یا بیگ وہ لوگ جو ایمان آئے اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور

وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ

جہاد نمودار در راہ خدا آنگروہ امید دارند بخشایش

جہاد کیا اللہ کے راستے میں وہ گروہ امید رکھتے ہیں اللہ کی

اللَّهُ وَاللَّهُ عَفْوٌ رَّحِيمٌ ۖ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ

خدا را و خدا آمرزنده و مہربان است سوال میکنید ترا از شراب و

مخمرات کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۲ سوال کرتے ہیں آپ سے شراب اور

الْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا

آوارہ گردی ہر وہ گناہ سخت است و توہم مرداران گناہ این ہر دو

جہا سے منتقل آپ فرمادیتے ان دونوں میں سخت گناہ ہے اور لوگوں کیلئے نفع بھی اور ان دونوں کا گناہ

مآزل ۱

۱۔ جانا چاہئے کہ وہ یعنی کوئی ایسا کلمہ جو کلمہ یا مشعل ہو  
باقاعد کیا کلمہ سے بھی زیادہ سخت ہے اور ایسے شخص کو مرتد  
کہتے ہیں۔ سرفرد کی دو قسمیں ہیں۔ باقول اور باعمل جسے  
نہیں میں سے کسی بھی کو کلمہ دیا۔ چنی جیسے سورج کو سجدہ  
کرنا۔ وہ کہلے بالغ ہوتا شرط ہے اس طرح بالغ کیلئے  
خالق کا ہونا بھی ضروری ہے۔ بچہ یا بھون سے روز غایت  
نہ ہوگی۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک روزہ سے اعمال ضائع  
ہو جاتے ہیں لیکن دوبارہ اسلام کی جانب لوٹنے سے اعمال  
ضائع نہیں ہوتے جبکہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہ اللہ  
ملک کے نزدیک مرتد کافر مطلق کی طرح ہے اس لئے اعمال  
ضائع ضائع ہونے کے بعد ایمان لانے کی وجہ سے دوبارہ  
اسے بخش نہیں گئے اور سوائے لفظ کا حکم دیا جائیگا یہ اسلام کی  
ترغیب کی بنا پر ہے۔ اس اختلاف کا ثمر یہ نکلا کہ دوبارہ  
اسلام لانے پر مرتد کی پوری امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے  
زودیک بغیر عقد کے حلال ہے جبکہ ان دونوں ائمہ کے  
زودیک چونکہ حلال ہوا بالغ ہوئی تھی اس لئے بغیر عقد  
کے حلال نہ ہوگی۔ امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک مرتد کو  
توبہ کیلئے عین دان کی سہلت دی جائیگی اگر ان دونوں میں توبہ  
کر لے تو تمکک ہے اور سوائے قتل کر دیا جائیگا۔ یہ اس کے لئے  
وہابی مزاہ ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو اپنا  
دین بدل دے سوائے قتل کر دے یا ملت میں حبس ہونے کی چیز کو  
کہتے ہیں جسے اذن کھاتے تو اسے بھی ضرر پہنچے اور اس کے  
سبب اسکا جہنم پہنچل جائے اور اذیت ہلاک ہو جائے۔  
روزہ کے باب میں حبس کا نظریہ غایب ہے کہ زندہ کوئی  
ایسا جہل یا کوئی ایسا کام کر جاتا ہے جس سے اسے ضرر پہنچتا  
ہے اور اس کے اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ جس طرح  
اذیت کی ہلاکت کے بعد بھی زندگی ممکن نہیں ہے اسی طرح  
اقبال صالح کی ہلاکت کے بعد اسکا دوبارہ لوٹنا ممکن نہیں۔

اس لئے اگر اس نے پہلے ہی کر لیا ہوا اور اذن اس کے بعد جب اسلام لایا ہوا اور صاحب استطاعت ہو تو دوبارہ اس پر حج فرض ہے۔ پہلا حج ضائع ہو چکا (غرائب القرآن) ۲ حج ہجرت یعنی چھوڑنا (۱) سوال  
کی ضرر ہے اور یہاں اس کے وہ منہم ہیں اور یہ ہے کہ ہجرت سے مراد کام حج سے ہجرت ہے جو انسان کو اذن کی جانب لے جاتا ہے۔ طائفا ہجرت سے مراد یہ ہے کہ ان لوگوں نے دوست و احباب اور سزا  
اقارب کو صرف اس دین کی خاطر چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کی خاطر ہجرت کی۔ صحاحۃ الصلحۃ سے ماخوذ ہے۔ جسے حج اور ضرر دونوں طرح سے پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن جیسے پہلا حج  
پڑھیں گے تو یہی مشقت ہو گا اور جب اسے بغیر پڑھیں گے تو یہی طاقت ہو گا اس آیت میں ہجرت اور جہاد کی اہمیت بیان کرنے کی وجہ سے ہم معمول (الذین یزنی) کو مکرر لایا گیا اور امید نہیں ہونے  
میں یہ دونوں فعل متعلق ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مہاجر اور جاہل کو اللہ کی رحمت سے امید رکھنے والا بنایا۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اس امت میں بہترین ہیں پھر اہل رجا امید رکھنے والے کے  
بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ (۱) جہاد غنائی سے طلب کرے وہ اہل رجا ہے اور جو غلبہ کرے وہ اہل رجا نہیں ہے۔ (۲) جہاد کی علامت من طاعت ہے (۳) جہاد کی آنکھوں سے جہاد کو کہنا  
رجا ہے (۴) قلب کو بے لطف و کرم کے قریب کر دینا جہاد ہے۔ عربی ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ اپنے رب سے اس طرح ذرہ کا اس غلبہ میں کوئی تاخیر نہ عمل آئے اور  
اس خوف میں اپنے رب سے امید بھی رکھنا بیٹے نے عرض کی ایا حضور قلب ایک ہے اب اس قلب میں خوف اور جہادوں میں سے ایک ہی کو کہا سکتے ہیں یہ نظر آپ نے فرمایا کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تم میں  
طاو فیسیسیس یعنی دونوں کا ہوتا ہے ایک میں خوف ہوتا ہے اور دوسرے میں امید اور یہ دونوں ممکن کیلئے دو ہیں جب یہ دونوں برابر ہوں تو یہی ہے اس طرح ہوا کرتا ہے۔ (۱) جہاد فی غراب  
(القرآن)







تُشْكِرُوا الْمَشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ

دوسری حدیث بشرکان ۲ آگے ایمان آگے ۱ پر آگے ملکہ سلطان بہتر است از  
اور عورت مت ۱۱ شرکوں کو یہاں تک کہ ایمان لائیں اور چنگ سلطان غلام بہتر ہے

مُشْرِكٌ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولَئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللَّهُ

مشرک و کفر ہے بخلقت آلودہ باشد خدا را گردد مشرکان می خوانند بسبب دوزخ و خدا  
مشرک سے اور کفر ہے وہ جو بھی بخلای مشرکین کا گردد بلائے ہے دوزخ کی چابھ اور اللہ

يَدْعُوا إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَقْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَيُبَيِّنُ إِلَيْهِ

ی عوام المسلمین بہشت و آخرت و قدرت خود و یگانہ گند آیات خود را دیتا ہے جنت کی جانب اور الٰہی معرفت کی جانب الٰہی قدرت سے اور جان کرتا ہے الٰہی آیتوں کو

لِلنَّاسِ لَعْنَةُ كُرُونٍ ۖ وَيَكُونُكَ تَعْنِ

توکل کیلئے ۲ کہ وہ سب نصیحت حاصل کریں ۱ اور سوال کرتے ہیں آپ سے

المَحِيضُ قُلُّ هُوَ أَدَى فَأَعْتَزَلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ

جنس کو دلی نخواست است پس چکھو شریک از زبان در حال جنس جنس کے پاس میں آپ فرما دیجئے کہ وہ نخواست ہے پس اس در دو عورتوں سے جنس کی حالت میں

وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَخْضَعْنَ طَبْعًا أَوْ تُطَعَّنَ

نہ اس کے منہ پر ایساں تا آنکہ پاک شہر میں چوں اعلیٰ پاک شہر  
اور اگلے شہر یک نہ جاؤ یہاں تک کہ پاک ہو جائیں وہاں جب خوب پاک ہو جائیں

فَأَنذَرْنَاهُمْ مِنْ حَتَّىٰ آمَرَ كُورُومُ اللَّهُ بِأَنَ اللَّهُ مُحِبُّ

میں لڑائی کے کلید ہاتھوں پر آزمایا کہ مہاجر کردہ است ثانی را خدا پر آنکہ خدا دوست دارد  
 تو آنکہ نزدیک خدا ہوں رہا ہے جیسے اللہ نے تمہارے لئے مہاجر کیا بیگ اللہ دوست رکھتا ہے ۲

7. استاذ

۱۔ اس آیت کریمہ میں چھ احکام بیان ہو رہے ہیں۔ حضرت  
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ  
نے مزید بیان الیٰ مرتبہ غزوہ کو اس لئے کہ سمجھا کہ وہ  
مسلمانوں کو غزوہ نکالیں جب یہ وہاں پہنچے تو حقائق ہائی  
شرک و کفر و عورت جو جاہلیت کے دور میں انکی جو بھی انکی آمد کی  
اطلاع سننے ہی اسکے پاس آئی اور کہنے لگی کیا تم مجھ سے  
ظلمت نہیں کرتے تو انھوں نے فرمایا مجھے اسلام نے ان  
باتوں سے روک دیا ہے تو کہنے لگی کیا آپ مجھ سے شادی  
کر سکتے ہیں۔ فرمایا ہاں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جا  
کر اجازت لوں گا جب نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں  
روایت کیا تو انکی وقت نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا  
کہ کھانچ چار وجہ سے کیا جاتا ہے۔ ہاں، ہمال، حین اور  
وین لیکن تمہیں یہ حدادی کہ اختیار کرنا چاہئے۔ ولسو  
انھیں نہ کھم سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اسکا حسن و جمال اور  
اخلاق و کردار تمہیں کتابی اچھا کیوں نہ لگے لیکن موبہدی  
تمہارے لئے بہتر ہے اسی طرح مسلمان خواتین کو عصبیہ کی  
گئی ہے کہ مشرک مرد سے کھانچ نہ کرے خواہ وہ کتنا ہی اچھا  
کیوں نہ لگے یہی علم مشرک عام ہے خواہ ال کتاب ہو یا  
کسی اور مذہب کا مشرک جو اس سے بالا حقائق کھانچ جائے  
فحش ہے۔ اسکے مقابلہ میں علم اور دین سوسن جو تو اس  
سے کائنات درست ہے۔ اولہ جب تک کافرانہ وہاں یعنی  
شرکین اور مشرکات کی طرف ہے یعنی یہ لوگ اپنے پغلو  
مشرک سے تمہیں بدو رخ میں پہنچا دیگے اس لئے ان سے  
روقی اور مشورہ داری درست نہیں ہے۔ وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلَیْہِ  
الْحِنۃَ الیٰح یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں جنت اور سعادت کی جانب  
دلاتا ہے اسکے وہ مفہوم ہیں۔ ایک یہ ہے کہ انبیاء کے کرام  
کے واسطے سے وہ یہ ہے کہ انبیاء اللہ کے واسطے سے۔  
غرائب القرآن و وقایہ فیہ بیان سے ساتواں حکم

بیان ہو رہا ہے۔ واضح رہے کہ کوئی شخص جبکہ مستقل فرائض اور اذان کے بعد اور چنانچہ تین ہنگاموں کے بعد اور کیا تھا ہے اپنی جگہ پر ہے کہ شروع کے تین سوالات مختلف اوقات میں کئے گئے تھے اس لئے یہ ایک کو مسکتا ہوا بن کر ملا جبکہ آخر کے تین سوالات ایک ساتھ کئے گئے تھے اس لئے انہیں اذان کا حصہ کیا تھا بیان کیا گیا ہے۔ درحقیقت ہے کہ جاہلیت کے دور میں یہودی اور گنڈھوں کی طرح حالت جنس میں عورت کے ساتھ نہ تو ایک ساتھ ٹھہرتے تھے اور نہ ان کے کھانا پکانے کرتے تھے۔ اس عمل پر انھوں نے دوام اختیار کیا ہوا تھا یہ اس تک کہ ایک صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو یہ آیت نازل ہوئی اور انھیں بتایا گیا کہ جنس پانہالی ہے اس صورت میں قرابت الیہ کا باعث ہے اس لئے دور دور ہو جائیں انھیں گھبرات لکل جانے کا حکم نہ دیا۔ جیسے غل لوگ کرتے ہیں اور یہودی صدمہ سے توجہ نہ کرتے ہیں اور نصاریٰ کی کرتے ہیں کیونکہ وہ صحبت کرتے وقت جنس کی پروا نہیں کرتے تھے۔ (غرائب القرآن) وَلَا نَفْعَ لَكُمْ فِيهِمْ شَيْءٌ عَمَّيْكُمْ كَمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ کی غایت سے جسے جنس خالص ہونے کے بعد نکالیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کلمہ جنس کے بعد قرآن پڑھنا ہوتا تھا اس سے پہلے قریب جانا جائز ہے۔ جنس کیلئے عقل عدت تین دن اور تین رات اور عورت پانچ دن اور پانچ رات اور اکلم عدت جن دن اور رات رات ہیں۔ (بیضاوی) اِنَّ الْمَلِيَّةَ لِحَبْلِ الْاَلْحٰنِ الْاَلْحٰنِ الْعَلِيْنِ یعنی جو ہے حوائی اور پانچ دن سے بچتے ہیں۔ نوامین کو مسطہوین پر مقدمہ ہو کر کیا ہے تاکہ وہ لوگ اس قسم کے مرتکب ہوں وہ اللہ کی رحمت سے ماورائے ہوں بلکہ انکی رحمت کی طرف رجوع کرنے کیلئے ثواب دیا کریں اور مسطہوین کو اس لئے کہ ثواب نہ کریں کہ ایسا انھیں پانچ دن کے عرصہ تک دیا ہے تاکہ وہ اللہ کی رحمت سے بچیں کہ اس سے تمنا و کماوی نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اَلْاُنْثٰى حَبْلٌ اَللّٰهُ اَلْاُنْثٰى مِنْ اَلْاُنْثٰى خُفْنٰنٌ لَا تَلْبَثُ اَلْاَلْحٰنَ قَبْلَ اَلْوَقْتِ کہ اگر عورت ہے اور وہ بگڑے ہوئی ہو تو وہ اس کا بچہ نہ لائے گا کہ وہ اس سے بچے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہے۔ (صداوی احیاء العلوم)











## تفسیر القرآن

۱۔ ثانی نزول ہے کہ اسلام کے ابتدائی دنوں میں لوگ اپنی عورت کو طلاق دینے اور جب عدت ختم ہوئے تو آتی تو رجوع کر لینے یہ عمل انکی زندگی کا معمول بن جاتا اور اس طرح وہ بھی رسول مرتبہ کر لینے یہاں تک کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آ کر شکایت کی کہ اس کا شوہر اسے اکثر طلاق دیتی رہتا ہے اور جب عدت ختم ہونے کو آتی ہے تو رجوع کر لیتا ہے اور پھر دوبارہ طلاق دے دیتا ہے اور اس نے کہا ہے کہ تم مجھیں زندگی بھر اس ہی قدر کھنکھناتے رہے کہ تم اپنی عورت کی بارگاہ میں آ کر شکایت کیا کہ طلاق دینے کا وہ عادت ہے۔ (مسائل) ولا یجزل لکم فی ان تاخذوا مما اتیتکموهن شیئاً الا ان یخافا الا

۲۔ اگرچہ ان آجیہ دوہ ایہ زبان خود بنا چھ ہے مگر آگاہ کہ قرآن مجید اس میں سے جو تم نے اپنی عورتوں کو دیا ہو کچھ بھی مگر اس وقت کہ دونوں دوسری یقیناً خدا سے خدا کے احکام پر دو احکام خدا ہیں اگر خیر سیدہ از آنکہ برپا اور وہ اپنی ہر دو احکام کہ قائم نہ رکھیں گے دونوں اللہ کے احکام کو بھی اگر تمہیں خوف ہو کہ قائم نہ رکھیں گے

اللہ فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ تلک

خدا نہیں گناہ محبت پر انہیں دو آجیہ عرض خود دار زبان اپنی اللہ کے احکام کو تو گناہ نہیں ہے ان پر اس میں کہ عورت خود عرض دے ہے

حدود اللہ فلا تعتدواہا ومن یعتد حدود اللہ

حدود مقرر کردہ خدا سے نہیں عورتوں مردوں انہا دہر کہ جہاں خود از حدود خدا اللہ کی قائم کردہ حدیں ہیں پس حد سے نہ گذرے اور جو کوئی گذرے اللہ کی حدوں سے

قاولیک هم الظالمون فان طلقها فلا تجز لک

پس ہیں جماعت ایہ قدر سنگاروں ہیں اگر طلاق دلاش پس ہرگز حلال نشود پس دو جماعت ظلم کرنے والی ہیں پھر اگر (نیمری) طلاق دے تو ہرگز حلال نہیں ہے یہ عورت

مذکور ۱

فاولیک فتم الظالمون ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو طلاق رجعت اور طلاق کے احکام کے خلاف ورزی کرے وہ ظالم کا مرتبہ ہوگا۔ ایسے شخص کو ظالم کہنے کی تین وجہیں ہیں۔ (۱) حصول امن پر یہاں ظلم کو سمجھا دیکر کیا گیا۔ جس طرح اللہ کے فرمان کے مطابق ظالم عدت کا مستحق ہوتا ہے ویسے ہی یہ شخص بھی عدت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ (۲) لفظ ظالم اسم مذکر اور تفسیر ہے۔ اور یہ اسم مفید کے قائم مقام واقع ہے۔ (۳) لفظ ظلم سے تفسیر ہے کہ انسان حدود اللہ کو توڑ کر اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے وہ اس طرح کہ عورت کو عدت مکمل کرنے نہیں دیتا ہے یا عدت اپنے آپ پر ظلم کرتی ہے جب وہ تم میں سے ہے کہ ظلم کرنے کے بعد اسے چھپائے۔ بہر کیف یہ مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے اور ظلم تعدیدیات میں سے ہے۔ (تفسیر کبیر) (۱) جانا چاہئے کہ ایک شخص میں انکی تین ملاقیں تین ہی شمار ہوتیں گی۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ایک ملاقیہ ہوگی اور اپنے سوخت پر تین احادیث سے استدلال کرتے ہیں (۱) حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما جو طلاق اور عہد اور مکرر حدیث سے ہے۔ (۲) اختلاف اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ احادیث کی جو روایات ہیں اس میں انکار کام ہے اس لئے کہ امام بخاری نے سند صحیح کیساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ سے کسی نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ اس نے اپنے رب کی اطاعت کی لیکن عورت پر طلاق واقع ہو جانے والی اور عہد اور طلاق کے کلام میں (۲) حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما اسکا جواب یہ دیا گیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی عورت کو جہش کی حالت میں صرف ایک طلاق دی تھی اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے رجوع کرنے کو کہا تھا (۳) حدیث زکات (اس حدیث کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ حدیث حطرب اور منقطع ہے اس لئے دعویٰ میں بطور دلیل پیش نہیں کی جاسکتی ہے۔ (القرطبی)







۱۔ یعنی جب انکی عدت پوری ہو جائے تو تم نہ کہو اس سے خطاب حوریت کے اولیاء [اور پھر] کو کیا گیا ہے۔

عدت ہے کہ یہ عدت منقطع ہونے پر یا اس کی تکمیل ہونے پر یا اس کے بارے میں تامل ہوئی۔ جن کو طلاق ہوئی اور عدت پوری ہو گئی تو پہلے خاوند نے رجوع کیا پھر پیغام بھیجا لیکن بھائی منقطع نے انکار کر دیا اس پر یہ عدت فلا تَعْضَلُوهُنَّ تامل ہوئی کہ عدت خود اپنی مرضی سے انکے نہیں کر سکتے ورنہ انکے بس میں ہوتا تو اس کا ولی یعنی بھائی غصہ نہ کرتا۔

احکام کے نزدیک یہ عجز کا کوئی حاش نہیں ہے۔ اس لئے کہ عدت کے توقف کا سبب بھائی کی اجازت پر ہے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد یا وہ خاوند ہے جو اپنی بیوی کی عدت پوری کرنے کے بعد دوسرے خاوند سے نکاح کرنے سے ظلم روکتے تھے۔ اور انہیں چھوڑتے تھے۔ تاکہ نکاح نہ کر لے۔ اس لئے انکی بات کا جواب

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْكُمْ مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَارْجِعْنَ إِلَيْكُمْ بِحُدُودِ اللَّهِ فَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَارْجِعْنَ إِلَيْكُمْ بِحُدُودِ اللَّهِ فَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَارْجِعْنَ إِلَيْكُمْ بِحُدُودِ اللَّهِ

اور (۱) اور خاوند و دلائل مراد ہیں اور یہاں آیت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ان دونوں کو خطاب ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خطاب سب لوگوں کو ہے۔ اس لئے کہ جب ایک

فصل کسی ایک آدمی سے سرزد ہوتا ہے تو انکی نسبت ایک جماعت کی طرف کر دی جاتی ہے۔ (بیضاوی) حضرت

معاذ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے منقطع ہونے پر یا اس کی تکمیل ہونے پر یا اس کے بارے میں تامل ہوئی اور فرمایا کہ اگر تو مومن ہے

تو اپنی بہن کو اور الیہ اس سے نکاح کرنے سے باز رہو کہ منقطع نے کہا: میں اللہ پر ایمان لایا اور میں نے اپنی بہن کا نکاح

اس سے کیا۔ جب یہ القضا ثابت ہوا تو اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ بغیر ولی نکاح جائز نہیں ہے [جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام سے مذاق کرنے سے منع فرمایا ہے زمانہ

جائزیت میں لوگوں نے طلاق اور نکاح کو مذاق بنایا ہوا تھا

۲۔ ہمارے زمانے میں بھی کچھ لوگوں کو یہ عادت پڑ گئی ہے کہ وہ شریعت کا مذاق اڑاتے ہیں اس لئے انکی مذمت پر یہاں چند احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں اللہ تعالیٰ بخیر کی تو فیح عطا فرمائے آمین۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنی بیوی کو طلاق دی یا آزادی دی یا نکاح کیا یا نکاح کر لیا اور یہ سب کام یہ ایمان کرتے ہوئے کئے گئے کہ مذاق کر رہا ہے تو وہ کام کرنے والا ہوگا یعنی یہ سب کام

الذی یدیرہ ہو گئے۔ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مسئلہ پوچھا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک سو مرتبہ طلاق دی اب آپ میرے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میری بیوی پر

تین طلاقیں پڑ گئیں باقی ۹۷ طلاقیں ہیں کہ تو نے اللہ کی آفتوں کا مذاق اڑایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ [طلاق بائن] دی ہے

آپ اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا: کیا تم اللہ کی آفتوں کا مذاق اڑاتے ہو؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے دین کا مذاق اڑاتے ہو جو شخص اپنی بیوی کو طلاق البتہ دے جس اس پر تین طلاقیں لازم ہیں وہ حکومت اس کیلئے حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے۔ ہمارے علماء کہتے ہیں کہ ایسا قول آیت کے مطہم میں داخل ہے جس میں مذاق کا پلو موجود ہوا اس لئے کہا گیا ہے کہ جس نے اللہ کی

نکاحوں کا مذاق اڑایا۔ (الفرطین)

عَلَيْكُمْ وَمَا أَنزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِمْيَةِ يَعِظُكُمْ

ہر خود و آنچه فرمود آورده شد بر شما از کتاب و علم کہ چہ میباید شما را

جو تم پر ہے اور جو تم پر علم و کتاب الہی ۲ کہ نصحت دے تمہیں

بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَ

بِآلَانِ و ترسیدہ از خدا و بدانید کہ خدا ہر چیز داناست

اس سے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بیک اللہ ہر چیز کا جانتے والا ہے اور

إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيَبْلُغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضَلُوهُنَّ

چوں طلاق دادید زنانہ پس رسیدہ بہ عہد خود پس منع مکنید ایشانرا

جب تم عورتوں کو طلاق دے دو پھر وہ اپنی عہد کو پہنچے تو منع نہ کرو انہیں

أَنْ يَتَّخِذْنَ أَرْوَاحَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۝

از آنکہ نکاح کنند ہنہرہاں خویش و بھینچہ ایکدیگر راضی شدہ در میان خود یہ نیکوئی

اس سے کہ وہ اپنے دوسرے شوہروں سے نکاح کریں جب ایک دوسرے سے بھائی کے ساتھ راضی ہوں

ذَلِكَ يُوعِظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ

وہی علم چہ دہد میشود بآں ہر کسے را کہ باشد از شما بخدا ایمان

اور یہ نصحت میری طرف سے ہر اس شخص کو دی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ پر ایمان رکھتا ہو

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۝ ذَلِكُمْ أَمْرٌ كُنِيَ لَكُمْ وَأُظْهِرَ ۝ وَاللَّهُ

و روز بازگشتن ایسا کار خفتر سے شما را و پاکیزہ تر و خدا

اور آخرت کے دن پر یہ کام تمہارے لئے خفتر اور پاکیزہ تر ہے اور اللہ

يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ

میدانند و تم میدانید و مادران باید کہ شیر دهند

جاننا ہے اور تم نہیں جانتے ل اور ماؤں کو چاہئے کہ وہ دودھ پلائیں



أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ

فرزند کی خوشی یا دو سال تمام ان پر غم آزمائش کے خواہ تمام کران  
اپنے فرزندوں کو یا دو سال تک یہ غم ان کے لئے نہ ہو چاہے کہ مکمل کرے

الرِّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ

دست شیر دہنہ پور ننگہ اور خوراک و پوشاک ان کے لئے زمان شیر دہن  
دودھ کی دست اور باپ پر ننگہ اور خوراک اور پوشاک اس دودھ پستانہ والی عورت کے لئے

بِالْمَعْرُوفِ لَا تَكْلَفُ نَفْسٌ إِلَّا رِزْقَهَا وَلَا تَضَارُّ

بہر پندہ دایم کر دہ ننگہ پر ننگہ اس قدر توانائی نہ رکھ  
پندہ دہنہ طریقے پر کسی شخص پر دایم نہیں کیا گیا مگر انکی توانائی کے مطابق تکلیف نہ دینا

وَالِدَةٌ يُولَدُهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ يُولَدُهَا وَعَلَى الْوَارِثِ

دار مادر یا بیب فرزند دہنہ پور یا بیب فرزند دہنہ لازم است وارث  
چاہے انکی مال کو انکے فرزند کے سب سے اور باپ کو انکے فرزند کے سب سے اور لازم سے وارث پر

مِثْلُ ذَلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا

مماثل ایسا چاہے اگر خواہدہ دار و پندہ او شیر باز کران بعد رضا متدی یکدیگر میان یکدیگر  
انکی مثل میں اگر مال اور باپ چاہیں دودھ چھڑا ایک دوسرے کی رضا متدی کے بعد

وَتَشَاوُرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسَرْضِعُوهُمَا

و مشورت کران میں چاہے ممانہ نیست پر انش و اگر خواہے کہ دایہ کرید  
اور مشورہ کرنے کے بعد تو کوئی گناہ نہیں ہے ان پر اور اگر تم چاہو کہ دایہ لو

أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمُوهُمَا آتَيْتُمْ

ہم سے فرزند ان خود بھی نیست ممانہ پر تم چاہے تسلیم کر دے انکی دایہ انکی مرضی کرید  
اپنے فرزندوں کیلئے تو کوئی گناہ نہیں ہے تم پر جبکہ دایہ جو جو انکے دیا مقرر کیا جا

مآذیل ۱

۱۔ یہاں سے دواں احکم ہوا اور پانچے جاتا چاہیے کہ  
امام ابوحنیفہ کے نزدیک دودھ پلانے کی مدت دو سال سال  
ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک مدت رضاعت دو سال ہے۔  
وعلى المولود له الرضاعة من امرأة مرضى ما يحسنه يعني باپ  
کیونکہ بچہ ان کی بچہ ہے اور اس کی طرف مشرب  
ہے۔ عبارت کی تفسیر اس معنی کی طرف اشارہ کرتے  
کیلئے ہے کہ دودھ پلانے کا عہد اور دودھ پلانے والی کا  
خون باپ کے ذمے ہے۔ میں کی اجرت میں اختلاف  
ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ماں کو نوکر رکھ لینا  
چاہئے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمایا ہے۔ اگر  
مرد اپنی بیوی یا معتبر کو دودھ پلانے کیلئے نوکر رکھے تو جائز  
نہیں ہے۔ لکن تکلف لنفسها الا وسعها یہاں تک ہے  
تکلیف کے ایجاب کی اور دستور کی قید ہے۔ اس میں اس  
امر کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بقدر وسعت  
تکلیف دیتا ہے۔ اور یہ امکان بالغ نہیں ہے۔ لا تضار  
اس میں تفصیل ہے اور تقریب ہے۔ یعنی وہ ایک کو  
دوسرے کیلئے انکی تکلیف نہیں دیتا جسکی طاقت نہ رکھتا ہو اور  
عورت کو بچے کے سبب نقصان نہ دے سکی بچے کی نسبت  
والدہ کی طرف ہوگی اور انکی والدہ کی طرف کیونکہ وہ دونوں  
اس کیلئے مشفق کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس بات پر بھی  
حمیہ مضموم ہے کہ درحقیقت والدین کا بچے کی اصلاح و  
ترتیب اور شفقت پر چارے طور پر مشفق ہونا لازمی ہے۔  
تو یہ مناسب ہے کہ بچے کا نقصان نہ کریں اور نہ بچے کے  
سبب سے ایک دوسرے کا نقصان کریں۔ وسع  
الموازین یعنی ذالک۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے  
ہیں کہ وارث سے مراد ذی رحم مکرہ میں ماہرہ کہتے  
ہیں کہ وارث سے مراد عصبیت ہیں جیسے دارالمیثلیٰ جیسے  
چچا زاد بھائی وغیرہ۔ انہی الی لیر کہتے ہیں کہ وارث سے

مراد بچے کا وارث ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وارث سے مراد وراثہ کا خود ہے چاہے باپ متولی کا وارث ہے یعنی انکے دودھ پینے کا خرچہ انکے مال سے نہ جائے کہ انہیں  
اراداً فیضاً لا عن فراصل الخ یعنی اگر رضا متدی سے دودھ چھڑا جائے اور یہ بچہ ایک سال سے پہلے دودھ پیا ہو یا مکرہ سے ہو۔ ان دونوں کی رضا متدی کو اس لئے معتبر قرار دیا گیا کہ بچہ کی بچہ  
اصلاح ہو اور اس بات سے ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی ایک اپنے عصبیت سے بچہ کو نہ دے جس سے بچہ کو ضرر ہو۔ وَاِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسَرْضِعُوهُمَا الخ یعنی انکی ماں کے دودھ چاہے  
چاہے۔ ماں کے دودھ پلانے کے موافق چلو ہیں (۱) جب عورت دوسرے شوہر سے نکاح کر لے اور اس شوہر کے حقوق کی اجرت سے دودھ پلانے (۲) عورت دوسرے شوہر سے نکاح کر لے اور دوسرے شوہر  
باز نہ کرے کہ پہلے شوہر کے بچے کو عورت دودھ پلانے (۳) عورت شوہر کے عہد و عہد کے خوف سے بچے کو دودھ پلانے سے انکار کرے (۴) عورت چارہ دہن سے دودھ چھڑا کرے۔ ان امور میں سے کوئی  
امر بھی پایا جائے تو دودھ پلانے کیلئے انکی ماں کا حکم کیا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ بچہ اپنے دودھ کو قبول کرے اگر بچہ دوسرے کے دودھ کو قبول نہ کرے تو ماں پر دودھ پلانے کا حکم ہوگا۔ انکے کو پہلے ہی طے کر کے  
جبکہ یہ نہایت بچہ ہے کہ دودھ بچہ طریقے پر بھی پرورش کرے۔ اسی بناءً ہذا سلفتم ما احسنتم کو اذ احسنتم الی الصلوۃ فی طریقہ اذ اذ احسنتم سے تفسیر کی گئی ہے۔ وَالْحَقُّ وَاللَّهُ يَعْلَمُونَ سے اللہ  
شعانی بندوں کو یہ یاد کرنا ہے۔ کہ اگر تم ان احکام کی تعمیل نہ کرو گے تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ایک ایک شخص کو دیکھ رہا ہے۔ اس لئے تو اس احکام خدا کی پابندی کرو۔ (بیضاوی وغیرہ انساب القرآن)







۱۔ حتیٰ یبلغ الکتاب أجله یعنی جہاں تک کہ وحدت شمع ہو جائے جو فرض کی گئی۔ یہ حد تکلیف کی نہایت بیان کرنے کیلئے ہے اور آیت کا ہائی حد خوف ورجاء کا موجب ہے۔ (غرائب القرآن)

۲۔ آیت کریمہ میں خدا کا حکم بیان ہو رہا ہے۔ یعنی حکم کا حکم درل سے قبل [میان ہی کے لئے سے پہلے] اور مقرر کرنے سے قبل بنانا چاہئے کہ معقول کلام کیلئے ہر حال میں بدل کا ہونا ضروری ہے اور یہ بدل مذکور ہو گیا غیر مذکور۔ اگر مذکور ہو گا اور دخول بھی ثابت ہو تو عمل ہر لازم ہے اور انکی حدت میں جنس ہے جیسا کہ گذر چکا اگر دخول ثابت نہ ہو تو نصف ہر لازم ہے جیسا کہ آئے والی آیت سے ثابت ہے اور اگر بدل مذکور نہ ہو اور دخول بھی ثابت نہ ہو تو اسکا حکم اس آیت کریمہ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ عزت کیلئے ہر جنس ہے لیکن معنی یعنی نفع ہے اور اگر دخول ثابت ہو تو اسکا حکم آیت مذکور میں نہیں ہے مگر اس پر اطلاق ہے کہ اس کے لئے ہر عمل از روئے قیاس کے واجب ہے اور یہ قیاس انفسہ المستغنم بہ ینفون فلو لم یکن انفسہ المستغنم وینفون جو بدلت میں لانا چاہا جنس ان کو مقرر کر دینا (۱) آیت ثابت ہے۔ (غرائب القرآن) جہاں لکھت میں نقل کر کے ہیں جیسے کہا جاتا ہے اجبعت السفیة اذا مالت بظلمها میں کسی شے کو جسے ہر گز جب کثرت کی وجہ سے چمک گئی۔ متعدد کی اصل وہ مشاع ہے جس سے نفع حاصل کئے جائیں۔ اسی غایہ پر السلب مشاع کہتے ہیں کیونکہ یہ کسی چیز میں سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ اور بھی للذکر کوئی شے کہہ دیتے ہیں۔ علی التوسیع فلذکرہ وعلی التخصیص فلذکرہ کا مفہوم یہ ہے کہ مراد اگر اپنے ہاں میں وحدت نکلتا ہو تو تعدد انکی وحدت کے مطابق ہوگی اور اگر وحدت نہ نکلتا ہو تو تک وحدت ہوتی ایسے شخص پر

یَسْرًا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا وَلَا تَعْرُضُوا بَعْضَهُ

جسکی مگر آخری کلمہ یعنی نیکی و قصد تکلیف سے شہر ہونے کا مگر تاحد کی بات کہہ اور ان سے قصد نہ کرنا

التَّكْلِاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

کلام الیخرا ۲ آخر رسد بعد مقرر نہایت خود و بداندیہ ہر آیت خدا کلام کا یہاں تک کہ بعد مقرر اپنی نہایت کو پہنچ جائے اور جان لو بیک ط

يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

میدانہ آگے در دہائے شامت پس ہر سیدہ از و بداندیہ کہ خدا جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے پس اس سے ڈرا اور جان لو کہ اللہ

عَمُورَ حَلِيمٌ ۝ لَجِنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ

آرزو ہر بار است چچ کلام نیست ہر شے اگر طلاق دادیہ زمانہ اور آفریت کر چلنے والا ہر بار ہے بے کوئی کلام نہیں ہے تم پر اگر طلاق دے دو عورتوں کو

مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۖ وَمَتَّعُوهُنَّ

بجوڑ دست نہ ساندیہ ایہ باتیاں یا صحتیں کردہ ایہ برائے ایساں مقدار سے ویر دامیر ویدہ انکیں مطلقات یا اسوت کہ انکی ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی ہر مقرر نہ کیا ہو اور انکیں کچھ نفع دیا

عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمَقْتَرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالمَعْرُوفِ

لازم است ہر توکر مقدار حال از و ہر شکست مقدار حال او میرہ دلوں پر مقرر کی وحدت والے پر انکے مطابق اور تک دست پر انکے مطابق۔ مطلقات کو ہمالی کے ساتھ فائدہ دینا

حَتَّىٰ عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۖ وَإِنْ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ

لازم کردہ شد ہر نیکیاں و اگر طلاق دادیہ زمانہ پیش از انکہ لازم کیا گیا نیکیوں پر جہ اور اگر تم نے طلاق دی دو عورتوں کو اس سے پہلے کہ

مذکور ۱

انکی وحدت کے مطابق ہے لہذا علی دینا انسان کی اپنی وحدت کی جانب ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے زوجات کیلئے طلاق شہر کی وحدت کے مطابق لازم فرمایا اس حد کے بارے میں چہ اقول ہیں۔ (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اکثر حد تک عدم ہے اور اقل متعدد ایک عدم ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ ایک انصار نے اپنی بیوی کو طلاق موقوفہ اطلاق عورت کے ذمہ پر کر دیا کہ جب تم چاہو اپنے آپ کو طلاق چاہنا جس سے پہلے دلی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسے حد میں ایک اور مسمیٰ وہ (۲) حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حد میں تین کپڑے دے جائیں گے۔ ایک گردن ایک اوڑھنی اور ایک چادر۔ امام صاحب عورت کے حال کا اشتہار کرتے ہیں اس لئے کہ متعدد ہر عمل کے قائم مقام ہے لہذا یہ نصف ہر عمل سے نہ ہوتے اور آیت کا مفہوم موقوفہ کیلئے بالخصوص متعدد کے وجوب کا مستقاض ہے جس کے ساتھ خاندان نے ہمسری نہ کی ہو (۳) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسمیٰ وحدت است والے پر مستحب ہے کہ متعدد میں ایک خلام دے مسمیٰ کیلئے متعدد میں تین درم ہیں اور مقتر ایک دست کیلئے حد میں ایک اور مسمیٰ ہے۔ (غرائب القرآن و بیضاوی) متاعاً نفع پہنچانا۔ مبالغہ معروف کا مفہوم یہ ہے کہ نفع پہنچانا ایسے طریقے پر جو شرع میں مستحسن ہو اور وحدت کے اعتبار سے وہ۔ خلفا علی المتعین یعنی جو اپنی اہل و عیال کے ساتھ بہتری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عہد کی ادائگی میں جلدی کرتے ہیں اور مطلقات کو تصحیح نفع چاہنا چاہتے ہیں پھر شرائط کی ترقیب اور تحریم کے ان کا نام محسن رکھا۔ (بیضاوی)







يُؤَقِّنُونَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ اَزْوَاجَهُمْ وَصِيَّهُمْ لَا رَوْحَ لَهُمْ

میرے ان سے جو تم سے جدا ہو جائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں تو لازم ہے ان پر وصیت کرنا ایسی عورتوں کیلئے

مَتَاعًا اِلَى الْخَوَلِ غَيْرِ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ

پر مرد و عورت پر ایسا تا نکاح غیر برادران سے اگر مردوں کو عورتوں کیلئے عینہ

عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوفٍ وَاللّٰهُ

پر تم پر اس میں جو اس نے کیا اپنے حق میں بخلائی سے اور اللہ

عَزِيزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالْمُطَلَّقَاتُ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا

غالب یا تحت دست و طلاق دادہ شدگان پر عینہ و عینہ لازم کردہ شد

عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهِ لَعَلَّكُمْ

پر پرہیزگاران عینہ بیان سکھ خدا برائے شما احکام خود را تا اسے کہ تم

تَعْقِلُوْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ

عینہ آیا غریبے ہوئی کہ عینہ پر آمد از خانہائے خویش و عینہ

اَلَوْفَ حَدَرًا مُّوتٍ فَقَالَ لَّهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ

برادران خود پر نام مرگ میں گفت ای خدا میرے بار زندہ کرنا عینہ

برادران تھے موت کے ڈر سے پس اللہ نے ان سے فرمایا: مر جاؤ پھر انہیں زندہ فرمایا

مُؤَلَّو ۱

یہ اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ حکم امتداع اسلام میں تھا لیکن جب چار سو دن بعد حکم دیا گیا تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اس اعتبار سے یہ احادیث حکم ہو گا۔ (غرائب القرآن)

ع اہل آیت کریمہ میں ۱۹ او اس حکم بیان ہو رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ مطلقہات کو نفقہ دینے جائیں۔ جاتا چاہئے کہ مطلقہات کی دو قسمیں ہیں، مطلقہ علی ذخل اسکے لئے منع ہے اگر غیر مقرر نہ کیا گیا ہو اور اگر مقرر کر دیا گیا ہو اسکے لئے نصف میر ہے متعہ نہیں ہے۔ دوسری قسم مطلقہ بعد ذخل اسکے لئے میر ہے جس میں ہے۔ چاہے میر مقرر ہو یا نہ ہو۔ (غرائب القرآن)

ع عینہ ان احکامات کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مکمل کر بیان کر دیا ہے۔ (غرائب القرآن) واضح رہے کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۵ میں ہے فَلَوْلَاكَ فَافَا يُبَيِّنُونَ سے عینہ ایک عینہ اللہ تک مکمل ۱۹ احکام بیان کئے گئے ہیں جس کی تشریح کے بعد دیکھئے جو مکی ہے یہاں یادداشت کے طور پر خاکہ پیش کیا جاتا ہے (۱) مصارف اتفاق (۲) منہر حرام میں قتال (۳) شراب اور جرنے کی خدمت (۴) خرچ کرنے کی مقدار (۵) قیوں کے بارے میں (۶) نکاح مشرکات (۷) عین کے بارے میں (۸) عورتیں تمہاری عینیں ہیں (۹) عین کے بارے میں (۱۰) عین کے بارے میں (۱۱) عین کے بارے میں اور اس میں پانچ احکام ہیں و عین عینہ مطلقہ رجعت طلاق طلاق اور احکام طلاق۔ (۱۲) احکام و عینہ (۱۳) عینہ و عینہ (۱۴) عینہ و عینہ کا عینہ (۱۵) مطلقہ کا عینہ علی ذخل و عینہ (۱۶) عینہ کا عینہ علی ذخل و عینہ (۱۷) عینہ کا عینہ علی ذخل و عینہ (۱۸) عینہ کا عینہ علی ذخل و عینہ (۱۹) عینہ کا عینہ علی ذخل و عینہ

ع اہل آیت کریمہ میں ۱۹ او اس حکم بیان ہو رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ مطلقہات کو نفقہ دینے جائیں۔ جاتا چاہئے کہ مطلقہات کی دو قسمیں ہیں، مطلقہ علی ذخل اسکے لئے منع ہے اگر غیر مقرر نہ کیا گیا ہو اور اگر مقرر کر دیا گیا ہو اسکے لئے نصف میر ہے متعہ نہیں ہے۔ دوسری قسم مطلقہ بعد ذخل اسکے لئے میر ہے جس میں ہے۔ چاہے میر مقرر ہو یا نہ ہو۔ (غرائب القرآن)

ع عینہ ان احکامات کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مکمل کر بیان کر دیا ہے۔ (غرائب القرآن) واضح رہے کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۵ میں ہے فَلَوْلَاكَ فَافَا يُبَيِّنُونَ سے عینہ ایک عینہ اللہ تک مکمل ۱۹ احکام بیان کئے گئے ہیں جس کی تشریح کے بعد دیکھئے جو مکی ہے یہاں یادداشت کے طور پر خاکہ پیش کیا جاتا ہے (۱) مصارف اتفاق (۲) منہر حرام میں قتال (۳) شراب اور جرنے کی خدمت (۴) خرچ کرنے کی مقدار (۵) قیوں کے بارے میں (۶) نکاح مشرکات (۷) عین کے بارے میں (۸) عورتیں تمہاری عینیں ہیں (۹) عین کے بارے میں (۱۰) عین کے بارے میں (۱۱) عین کے بارے میں اور اس میں پانچ احکام ہیں و عین عینہ مطلقہ رجعت طلاق طلاق اور احکام طلاق۔ (۱۲) احکام و عینہ (۱۳) عینہ و عینہ (۱۴) عینہ و عینہ کا عینہ (۱۵) مطلقہ کا عینہ علی ذخل و عینہ (۱۶) عینہ کا عینہ علی ذخل و عینہ (۱۷) عینہ کا عینہ علی ذخل و عینہ (۱۸) عینہ کا عینہ علی ذخل و عینہ (۱۹) عینہ کا عینہ علی ذخل و عینہ

ع عینہ ان احکامات کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مکمل کر بیان کر دیا ہے۔ (غرائب القرآن) واضح رہے کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۵ میں ہے فَلَوْلَاكَ فَافَا يُبَيِّنُونَ سے عینہ ایک عینہ اللہ تک مکمل ۱۹ احکام بیان کئے گئے ہیں جس کی تشریح کے بعد دیکھئے جو مکی ہے یہاں یادداشت کے طور پر خاکہ پیش کیا جاتا ہے (۱) مصارف اتفاق (۲) منہر حرام میں قتال (۳) شراب اور جرنے کی خدمت (۴) خرچ کرنے کی مقدار (۵) قیوں کے بارے میں (۶) نکاح مشرکات (۷) عین کے بارے میں (۸) عورتیں تمہاری عینیں ہیں (۹) عین کے بارے میں (۱۰) عین کے بارے میں (۱۱) عین کے بارے میں اور اس میں پانچ احکام ہیں و عین عینہ مطلقہ رجعت طلاق طلاق اور احکام طلاق۔ (۱۲) احکام و عینہ (۱۳) عینہ و عینہ (۱۴) عینہ و عینہ کا عینہ (۱۵) مطلقہ کا عینہ علی ذخل و عینہ (۱۶) عینہ کا عینہ علی ذخل و عینہ (۱۷) عینہ کا عینہ علی ذخل و عینہ (۱۸) عینہ کا عینہ علی ذخل و عینہ (۱۹) عینہ کا عینہ علی ذخل و عینہ



إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ

ہر آدمی خدا صاحبِ بخشش است و مردمان و لیکن اکثر مردمان شکرِ خدا نہیں کرتے اور ہر ایک کو اللہ نے فضل فرماتے والا ہے لیکن اکثر لوگ

لَا يَشْكُرُونَ ﴿۸۹﴾ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ

جانتے ہو کہ اللہ کے لیے لڑو اور خدا و جانیں ہر آدمی شکر ادا نہیں کرتے اور ہر ایک کو اللہ کے راستے میں اور جان لو کہ ہر ایک

اللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۹۰﴾ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا

خدا شنوای والا ہے سب کیسے آدمی وام دینے والا خدا را وام دالان اللہ نے والا جانتے والا ہے کون ہے جو اللہ کو قرض دے

حَسَنًا قِيضَ لَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً وَاللَّهُ يَقْضِي

نیک ہیں اور چند سارے خدا آں مال را بڑے اور بڑے بڑے خدا تک کی سارے جس اللہ دے فرمائی جس کیلئے اس مال کا بہت زیادہ اور اللہ تک کرتا ہے

وَيَبْطِئُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۹۱﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ

دکھادہ کہتے روزی را دہوے لا بازگرداوردہ طریقہ آیا توبہ سے ہوسے آں جماعت از حق اور دکھادہ کرتا ہے روزی کو اور تم سب ہی کی طرف لوٹائے جائے گا کیا آپ نے نہ دیکھا اس جماعت کی طرف جو نبی

إِسْرَٰءِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ إِذْ قَالُوا لِلنَّبِيِّ لَهْمُ آيَاتٍ

اسرائیل بعد از موسیٰ چون گفتند یہ پیغمبر خود کہ ہر پاکی اسرائیل سے تھے موسیٰ کے بعد جب انہوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ قائم فرمائیے

لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ

ہماری را پادشاہی ہا ہر ایک کہتم اور راہ خدا حکمت پیغمبر آیا نزدیک نیست اور سے لئے ایک پادشاہ تاکہ ہم ہر ایک کو اللہ کی راہ میں پیغمبر نے فرمایا کیا نزدیک نہیں ہو

۱۔ اس خطاب کے بارے میں دو قول ہیں (۱) یہ خطاب ان کے ہے جو حکم دہہ کیا گیا تھا کیونکہ وہ لوگ یہاں سے ہجرت کر رہے تھے (۲) جبکہ مفسرین کے نزدیک یہ خطاب مسلمانوں کو ہے۔ وَاللّٰهُ لَعَنَ الَّذِي فَرَسَ تَمَ قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ (غرائب القرآن)

۲۔ اس آیت کے بارے میں گویا کہ قاریوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم اپنے اسبابِ غریبِ مجاہدین پر خرچ کرو اور اگر تم خود مجاہدین میں شریک نہ ہو تو اپنے نفس پر خرچ کرو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس قرض سے مراد یہ کہنا ہے سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْعِزَّةِ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ اگر تم صدقہ نہیں کر سکتے ہو تو یہودیوں کو عت کر دینے بھی صدقہ ہے۔ قرض کا قطعہ ہر اس فعل پر لگا جاتا ہے جس پر اسے بدلہ دیا جائیگا۔ اور قرض کی اصل فعل ہے اس لئے کہ جو قرض دیا گیا کو یا کہ اس نے اپنے مال سے ایک ٹکڑا نکالا جس پر اسے بدلہ دیا جائیگا لیکن اس آیت کے بعد میں لفظ قرض مجازاً استعمال ہوا ہے۔ اس مجاز کی تین وجہ ہے (۱) قرض وہ لفظ ہے جو کفار پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کفار پر ہوتا ہے (۲) قرض میں ضرورت ہے کہ جتنا لیا جائے اتنی ہی واپس کیا جائیگا اور یہاں تو یہاں سے لے کر دینے کا ذکر ہے (۳) مگر جس جو مال لیتا ہے وہ اس کی ملکیت میں نہیں ہوتا ہے اور یہاں تو مال اللہ کی ملکیت میں ہے لیکن اس کے باوجود قرض کا نام اس پر بھی ہے کہ جس طرح قرض لے کر اسے ضائع نہیں کیا جاتا دینے ہی اللہ تعالیٰ بعد میں کے ثواب کو ضائع نہیں فرماتا۔ وَاللّٰهُ يَقْضِي الصَّاعَ كَالْمِيزَانِ یہ ہے کہ کسی کو کسی عہدہ پر کسی کو عہدہ پر اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اس لئے کل کر کے اللہ کی ہر بات کو دعوت نہ دو۔ (غرائب القرآن) ۳۔ یہاں سے دوسرا

تفسیر طائوت کا بیان ہوا ہے۔ اور اس تفسیر سے غرض یہ ہے کہ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی جائے۔ اللہ لوگوں کی جماعت کا نام ہے جسے قوم اور دھڑ و غیرہ اس جماعت کو ملا اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی جہاد لوگوں کے دلوں میں بھری ہوئی ہے۔ نہ جانتے کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا نام ہے انھیں ملا اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے پاس وہ سب چیزیں ہیں جس کی طرف لوگ اپنے معاملات میں نکالتے کرتے تھے۔ اسی طرح مسلمان لوگوں کو بھی کہتے ہیں جس کی طرف لوگ مشورہ کیلئے جاتے ہیں۔ اس قوم کے نبی کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ جن نام مفسرین کے نام ہیں کرتے ہیں (۱) ابراہیم بن لون بن لہام بن یوسف اور اس پر قرآن یہ قرآن کرتے ہیں کہ وہ نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوئے تھے اس لئے حضرت یونس علیہ السلام نے (۲) اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ حضرت اشعری علیہ السلام تھے ان کا نام عربی میں اسامیل تھا (۳) سدی کہتے ہیں کہ وہ نبی حضرت یونس علیہ السلام تھے۔ (غرائب القرآن) انھیں لَنَا مَلِكًا لِّقَاتِلِ الْكُفْرِ وَاللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ یہ جملہ کے پیغمبر کا کہنا تھا کہ اگر یہاں تک کہ تم لوگوں سے لڑائی سے باز نہ ہو جاؤ اور جہاد کرنے سے انکار کرو۔ غلامہ قدس یہ ہے کہ قوم کا لفظ جو بیت المقدس کے قریب کی پہاڑی میں واقع ہے اور یہاں لوگ مسیحی تھے جو مالکی اور اہل اہل میں سے تھے۔ ان لوگوں نے ان پر غلبہ حاصل کیا اور ان میں سے بیشتر لوگوں کو یہودیہ اور کچھ لوگوں کو کھارٹن کیا اس لئے یہ لوگ بدلہ لینا چاہتے تھے۔ ان جلاوطن میں ایک عورت حاملہ تھی جو لڑائی میں یعقوب کی والدہ تھیں سے جس کے گئے ہیں سے ایک نبی کی پیدائش ہوئی اور یہ لوگ اس نبی سے پادشاہ مقرر کرنے اور جہاد کرنے کے بارے میں کہہ رہے تھے۔ (توضیحات صفاوی)



إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا قَالُوا وَمَا

از آنگہ جنگ تکلیف اگر واجب کرد شود بر شما جنگ گفتند و چه

اِس سے کہ تم جنگ نہ کرو اگر تم پر جنگ واجب کر دی جائے انھوں نے کہا اور کیا

لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا

شماست کہ مارا کہ جنگ ظلم و راد خدا حق جہاد کرو شیعہ از خانہ سے نہیں

ہوا ہے تمیں کہ جنگ نہ کریں اللہ کی راہ میں اور حق نکالنے کے ہم اپنے گھروں سے اور جہاد کر کے گئے اپنے

وَأَبْنَانَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ

وہدا کرو شدیم از فرزندان خود ہیں آنگاہ کہ واجب کرد شد بر ایساں جنگ و گردانیہ نہ مگر انکی از ایساں

فرزندان سے جس جب ان پر جنگ واجب کر دی گئی تو و گردانی کی مگر ان میں سے تھوڑے (نے ہا کی)

وَاللَّهُ عَالِمُ بِالظَّالِمِينَ ﴿۹۰﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ

خدا داناست بظلمگان وقت سر ایساں خبر ایساں ہر آگہ خدا پادشاہ

اور اللہ جانتے والا ہے ظالموں کو اور فرمایا ان سے اگے پیغمبر نے جنگ اللہ نے پادشاہ

بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ

حق کر کہ است براتے تم طاوت را گفتند چگونه پادشاہ او را پادشاہ

حق کیا ہے تمہارے لئے طاوت کہ انھوں نے کہا کیونکہ ہو گئی ان کیلئے پادشاہت

عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ

برادراں سزاوار تر ایم پادشاہی از دست و دادہ خدا است ویرا فرامی از

ہم پر اور ہم زیادہ حقور ہیں پادشاہت کے اس سے اور نہ دی گئی وسعت

الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ ابْتَلَاكُمْ بِنَهَرٍ فَإِذَا سَلَطَهُ عَلَيْكُمْ وَلِأَدَّ بَسْطُهُ

مال گفت ہر آگہ خدا برگزیدہ است او را بر شما و دادہ است او را فراخی

مال سے۔ فرمایا جنگ اللہ نے جن لیا ہے ان میں تم پر اور انھیں کٹھا دی عطا کی ہے

۱۔ اَلَا تُقَاتِلُ الْفِجَ یعنی ہماری غرض لڑائی چھوڑنے میں نہیں ہے حالانکہ یہ سبب ہمیں ہی اور غرض ہے کہ یا کہ ہمیں کیا چیز روکتی ہے کہ ہم نہ لڑیں وطن سے دور کی اور اولاد سے جدا کی ناراضی ہیں۔ لَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ یعنی پھر ان پر جہاد فرض کیا گیا یہ لوگ قہراً میں بدی قہراً کے مطابق نہیں سوئیرہ تھے۔ جہاد سے ان لوگوں نے انکار کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا (پیدا کی)

۲۔ طَالُوتَ اسم گئی ہے جیسے طاوت اور داؤد۔ ممکن ہے کہ یہ غول سے مشتق ہو کیونکہ خدا کے اعتبار سے آپ طریقی تھے اور قرآن کریم نے بھی آپ کے لئے بَسْطُہَ بَیْسِ الْعِجْلِمْ وَالْبِجْجِمْ کہا ہے۔ حضرت طاوت کی پادشاہت سے انکار کی دو وجہیں ہیں۔ پہلی وجہ یہ تھی کہ نبوت لادنی بنا یعنی سب کی اولاد میں تھی۔ ان ہی میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہ السلام بھی تھے اور پادشاہت یہود کی اولاد میں تھی ان ہی میں داؤد و سلیمان علیہ السلام تھے۔ حضرت طاوت کی حالت ان دونوں میں سے کسی کی اولاد میں سے نہیں تھی بلکہ نبیائیں کی اولاد میں سے تھے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ غریب تھے اور آنگہ یہاں پادشاہ کیلئے بھروسہ نہ ہو سکتا تھا۔ حضرت داؤد فرماتے ہیں کہ حضرت طاوت و بارغ (چراغ) تھے (ماتے) تھے۔ بعض کا کہنا ہے کہ آپ لوگوں کو پالی جانے کا کام کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آنگہ شہادت کو پادشاہت سے (دراؤد) (۱) بَیْسِ الْعِجْلِمْ ابْتَلَاكُمْ یعنی انتخاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور وہ جسے چاہے پادشاہت سے اس کے علم پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ روایت ہے کہ آگے کی نے جب اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ آگے لئے کوئی پادشاہ بھیج دے اس دعا کے بعد آگے کی کو ایک حصا اور ایک سیگ دیا گیا جس میں بیت المقدس کا محل تھا اور یہ حکم ہوا

کہ جس کا قدم صاع کے برابر ہو پادشاہ ہو گا (۲) حضرت طاوت آگے تو ان کا قدم صاع کے برابر تھا لہذا انھم کے مطابق انھیں پادشاہ بنا دیا گیا (۳) زَادَہُ بَسْطُہُ بَیْسِ الْعِجْلِمْ وَالْبِجْجِمْ انھوں نے خدا دیا کہ طاوت کے پاس کسان مال و جان ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں ملک کے مقابلے میں حضرت طاوت کی دولت و مال فرمائی یعنی علم اور قدرت اور یہ دونوں صفات سب کی بہت پادشاہت کے اختیارات کے زیادہ دانی ہیں۔ اس لئے کہ حکم کا یہ بھیج دے کہ سب سے نہ کہ مال و دہاؤ۔ علم اور قدرت مال و دہاؤ کیلئے مصلحت ہیں جبکہ مال و دہاؤ علم اور قدرت کیلئے مصلحت نہیں ہیں۔ علم اور قدرت ان میں کیلئے کمالات حاصل ہیں۔ جس جبکہ مال و دہاؤ ذات انسان کیلئے امور مفصلان و دہاؤ ہے والے امر ہیں کیونکہ علم اور قدرت انسان سے سب نہیں کے جانتے ہیں جبکہ مال و دہاؤ سب کیا جا سکتا ہے اور یہ انھیں جو جنگی مہارت دیکھا ہوا ہے پورے شہر کے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جبکہ مال و دہاؤ میں یہ بات نہیں ہے اور اس آیت میں ظلم سے ظالم یہ ہے کہ ظلم حرب مراد ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ علم و ریاضت مراد ہو اس سے یہ بھی مضمون ہوا کہ پادشاہ و فوجی رجما کیلئے علم کا ہونا ضروری ہے۔ بَسْطُہُ بَیْسِ الْعِجْلِمْ وَالْبِجْجِمْ سے ایک مضمون یہ بھی ہے کہ آپ بہت خوبصورت تھے لیکن اخیر قول کے مطابق اس سے مراد جسمانی قوت ہے۔ اس لئے کہ خدا کا مقابلہ جسمانی قوت ہی سے کرتے ہیں نہ کہ عقل و قامت یا مال سے (۴) وَاللَّهُ يُؤْتِي مَنْ يَشَاءُ مِنْ قُرْبَانٍ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے پادشاہت اللہ ہی کیلئے ہے یا کسی سبب (عظام) میں پیدا اگر مالک اپنے ملک میں تصرف کرے تو کسی کو اس پر اعتراض نہ ہونا چاہئے (۵) وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے پادشاہت طاوت کو عطا کی اور اس پر اعتراض کرنے کے لئے کہا گئے اس مال میں ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی وسعت و مال کو اس پر اعتراض نہ کیا ہے اور اس کی وسعت عطا کرے لہذا تم پر اعتراض نہ کرو۔ (غریب انقرآن)











**تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ**

اِن پيغمبران را فضل داديم بھنے را از ايشان بر بعضی از ايشان کسے بہت کر پاؤ حق گفت خدا  
یہ پيغمبر ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ان میں سے کوئی وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام فرمایا

**مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ**

الروح کر بعضے را در مرتبہ ۱ دادیم عیسیٰ پسر مریم را مغرباً فوت دادیم او را  
اور بعض کو مرحلوں میں (بہت) بلند کیا اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو مجھ سے دیئے اور ہم نے انھیں

**الْبَيِّنَاتِ وَآيَاتِنَا يُرَوِّجُ الْقُدُسُ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِينَ**

بروح القدس را کہ فراموشی خدا پاکدگر کی بجگندہ کسانیکہ  
روح القدس سے فوت دی اور اگر اللہ چاہتا تو وہ سب ایک دوسرے سے جنگ نہ کرتے جو

**مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَ تَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَلَكِنْ**

بعد از پيغمبران يودہ میں از آنکہ آمد با ايشان بہت دہکین  
ان رسولوں کے بعد ہوئے اس کے بعد کہ انکے پاس بہت آتی لکین

**اِخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَّنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ وَلَوْ**

اختلاف کر دہہ بھی از ايشان کسے بہت کہ ایمان آورد و از ايشان کسے بہت کہ کافر شدہ و اگر  
انھوں نے اختلاف کیا۔ پس ان میں سے بہت وہ ہیں جو ایمان لائے اور بہت وہ ہیں جو کافر ہوئے اور اگر

**شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ**

خواستی خدا پاکدگر کی بجگندہ ۱ لکین خدا چکندہ آنچه بخواد  
اللہ چاہتا تو ایک دوسرے سے جنگ نہ کرتے لکین اللہ وہ کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے ۱

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِّنْ قَبْلِ**

اے مسلمان خرچہ کلیدہ از آنچه روزی دادیم تم را پیش از  
اے مسلمان! خرچہ کرو اس سے جو روزی ہم نے تمھیں دی قبل اس سے

۱۔ ملک سے اس جماعت مرعین کی جانب اشارہ ہے  
جن کا قصہ ای سورہ مبارکہ میں گذر چکا ہے۔ بعض کی بعض  
پر فضیلت سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور بعض کے  
خود ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ علیہ السلام  
دونوں ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے  
لیلة المعینہ (۱) اس سے وہ رات مراد ہے جس میں حضرت  
موسیٰ علیہ السلام آگ لائے کے واسطے کہ تو اللہ تعالیٰ نے ان  
سے کلام فرمایا میں کو طور پر کلام کیا اور خاتم الانبیاء حضرت  
محمد علیہ السلام سے جب معراج بچہ ہندو دکانوں کے پاس  
سے کم ہوا تھا اور ان دونوں کی کلیجہ کھنگھڑا اور کلام میں  
فرق ہے۔ ورنہ بے غلطی ہم فریب یعنی حضرت محمد  
علیہ السلام کو فضیلت دوسروں پر متعدد وجوہ کی بناء پر دی آپ کو  
ان زبان کی دولت کیلئے مخصوص کیا کثرت و کمال اور  
ہجرات و آتی جیسے قرآن اور رب کی نشانیاں نقاب زمانہ  
کے ساتھ عطا فرمائیں نیز آپ کی امت میں سے اولیاء کی  
کرامات اس لئے کہ وہ بھی بواسطہ نبی کے ہی حاصل ہوں  
میں۔ اسی طرح علی اور علی رضی اللہ عنہما و غیرہ۔ وَاٰتَيْنَا  
جہنسی المن موزنہ الخ حضرت یعنی اللہ کا خصوصیت  
کیساتھ ذکر اس لئے کیا کہ یہودی و نصاریٰ المراد و فریب  
سے کام لیتے تھے یہودی کی تفسیر کرتے تھے اور نصاریٰ تعظیم  
میں آتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا۔ پاکدگر  
مجموعات عطا ہوئے وہ آپ کی بزرگی کا سبب ہیں۔ اس لئے  
کہ واضح آیات اور بہت بڑے معجزات آپ کی شان میں شان  
تھے۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ الیخ یعنی اللہ سب لوگوں کو جاہلیت  
کرنا چاہتا تو رسولوں کے جانے کے بعد لوگ آپس میں نہ  
لڑتے مرنے۔ بہت سے مراد واضح معجزات ہیں کیونکہ  
ان کا دین میں اختلاف تھا اور ایک دوسرے کو گمراہ کہتے  
تھے۔ وَلَكِنْ اِخْتَلَفُوا لَخِ اللہ تعالیٰ نے آگاہ طور

۱۔ عیسیٰ ابن مریم کے اقوام کی توفیق مرحمت فرمائی اور جو لوگ کافر ہوئے انھوں نے وہ حق سے اعراض کیا۔ اس لئے کہ یہاں اللہ ان میں بات تسلیم کرنے کی توفیق نہ ہوئی ان کا دین اللہ کی رحمت  
اختلاف کا مظہر قرار پایا۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ الیخ اس جملہ کا رد و باندہ کرنا اول جملہ کی تاکید ہے وہ اپنی توفیق سے جس پر چاہتا ہے فضل و کرم کر دیتا ہے اور جسے چاہے اپنے فضل کے عدل سے سزا کر دیتا  
ہے۔ یہ آیات اس بات کی روشنی رکھتی ہیں کہ انبیاء کے ہم عصر ہیں اسلام کی قدردانیت میں فرق ہے اور ایک نبی کی دوسرے نبی پر برتری میں کوئی حرج نہیں لیکن اسکے لئے ضروری ہے کہ دلیل فضیلت نقص  
ہو۔ اس لئے کہ حق کا تحقق محل سے اس پر غنائے اسلام کا اجماع ہے کہ ان تمام نبیوں میں ہمارے نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے افضل المخلک بنا دیا ہے یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ یہ معیار مسیحیت  
الصوریہ ہے نہ کہ من حیث البیورہ۔ اور کہ شجرہ فی بین احدی بین و شجرہ میں فرق نہ ہوتا من حیث البیورہ یعنی ہم نبوت اور اس کے اعتبار سے نبی کی کے مابین فرق نہیں کرتے۔ حضرت ابن  
عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ صحابہ رسول علیہ السلام اپنے نبی علیہ السلام کے لئے کائنات کا انکار کر دے تھے اسی دوران کسی نے تعجب سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پاک و افضل بنایا۔ دوسرے نے  
کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عظیم بنایا۔ تیسرے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پاک و افضل بنایا۔ چوتھے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد علیہ السلام کو پاک و افضل بنایا۔ اسی دوران نبی کریم علیہ السلام  
تشریف لائے آپ نے اپنے اصحاب کے کلام کو ٹکڑا کر فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب بنا کر مبعوث فرمایا ہے اگر نہ انبیاء پر فضیلت کے لئے روشن دلیل ہے۔ اس آیت سے یہ بھی  
معلوم ہوا کہ تمام حواریت اللہ کے بقدر قدرت میں ہیں جو انکے تابع ہیں۔ خواہ یہودی ہو یا عجمی یا ان کی امت ہو یا کفر۔ (بیضاوی و فرامی القرآن)







## تَفْسِيرُ الْقُرْآنِ

۱۔ شان نزول یہ ہے کہ ایک انصاری کے دو بیٹے تھے جو انصاری ہو گئے پھر مدینہ آئے تو ان کے باپ نے انہیں قادیان لے لیا اور کہنے لگے کہ جب تک تم اسلام نہ لاؤ گے اس وقت تک میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ وہ بالکل انکاری ہو گئے پھر اس جگہ کو نبی کریم ﷺ تک لے گئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ لا یخسرنا یعنی کسی کو ایسے کام پر مجبور نہ جس میں اسے خود کھائی نظر نہ آتی ہو۔ ایمان کی بھتری کفر سے ہٹا کر ہوگی نہایت کی وضاحت ہی سے ایمان کو ایسی جگہ کی طرف دھری جا رہی تھی کہ وہ ایک دانشمند پر جب یہ بات واضح ہو گئی تو وہ نہ اعمال نجات اور سعادت کی طلب میں نہایت کی طرف پیش قدمی کرے گا اور مجبور کرنے کی کوئی حاجت ہی نہ ہوگی یا وہ ایمان اور ایمان ہے اس لئے اس میں جبر نہ کرو۔ اگر یہ حکم عام ہے تو یہ اس آیت جہاد الکفار وَالْمُفْسِقِينَ وَالْمُفْلِئِينَ عَنْهُمْ سے مستثنیٰ ہے یا پھر باعتبار شان نزول یہ حکم ہل کتاب کیساتھ خاص ہے۔ طاعت کی طاعت سے ماخوذ ہے۔ اس سے شیطان و بہت اللہ کے سوا دیگر تمام معبودان باطلہ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے روکنے کا سبب بنتے ہیں مراد ہیں۔ لا انقصام لہا یعنی ایسی معبوداری جو لوٹ نہیں سکتی۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی کرنا یہ اللہ کی آئی ہوئی رہی ہیں جس نے ان کو مشیوقی سے بچا لیا اس نے اللہ کی معبوداری بکڑی جو لوٹ نہیں سکتی۔ (بیضاوی) حضرت عمرؓ کا یہ اور قرار فرماتے ہیں کہ طاعت اللہ کی طاعت ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد کھانا ہے۔ (غرائب القرآن) بعض نے کہا کہ اس سے مراد جن اور اس کے سرکن ہیں۔ (غرائب القرآن) ۲۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے

لَا اَكْرَاهُ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

یہت ہر کون دین ہر اکھ ظاہر شد است راہی از گمراہی نہیں ہے ہر کرا دین کیلے یکک ہایت گمراہی سے (اللہ) ظاہر ہو گئی

قَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدْ

اکی ہر ک مکر بہت شور ایمان آورد بخدا ہر اکہ ہل ہر کوئی بہت کا مکر ہو اور اللہ پر ایمان لائے تو یکک

اسْتَمْسَكَ بِالصِّرَاطِ الْوَقْفِيِّ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ

چکک زد است بہت آویزی حکم کہ بہت گمش آرا و خدا اس نے اپنے آہ سے مضبوط رہی کو بکڑا کہ جس کیلے کتا نہیں اور اللہ

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ اٰمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ

مشوقی راہ سے خدا کارساز مومنان است ہر اکہ کی آورد انصار از نئے والا جائے والا ہے اللہ مومنان کا کارساز ہے کلال لایا ہے ان سب کو

الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا اُولٰٓئِكَ

ہر کچھا ہوسی روشنی و آنکھ کافرانہ کارساز ایمان تاریکیوں سے روشنی کی جانب اور وہ لوگ جو کافر ہوئے انکا کارساز

الظُّلُمَاتِ يُخْرِجُوهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى

جائے ہر اکہ کی آورد انصار از روشنی ہوسی تاریکیا این جماعت مظلمات سے کلال لایا ہے ان سب کو روشنی سے تاریکیوں کی جانب۔ کیا جماعت

اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِي حٰجَجَ

باشندگان دوزخ اند ایشان در انجا چو یکد آید ہر سے ہوسی کیلے مبارکہ کرد دوزخ کے رہنے والے ہیں یہ سب اس میں ایک رہ گئے آپ نے نہ دیکھا انہو جس نے مبارکہ کیا

مَنْزِل ۱

امور کا رسول اور ان کے لئے نیک ہے۔ یہ آیت دلائل کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنان سے قریب ہے اور ان سے محبت فرماتا ہے اور اس میں یہ بھی دلائل ہے کہ اللہ تعالیٰ دین سے متعلق امور میں مومنان پر زیادہ غصہ فرماتا ہے۔ انہیں تاریکیوں سے کلال کر دین کی طرف لے جاتا ہے مگر سے ایمان کی طرف گمراہی سے نہایت کی طرف اور یکک سے یقین کی طرف۔ مریٰ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے سنا کہ وہ اُخْبِدْنَا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ دے رہا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ قدرت پر ہے پھر جب اس شخص نے اُخْبِدْنَا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا تو آپ نے فرمایا وہ جہنم سے نکل گیا۔ واحد کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں مِنَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرِ آیا ہے وہاں اس سے مراد کفر اور ایمان ہے جو اسے سورہ انعام کی اس آیت کے وَخَلَقَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ۔ یہاں ظلمات سے مراد دلت اور نور سے مراد دین ہے۔ کفر کو ظلمات اس لئے کہا گیا ہے کہ جس طرح ظلمات اور اک کیلے مانع ہے اسی طرح کفر مومنان کو اس کیلے مانع ہے کہ ایمان کو اس لئے کہا گیا ہے کہ حصول نور اک کیلے یہ سبب ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت اس قوم کیلے نازل ہوئی جو اسلام سے مرتد ہو گئے۔ طاعت کی طرف اخراج کی بہت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ کی قدرت اور اہل اخراج سے متعلق نہیں ہے۔ (غرائب القرآن و بیضاوی) ایک قوم تھی جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی جانب حضرت محمد ﷺ شریف اللہ سے توجہ ان لوگوں نے آ کی نہوت کا انکار کیا یہ یہ مہوم کہ شیطان نے ان لوگوں کو دلتے غلات کی طرف نکالا۔ جانا چاہئے کہ اس آیت کا اخراج ہر اس کا کر رہا ہے جن میں سے کچھ لوگوں نے ایمان لایا اور کچھ لوگوں نے ایمان سے انکار کیا ابوبکر جو لوگ مگر وہاں سے ایمان لائے ہوں انہیں اللہ تعالیٰ نے گمراہی سے کلال کر نہایت دی۔ (غرائب القرآن)



إِبْرَاهِيمَ فِي مَرَاتِهِ أَنْ أَتَتْهُ اللَّهُ الْمَلَكُ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ

اے ابراہیم! وہ چورنگار! وہ مقابلہ آگہ! وہ اورا خدا بادشاہے پس گفت ابراہیم

ابراہیم سے اگے رب کے بارے میں اس مقابلہ میں کہ اللہ نے انہیں بادشاہت عطا کی جب کہا ابراہیم نے

رَبِّي الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ

پروردگار منی آئت کہ زندہ کنم و مرگم گفت اے کافر زندہ کنم و مرگم گفت

میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اس کافر نے کہا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور میں بھی مارتا ہوں کہا

إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ

ابراہیم میں ہر آگہ خدای آتد آفتاب را از مشرق میں تو بیا آتا

ابراہیم نے پس چنگ اللہ سورج کو مشرق سے نکال دے تو اسے لا

يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ أَوَكَالَّذِي كَفَرُوا لِلَّهِ لَا

از طرف مغرب میں مطلوب شد کافر خدا را

مغرب کی طرف سے پس مطلوب ہوا کافر اور اللہ راست

يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ أَوَكَالَّذِي كَفَرُوا لِلَّهِ لَا

کی فہم قوم سگارا را آیامیدے این شخص را کہ گمراشت بودی

نہیں دکھاتا ظالمین قوم کو لا کیا میں دیکھا اس شخص کو جو گمراہ ایک بہت بے

وَمِنْ خَاوِيَةٍ عَلَى عَرْوَةٍ قَالَ إِنِّي يَحْيِي هَذِهِ اللَّهُ

اے اتادہ یو برعہائے خود گمشت چکوتہ زندہ کنکے این را خدا

جو اپنا چھتوں پر مری پڑی خمی کہا کیسے زندہ کرے اسے اللہ

بَعْدَ مَوْتِهَا قَامَتْهُ اللَّهُ مِائَةً عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۝ قَالَ

بعد مردن این میں مرده کرد اورا خدا صد سال بعد ازاں برانگیخت گفت

اور اگے مرنے کے پس اللہ نے انہیں موت دی سو سال تک اگلے بعد انہیں اٹھایا فرمایا

بَعْدَ مَوْتِهَا قَامَتْهُ اللَّهُ مِائَةً عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۝ قَالَ

بعد مردن این میں مرده کرد اورا خدا صد سال بعد ازاں برانگیخت گفت

اور اگے مرنے کے پس اللہ نے انہیں موت دی سو سال تک اگلے بعد انہیں اٹھایا فرمایا

بَعْدَ مَوْتِهَا قَامَتْهُ اللَّهُ مِائَةً عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۝ قَالَ

بعد مردن این میں مرده کرد اورا خدا صد سال بعد ازاں برانگیخت گفت

۱۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ تین تھے بیان فرما رہا ہے۔ ان

میں سے پہلا حضرت خاقی کے اثبات سے متعلق ہے۔ باقی دو

تھے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھانے جانے کے اثبات سے

متعلق ہیں پہلا قصہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے اگے تھیں کہ توڑ دیا تو ان لوگوں نے آکر جیل میں بند

کر دیا تھا پھر ایک جیل سے نکالا گیا کہ چھایا جائے۔ اسی

دوران خود بے آپ سے پوچھا تھے تم اپنا رب بتاتے ہو

وہ کون ہے یہ سکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرا رب

وہ ہے جو جانتا بھی ہے بارتا بھی ہے۔ اس کافر نے

(فرمود) موت و حیات کے عقلی مفہوم سے مراد ہوتے

ہوئے وہ آدمیوں کو بلوایا ایک کٹنگ کروایا اور مرنے کو رہا

کر دیا اور کہنے لگا اے ابراہیم یہ کام تم بھی کر سکتا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فوراً دوسری دلیل دیتے ہوئے

فرمایا کہ میرا رب وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکال دے اور

مغرب میں غروب کرتا ہے اگر تو بھی رب ہے تو سورج کو

مغرب سے نکال اور مشرق میں غروب کر یہ سن کر مردہ لا

جواب ہو گیا۔ اس بحث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

زیادت پر عقلی دلیل زندگی اور موت عطا کرنے سے متعلق

قائم کی کیونکہ یہ دونوں کا وہ تقار اور خیر کے علاوہ کسی کیسے

تکلیف نہیں ہے پھر جب مردہ نے اپنی جہالت کا ثبوت دیا تو

آپ نے اس سے بھی واضح دلیل طلوع غروب کی دی۔ تمام

بخاری نے لکھا ہے کہ یہی روئے زمین کیلئے چار بادشاہ

ہوئے دو مومن اور دو کافر۔ دو مومن حضرت شیماں علیہ السلام

اور ذو القرنین اور دو کافر تھوڑے اور بخت نصر۔ (غرائب

القرآن میں ہے) ایک بار یہی بحث کو کہنے میں جس میں

کسی چیز کی درجہ مقصود نہ ہو اور نہ ہی دو مخالف کو جواب

کرنا مقصود ہو بلکہ یوں ہی وقت ضائع کرنا مقصود نہ ہو واضح

رہے کہ یہاں مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے



كَمْ لَيْسَتْ قَال لَيْسَتْ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَال بَل

جہ قدر رنگ کردی گفت رنگ تمام نکروں یا پادشاه روز گفت بلکہ تو کس قدر خیرا رہا کہا میں ایک دن خیرا رہا یا دن کا کچھ حصہ لرایا بلکہ

لَيْسَتْ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ

رنگ کردی صد سال میں میں سوئے طعام خود آشامیدنی خود کر تو خیر رہا سو سال میں تو اپنے کھانے کی طرف دیکھ اور اپنے پینے کی طرف جو

لَمْ يَكُنْ لَهُ نَافِثَةٌ وَأَنْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ

خیر لہذا وہیں سوئے روز گشت خود رنگ کردی صد سال تا کہ انہم ترا نکاتے برائے مردمان خیر ہو اور تو دیکھ اپنے گدھے کی طرف کہ تو سو سال تک خیر رہا کہ ہم کر دیں تجھے نشانی لوگوں کیلئے

وَأَنْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِئُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا

وہیں ہوسے ہڈیوں پہ چونکہ جنش میدہم آرا بعد ازاں ہی پوششیم یہ اہل گوشت را اور تو دیکھ اگلی ہڈیوں کی طرف کہ طرح ہم اسے جنش دیتے ہیں اگلے بعد اس پر گوشت چڑھتے ہیں

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

میں چوں واضح شدش میں حال گفت عجب میدہم کہ خدا ہر ہر چیز پر جس جب چہ خوب واضح ہو گیا تو کیا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تمام چیزوں پر

قَدِيرٌ ۝ وَإِذْ قَالَ رَبُّهُمْ رَبِّ أَسْمِئْ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ

قادر است و آنگاہ کہ گفت ابراہیم اے خدا کہ ادا چگونہ زندہ بخش مرگزار قادر ہے اور اسوقت کہ جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے اللہ تو ہمارے لئے کاہر فرما کہ کس طرح تو زندہ کرے مرگزاروں کو

قَالَ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَشْيَاءَ قَال بَلَىٰ وَلَكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قُلُوبُكَ قَال

گفت خدا ایا ہمارے پہلے ہی گفت البتہ ہاں داشت ہم دیکھیں ہی خواہم کہ آرام گیرد دل من گفت خدا اللہ نے امان کیا کہ میں یقین نہیں عرض کی میں ضرور یقین رکھتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میرا دل آرام پکے اللہ نے فرمایا

مَنْزِل ۱

۱۔ بعض کہتے ہیں کہ چاشت کے وقت موت ملی گئی اور غروب آفتاب سے پہلے زندہ کیا گیا جس سورج کی طرف سے کہ کے دیکھا تو سورج کو قریب غروب دیکھ کر فرمایا امان کا کچھ حصہ باقی تھا طعام سے مراد خیرا انگور کا مرق یا دودھ ہے۔ روایت ہے کہ آسمان سے نما آئی اسے بھری ہوئی بادلوں اللہ تعالیٰ جس میں اسے کھانے کا حکم دیتا ہے جیسے کہ تم پہلے نہیں۔ (سورۃ البقرہ) فَنُشِئُهَا لَحْمًا مَرَدًی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو زندہ کر کے حضرت عزیر علیہ السلام کو نکھایا اور انہیں بتایا کہ باقی جسموں کو کیسے زندہ فرمایا۔ حضرت لادہ کہتے ہیں کہ حضرت عزیر علیہ السلام ہڈیوں کو دیکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کس طرح آہیں میں جڑے تھیں۔ ان مردوں میں سے سب سے پہلے مرگ اٹھان دی گئی اور ان سے کہا گیا اگلی غائب دیکھو اسوقت حضرت عزیر علیہ السلام اٹھے اُٹھیں اُنّی اللہ علی کلّ شئ قَدِيرٌ۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت عزیر علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بارے میں ہے سادہ پکارا تھا اس میں ہے جیسے کوئی مومن بندہ جب اللہ تعالیٰ کی عیب و خریب قدرت دیکھتا ہے تو بے سادہ لا الہ الا اللہ کہہ اٹھتا ہے۔ حضرت اس مومن بندہ کے لا الہ الا اللہ کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے پہلے وہ لا الہ الا اللہ کا سکر تھا جس کی طرح حضرت عزیر علیہ السلام اُٹھیں اُنّی اللہ علی کلّ شئ قَدِيرٌ کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سکر تھے (القرطبی)

۲۔ ذہب آورنی کا سوال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس لئے کیا تاکہ علم حق حاصل ہو جائے اور بعض کہتے ہیں کہ جب خود نے دوا دین کو کھلوا کر ایک کولل کر دیا اور دوسرے کو آد کر دیا اور کہنے لگا اِنّی اُخْبِرُ وَأَنْبِئُ یعنی میں بھی

زندہ کرتا ہوں اور موت دیتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے دیکھا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسوقت ہاں نہ کہہ سکے اور دوسری توہر کی طرف متقل ہوئے پھر اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میں دیکھا جا کر مرد و کوفہ کا مشق کرتے والا جواب دے دیا جائے اور مرد کو جواب دینے پر میرا دل مطمئن ہو جائے پھر آپ سے دوبارہ سوال دہرایا گیا کہ کیا تجھے یقین نہیں ہے کہ میں مرد بچے کے بعد دوبارہ اجزاء جڑاتے پر مرد زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا حالانکہ وہ چاہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام لوگوں میں واضح ایمان پھیلان لیکن صبر الی وجہ سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جواب دیں اور آپ کا جواب دوسرے لوگ سن لیں۔ اسکے علاوہ حضرت ابن عباس اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جانب وحی کی کہ میں انسانوں میں سے اپنا ظہیل بنانے والا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کہ اگلی علامت کیا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگلے دعائے مردے زندہ ہو گئے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مقام پر تازہ ہوئے تو انکے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید وہ ظہیل میں ہی ہوں تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مرد زندہ کرنے کے بارے میں سوال کیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اگلے صبح میں کھاتھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعائے مردے زندہ ہو جائیے تو انہوں نے سوال کیا تاکہ یہ علم حق حاصل ہو جائے۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا بیان اللہ و حق کرنے کا حکم دیا تو آپ نے اس حکم کی فورا تعمیل کی پھر اللہ تعالیٰ سے عرض گزار ہوئے کہ اگلی تو نے ہمیں دین کرنے کا حکم دیا سو ہم نے کیا آپ تو ہمیں یہ کھادے کہ جو درجہ اُسے گورن والا کہیے نہا ہے۔ قال بلی وَلَكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قُلُوبُكَ یعنی کیوں نہیں صبر ایمان ہے لیکن سوال اس لئے کیا تاکہ صبر اور سکون قلب دیکھتے کے بعد پڑ جائے۔ اور استدلال (عقلی) اور وحی (وہابی) کے ساتھ مشاہدہ دل جانے تو حق کا ظہر اور ہوا جائے یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے بعد دیکھنے بیان کیا گیا ہے (غرائب القرآن و رغائب)







أَنْفَقُوا مِمَّا وَلَا أَدْرَى لَهُمْ جَزَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ

معت نہادوں یا انت اخلاقیہ رسالوں یا ایثار سے مروت ایساں نزدیکی خدا سے ایساں ویت سے ترس  
احسان نہیں دیکھتے اور نہ ایساں پہنچاتے ہیں ان کے لئے انکا اجر ہے ان کے سب کے پاس اور کوئی خوف نہیں ہے

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفُورٌ

وایساں وہ ایساں اندوہ کین شوق غم نرم گفتن اور گذشتن سائل  
ان پر اور نہ وہ سب ممکن ہو گئے نرم بات کہنا اور سائل سے درگزر کرنا

خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتَّبِعُهَا أَذًى ۖ وَاللَّهُ عَنِّي حَلِيمٌ ۝

بہتر است آواز خیرات کہ از پی آل آلودہ باشد و خدا ہے نیاز ہر بار است  
بہتر ہے اس خیرات سے کہ جس کے بعد سزا گیا ہو اور اللہ ہے نیاز ہر بار ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ

اے مسلمان چو کنید خیرات خود را بہت نہادوں و  
انے موقوفہ ضائع نہ کرو اپنے خیرات کو احسان بنا کر اور

الَّذِي كَالَّذِي يُضْفِقُ مَالَهُ رِثَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ

آزودہ کران بھول کے کہ خرچ میکند مال خود را بپاس نمودن مردمان و ایمان ندارد  
سزا کہ انکی طرح جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال کو لوگوں کو دکھانے کیلئے اور ایمان نہیں رکھتے ہیں

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ

برخدا و روز قیامت پس ممت او مانند صفت سنگ صاف کہ ہر وقت باشد  
اللہ پر اور قیامت کے دن پر ہیں انکی مثال اس پتھر کی طرح ہے کہ جس پر

تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَمَرَّكَهٗ صَلْدًا ۚ لَا يَقْدِرُونَ

انکہ خاک کے پس رسید ہوا پس گداشت او را خست و صاف تا توانائی ندارند  
بکوشی ہو پس اس رنگینی جز بادش ہر است مجوز دے خست اور صاف چتری طرح ہیں سنگ کہ کسی چیز پر چھوڑا

۱۔ مَنَّا کا مفہوم یہ ہے کہ جس پر احسان کیا ہے اس پر احسان

شکر کرے یعنی احسان جمانے۔ اذی سے مراد یہ ہے کہ

احسان کے بعد اپنی فوجیت قائم کرے چونکہ احسان اور

اذی سے فقیر کا دل ٹوٹ جاتا ہے اور صاحب حاجات

ایسے صدقہ سے گناہ کوئی اختیار کر لینے ہیں اور صدقہ دینے

والا انکی نسبت اپنی طرف کر لیتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے

اس سے منع فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک

احسان اور اذی لفظ الصفاق ہی میں نہیں بلکہ اور بھی بہت

سارے اعمال میں ہوتے چاہئے۔ لہٰذا اَنْفَقُوا لَمْ يَحْزَنُوا

معقول اس آیت کی مراد سے استدلال کرتے ہوئے کہتے

ہیں کہ عمل اگر کامرور ہو جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے لہٰذا

اَنْفَقُوا فرمایا ہے اسے بہت اسکا جواب دیتے ہوئے کہتے

ہیں یہ اگر بہت وعدہ ہے نہ کہ نفس عمل کے سبب سے۔

دوسرا استدلال معقول فرق کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

کمال (بوسے ہوئے گناہ) سے بچنے کرنے والے کا جواب

ضائع ہو جاتا ہے ورنہ من اور اذی کو انفاق کے جواب کیلئے

مبتطلین (ضائع کرنے والوں) میں شامل کیا جاتا۔ اسکا

جواب دیتے ہوئے اہلسنت کہتے ہیں کہ وہ الصفاق جس

کے ساتھ احسان اور اذیت ہو وہ جواب کا مستحق ہی نہیں ہے

تو انکی مثال ہونے کا تصور کیجئے کیا جا سکتا ہے۔ (بیضاوی

و غرائب القرآن) مع ملنی اچھی بات سے سناں کو رد کرنا اور

انھیں صاف کر دینا کیونکہ ایسا نہیں ہوتا ہے کہ سناں اصرار

کے ساتھ سوال کرتا ہے اور پیچھے پڑ جاتا ہے۔ اس لئے اسکا

ماسب اتفاق سے درگزر کرنا چاہئے۔ ایسی صورت میں

سناں کو گناہ ہی طور پر نہ کہیں گے ورنہ ممکن نہیں اپنے الفاظ

کے اریحے دل میں سرور ڈال سکتا ہے۔ اس لئے یہ

ان صدقہ سے بھر جاتا گیا ہے جس کے بعد احسان جمانا

گیا۔ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے بعض لوگ

کہتے ہیں کہ یہی انفاق سے مراد انکی انفاق ہے اس لئے کہ وہ احسان میں مانع کا سوال نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم یعنی خدا کے بعد احسان نہ کھا جائے۔ حلیہ چنی احسان رکھنے اور رکھ دینے والے کو فوری

خطاب نہیں دیتا کیونکہ باور دار ہے۔ (بیضاوی و غرائب القرآن) مع صدقہ کے اجر کو دیکھیں نہ کہ دیکھنے سے مافی اللک دکھاوے کی خیرات کرتے ہیں اللہ کی رضا مقصود نہیں ہوتی اور نہ آخرت کے ثواب کا

خیال کرتے ہیں۔ وہ اپنی انگوٹوں کو دکھاتے ہوئے خرچ کرتا ہے یا صدیقی کے سخی میں عین دکھاوے کا خرچ۔ لفظ صفا سے مثال دی جا رہی ہے کہ اس کی کاروباری کی حالت ایسی ہے جیسے چتری کی چکی چٹان

جس پر گرد و غبار ہو چکی ہو یا بارش سے اور اسے سخی سے صاف کر دے وہ یہی صفاق میں میں درکار ہو وہی اسی طرح ہے جس سے آخرت میں کوئی نفع حاصل نہ کر پا سکیں۔ حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "معنی" سے مراد اللہ پر احسان جمانا ہے اور اللہ سے مراد فقیر کو اذیت دینا ہے۔ معقول اس آیت سے دلیل قائم کرتے ہیں کہ صدقہ اگر کامرور ہو جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے لہٰذا

اَنْفَقُوا فرمایا ہے اسے بہت اسکا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں یہ اگر کامرور ہو جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے لہٰذا اَنْفَقُوا فرمایا ہے اسے بہت اسکا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں یہ اگر کامرور ہو جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے لہٰذا

اَنْفَقُوا فرمایا ہے اسے بہت اسکا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں یہ اگر کامرور ہو جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے لہٰذا اَنْفَقُوا فرمایا ہے اسے بہت اسکا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں یہ اگر کامرور ہو جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے لہٰذا

احسان جمانے سے بچنا اس لئے کہ یہ فکر کو خارج کرتا ہے اور اگر کوئی مانع ہے پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (القرطبی)



عَلَى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

الْمُجْرِمِينَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ

مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ

أَصَابَهَا وَايِلٌ فَأَتَتْ أَكْثُهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ يُصِيبْهَا

فَأَيِلٌ فَقُلٌّ ۖ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ أَيُّودُ أَحَدَكُمُ

أَن تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ

الْعَصَابُ ۖ أَكْرَهْتُمْ بِهَا شَرًّا وَكُلَّ صَبْرٍ طَعَابٌ ۚ

ۚ

ۚ

ۚ

ۚ

ۚ

ۚ

ۚ

ۚ

ۚ

ۚ

ۚ

ۚ

ۚ

ۚ

ۚ

ۚ

۱۔ ایمان اور تصدیق کو قائم رکھنا خود ان کے نفس کی طرف سے ہوتا ہے کیونکہ مال فانی دوسرے جس نے خدا کی خوشنودی کیلئے اپنے مال کو خرچ کیا اس نے قوت کو ایمان پر مظہم کیا اور جو مال دکان دکان اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے وہ نفس کی ساری قوتوں کو ایمان پر جماتا ہے۔ اس نے اسلام کی تصدیق کی۔ اس میں غیبی ہے کہ راہ خدا میں مال خرچ کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ مال نکل اور محبت نفس سے پاک ہو جائے۔ تنبیہ کی تعبیر میں بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے اندر غلط فہم کی طاقت پاتے ہیں مگر ایمان اور ایت سے نجات کیلئے بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نفس کو عبودیت کے لئے ثابت قدم رکھتا ہے اور رب کی محبت میں اسے ریاضت سے مستعد کرتا ہے۔ مرنہ مکان مرتفع کہتے ہیں اور اس درخت کو مکان مرتفع سے خاص اس لئے کیا کہ جو درخت ایسی جگہ ہوندو ہائی درختوں میں اڑی اور پہلوں میں احسن ہوگا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ مرنہ پاکیزہ اور خوشبودار زمین کو کہتے ہیں۔ لفظ اکثرتا ضِعْفَيْنِ یعنی بارش کے سبب بارش میں دو گنے بھل پیدا ہوتے ہیں گویا بعض سے مراد ایک کا دو گنا ہے۔ جیسے آیت ذوالخسوفین میں زوجہ سے مراد دو ہے۔ بعض کے نزدیک دو ضعف سے چار مراد ہیں کیونکہ یہاں ضِعْفَيْنِ ہے۔ قیاس لہٰذا ضِعْفَيْنِ وَايِلٌ فَوَقُلٌّ یعنی اس پر بارش یا بارش ہو یا بارش کا ایک چھوٹا ہے جس کا ایک لے کافی ہے۔ اسی زمین اچھی اور ہوا بخلائی ہوا ایک لے ملکی بارش اچھی کافی ہے کیونکہ وہ بلند مکان پر ہے۔ قیاس چھوٹی پودوں کی بارش کو کہتے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ کی راہ میں صاف ستری خیرات دے تو اس کا اجر کسی حال میں بھی ضائع نہ ہوگا اگرچہ سوال میں قنوت ہو۔ یہ تفسیر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھے

حالات کے مطابق بھی درست ہے۔ جنابہ مرنہ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی خیرات کی حالت مذکورہ صورت کی مانند ہے۔ بارش کثیر ہونے یا کم ہونے جانتے ہیں اور بارش بھل وہ جب بھی بھل ضرور پیدا ہوتے ہیں۔ (پیشانی و اطراف القرآن) ۲۔ بارش میں درخت کو دوسرے میں جس میں گھوڑا اور اگہر کھلیت اور ان کے مناخ کی کثرت کی وجہ سے خصوصیت کے ساتھ انہی درختوں کا ذکر کیا گیا۔ قرآن میں ضِعْفَيْنِ لفظ استعمال ہوا جس میں ہر قسم کے بھل ہیں اس لئے فرمایا گیا کہ کہیں یہ نہ بھلایا جائے کہ بارش میں صرف گھوڑی اور اگہر ہیں اور کوئی بھل نہیں ہے۔ لہٰذا تمام اقسام کے درخت ہیں۔ چنانچہ اپنے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بعد جس جنت کو کہیں اوصاف سے متصف فرمایا۔ اچھے جنت میں گھوڑا اور اگہر کے درخت ہوتے گویا کہ جنت ان درختوں سے بھری پائی ہے۔ ۳۔ دنیا جنت کے لیے بھری پائی جاتی ہو گئی جس سے آگے دنیا میں مزید اضافہ ہوگا۔ ۴۔ اس میں ہر طرح کے بھل ہوتے گویا کہ اس میں ہر طرح کے درخت ہیں ہوتے لیکن اس جنت کے درخت اور اوصاف اگہر کی بھل کا ایک سے تہہ کرنا گے انکرم الشجر درختوں میں سب سے زیادہ پختہ پودہ یا انکرم الشجر درختوں میں سب سے زیادہ پائے جانے والے درخت ہونے کی بناء پر ہے۔ چنانچہ بارش کو کہتے ہیں جس کے چاندوں اطراف دھاریں ہیں اور ان کے درختوں کی شاخیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوں۔ لہٰذا بھلی گھوڑا درخت اوصاف اگہر (غرائب القرآن و پیغامی)



الْكَبِيرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ

کابل مانی وابتدا اور اولاد ہوا تو ان میں درجی حالت رسید آن بارغ کرد ہوائی کہ وہاں  
بڑھاپا اور اسکے لئے کمزور اولاد ہوں میں اس حالت میں اس بارغ کو (ایسا) گولا بنے جس میں

تَارٌ فَأَحْرَقَتْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ

آتش است پس کہ سخت تھیں داغ ہی سارہ خدا ہمارے تم آگیا تا باشد کہ  
آگ ہو پس اسے جلانے اسی طرح داغ بیان کرتے ہیں انہی آیتیں ۲۱ کہ

تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ

مال کہید اسے مومنان خرچ کہید  
تم سب نور ہر کر لے اسے مومنان خرچ کرو

طَيِّبَاتٍ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ

پاکیزہ آنچه تم پیدا کردید و از پاکیزہ آنچه بیرون آوریم از زمین ہمارے تم  
اپنی پاکیزہ کمالی میں سے اور اس پاکیزہ میں سے جو ہم نے زمین سے تمہارے لئے نکالا

وَلَا تَكَيْمُوا الْخَيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَكُسْتُمْ بِأُخْذِيهِ

وہند نکید دہی یا از آن خرچ نہکند آنا و پیچیدہ گیرندہ آن  
ارادہ مت کرو دہی چیز کا کہ اس سے خرچ کرو اور تم سب اسے لینے والے نہیں

إِلَّا أَنْ تُقَرْضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفِيرٌ حَمِيدٌ ﴿٢٢﴾

مگر بقیہ قسم پیش کہید یہ گزشتہ میں وہابیہ کہ خدا ہے باز ستورہ است  
مگر جب تک تم اسکے لینے میں آگہ نہ ہو اور جان لو کہ اللہ ہے بخیر اہل حمد ہے

الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ

شیطانا وعدہ میند و بشارت عکس دیتے را و بشارت عکس دیتا ہے حیاتی و خدا  
شیطان تمہیں غمزدگی کا وعدہ دیتا ہے اور تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے مع اور اللہ

۱۔ وَافْسَافُ الْكَفْرِ سے مانگ کی شدت حاجت جس  
بارغ سے شک ہے عیاں کی چارہاں ہے۔ اس مثال کو واضح  
مثال کہیں اس لئے کہ جب وہ بارغ عایت کمال کو پہنچے اور  
اسے تربیت کرنے والا نہایت احتیاج کو پہنچے اور وہ  
بڑھاپے میں ہو اور انکی اولاد تو ان میں ایک ایک اپنے  
بارغ کا مشاہدہ اس حال میں کرتے کہ اسے مانگ چلا کر جا  
چکی ہو تو خدا کو کہنے میں کتنی محنت جس جس کی  
آنکھوں میں کتنی حیرت ہوگی پس اسی طرح قیامت کے دن  
جب اسے اشد ضرورت ہوگی اور ایک ایک دیکھے گا کہ اسکے  
انگاری کو احسان اور اذیت نے جلا ڈالا ہے تو اسے کس قدر  
حسرت اور حیرت ہوگی۔ (غرائب القرآن)

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ روٹی بھل اور  
گھٹیا اموال صدقہ کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت  
پڑائی فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے  
ہیں کہ ایک شخص اہل صف کیلئے صدقہ لیکر آیا اور مسجد رسول  
ﷺ میں دو ستونوں کے درمیان رکھ کر چلا گیا جب نبی  
کریم ﷺ نے اس مال کو دیکھا تو فرمایا کہ دینے والے  
نے کیا ہی بڑا دیا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ طہ  
سے مراد عموماً ہے غنییت سے مراد گھٹیا جیسا کہ شان نزول  
سے واضح ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں  
کہ طیب سے مراد طلال اور غنییت سے مراد حرام ہے۔  
اسوقت آیت کا صحیح یہ ہوگا کہ جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ  
یہ حرام ہے تو تم اسے نہیں دو گے۔ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ  
مِنَ الْأَرْضِ یعنی پاکیزہ میں سے جو ہم نے نکالا وہ تمہیں  
نبی المسلموں سے اور کانوں سے۔ گویا جو چیزیں ہم نے  
ذمین سے پیدا کی ہیں جیسے کانوں سے سونا چاندی وغیرہ کا  
نکالنا۔ چنانچہ آیت میں اس آیت میں السلفی سے مراد  
تسلطوح بھی ہے اور واجب بھی اس لئے کہ امر سے منہوم

جانب فعل ہوگی۔ اور واجب فعل تعویض اور ادب و تقویٰ ہیں۔ وَلَا تُبْسِقُوا اور تم سب قصود نہ کر کیونکہ دینی امور کے صورت میں غازی غلی سے ہم کر کے طہارت کا قصد کرتا ہے۔ غنییت بھی روٹی اور  
غیر خواہ مسواک اور اعتقاد میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اُفْلَیٰ لَا یَسْجُدُ الْخَشِیْتُ وَالطَّیِّبَاتِ یعنی آپ فرمادیجئے اچھا اعتقاد والا اور اعلیٰ اعتقاد والا براہین ہو سکتا اسی طرح  
صورت و افعال کی خرابی کو بھی کہتے ہیں اور قول کی خرابی کو کذب کہتے ہیں۔ تَنْفِیْطُوا اعصابہن سے مانع ہے یعنی تاکہ بند کرنا لیکن یہاں مازاد کر دینے کے معنی میں ہے۔ غلی بھی ہے غلیہ یعنی اللہ  
تعالیٰ تمہارے مصلحت و خیرات سے بے نیاز ہے اور تمہیں حکم اس لئے دیتا ہے کہ تم اسے حاصل کرو۔ (غرائب القرآن) مع شیطان سے انھیں اسکا فقر شیا میں اس اور غمیں اندازہ مراد ہیں  
کیونکہ یہ سب وہی کام کرتے ہیں جو شیطان کرتا ہے۔ وہ دھڑلہ اور خیر و خوں کیلئے استعمال ہوتا ہے لیکن یہاں پہلا وعدہ شر کے لئے استعمال ہوا ہے جبکہ دوسرا وعدہ خیر کے لئے استعمال ہوا ہے۔ فقر بھی کسی  
انفاد میں ریحہ کی پڑی کا ٹوٹا۔ اسی نام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تورا کا لقب دیا تھا۔ فقر کا معنی یہ ہے کہ غرق کیلئے اور ایک وسط ہے۔ طرف کا لفظ انفاق فی سبیل اللہ ہے طرف اللعش اللہ  
کے راستے میں بالکل خرچ نہ کرنا اور طرف وسط ہے کہ عسودہ اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرنا بلکہ دینی مال خرچ کرنا نہیں جب انسان طرف کامل پر عمل کرتے ہوئے اللہ کے راستے میں عید مال خرچ کرنا  
ہے تو شیطان اسے بکا کر طرف وسط لے جاتا ہے پھر جب اس میں کامیاب ہو جاتا ہے تو طرف اللعش کی جانب لے جاتا ہے یہ باللعشہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ (غرائب القرآن)



يَعِدْكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۰۳﴾

وعدہ دیکھ کر ہمارا آمزش رہا کہ از جانب خود رحمت دادوں گا و خدا بڑا وسیع داناست  
تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم کو اللہ سے بخشش کا اور رحمت دینے کا اور اللہ کشمکش والا جاننے والا ہے

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ

میدہد ہائش ہر کس کو خواہد کہ ہر کس کو دادہ شد اور ہائش  
شے دے جسے حکمت عطا فرماتا ہے اور جسے حکمت دی گئی

أَوْفَى حَذْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ ﴿۱۰۴﴾

پس دادہ شد اورا لکھوئی بسیار و بڑی پیہر کی شد مگر خداوندان خود  
پس اسے بہت ساری بھائی دی گئی اور صحیح حاصل نہیں کرتے مگر عقل رکھنے والے

وَمَا أَنْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ أَوْ نَذْرٍ مِّنْ نَّذِرٍ فَإِنْ

و آنچه خرچ کردید از خیرات یا لازم کردید بر خود از نذرے میں ہر آنکہ  
اور جو تم خرچ کرتے ہو خیرات سے یا تم نے لازم کیا ہو اپنے لوہ نذر سے میں بیک

اللَّهُ يَعْلَمُهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿۱۰۵﴾

خدا میداند آنرا و بستی سگ داران کچھ یاری دیندہ اگر آنکہ  
اللہ اسے جانتا ہے اور نہیں ہے ظالمین کی مدد کرنے والا مگر تم ظاہر کرو

الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا

خیرات کا میں کچھ چیز است آں وگر پنهان کنید آنرا و بدید آنرا  
خیرات کو میں وہ کیا ہی اچھی چیز ہے اور اگر اسے پوشیدہ رکھو اور (پیدا کر) اسے

الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ

فقیران میں اس بھتر است تا را دین و در سازد از تا بخیرے گناہان تا را و  
فقیران کو اور تو یہ بھتر ہے تمہارے لئے اور اس (دینے کو اللہ) تمہارے گناہ کا کفارہ کر دے اور تم

۱۔ پہلے دوسرے شیطان کو بیان کیا گیا پھر الہامات دین کو بیان کیا جا رہا ہے۔ مغفرت سے مراد آخرت کا سناٹا ہے اور فضل سے مراد دنیا میں بہترین عطا فرماتا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر بات فرشتے آسمان سے عطا کرتے ہیں کہ اسے اللہ حیرے مانتے میں مال خرچ کرنے کی تلقین کو نبی عطا فرما پھر اللہ وعدہ دین کی ترجیح بیان فرما رہا ہے کہ دین کا وعدہ حکمت و عمل ہے جبکہ شیطان کا وعدہ شہوت و لیس ہے۔ حضرت قتادہ حکمت کی چار تفسیر بیان فرماتے ہیں (۱) اس سے مراد سناٹا قرآن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا آتَيْنَا لَكُم مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ بِحِكْمَةٍ بَلْ كُنْتُمْ كَافِرِينَ (۲) یعنی وہ اس لئے کہ تم اس سے حکمت حاصل کرو (۳) الحکمة بمعنی نیم کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ لَمَّا قَالَ لِلنَّاسِ مُطِئُوا أَمْرًا (۴) حکمت بمعنی نیت ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان وَأَنذَرْتُ الْإِنْسَانَ الْإِنْسَانُ الْحَكِيمَ (۵) اللہ تعالیٰ نے انھیں یاد دہا کر اور عبادت عطا کی (۶) قرآن کریم میں جو امر اور ہیں اسے حکمت کہتے ہیں لیکن اس کے باوجود حکمت کو علم کے معنی میں ترجیح دی گئی ہے۔ (غرائب القرآن)

۲۔ یعنی جسے کچھ علم دیا گیا ہو اور وہ اس پر عمل کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے خیر اور دوسرے احکام کے متعلق جو آیات نازل فرمائی ہیں ان سے حکمت اللہ و انھیں اوست اور خود انھیں کرتے مگر وہ نہ سمجھتے نہ کر کے اللہ سے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے قوت علوم امامت رکھ دی۔ (بیضاوی)

۳۔ وَمَا أَنْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ یعنی جو تم اللہ کیلئے خرچ کرتے ہو اور جو تم شیطان کا سول میں خرچ کرتے ہو اُن سے تمہیں یعنی جو خرچ تم اللہ کی اطاعت میں رکھتے ہو اور جو خرچ تم معصیت میں رکھتے ہو یہ سب اللہ جانتا ہے۔ خدا سے

کہتے ہیں جو انسان اپنے اوپر فو لازم کرے۔ اس کی اصل خوف ہے کیونکہ انسان خوف کم کرنے یا ختم کرنے کیلئے ایسا کرتا ہے۔ خدا کی قسمیں ہیں۔ (۱) معاصیات میں مذکور ہے شرب خمر یا زنا وغیرہ۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت میں ظر نہیں ہے۔ اس لئے یہ نہ بھی نہیں ہے (۲) طعاعات میں مذکور ہے نماز پادزدہ رکعتیں کی نذران لے کر یا کسی صورت میں پھر اگر وہ عذاب ہے (۳) معاصیات میں مذکور ہے کھانے پینے لٹھچے پیچھے میں نذران لے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ چپ میں کھڑا ہے آپ نے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے ظرائف سے کہ میں نے بیخوشانہ ساری کر دیکھا کلام کر دیکھا بلکہ صرف روزہ رکھو گا۔ یہ عمر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ کام کرو یا بیخوشاں رہو یا پھر روزے روڑے کو پھا کر اس سے معلوم ہوا کہ معاصیات کی نذران پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔ (غرائب القرآن) ۴۔ یہ جیسا انھیں چیز کو کہتے ہیں یعنی اگر اہل اختیار کو چھوڑ دے سب کے سامنے دینے سے افضل ہے۔ یہ حکم لیل صدق کے بارے میں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سمجھا فرماتے ہیں کہ قلی صدق چھوڑ کر دینا صدق کرنے سے بڑھ کر افضل ہے اور فرض صدق ظاہری طور پر یا ۲۵ گناہ بخش ہے جانتا چاہئے کہ انسان جب کوئی عمل چھوڑ کر دے اور اس کے دل میں خواہش ہو کہ حق بخندے لیکن وہ اپنی شہوت کو روکتا ہے تو شیطان اسے تردد میں ڈال دیتا ہے پس اب یہ انسان اپنے اختیار اور شیطان کے کاروبار میں ہوتا ہے اس لئے بطور صدقہ چھوڑ دینے میں غفلت ہے۔ (بیضاوی و غرائب القرآن)







النَّاسِ الْخَافَاءَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ

مردوں بالخاصہ و آنچه خرچ کنند از مال پس بر آنکہ خدا بآں  
لوگوں سے موزن کر اور جو تم مال میں سے خرچ کرتے ہو پس بیک اللہ اسے

عَلَيْهِمُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا

اور سہ کسبیدہ خرچ میکنند اموال خویش شب و روز پنهان  
چاہتا ہے جو اگر خرچ کرتے ہیں اپنے اموال کو شب و روز پوشیدہ

وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ

و اظہاراً پس ایشانرا سہ مزد ایشان نزد پروردگار ایشان نیست ترس  
اور خاہم پس انکے لئے ہے اظہار انکے دہ کے پاس اور نہیں ہے کوئی خوف

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا

برایشان و نہ ایشان اور انکین عجز کسانیکہ بخورند سود را و  
ان پر اور نہ وہ سب ظلمکن ہو گئے و نہ لوگ جو سود کھاتے ہیں

يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَخْطِطُ الشَّيْطَانُ مِنَ

کھڑو نہ کھڑ چنانچہ بر خیزو کسک دہانہ مالیت اور شیطان از تہیب  
وہ کھڑے نہیں ہو گئے مگر جیسے کہ کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جسے شیطان نے دیوانہ بنا دیا ہو چھوٹے کے سبب یا اس سبب سے

الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ

آسپہ سائین این سبب آن سہ سود خوران گفتند جز این نیست کہ سود اگر نہ دہانہ سود است و طلال کرد و است  
کہ سود کھانے والوں نے کہا انکے سا کچھ نہیں ہے کہ بیع سود کی طرح ہے اور طلال نیا ہے

اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّنْ

خدا سود اگر یا و حرام مانتہ است سود را پس کسکدہ آنہ یونی چہ از جانب خدا او  
اللہ نے بیع کو اور حرام کیا ہے سود کو پس جسکے پاس آئے انکے دہ کی طرف سے نصیحت

یعنی ہر وقت اور ہر حالت میں دیتے ہیں۔ یہ آیت  
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی جب انھوں  
نے دس مائوں اور دس دلوں میں پالیس ہزار دینار خرچ  
کئے۔ دس غنیمت اور دس ظاہری نہ بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت  
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جن کی ملکیت  
میں کل چار درہم تھے ایک درہم رات کو اور ایک درہم دن کو  
چھپا کر اور ایک اعلانہ صندوق کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس  
آیت کا شان نزول وہ شخص ہے جو کموزا مانگے اور اسکی  
پردوش کرے اس پر خرچ کرے تاکہ راہ خدا میں کام  
آئے۔ (بیضاوی) ایک روایت میں ہے کہ جب جنگلی  
آیت نازل ہوئی تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے  
چھ ہزار صحابہ مشکی جانب کھینچا اور ایک دینی مجاورت  
کے وقتہ بچھا دیا یہ آیت نازل ہوئی انکراں آیت کے شان  
نزول میں ان سارے واقعات کو ملحوظ رکھا جائے جب بھی  
کوئی مفسر لکھ نہیں ہے لیکن آیت کریمہ میں رات کو دن پر  
مقدم رکھنے سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ  
کے صندوق پر اکل طور پر صادقی آتی ہے (غرائب القرآن)  
ج اس آیت کریمہ میں دوسرا حکم بیان کیا جا رہا ہے کیونکہ  
صندوق کے احکام کے بعد وہ شخص سود کا حکم کو بیان کرتا  
ضروری تھا کیونکہ صندوق کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ اپنی  
رحمت نازل فرماتا ہے اور سود کھانے والوں پر اللہ کی لعنت  
ہوتی ہے۔ دہا کے لغوی معنی زیادتی کے ہیں لیکن اصطلاح  
شرع میں باوضی زیادتی کو نہ کہتے ہیں۔ دہا کی کثرت  
و طرح سے ہوتی ہے واد کے ساتھ جیسے دہسو اور غیر واد  
کیساتھ رہا۔ اسی قبیل سے مصلوۃ و کفوۃ وغیرہ ہیں کہ  
صلوۃ اور کفوۃ بھی لکھ سکتے ہیں۔ دہا کی دو قسمیں ہیں  
(۱) دہا النسبہ (۲) دہا الفضل اول وہ ہے کہ جو  
دہا جاہلیت میں متعارف تھا کہ وہ لوگ کسی کو مال قرض

دیتے تھے اور اس قرض پر ہر ماہ سود لیتے تھے اور قرض کی مدت ختم ہونے کے بعد اصل مال بھی واپس لیتے تھے اگر قرض لینے والا دہت پر دہے سکے سود و گنا کر کے اسے دینا پڑتا تھا۔ ثانی ممکن ہے  
الفضل یہ وہ اشیا کے ساتھ چھڑیں یا ہیں جیسے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان حدیث شریف میں موجود ہے۔ اور وہ ہیں (۱) سود (۲) چاندی (۳) گندم (۴) کھجور (۵) کھجور (۶) لک۔ جبور  
تہمت ہیں کاس پر اطلاق ہے کہ سود کی دلوں قسمیں حرام ہے۔ دہا النسبہ کا دوسرا نام دہا القرض ہے اور دہا الفضل کا دوسرا نام دہا الحدیث ہے۔ و فضیلتہ الشیطان من الحسن۔ یہ کلام  
دہا کے عرب کے لکھنے کے وقت بتایا گیا ہے انکا کہنا تھا کہ شیطان کے چھوٹے سے انسان پاگوں اور دیوانوں کی طرح حرکتیں کرتے لگتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ سود کھانے والے  
تیاست کے دن دیوانوں کی طرح ٹپکیں گے۔ یہ سود کی پیمان ہوگی آیت کے آخری حصے میں بیع اور دہا کو انہیں میں برابر کیے کی ممانعت فرمائی گئی اور یہ واضح کر دیا گیا کہ بیع طلال اور سود حرام ہے۔  
ففسد بفساد الخ جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی تلقین قبول کرتے ہوئے سود سے نبی کی اللہ تعالیٰ نے انکے پچھلے جرم کو معاف فرمائے گا اعلان کیا اور ہر لوگ ہر شخص آئے انہیں جنم کا جزو بنایا گیا۔  
(غرائب القرآن و بیضاوی) حضرت سلیمان کہتے ہیں کہ جو سود کی جانب لوٹے گا اور اکل موت اسی حالت میں ہوگی تو وہ جہنمی ہے بعض نے کہا کہ جو شخص قرض کی اس وصاحت سے جلد کہ بیع اور ہادو  
انک جزی ہیں جن دلوں کو ایک ہی ماسدہ دہا چھی ہے۔ (القرطبی)



رَبِّهِمْ قَاتِلَتهِ قُلْ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ

پس باز مائدہ ازین کار پس اورا ست آنچه گذشت گذار او مغوش ست بخدا ویر کر  
بجز باز آ جائے اس نام سے تو اسکے لئے ہے جو گذر چکا اور اسکا کام اللہ کے پر ہے اور جو کوئی

عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۰﴾

باز گشت بسود خوری پس آں گردہ باشندگان دوزخ اند ایشان دران جا بادیند  
سود خوری کی طرف لئے تو پکی گردہ دوزخ کے رہنے والے ہیں وہ سب اس میں ہمیشہ رہینگے

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ الصَّدَقَاتِ وَالَّذِي لَا يُحِبِّ

ٹاہوئی سازد خدا برکت سود را و افروں کی سازد برکت خیرات را و خدا دوست ندارد  
اللہ سود کے (میب) برکت کو مٹاتا ہے اور خیرات کی برکت کو بڑھاتا ہے اور اللہ دوست نہیں رکھتا

كُلِّ كَفَّارٍ أَتَمِّمَ ﴿۲۱﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

ہر تاجاس گنہگار را ہر آتمے کہ چاہے ایمان آوردہ و کردہ کارہائے شایستہ  
ہر باشرے گنہگار کو ہر یکک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ

اور ہر باشندہ نماز را و دادند زکوۃ را ہر ایشان ست جزو ایشان از زوکیہ  
اور نماز قائم رکھی اور زکوۃ دی اگئے لئے ہے انکا اجر اگئے

رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۲۲﴾ يَا أَيُّهَا

پروردگار ایشان دہشت خوفہ بنایشان دہ اندکشان اندہ میکن شوق اسے  
سب کے پاس اور نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ وہ سب غمگین ہوتے ہیں اسے

الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ

کسانیکہ ایمان آوردہ رسید بخدا و ترک کنید ماندہ است از  
وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی ہے

مستقل ۱

## تَفْسِيرُ الْقُرْآنِ الْعَزِيزِ

۱۔ الصَّحَقُ کا معنی ہے کہ لئے ایک حال کے بعد دوسرے  
حال کی جانب کی کسی طرف مائل ہوناسی سے صحافی  
القصہ یعنی چاندکا آخری بندوں میں ٹھکنے کی طرف مائل ہونا  
ہے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے۔ سود  
کا لین دین کرنے والا جتنا بھی دولت مند ہو جائے اسکا  
انجام فقر کی جانب ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما  
سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سود جتنا  
بھی زیادہ ہو اسکا نتیجہ کی کی جانب ہے۔ حضرت ابن عباس  
رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ صحقی کا  
معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا صدقہ قبول کرتا ہے نہ  
جہاز بچ قبول کرتا ہے اور نہ صلہ دہی۔ حدیث شریف میں  
آتا ہے کہ اس امت کے انبیاء اس امت کے قراء سے  
پانچ سو سال بعد جنت میں داخل ہونگے۔ یہ حال ان  
انبیاء کا ہے جو حال طریقے سے نبی ہوا ہو کھلا کھلا ان  
انبیاء کا کیا حال ہوگا جہاز طریقے سے نبی ہوا ہو۔  
الکفار کھڑے مہالہ کا سینہ ہے۔ جیسا کہ یہ ہے کہ وہ  
ہمیشہ کفر کا نام دینگے انہم بھی مہالہ کا سینہ ہے ہمیشہ  
گناہ پر قائم رہنے والا۔ صدقے کے بڑھانے سے متعلق  
حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ  
نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح تم اپنے بھلے کی پرورش  
کرتے ہو اسی طرح اللہ تمہارے صدقات کو بڑھاتا ہے  
یہاں تک کہ تمہارا ایک لقمہ لقمہ اللہ پیدا جتنا ہو جاتا  
ہے۔ (غرائب القرآن) سود کا وبال اس قدر شرکاک  
ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مال کی برکت کو ختم کر دیتا ہے اگرچہ وہ  
مال بہت زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت ابن مسعود سے  
روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب سود مال  
کی برکت کو ختم کر دیتا ہے پس اسکا نتیجہ مال کی کمی ہے۔  
اسکے برعکس صدقات کو اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے یعنی دنیا میں بھی

اس مال میں برکت عطا فرماتا ہے اور آخرت میں اسکا اجر بھی دے دیتا ہے۔ (اتحرلی) ۲۔ اللہ تعالیٰ نے لِقَسْمَ اٰخِرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ فرمایا لِقَسْمَ اٰخِرُهُمْ علی رَبِّهِمْ نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ عِنْدَ رَبِّهِمْ  
قائم مقام اس جگہ کے ہے جو نقد ہو اور وہ نقد مشرقی کے پاس ہر وقت حاضر ہو جب بھی ہاتھ چاہے اس نقد کو لئے بیکہ غلبہ رَبِّهِمْ اس جگہ کے قائم مقام ہے جو عمارتوں میں کوئی شے نہ ہو اس لئے اہل  
صورت یعنی عِنْدَ رَبِّهِمْ اخص ہے۔ لا خوف علیہم۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جو ہونا کیاں ہوگی ان سے انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا۔ وَلَا لَهُمْ يَحْزَنُونَ یعنی دنیا  
میں جو انھوں نے چھوڑ اسکا کوئی غم نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایسے نفوس تھہر چکے ایک حال سے دوسرے حال کی جانب منتقل ہونے سے انکے درجہات اور بلکہ ہوتے ہیں۔ حضرت ام کہتے ہیں کہ لا  
خوف علیہم کا طے یہ ہے کہ اس دن کے عذاب کا نہیں کوئی خوف نہیں ہوگا۔ وَلَا لَهُمْ يَحْزَنُونَ کا طے یہ ہے کہ جو انھوں نے دنیا کو ترک کر دیا اور دوسرے سعادت لے کر حاصل کیا اسکا کوئی غم  
انہیں نہیں ہوگا۔ یہاں یہ سوال ابھرتا ہے کہ کوئی عورت عادی باللہ ہو اور وہ بلاغ کو پہنچے اور اسے نکاح میں نہ جھل آئے اور جنس کے انقطاع سے پہلے اسکا انتقال ہو جائے اسی طرح کوئی لڑکا عادی باللہ ہو  
اور وہ بلاغ سے پہلے اسکا انتقال کر جائے تو کیا اتفاق ان دونوں کا انتقال اس ثواب میں ہو یا ساتھ انکے کا اعمال سے خالی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے زیر میں کیسے حصول اجر حصول اعمال پر موقوف فرمایا  
ہے۔ جواب اسکا یہ دیا گیا ہے کہ یہ آیت قانون عام ہے اور قانون خاص بعض کی جنہیں سے نہیں ہوتا ہے کیونکہ عام قانون یہی ہے کہ حصول اجر حصول اعمال پر موقوف ہے۔ (غرائب القرآن)







ع اس آیت کریمہ میں تیسرا حکم بیان ہوا ہے۔ سورہ بقرہ  
 دہا اور مقررہ ہے کے بعد اہل مال میں کی ہوتی ہے۔  
 اس لئے اب وہ طریقہ بتایا جا رہا ہے جس سے مالی میں  
 اضافہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ  
 اس سے مراد کلی علم (قیمت) پہلے ادا کرنا اور سالانہ بعد میں  
 مقررہ مدت پر وصول کرنا ہے۔ اِذَا قَدْ اَنْتُمْ یعنی جب  
 تم ایسا معاملہ کرو جس میں دین (ادھار) ہو اور یہ حاجات  
 چارہ جو یہ ہیں (۱) عین کی بیع عین کیساتھ جس میں دین  
 نہ ہو (۲) دین کی بیع عین کیساتھ اور یہ پہلے ہے (۳)  
 عین کی بیع دین کیساتھ اس صورت یہ ہے کہ کوئی شخص جس  
 سواہل (ادھار قیمت) سے بیچے (۴) دین کی بیع عین کے  
 ساتھ اسکا نام نہ لکھا گیا ہے۔ آخر کے دونوں بیع آیت  
 مذکورہ کے تحت میں داخل ہیں۔ الاجسمل بمعنی شے کی  
 مدت۔ اسی سے انسان کی داخل ہے جب اس کی عمر کی مدت  
 پوری ہو جائے۔ اہل کیساتھ کسی کا قاتلہ یہ ہے کہ اہل کا  
 وقت معلوم ہو خواہ وہ وقت سال ہو یا ہفتہ یا فصل کئے کے  
 بارے میں اولاد عاقبتی کے آنے سے متعلق ہو پھر اللہ تعالیٰ  
 نے آیت میں مبادیہ کو دو چیزوں کیساتھ خاص کیا۔ اولاً  
 کتابت دینا اسکا دینی گواہ مقرر کرنا۔ یہ اس لئے تاکہ  
 دونوں جانب اہل ہو جائے اور بھول سے ان میں آ  
 جائے اور دین کی مقدار میں تفاوت و کلاف نہ پڑے  
 پاسے۔ ثانیاً مبادیہ میں عطاء بن حریج اور امام غزالی کا مذہب  
 یہ ہے کہ امر و نجس کیلئے ہے لہذا اہل علم میں کتابت  
 واجب ہے نہ بیع کی صورت میں ترک و نجس کی سزا عائد  
 ہوگی جبکہ مجاہد رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق یہ امر و نجس  
 کیلئے ہے کیونکہ اس کے لئے مسلمانوں کا اہتمام موجود ہے  
 اور نہ لینے پر کثیر مسلمانوں کا اہتمام بھی موجود ہے اور اس  
 لئے بھی کہ کتابت میں سچی و خراج ہے۔ بعض نے کہا کہ

الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَعْتُمْ بَيْنَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى

مومنان اگر معاملہ کنیز با یک دیگر تمام دارن تا مباد مقرر  
 ہو تو اگر معاملہ کر ایک دوسرے کے ساتھ دین کا ایک مقررہ مدت تک

فَاتَّبِعُوهُ مَوْكِتَبٌ بَيْنَكُمُ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ

پس پیروی آزا دہا کے پیرویہ میان شما نویسدہ بالعدل  
 تو تم اسے گھ لو اور چاہئے کہ گھ تہا رہے درمیان گھنے والا انصاف ہے

وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ

وہر باز نوزم نویسدہ از آنکہ نویسد چنانچہ آموختہ است او را خدا  
 اور گھنے والا انکار نہ کرے اس سے کہ وہ گھنے جیسا کہ اللہ نے است سکھاوا

فَلْيَكْتُبْ وَلْيَمْلِكِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ

پس باید کہ دے پیرویہ و انکار نہ آنکہ نام پڑم دے است و باید کہ ترس  
 پس چاہئے کہ گھنے اور جس پر قرض ہے وہ گھنے اور چاہئے کہ وہ اوست

اللَّهُ رَيْئَهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنْ كَانَ الَّذِي

از خدا پروردگار خود نقصان کنیز از اوں نام چیز ہا میں اگر باشد کنیز  
 اللہ سے جو اسکا ذہب ہے اور اس قرض میں سے کچھ بھی نقصان نہ کرے اگر ایسا شخص

عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ

نام پر ذہب و ضعیف یا ترس یا ناتوان یا غی قادر انکار کردن  
 جبکہ ذہب قرض ہے نادان ہو یا ناتوان یا طاقت نہ رکھے گھنے کی

يُؤْمِنَ هُوَ فَلْيَمْلِكِ وَلِيَّهُ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا

پس باید کہ مظاہرہ کار گواہ اور انصاف و گواہ گیریہ دو شاهد را  
 تو چاہئے کہ اسکا دلی انصاف سے گھنے لے اور دو شاهد کو گواہ کر لو

مآزل ۱

کتابت اور استشہاد کا وجہ اللہ کے اس فرمان سے منسوب ہے۔ فَإِنْ آمَنَ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ فَلْيُؤَدِّ الَّذِي الْوَقْدَ اِنْ اَمْنًا۔ یہ حضرت حسن رضی اللہ عنہما اور اہل حکم بن حبیب کا مذہب ہے۔ وَلْيَكْتُبْ اِنْ لَكُمْ  
 شكاية الع یعنی گھنے والا عدل و انصاف سے طریقین کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے غریب میں کی پیش نہ کرے۔ فقہائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ کاتب کا عادل ہونا ضروری ہے تاکہ وہ گھنے میں خیانت  
 نہ کرے۔ مجاہد اور دیگر کاتب کا کاتب کرے تاکہ اگر کاتب اور اثری انصاف کیلئے جائز ہیں دلیل ہو۔ حقیقت میں طریقین کے معاملہ کیلئے یہ حکم ہے۔ وَلَا يَأْبَ شكاية الع یعنی کسی کتابت کا بار اچھے اُن  
 سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے اہل و کرم سے کلمہ سکھا یا اس لئے اسے دوسروں کے کام آنا چاہئے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَأَحْسِنْ مِثْقَالَ اَنْفُسٍ اَللّٰهُ اَلْكَلِکَ یعنی جس طرح  
 اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا تم بھی لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ بعض نے کہا ہے کہ کتابت کا حکم کاتب کیلئے عمل کلی لا یجاب ہے لیکن یہ یا یجاب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوب ہے۔ وَلَا  
 يُضَارُّ شكاية الع وَلَا شَيْءٌ یعنی کوئی گواہ اور گھنے والے کو ضرر نہ پہنچائے۔ عینی کہتے ہیں کہ یہ حکم فرض کلی ہے کہ اگر وہ ایک ہی کاتب پائے اور وہ کتابت کر دے تو کتابت کی قرینیت پائی کا توں سے ساتھ ہو  
 جائے گی اور اگر بیعت سارے کاتب ہوں تو ایک پر کلمہ واجب ہوگا۔ وَلْيَمْلِكِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ الع یعنی عین کیلئے اس کے کہ اسکا قرض ادا کر دے اور اسکا قرض ادا کر دے۔ اطلاق اور المادوں میں ہم  
 عمل ہیں۔ اس میں بھی قلمہ یا گیا ہے کہ گھنے والا یا گھنے والا اللہ سے ڈرے اور حق راچی سے نہ کہ کرے اور نہ دواؤں۔ اُولَا یَسْتَطِيعُ یعنی خا کلمہ نہ سکھاتا ہو یا کچھ طریقہ نہ معلوم اس کی وجہ سے یا  
 زبان نہ جاننے کی وجہ سے۔ فَلْيَمْلِكِ وَلِيَّهُ یعنی ہے جو اس کا برادر صلی مر پرست ہو اور اس کے تمام معاملات کا ذمہ دار ہو۔ اسے چاہئے کہ وہ انصاف کیساتھ گھنے لے اسی طرح اگر کچھ دیکھو یا گھنے ہو یا  
 ترجمان ہو یا دلیل ہو اگر گھنے کی طاقت نہ رکھے تو چاہئے کہ وہ گھنے سے گھنے اور یہ گھنے یا انصاف کیساتھ ہو۔ (غرائب القرآن و پیغامی)



شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ

از مردمان خورشید پس اگر باشند دو مرد  
ایک مردوں میں سے پس اگر دو مرد نہ ہوں

فَرَجُلٌ وَآمْرٌ أُشْرٍ وَمَنْ كَرِهَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ

پس ایک مرد ، وہ ان کتابت سے از کسیکہ رضامند باشد از گواہان تا اگر  
تو ایک مرد اور دو مرد میں کافی ہیں گواہوں میں سے جسے پسند کرو اگر

تُحْضَرِ أَحَدُهُمَا فَتَذَكَّرْ لَهُمَا الْآخَرَىٰ

نہایت تک ایک زن یا مرد کے دیکھ کر دیکھ کر  
بھول جائے ان میں سے ایک عورت تو ایک دوسرے کو یاد دلائے اور چاہئے کہ

وَلَا يَأْتِ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا وَلَا تَسْمَعُوا أَنْ

سر یا زانو گواہان آگاہ کہ طلبیدہ شوند داندہ مشرعیہ از آنکہ  
گواہان آنے سے انکار نہ کریں جب انہیں طلب کی جائے اور کالمی نہ کرو اس سے کہ

تَكْتُمُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ذَلِكُمْ أَقْسَطُ

توسیع حق یا کم باشد یا بسیار تا معاد انی این انصاف تراست  
تم حق کو انکی معاد تک تم کو کم جو یا زیادہ یہ بہت ہی معطلہ (کاروائی) ہے

عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا

نزدیک از خدا دورست تر ہمارے گواہی د قریب تر از آنکہ وہ شک نہوے  
اللہ کے نزدیک اور گواہی کیلئے بھی بہت معطلہ ہے اور اس سے بہت قریب ہے کہ تم شک میں نہ پڑو

إِلَّا أَنْ تَكُونُوا تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُوتُهَا بَيْنَكُمْ

مگر دیکھ باشد آن معاملہ سودا کرتے دست بدست کہ دست گرداں دیکھوے آزا میان خورشید  
مگر جب کہ وہ معاملہ تجارت نقدی سودا ہو جسے اپنے درمیان الٹ پھیر کیا کرتے ہوں

۱۔ یعنی کتابت سے منظور استیضاح اور قریب ضرورت  
گواہ کو طلب کرنا ہے اس لئے اب گواہان کا تذکرہ ہو رہا  
ہے۔ دو گواہان مرد سے لئے جائینگے یا اگر دو مرد نہ ہوں تو  
ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنائے جائیں۔ میں و جب اللہ تعالیٰ  
سے مرد اہل ملت کے رجال یعنی مسلمان ہیں۔ بعض نے  
کہا کہ اس سے مراد احرار یعنی رو آزاد مرد ہیں اور بعض نے  
کہا کہ دو اہل عدالت ہوں۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ  
قبول شہادت کی شرائط یہ ہیں کہ گواہ آزاد بالغ عاقل  
مسلم عادل ہو اور جس پر گواہی دینا ہوا اس کا پاس ضروری  
ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غلام کی شہادت جائز  
نہیں ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام  
شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گواہ کا حکم دیا  
کہ جب اسے بلایا جائے تو وہ انکار نہ کرے اور آئے میں  
کوئی کسر نہ چھوڑے جبکہ غلام کے بارے میں انہیں ہے  
کہ بغیر آقا کی اجازت کے اسے جانا جائز نہیں ہے۔ اس  
لئے اللہ کے کران ولا ینسب الشہدۃ اذ لا ینسب لغیرہ  
کیطابق غلام اس سے قاصر ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ  
علیہ کے نزدیک گواہ کی شہادت ایک دوسرے پر قابل قبول  
ہے کیونکہ انکی دلیل فیمنہم من کل قوم فرمان خداوندی  
ہے پھر اسی آیت کریمہ میں یہ مراعت بھی موجود ہے کہ  
ایک مرد کا بدل دو عورتوں کو مان لیا ہے۔ حضرت امام ابو  
حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سوائے حدود و قصاص کے  
تمام حقوق میں عورتوں کی شہادت درست ہے۔ انا فیصل  
بالحکم فیما فیہ فی الخ تعدد اہل دار کی علت عورتوں کے  
بارے میں اس لئے ہے کہ ان دونوں میں سے ایک کی  
شہادت اسکے بھولنے کی وجہ سے اگر ختم ہو جائے تو دوسری  
اسے یاد دلا سکے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ علت  
مردوں میں بھی پائی جاتی ہے لیکن غزو کی نسبت یہ علت

عورتوں میں زیادہ پائی جاتی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو قاضی افضل فرمایا ہے۔ اس لئے مردوں کی نسبت عورتوں کا التزام کیا گیا ہے۔ اسی مقام میں علامہ فریادین راوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ عورتوں کی تعدد شہادت کی دو فرض ہیں۔ اول حصول شہادت ایک دوسرے کی تائید کے حاصل ہونگی۔ ثانی عورتوں پر مرد کی غیبت میں جان کرنا بھی مخصوص تھا کیونکہ گواہی میں دو صورت ایک مرد کے قاضی مقام ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو عورت پر غیبت اور برتری حاصل ہے۔ ولا تفسحوا انی تکتفوا ضعیفۃ الخ یعنی مال اور سستی نہ رکھو تمہارا لیکن میں چھوٹے جاننے پہنچا ہوا ہوں سے تمام کافی سے کہنا ہے۔ اس لئے کہ یہ منافق کی صفت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کسب نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے کتابت اور شہادت کو تمہیں فائدہ پر عیب فرمایا ہے (۱) کتابت اور شہادت کو تمہیں نہیں ادا ہوا ہے جس کی وجہ یہ کہ جب یہ کتاب ہوگا تو یقین کے زیادہ قریب ہوگا اور حمل سے دور ہوگا جس یا اللہ کے نزدیک عدلی ہے (۲) ان امور کو نیات مطلق کیا اور وہ استقامت میں قائم ہونا ہے لہذا یہ کتابت اور شہادت حفظ اور ذکر کیلئے زیادہ معاون ثابت ہو گئیں (۳) اسکا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اپنے آپ سے ضرور دور کرتا ہے کیونکہ بھولنے کی صورت میں ایک دوسرے کو ضرورت پڑے گا۔ الا ان تکتفوا بیخلافہ خاضعۃ الخ یعنی اگر سوا دست بدست ہوگا لکھ ضروری نہیں ہے یہ بات غریب و غروشت کے وقت ہے یا مطلق کیونکہ احتیاج شہادت ہونی چاہئے۔ بعض نے بیخلافہ خاضعۃ کو بلفظہ انفسہم بدلتی کی جانب رخ کیا ہے کیونکہ قرض و وطن کا ہونا ایک پس دست کیلئے اور دوسرا انفسہم بدلتی کے لئے بلفظہ انفسہم بدلتی سے مراد یہی دست کیلئے قرض دینے پر تھیں اور گواہ ضرور کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ بیخلافہ خاضعۃ میں انفسہم بدلت کے قرض میں کتابت اور شہادت کی رخصت دئی گئی ہے۔ (غرائب القرآن و پیغامی)















الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝ نَزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابُ

خدا تجھ پر جو محبوب اور زندہ تدبیر عالم کلدہ است فرود آورد حق کتاب یا  
اللہ نہیں ہے کوئی محبوب مگر وہ زندہ عالم کی تدبیر کرنے والا ہے آپ پر کتاب نازل کی

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ۝

برائی اور نیکو انجی پیش دست و دست فرود آورد تورات و انجیل را  
حق کے ساتھ تصدیق کرنے والی جو آگے سامنے ہے اور اناری تورات اور انجیل

مَنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ إِنَّ الدِّينَ

پیش ازین ہدایت را نمودن برہمان فرود آورد مجروح را حق آیت کیسے  
اس سے پہلے لوگوں کی رہنمائی کیلئے اور مجروح کو اتارا چنگ دو آیت

كَفَرًا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهْمُ عَذَابٍ شَدِيدٍ ۝ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

کافر شوم آیات خدا ایضا ناست عذاب سخت خدا غالب صاحب انتقام است  
جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیاتوں کا انکار کیا انکے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب صاحب انتقام ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ

ہر آنکہ خدا پوشیدہ نہیں ہر شے سے زمین و آسمان میں  
چنگ اللہ پر پوشیدہ نہیں ہے کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں چھپ سکتی

الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

آیت کہ صورت میسرور در رحم چنانچہ خواہد نیست حق مجبور و بزرگوار  
ہے جو تمہاری صورت اس کے رحم میں ڈالتا ہے جیسا وہ چاہتا ہے کوئی معبود اسکے سوا نہیں

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ

غالب استوار کارست و آیت کہ فرود آورد حق کتاب الہی اس آیت  
غالب حکمت والا ہے حق اور وہی ہے جس نے آپ پر کتاب الہی ان میں سے کچھ آیتیں

منزل ۱

۱۔ واجبی شان نزول کے بارے میں لکھتے ہیں کہ قرآن  
کے چنانچہ اس کا ایک وفد جو ۶۰ افراد پر مشتمل تھا نبی کریم  
ﷺ سے اسلام کے متعلق بات کرنے کیلئے حاضر خدمت  
ہوا۔ ان میں سے ۱۴ انکے اشراف میں سے تھے اور ان  
کا اقوام میں سے تھے۔ ایک انکا امیر تھا جس کا نام عبدالمطلب تھا  
دوسرا انکا مشیر و وزیر تھا جس کا نام ابیہم تھا اور تیسرا انکے مخالف تھا  
جس کا نام ابوہارثہ بن مضر تھا یہ تینوں انکا امیر اور مشیر اور  
حرمی کریم ﷺ سے سوالات کرنے لگے۔ ایک کہنے لگا  
کہ حضرت یسعی علیہ السلام ہی خدا ہیں کیونکہ آپ مردے زندہ  
کرتے ہیں دوسرا کہنے لگا کہ حضرت یسعی علیہ السلام ولد اللہ  
ہیں کیونکہ آپ کا پانی کوئی باپ نہیں ہے یہ سب نبی کریم  
ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ہے جو حسی و قسوم اور انی  
وادی ہے حضرت یسعی علیہ السلام میں یہ باتیں نہیں پائی جاتیں  
اس لئے آپ اللہ کے بندے اور انکے رسول ہیں۔ اس پر  
آپ کی تائید میں آیات نازل ہوئی۔ واضح رہے کہ اس  
وفد نے مسلمانوں کی نماز عصر کے وقت مسجد ہی میں اپنی  
عبادت شروع کر دی تھی کریم ﷺ نے انہیں حج نہیں  
فرمایا اس سے یہ اندازہ نہیں آتا کہ یہ سائیں اور یہودیوں کو  
مسجد میں عبادت کی اجازت دی جائے تو کوئی حرج نہیں  
ہے بلکہ نہ تو مخالف تلوں کیلئے تعالیٰ یہ بات نہیں ہے  
جیسے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک یہودی مسجد میں  
پیشاب کرنے لگا۔ لوگ اس یہودی کو روکنے لگے تو نبی کریم  
ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ اس سے کیاں لازم  
آتا ہے کہ مسجد میں پیشاب پاشنا کی اجازت ہے بلکہ  
یہودی کو اس وقت نہ روکا جائے اور اسکی ناگہی کی بناء پر تھا۔

(غرائب القرآن)

۲۔ یعنی خود بخود اگر کے آپ پر نازل فرمایا۔ قرآن قرآن  
سے ماخوذ ہے یعنی ذات۔ تصور اللہ الہی سے ماخوذ ہے

یعنی مخلوق یا زمانہ کا وزن قطعاً ہے اور انجیل اعلیٰ سے ماخوذ ہے یعنی ظاہر کرنا جسے رب دالے کہتے ہیں لعلہ الارض یعنی زمین کا شت کیلئے ظاہر ہوئی اس کا وزن انجیل ہے۔ انسانی کے قول کو اس  
آیت کے تحت ہاں کیا جا رہا ہے نزل علیک الکتاب بالحق وہی کی طرح ہے اور انزل التوراة والینجیل دلیل کی طرح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تم جانتے ہو کہ توراة اور انجیل بھی آسمانی کتابیں  
ہیں اور تم اسے پڑھتے بھی ہو کیا تم نے اس کتاب میں نہیں پڑھا کہ اللہ ایک ہے خدا کو کوئی شائبہ ہے اور نہ وہ کسی کا باپ ہے اور حضرت یسعی علیہ السلام کے بندے اور انکے رسول ہیں اور نبی قرآن میں بھی لکھا  
ہے کہ تم پر اسے سامنے کیا گیا اور (یہودی اور غریب القرآن) میں یعنی قرآن کے نزول سے پہلے لوگوں کی ہدایت کیلئے تورات اور انجیل اناری گئی۔ انکی ساری ہدایت اجڑنے کے باوجود بھی ہر کوئی  
ایمان نہ لائے تو انکے لئے دردناک عذاب ہے کیونکہ رحمت قائم ہونے کے بعد نہ انکا اس کا حق ہوتا ہے۔ (یہودی) میں عالم میں جتنی بھی چیزیں ہیں وہ سب اللہ کے احاطہ میں ہیں خواہ انکی ہوس یا  
جڑی ایمان سے ہوں یا کفر سے۔ آسمان اور زمین کا جو جو صیغہ کیا تھا ذکر اس لئے فرمایا کہ جی چیزیں ان دونوں سے تجاوز نہیں کر سکتیں۔ (یہودی) میں قرآن کے جو سائیں نے حضرت یسعی علیہ السلام  
الہویت پر دو دلیل قائم کی ایک غیب کی خبر دیا وہ دوسرے سے زندہ کر دیا کہ اس میں جان الہیہ اللہ تعالیٰ نے انکے پہلے شہ کا جواب الہی اللہ لا یخفی علیہ شے البتہ وہ دوسرا  
جواب غیب الہی بغیر انکم فی الاکار علی کلک یشاء سے ہے۔ ہر بات میں حضرت یسعی علیہ السلام خود ہے اور آپ کا علم غیر محدود۔ حضرت یسعی علیہ السلام اپنی مرضی سے کوئی صورت نہیں دیکھ سکتے بلکہ  
اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے کرتا ہے۔ اس لئے حضرت یسعی علیہ السلام اللہ کا دیکھا نہیں اور کہتے۔ (غرائب القرآن)







الْمِيعَادِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا

دھرم یا جہیز آنکے کافر شومہ دلچ کلمہ از ایشان اموال ایشان دن  
دھرم کے نہ بچک دو لوگ جو کافر ہوئے نہ انکے مالی املا دفع کرینگے اور نہ

أُولَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْقَائِرُونَ ۚ كَذَابِ ۚ أَلَمْ

اولاد ایشان از خدا چیز یا ایضا اولاد ایشان کثیر روزخ حال ایشان مانند ال  
انکی اولاد اللہ (کے خطاب) سے کچھ بھی اور بھی لوگ روزخ کے پیر میں چراغ الہا حال بھی

فَرَعَوْنَ ۚ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَآخَذَهُمُ اللَّهُ

فرعون است و آنکے پیش از ایشان بودند روزخ دایمہ آیات باریا نہیں گرفت ایشانرا خدا  
آئی فرعون اور وہ لوگ جو ان سے پہلے گذر چکے ان لوگوں نے جھکا یا ہماری آیتوں کو پس اللہ نے انہیں پکڑا

بِذُنُوبِهِمْ ۚ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۖ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَهْلُ

بہت گناہان پیشان و خدا سخت عقیبت است کچھ کافران کہ مطلوب غواہیر شد  
انکے گناہوں کے سبب اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے آپ فرما دیجئے کافروں سے کہ مغرب تم مطلوب کے جانگے

وَيُسْهَرُونَ ۚ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَيَبِئْسَ الْمِهَادُ ۖ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فُلْتَيْنِ

ویرا جھیت غواہیر شد ہونے روزخ و بدجانے گمہ است و عقبت بہت شامہ داراں او قوم  
اور اٹھانے جاؤ گے روزخ کی جانب اور بہت راتوں کا ہے اور تحقیق تمہارے لئے نشانہ ہے اس میں کہ وہ کرد

الْتَقَيْنَا فِيكَ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ ۚ يَرَوْنَهُمْ

کہ ہم آئندہ یک کردہ جنگ نیکر اور راہ خدا و کردہ دیگر کافر بودند [میدیدہ مسلمانان آں کافرانرا]  
آپس میں ملے ایک اللہ کے راستے میں جہاد کرتا اور دوسرا کردہ کافر تھا دیکھ رہے تھے مسلمانان کافروں کو

مَثَلِهِمْ رَأَىٰ الْعَيْنُ ۚ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَن يَشَاءُ ۚ إِنَّ فِي

وہاں غرضیں دیدن چشم و خدا قوت میدید بہت خود ہر کرا خواہد چوائے اور  
اپنے سے دور اپنی آنکھوں سے اور اللہ قوت دیتا ہے اپنی نصرت سے جسے چاہے وہ جنگ

۱۔ اس آیت کے آخری کلمے یعنی اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ  
المیعداء سے معذرت لیل عام کرتے ہیں کہ لسانی کے  
حق میں جو عید ہے اسکا واقع ہونا لازمی ہے جبکہ کل سنت  
کے نزدیک و عید عدم غم [گناہ معاف نہ ہوا ہوا] کی شرط  
سے شرط ہے جیسا کہ بالاتفاق عدم توبہ کی شرط سے  
مشروط ہے۔ اعدادی کیجئے ہیں کہ یہ بات کیوں نہیں ہے کہ  
وعید الإعداء [مشتبہ کی وعید] کے سوا یہ بات نہ ہو  
الاولیاء و معمول کریں اس لئے کہ ملک وید اہل عرب کے  
زویک کرم ہے۔ بعض نے کہا کہ جب غرض کا وعدہ کیا  
جائے تو اسکا پورا کرنا لازم ہے اور جب منسوخ کا وعدہ کیا  
جائے تو عفو اس وعدہ کیلئے مانع ہو سکتا ہے اور اس لئے بھی  
کہ وعدہ بندے کا حق رب پر ہے اور وید رب کا حق  
بندہ پر ہے اور جو اپنے حق کو معاف کر دے تو تحقیق وہ  
جود کرم لایا اور جو غیر کے حق کو معاف کرے تو اس پر  
امامت ہے یہ وعدہ اور وید کے درمیان فرق ہے۔  
(غرائب القرآن)

۲۔ اس سے مراد تمام کافریں ہیں یا کفرین کا وفد ہے یا عام  
یہودی یا مشرکین عرب ہیں۔ فرعون کے وفد میں اللہ حادث  
بن عاقر بھی تھا اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ میں جاتا  
ہوں کہ مجھ [ﷺ] کی آغرائیاں ہیں لیکن میں اسے لوگوں  
کو اس لئے ہٹاؤں گا کہ وہ کرم کے پوش بھلی کی طرف  
سے جو مخالف ہمارے لئے آتے ہیں وہ قتل ہو جائیگے اور  
کھنسا یہ جانا [ﷺ] کی جانب نہ جانے گئے۔ اس پر  
اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی کہ انہیں مال اور اولاد سے  
کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور یہ جہنم کے آگ سے نہیں بچا سکیں  
گے۔ (بیضاوی وغرائب القرآن)

۳۔ عذاب بمعنی عادت یعنی ان کافریں کی عادت جھلانے  
میں آل فرعون کی طرف سے باوجود یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے آل فرعون کو جہنم والوں دینے لیکن پھر بھی ان لوگوں نے اپنی کھدیب کی۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے اپنے زمانے کے کافریں کیلئے طرح طرح کے تجوات اور مال پیش کیے لیکن ہر جہان  
لوگوں نے اپنی کھدیب کی۔ اس لئے جو حشر آل فرعون کا ہوا پیش انکا بھی ہوگا۔ کیونکہ دلائل عادت میں مشرک ہیں دوسرا بھی مشرک ہو گئے۔ یا العذاب بمعنی دھرم ہے اسوقت حق یہ ہوگا کہ جس  
طرح آل فرعون دائمی طور پر جہنمی ہے ویسے ہی یہ کافریں بھی دائمی طور پر جہنمی ہیں بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اموال اور اولاد سے آل فرعون کو نفع نہیں تھا وہاں اس طرح انہوں نے  
کے کافریں کو بھی نفع نہیں ہوگا۔ (غرائب القرآن) ۴۔ یعنی مشرکین کہ سے فرما دیجئے کہ مغرب تم سب مطلوب ہو گے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے نبی  
کریم ﷺ نے بدر کے بعد نبی تعالیٰ کے بارے میں یہودیوں کو قتل کیا اور انہیں ذرا کیا کہ جو مصیبت ان مشرکین پر آئی اگر تم لوگ بھی باز آئے تو تم پر بھی اتنی مصیبت آسکتی ہے یہ عمر یہود کیلئے گئے کہ سب جنگجو  
ہیں اور جنگی محاملات سے واقف ہیں۔ مشرکین واقف نہ ہونے کی بناء پر شکست کھا گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی اور یہودیوں کو قتل فرمائی تھی اور یہی جیسے مقامات پر مسلمانوں نے شکست  
دی اور اس کے ٹکڑے فرو کرد اور تار کیا۔ (بیضاوی) ۵۔ خطاب قریش سے ہے یا یہود سے اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب منافقین سے ہے۔ جد کے وہ مسلمانوں کی تعداد ۱۳ ہوتی تھی کل چار اہل بیت اور وہ  
گھوڑے تھے جبکہ کافریں کی تعداد ایک ہزار تھی ان میں ایہودیایں حضرت ابو سفیان اسوقت مشرف اسلام نہیں ہوئے تھے اور ابوجہل بھی تھا انکے ساتھ ایک مہاجر جو عادت عادت تھے اور ذرا  
کی تعداد بھی ایک ہوتی یہ سب جنگی محاملات سے واقف بھی تھے۔ (بیضاوی وغرائب القرآن)



تفسير القرآن العظيم

۱۔ واقعہ بدر کو نشانہ بننے کی چار وجوہیں ہیں (۱) مسلمان  
تعداد اور آلات حرب دونوں اعتبار سے کم تھے اس کے باوجود  
غنیاب ہوا اللہ کی نشانیں میں سے ایک نشانہ ہے (۲)  
خود بدر کی خبر بہت پہلے مسلمانوں کو ہی مسمیٰ اور ساتھ ہی  
ساتھ کامیابی کی بشارت سے بھی لہذا بشارت اور خبر کے ہمین  
مطابق ہوا اللہ تعالیٰ کی نشانہ ہے (۳) قریشوں کا آستان  
سے اہل ایمان کی مدد کیلئے آنا اللہ تعالیٰ کی نشانوں میں سے  
ایک نشانہ ہے (۴) مسلمانوں کا وہ گناہ بخشنا بھی اللہ تعالیٰ  
کی نشانہ ہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا فِي مَتْلُبِكُمْ  
النَّاصِرِينَ﴾ (۱) کافرین مسلمانوں کو اپنے سے وہ گناہ دیکھتے  
تھے جنہی وہ برابر (۲) مسلمانوں کی تعداد سے وہ گناہیں چار  
سوار اس سے زیادہ (۳) مسلمان مشرکوں کو تعداد میں  
اپنی مشن دیکھتے تھے۔ (بیضاوی و خازن الرب القرآن)

ج۔ اس آیت کریمہ میں سات قسم کے مشہدات  
(۱) چاہوں گا کہ ان کو کیا کیا ہے (۱) لہذا یعنی عورتیں اس  
لئے کہ اس صفت کو تنسیک کی خاطر پیدا کیا گیا قرآن کریم  
میں ہے خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا  
أَلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي سَآئِرِ  
آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ  
تھارہ سی نفوس سے جوڑے بنائے گئے تاکہ تم سکون پاؤ  
انکی طرف اور تمہارے درمیان مودت اور رحمت پیدا کی  
جی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنے احباب پر زیادہ  
خوف عورتوں کا ہے (۲) اولاد (۳) سونا (۴) چاندی  
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بزار دینار کو قصاص  
کہتے ہیں (۵) کھانے ہوئے گھوڑے کو ادا کی جاتی ہے  
کہ خصل جس ہے انکی واجباتی لذت سے جس اتنی جیسے قوم  
نساء اور عطا وغیرہ لذت افراس عیال کی جی کیلئے آتا

سے ہوگی یا غیرت۔ اول صورت میں اصل ہوگی تو نہاد (غرض یہ کہ اگر قریح ہوگی تو منسلک ۱۱۱۶:۱۱۱۷) یعنی صورت میں اگر نہادیات سے ہوگی تو غضب اور لغت (۱۳۲۱ یا جاری) یا حیوانات سے ہوگی تو گھوڑے کا گھنے کھری وغیرہ یا نباتات سے ہوگی تو زراعت ہے اس طرح سات ہی حاصل ہوئے اس لئے آیت میں سات ہی شہوات بیان کئے گئے ہیں۔ (غرائب القرآن) ح ۱۱ آیت کریمہ میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ ہا کی لذات سے اللہ تعالیٰ کا ثواب بھرتا ہے اس لئے کہ دنیا کی تمام لذتیں قانی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت اور ازواج الطیور و آب دینیے جائیں گے وہ دنیائی ہو گئیں۔ اسی لئے آیت میں جنت اور ازواج کے ساتھ عبدالعزیز آیا ہے پھر ازواج کو ایک اور علت سے متصف فرمایا یعنی مطہرۃ وہ عورتیں پاک ہو گئیں دنیا کی طرف سے نفس اور دیگر پلیدی سے پاک ہو گئیں۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ مِمَّنْ تَحِبُّوا (مطلب یہ کہ خداوند متعال سے ہیں اس لئے کہ جب عبادت سے کوئی کو راضی کرے تو پھر عید کی اعلیٰ منصب کے بارے میں سوچنے کی ضرورت نہیں آتی کیونکہ کاموئی خوش ہو کر نہ صرف اس اعلیٰ منصب پر فائز نہ رہے بلکہ اس طرف سے انعام اگر ہم بھی عطا کر رہا ہے۔ اس لئے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ تَحِبُّوا (مطلب یہ کہ خداوند متعال سے ہیں اس لئے کہ اس آیت کریمہ میں نعمت دہی کے جن درجات و کائنات کے گئے ہیں ادنیٰ اور اعلیٰ بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا کے سزاوارتہ ہیں۔ اعلیٰ دینیہ اور ادنیٰ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا سے اسی لئے سورۃ توبہ میں وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اکبر آیا ہے اوسط و بڑا اور نیکی تحسین ہیں۔ (غرائب القرآن و بیجاوی)

ذَلِكَ لَعِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ﴿٥٠﴾ مِّنَ النَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ

[illegible]

مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ

نوع	زمان	موضوع	جمع	ساخته	از	در
مردمان	مردمان	مردمان	مردمان	مردمان	مردمان	مردمان

وَالْفِضَّةَ وَالْخَيْلَ الْمُسَوَّمَةَ وَالْأَنْعَامَ وَالْحَرْثَ ذَلِكَ مَتَاعُ

حُيُوةُ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْعَاقِبَةِ ۖ قُلْ أَوْفُوا بِعَهْدِكُمْ

گویی دنیا و خدا نزدیک است باز یک گوی که آنرا خیر و بد را

عَلَيْهِمْ ذَٰلِكُمُ الْيَوْمَ الَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ خَشَعَتِ أَسْمَاعُهُمْ ذُنُوبُهُمْ حَبَّ السُّوسِ وَقَعَتْ أَيْدِيهِمْ عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَا يَنصِتُونَ

بهر است ازین مرصعه‌ها باشد نزدیک پادشاه ایشان را می‌بخشد در دین

فَهَا الْأَنْهَارُ خُلِدْنَ فِيهَا وَأَزْوَاجُ مُطَقَّاتٍ وَأَصْنَافٍ مُبْتَدِئَةٍ

چرخا چایچه باشد گاه ادا و باشد از آن پاکیزه و باشد خوشبوی از

وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿١٦﴾ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ النَّبَإَ إِذَا دُعِيَ إِلَى اللَّهِ فَيَدْعُو

و خدا بی است چه بندگان آنکه گویند ای پروردگارا مرا که مایه جان آوردم

اور اللہ تعالیٰ کو دیکھو کہ اسے ۱۰۰ لوگ جو کہنے ہیں اسے تھکاتے ہیں یہ ایک ہم ایوانی ہے











كَلِمَ اللَّهُ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّى فُرُوقَهُمْ وَهُمْ مُّعَذِّبُونَ ۝

کلام خدا ۲ قسم کند میان ایشان پس را بگرداند گردے از ایشان اعراض کسان  
افزنی کتاب کی طرف: کہان کے درمیان بقول کرے پھر ان میں سے ایک کو دھمکے گا کہ وہ میرے دے لے گا

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنَنْتَقِمَنَّ النَّارَ إِلَّا آيَا مَا عٰثَرُوْنٰهُ وَ

انہی بہت آہستہ کہ انہیں گفتگو پر گزرتا رہا کہ روزِ محشر ہر روز سے چند شرارہ شود، اور  
یہ اس سبب ہے کہ انھوں نے کہا ہمیں ہرگز نہ پیچھے کی جہنم کی آگ مگر کھینے کے چند روز اور

عَزَمُوْا فِيْ دِيْنِهِمْ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ كَيْفَ اِذَا جَمَعَهُمُ يَوْمَ

قرینت ایٹھا در دین ایشان آنچه انہیں کیا کہہ رہے تھے ایسی کیا حال ہوگا جب ہم جمع کریں گے انہیں اس دن  
دوکار یا انہیں اکٹھے دین میں جو وہ سب انہیں کرتے تھے ایسی کیا حال ہوگا جب ہم جمع کریں گے انہیں اس دن

لَا رَيْبَ فِیْهِ وَوُفِیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

بے شک نیست وہاں وقام دادہ شود ہر نفسے را اپنے عمل کردہ انہیں ستم کردہ نظر نہ  
جس میں کوئی شک نہیں ہے اور پورا دیا جائے گا ہر شخص کو جسے اس نے عمل کیا اور ان پر عمل نہ کیا جائے گا

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمَلٰٓئِکَ تُوَلِّی الْمَلٰٓئِکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ

گو ہا خدا ایسا ہے خداوند پادشاہی میدہی پادشاہی پر کرنا خواہی دہاں نکھری  
آپ ہیں عرض کیجئے کہ اسے پادشاہت کے مالک تو خدا ہے پادشاہی جسے چاہتا ہے اور دہاں لیتا ہے

الْمَلٰٓئِکَ مَنْ تَشَآءُ وَتُعْزِزُ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۝ یٰۤاٰیُّهَا

پادشاہی او ہر کرنا خواہی اور جہت میدہی ہر کرنا خواہی و خود میدہی ہر کرنا خواہی ہرست  
پادشاہی جس سے چاہتا ہے اور عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ذلت دیتا ہے جسے چاہے حیرت حق ہاتھ میں

الْخٰیضِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ تُوَلِّجُ النِّیْلَ فِی النَّهَارِ

نیل پر آنکہ تو ہر ہر چہ تو تھالی روزی آری شب را روز  
بھلائی سے چنگ تو تمام چیزوں پر قادر ہے ج تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے

مازول ۱

۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن  
نبی کریم ﷺ یہود کے عمارت میں پہنچ گئے اور انہیں  
اسلام کی دعوت دی فہم میں عمارت کے لگا آپ کو ساری لیکر  
آئے ہیں آپ نے فرمایا ملت ابراہیم لیکر آیا ہوں اس نے  
کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے آپ نے فرمایا تم یہ  
بات اپنی توڑاؤ گے ہمیں دکھاؤ وہ دکھا کے تو اس پر یہ  
آیت نازل ہوئی کہی کہتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے  
ہارنے میں نازل ہوئی جن لوگوں نے پیغمبر میں دیکھا تو اللہ  
کے رسول ﷺ نے انہیں درجہ کا حکم دیا یہود نے اس سے  
انکار کیا تو اس پر یہ آیت اتاری۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ  
جب نبی کریم ﷺ یہود کو ان دلائل کی جانب لائے جو  
آپ کی نبوت اور رسالت پر دلالت کرتے تھے اور وہ  
دلائل تو راتہ رات اٹھل میں موجود تھے اس سے ان لوگوں نے  
انکار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (بیضاوی وغراب  
القرآن)

۲ اس آیت کریمہ میں ان کے اعراض اور ایمان نہ ہونے کی  
خبر بتائی جارہی ہے وہ سب اپنے ظن یا ظن سے سمجھتے تھے  
کہ اگر ہم جہنم میں گئے جب بھی اسے دلوں کیلئے جتنے دن  
مانے باپ دادا نے چھڑے کی عبادت کی ہے یا ہم چنگ  
نیوں کی اولاد میں سے ہیں اس لئے وہ ہماری شفاعت کر  
کے جہنم سے نکال لیگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے قول کا رد میں  
طریقے سے فرمایا (۱) ایام معدودہ تک جہنم میں رہنے کے  
بارے میں انہیں کہا اس سے علم آیا یہ تو ان کی سن گزرت باتیں  
ہیں۔ (۲) چھڑے کی عبادت کرنے کا کفر ہے اور کفر نافی طہر  
پر جہنم میں جانے کا سبب ہے اس لئے چند دنوں کی قید یہ  
کہاں سے لگاتے ہیں (۳) ایام معدودہ کی قید کا رد  
لوگ بخیر ہو۔ ﷺ کو کتر سمجھتے تھے اس لئے ان کی مذمت  
کی گئی کہ عذاب ہو۔ ﷺ کفر ہے اور کفر نافی طہر پر جہنم

میں رہے گا۔ (بیضاوی وغراب القرآن) ۳ عروسی ہے کہ قیامت کے روز کافروں کے جہنم میں سے سب سے پہلے یہود کا جہنم ابلکہ کیا جائیگا۔ پھر اس پر گواہی قائم کر کے جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔  
وَوُفِّیَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَّا تَسْتَشِیْعُ سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن ان کی طور پر جہنم میں نہیں رہیں گے کیونکہ ایمان خلود فی النار جہنم میں ہمیشہ رہنے کے معنی ہے (بیضاوی) ۴ اللہ میں ہمیں اجر و ثواب  
کے عوض میں ہے اور یہ اس نام کے خدا کی مشیت سے ہے اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا جو ہم نے اس میں سے ایک بھر لیا جس پر چاروں اکوئی انہیں دیتا تھا حضرت عروسی مومن  
فرماتے ہیں کہ عام اللہ میں نبی کریم ﷺ نے خلق کھائی کا حکم دیا تو جب چالیس دن کا کھائی ہوئی تو اس میں سے ایک بھر لیا جس پر چاروں اکوئی انہیں دیتا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے  
ہارے میں نبی کریم ﷺ کو خبر دی آپ نے اسے ملاحظہ فرمایا پھر اس پر ایک ضرب لگائی تو اس میں سے پچاس روٹی نکلی جس سے آپ نے تمام حیرہ کے حکلات ملاحظہ فرمائے دوسری ضرب میں بھی یہی  
کیفیت رہی جس سے آپ نے اسی دم کے قصور و عیوب ملاحظہ فرمائے تیسری ضرب میں بھی یہی کیفیت رہی جس سے آپ نے قصور و عیوب ملاحظہ فرمایا پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر اکھل نے مجھے خبر دی  
ہے کہ ان کی حالت ان سب ملاحظے میں نکھل جائیگی یہ حکم ملاحظہ کیا جب کرنے لگے اس پر یہ آیت اتاری۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ﷺ نے جو اللہ کے رسول  
ﷺ کو روک کر حج کی خوشخبری دی گئی تو ساتھیوں نے کہا کہ اگر ﷺ ملک فارس، روم، حبشہ، یروشلم، ملک کو کیسے حج کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں تار یا گیا کہ یہ پادشاہت اللہ جسے چاہتا ہے  
ملاحظہ فرماتا ہے اس لئے سب نہیں کرنا چاہئے۔ (بیضاوی وغراب القرآن)







مِنْ خَيْرٍ مِّمَّنْ حَضَرَ أَوْ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَ

از بھٹی و آجی کردہ است از بدی دوست دارد کہ کاش بدوست در میان سے دوست  
بہائی میں سے اور جو کچھ کیا ہے برائی میں سے۔ چاہے گا کہ کاش بدوی ہوئی اسکے درمیان اور

بَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا وَيَعِدُّكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَعُوفٌ

درمیان ان بدی مسافتے اور وہی ترسانہ شمارا خدا از خود وعدہ بسیار مہربان است  
اس برائی کے درمیان دوری کی مسافت اور ترسانا ہے اللہ تمہیں اپنے (غضب) سے اور اللہ بہت مہربان ہے

بِالْعِبَادِ ۚ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ

یہ بندگان کہ اگر دوست دارید خدا را بھی پیروی میں کیجئے تا دوست دارد شمارا  
بندوں پر ہے آپ فرمادیجئے کہ اگر تم دوست رکھتے ہو اللہ کو تو میری پیروی کرو تا کہ دوست رکھے تمہیں

اللَّهُ وَيَعْفِ عَنْكُمْ دُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ قُلْ أَطِيعُوا

خدا و اطاعت شمارا گناہان شمارا خدا آمرزنده مہربان است جو فرماہم دارد  
اللہ اور تمہارے لئے تمہارے گناہوں کو معاف کر دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے آپ فرمادیجئے کہ فرماہم دارد کہ

اللَّهُ وَالرَّسُولَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝

خدا را و پیغمبر را پس اگر نہ گردانید پس ہر جسے خدا دوست نمیدارد کافران  
اللہ کی اور پیغمبر کی پس اگر انہوں نے نہ پیغمبر تو جنگ اللہ دوست نہیں رکھتا کافروں کو

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَالْإِسْمَٰئِيلَ عَلَى

ہر جسے خدا برگزید آدم را و نوح را و اسماعیل را و ابراہیم را و اسماعیل را  
جنگ اللہ نے جنہیں لیا آدم کو اللہ نوح کو اللہ ابراہیم کو اور اسماعیل کو

الْعَالَمِينَ ۝ ذُرِّيَّتُهُ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

عالمیا این جماعت نسل باند بعض آں پیادہ از بعضے خدا شنوای داناست  
سارے عالم پر ہے یہ جماعت ایک نسل سے کہ انکا بعض بعض سے پیدا ہوا اور اللہ سنے والا جاننے والا ہے

منازل ۱

یہ یعنی ہر شخص اپنے اعمال کو پایگا۔ جسے اعمال کرنے  
والے اس دور حسرت کریں گے کہ کاش اس سے اعمال  
اور اللہ کے درمیان مشرق و مغرب کا فرق ہوتا۔ الامم  
ایک نعت کو کہتے ہیں جسکی طرف احتجاج ہو جائے خواہ مکان  
کے اعتبار سے ہو یا زمان کے اعتبار سے ہو۔ (غرائب القرآن)

ع۔ حضرت حسن اور امین جنت فرماتے ہیں کہ نبی کریم  
ﷺ کے زمانے میں کچھ لوگ وہی کرتے تھے کہ ہم اللہ  
سے محبت کرتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت  
شما کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے  
ہیں کہ قریشی مسجد حرام میں جوں کو نصب کر کے استغفرین  
کرتے تھے یہ کچھ کر رہی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسے اصل  
قریشی آدم لوگ ملت ابراہیم کی مخالفت کر رہے ہو یہ نکر  
اللہ قریشی کہنے لگے کہ ہم انکی عبادت اللہ کی محبت کیلئے  
کرتے ہیں اور اس لئے تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں  
اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہیں کی روایت  
ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اسکے محبوب  
ہیں اس پر یہ آیت اتری۔ بعض نے کہا کہ یہ نجران کے وفد  
نے کہا کہ ہم حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عبادت اس لئے کرتے  
ہیں تاکہ اللہ کی محبت حاصل ہو جائے۔ اس پر یہ آیت  
کریم نازل ہوئی۔ اہل اصل ان تمام شان نزول کا مقصد یہ  
ہے کہ تم اپنے اطاعت رسول ﷺ کے اللہ تعالیٰ کی محبت کا  
وہی نہیں کر سکتے۔ (غرائب القرآن) محبت اللہ کا کسی  
شے کی جانب اسکے کمال کی وجہ سے آمل ہونا ہے۔ بدو کو  
جب معلوم ہو گیا کہ کمال حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے  
اس لئے بدو اللہ کی محبت میں گوشش کرنے لگا۔ اسی وجہ  
سے محبت کی تحکیر یہاں ارادۃ الاماعت سے کی گئی ہے  
(بیضاوی) نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے

محبت کرو کہ وہ جس میں خدا ہے اور اللہ سے محبت کرو اللہ کی محبت حاصل کرنے کیلئے اور میری آل سے محبت کرو میری محبت کے حصول کیلئے (مشکوۃ) جو مروی ہے کہ یہ آیت لُفِيَ اِنْ تَحِبُّهُمْ فَيَحِبُّوْهُ  
اللہ اللع نازل ہوئی تو عبد اللہ بن ابی بنیہ کا کچھ ﷺ نے اسی طاعت کو اللہ کی طاعت کی طرف کر دیا ہے اور ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم ان سے اسکی عبادت کریں جسکی محبت اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام  
سے کرتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کے نزول کا خاص مقصد یہ ہے کہ منافقین کسی طرح بھی اہل ایمان کو اطاعت رسول ﷺ سے جانا نہ سکیں۔ (غرائب القرآن) یہ یعنی رسالت اور  
خاص روایات اور روایات سے خاص کیا۔ علی نے کتاب التہاج میں ذکر کیا ہے کہ قرآن مجید اور روایات [جسمانی اور روحانی طاقتیں] دونوں اعتبار سے عام لوگ اسکے برابر نہیں آتے۔ قرآن  
جسمانی بدو کو ہوگی یا عمر کہ بدو کو جسکی وہاں ظاہر [آنگھانک زبان کان اور پچھونے کی طاقت] ہوگی یا بلند [عقل کی طاقت ان دونوں میں عام انسان اور نبیوں کی طاقت وقت میں بڑا فرق ہوتا  
ہے جیسے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں میرے لئے پیغمبر بنی گئی میں مشرق اور مغرب کو ایک دم کچھ نہ سکا ہوں۔ اسی طرح آپ کا فرمایا کہ قرآن نبی میں پیدا ہوا کہ اس لئے کہ میں جس طرح آگے  
دیکھتا ہوں اسی طرح پیچھے بھی دیکھتا ہوں ان جیسے واقعات خاص ظاہر و دالالت کرتے ہیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو لائق پر تعلیقت حاصل ہے۔ آل ابراہیم میں  
حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہ السلام اور انکی اولاد شامل ہیں اور انہیں کی اولاد میں حضرت محمد ﷺ بھی ہیں۔ آل عمران میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام شامل ہیں یا حضرت یحییٰ  
علیہ السلام اور حضرت مریم سلام اللہ علیہا شامل ہیں۔ (بیضاوی و غرائب القرآن)



## تَفَتُّ الْأَمْرَ قَاتِلًا

۱۔ یہاں سے مریم کی اولاد اور زید عمران بن مایان کا واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ مروی ہے کہ حضرت جو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک کوئی اولاد نہ تھی۔ ایک دن درخت کے نیچے بیٹھیں کہ کبھی ایک پرندہ آجے بیٹھ کر کھانا کھا رہا ہے یہ دیکھ کر آپ کے دل میں خیال آیا کہ کاش میرا بچہ بھی ہوتا ہمارا آپ کے دل میں ہی کہے کہ اسے اللہ تعالیٰ جو بھی عطا کرے میں اسے خالص حیرتی عبادت کیلئے چھوڑ دوں گی اور اسے بیت المقدس کی خدمت کیلئے وقف کر دوں گی۔ اگلے بعد حضرت جو حامل ہو گئیں کچھ ہی دنوں کے بعد آپ کے شوہر عمران کا انتقال ہو گیا۔ حضرت حسن کہتے ہیں کہ آپ نے یہ سب اللہ تعالیٰ کے اہام پر کیا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے اللہ تعالیٰ کے اہام پر آپ کو دیا میں والا۔ حضرت صبی کہتے ہیں کہ معجودہ کا مفہم یہ ہے کہ اسے حیرتی عبادت کیلئے خالص کر دیا گیا ہے۔ (غرائب القرآن)

۲۔ حضرت جو جب اور حیرت سے کہنے لگیں یا اللہ میں نے لڑکی بنی وہ حیرت مگر کی خدمت کیسے کر لگی۔ اگلا یہ کہنا اس لئے تھا کہ اگلی شریعت میں بیت المقدس کی خدمت عورت نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے کہ عورت کی خدمت میں دوام نہیں ہے عوامی نساؤں کے وقت خدمت سے معذور ہوتی ہے اور اس لئے بھی کہ اگلی خدمت پر لوگوں کی جانب سے حسرت بھی حاکم ہو سکتی تھی سو کہ سن اللہ تعالیٰ یعنی جس لڑکے کو تم نے طلب کیا تھا اس لڑکے سے بہتر میری عطا کر دیا لڑکی ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کے گوشہ گوشہ میں ہاتھ دھرتا ہے جس سے بچہ دو پڑتا ہے۔ سوائے مریم اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ واضح رہے کہ شیطان کا یہ عمل اس لئے ہوتا ہے تاکہ وہ دنیا میں آنے والے کو اغواء کرے اور

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي

آہ کہ گفت زن عمران اسے پروردگار من پر آنکہ نذر تو کرنام آنچه در جوت عمران کی خدمت نے عرض کی اسے میرے پروردگار چنگ میں نے حیرے لئے نذر آئی جو کچھ

بَطْنِي مُحَرَّرًا فَقَبَّلَ مِنْيَ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱﴾ فَلَمَّا

ہم من است آزاد کرد پس قبول کن از من پر آنکہ قولی شنوای دانست پس ہوں میرے غم میں ہے آزاد کیا ہوا پس تو قبول فرما میری طرف سے چنگ تو ہی سننے والا جانے والا ہے ایک جب

وَضَعَهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

نذر دخر را گفت اسے پروردگار من پر آنکہ زلام این دختر را دفعا دانست لڑکی جنی تو عرض کی اسے میرے دب بچک میں نے لڑکی جنی اور اللہ جانے والا ہے

بِمَا وَضَعْتُ ۖ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۖ وَإِنِّي سَمِيتُهَا مَرْيَمَ

آپنی دلی نذر و نیست فرزند نامہ دختر و برآنکہ من نام کرد آزاد ہونم جو کچھ میں نے جنی اور نکلی ہے لڑکا لڑکی کی مانند اور بچک میں نے اسکا نام مریم رکھا

وَإِنِّي أَعِيزُهَا بِكَ وَذَرَيْتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿۲﴾ فَقَبَّلَهَا

وہر آنکہ من در چہ تو تنگم او و نسل دوا از شیطان ملعون پس قبولی کرد مریم را اور بچک میں اسے اور انکی نسل کو شیطان ملعون سے میری پناہ میں دیتی ہوں جنی قبول فرمایا مریم کو

رَبُّهَا يَقْبُولُ حَسَنًا ۖ وَاتَّخَذَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۖ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ

پروردگار او قبول نیک و پاییدہ ساخت دوا بالبدن نیک و خیر گیر بر وی ساخت زکریا را اسے دے دے بہترین قبول کے ساتھ اور بنجھا اسے بہترین پامانے کے ساتھ اور اسکا کل مال زکریا کو

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ

ہر گاہ داخل شدت بر مریم زکریا در مسجد یافت لڑکی او روزی را گفت جب بھی داخل ہوتے زکریا مسجد میں تو میں کے پاس روزی پاتے تھے کہ

مآذول ۱

ہاتھ مار کر بتا دیا ہوا اس نے جس والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے محفوظ رکھا۔ (غرائب القرآن و بیانیہ) حج جنی اللہ تعالیٰ نے حضرت حدیٰ نذر قبول کرتے ہوئے لڑکا کی جگہ اس لڑکی کو قبول فرمایا۔ مروی ہے کہ حضرت جو سے حضرت مریم کی ولادت کے بعد انہیں ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس پہنچ گئیں اور وہاں رہنے والے رہا ہوں سے کیا کہ میری اس لڑکی کو اس مگر کی خدمت کیلئے قبول فرمائیں۔ وہاں کے صاحب اس لڑکی کو لینے کیلئے نوٹ دیا جس میں حضرت زکریا علیہ السلام بھی تھے آپ نے فرمایا کہ میں اس لڑکی کی پرورش کا بارہ خدا ہوں اس لئے اس لڑکی کی خال میرے گھر میں ہے۔ آخر میں قرعہ اندازی پر بات آکر کہی۔ چنانچہ ان دونوں کے ہم فرما دیا کہ ان کی جس میں سے حضرت زکریا علیہ السلام کا: ماکل آیا اس طرح انکی پرورش آپ کے پر کر دی گئی۔ غرض انکی زنجیرا جنی حضرت زکریا علیہ السلام نے انکی کلاں کی۔ یہ سب اگلی طرف بخاری ہے اور حدیثات کرنے والا اللہ ہے۔ مروی ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام جب حضرت مریم کے پاس سے گئے دیر چلتے تو سات دروازوں میں تالے لگا کر چلتے جب وہاں آتے تو بے موسم ہوں وہاں موجود پاتے۔ لڑکی کے ہاتھ میں مروی کا پھل اور مروی کے ہاتھ میں گری کا پھل یہاں محراب ہوتی کہ پروردگار کے ساتھ ہے یا مسجد کا ایک حصہ جہاں امام کھڑا ہوتا ہے اسے محراب اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں سے مسجد بنے شیطان یعنی شیطان سے لڑائی ہوتی ہے۔ (بیضادی) یہ آیت کریمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اولاد کی خواہش کرنا مرسلین اور محدثین کی سنت ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنے غلاموں کیلئے دعا فرمادیں آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور جو تو انہیں عطا کر اس میں برکت دے ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما اور قبر میں اس کے درجہ کو بلند فرما اور اس کے پیچھے اسکا نائب بن جائیں اور ادا: عطا کرنا۔ (الغزالی)



































۱۔ یعنی توراۃ اور انجیل میں حضرت محمد ﷺ کے بارے میں جو بشارت ہے اسکا لکھنا انکار کرتے ہو یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عقیقہ منسلک ہونے کے بارے میں کیوں انکار کرتے ہو۔ یا اللہ کے نزدیک دین اسلام پسندیدہ ہے اسکا کیوں انکار کرتے ہو۔ خاصۃً یہود مسلمان اور عجم کے سامنے ان اوصاف کا جو نبی کریم ﷺ کی نبوت پر دال تھے انکار کرتے تھے اور جب قرآنی میں ایک دوسرے سے ملنے پر انکا انکار کیا کرتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے وَكَفَىٰ خُفْيَةً لِّكَ فرمایا۔ یہی ہو سکتا ہے کہ وہ سب جانتے تھے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اسکا دل انکی کو ای ذیلتا پھر بھی نہیں مانتے تھے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ جملہ بھڑات جو نبی کریم ﷺ سے علیحدہ پڑ رہے ہوئے ان سب کی حقانیت جانتے تھے انکے باوجود بھی انکی صداقت کا انکار کرتے تھے۔ (غرائب القرآن)

۲۔ حضرت حسن اور حضرت احسان ربیع فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے اپنی طرف سے توراۃ و انجیل میں حادیا اور لوگوں کو بتایا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ لوگ دن کے اول حصے میں رکھلائے کیلئے ایمان لاتے اور آخر حصے میں انکار کر دیتے تھے انکا یہ عمل جہالت کی بناء پر نہیں تھا بلکہ جان بوجھ کر ایسا کیا کرتے تھے اس لئے فرمایا اَنْتُمْ تَغْلِبُونَ (غرائب القرآن)

۳۔ سنی کہتے ہیں کہ یہود خیمہ میں سے باہر کی عرب کے بارہ ہتھول لئے فی کربلا کو گام بنایا کہ مسلمانوں کو شک میں لانے کیلئے حج کے وقت میں ایمان لے آؤ اور شام کے وقت یہ کہہ کر باہر جاؤ کہ ہم نے اسلام میں کوئی غریبی نہیں دیکھی اور محمد ﷺ میں کوئی غریبی نہیں دیکھی اس لئے ہم دوبارہ یہودیت کی جانب ہجر رہے ہیں تاکہ دوسرے

يَضْمُرُونَ ۖ يَا هَٰؤُلَاءِ الْكِتَابُ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

کی یا شجر اے اہل کتاب چرا کافر شوبہ کہجائے خدا دانستہ شہور نہیں رکھتے ہیں اے اہل کتاب کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی آیتوں کا جان بوجھ کر

يَا هَٰؤُلَاءِ الْكِتَابُ لِمَ تَكْفُرُونَ الْحَقُّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْفُرُونَ بِالْحَقِّ

اے اہل کتاب چرا غلط منکبہ حق را با باطل دہا سپید حق را اے اہل کتاب کیوں ملاتے ہو حق کو باطل کے ساتھ اور کیوں چھپاتے ہو حق کو

وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۖ وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنُوا بِالَّذِي

دانستہ چھپتے گمراہے از اہل کتاب ایمان آرید آنچه جان بوجھ کر ہے اور کیا ایک گروہ نے اہل کتاب سے ایمان لاؤ

أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَانْقَضَتْ الْيَوْمَ لَعَنَهُمُ

فرود آروڑ است بر مسلمان اول روز انکار کنند تا باشند کہ مسلمان ایسا کیا ہے مسلمانوں پر دن کے اول حصے میں اور انکار کر دو دن کے آخر حصے میں شاید کہ مسلمان

يَرْجِعُونَ ۖ وَلَا تُؤْمِنُوا إِلَّا بِمَا نُنَزِّلُ فَإِنَّهُ هُدًى لِّلَّذِينَ

برگردد و حق را مشہور مگر کہے تاکہ جودی دین شک کہ جو جزئہ ہدایت تباں است کہ چاہت پھر جانیم حق اور یقین نہ کر و گمراہ جس نے شہادے دین کی جودی کی آپ فرما دیجے کہ یقین و ہدایت وہ اللہ ہی

اللَّهُ أَنْ يُؤْتِيَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مَّا أَوْفَيْتُمْ أَوْ يُخَاجِكُمْ عَنْدَ رَبِّكُمْ

خدا است کہ تم پر یا تنہا آجہ دادہ شود و شکس مانند آجہ دادہ شود و ایہ تخایا کرد ہے اہرام و ہجر شمارانہ پر و در گاراج کی ہدایت ہے جو (دین) تمہیں دیا گیا ایسا کسی اور کو دیا جائے یا ایک گمراہ تمہیں اسلام دیتا ہے شہادے رب کے

قُلْ إِنْ الْفَضْلُ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

کہ جو نعمت بدست خداست میدہد آنرا ہر کہ خواہد و خدا فراخ نعمت و داناست نزدیک آپ فرما دیجے نعمت اللہ کے ہاتھ میں ہے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ وسیع نعمت والا داناست

مسلمان غلوک و شہادت میں مبتلا ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکے منصوبے کو ناکام بنانے کیلئے قبل از وقت اُنکی خبر دے دی۔ (ابن جریر) دوسرے قول کے مطابق کعب بن اشرف اور مالک بن صفین نے غول قبلہ کے بعد پر گرام بنایا کہ ان کے اول حصے میں ایمان لاکر کعب کی جانب نماز پڑھو اور آخر میں بیت المقدس کی جانب اور لوگوں کو تاکو کر ملائے یہود و نصرانی سے زیادہ جانتے ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کے دل میں شکوک پیدا ہو گئے اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت خبر دیتے ہوئے آیت نازل فرمائی۔ (بیضاوی) چاہتا چاہئے کہ ملائے یہود نے دو چیزوں کا حکم دیا تھا ایک یہ کہ ان کے اول حصے میں ایمان لاؤ اور دوم یہ تھا کہ آخر حصے میں انکار کر دو تاکہ مسلمانوں کے دل میں شکوک و شبہات پیدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قُلْ إِنْ الْهُدَىٰ هُدًى لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ سے جواب دیا کہ ان مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت تو ای و اسکا ہر لمحہ اس قسم کے شبہات سے اہل ایمان شکوک میں نہیں پڑتے۔ یہود نے کہا کہ اِنْ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ یعنی فضل اللہ تمہیں عسکت اور نبوت پہنچا رہی ہیں اس لئے کہ محمد ﷺ کی نبوت سے انکار کر دو کیونکہ یہ ہمارے لوگوں میں اُنکی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اسکا جواب دیتے ہوئے فرمایا قُلْ إِنْ الْفَضْلُ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ یعنی فضل اللہ کے مست قدر ہے وہ جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ یہاں فضلی سے مراد رسالت ہے اور نعمت میں فضل زیادتی کو کہتے ہیں۔ اسکا اکثر استعمال زیادہ احسان میں ہوتا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ نبوت بھی فضیلت پر مبنی ہے۔ جسے انسان کعب سے حاصل نہیں کر سکتا۔ (غرائب القرآن)







الْأَخْلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يَكْلِمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ

سچ نصیب نیست ایساں اور آخرت بخیر محفوظ ہالیاں خدا و ملائکہ ہر سے ایساں  
 کہ نصیب ہے ان کے آخرت میں کوئی حصہ اور اللہ ان سے کلام نہ فرما دیکر اور ملائکہ نہ کرے گا ان کی طرف

نَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يَزِيدُهُمْ وَلَهُمْ عَذَابُ النَّارِ ۖ وَإِنْ مِنْهُمْ

روز قیامت، وہ ایک ترازو پیش فرما دے گا جس پر تمام اعمال کا موازنہ ہوگا۔ اور جو شخص اس میں کمالات کی بات لکھی ہوگی، وہ اپنی عزت و شرف کے ساتھ جہنم بھیج دیا جائے گا۔

لَفَرَّقًا يَلُومُونَ الْآيَاتِ لَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ

گروہ ہے جسے گریچہ زبان خورشید کا نقشہ چ گمان کفایت کے آں از کتابت

وَمَا هُمْ مِنَ الْكِتَابِ يَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ

نہیں آں از کتاب و معجزہ ایسی از نزد خدایت و نیست آں  
اور وہ کتاب سے نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ اللہ کے طرف سے ہے اور انھیں ہے وہ

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٥٨﴾

از: فقہاء، ائمہ کرام، علماء دین، روحانی و مادی علما، دانشمندان، استادان

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ

مراواور نیست چو آدمی را که عطا کند اورا کتاب و علم و نبوة باز  
مراواور نہیں ہے کسی آدمی کو کہ اللہ اسے کتاب اور علم اور نبوت عطا کرے پھر

يَقُولُ النَّاسُ كُنُوزًا عَادَآئِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُنُوزُهُ

گوچہ ہرمیان ہندوگانا شویہ سرا جونا خدا لیکن مثل ایہا شخص متکوہ کہ شویہ  
 لگوں سے کہے کہ انکو کچھڑ کہہ رہے ہندے بن جاؤ لیکن (اس شخص کے بدلے) ہو جاؤ

١٢١

۱۔ اولیٰ تک لا ینکلنہم اللہ البع اس میں انکی عزت میں کوئی حصار و ممانع نہیں ہے۔ ۲۔ لا ینکلنہم اللہ البع اس میں انکی عزت کی جانب اشارہ ہے کہ انکی عزت اس حد تک ہے کہ نہ تو اللہ تعالیٰ ان سے کام فرمائیے اور نہ انکی جانب نظر التفات فرمائیے۔ ۳۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اس میں انکی تکلیف کی جانب اشارہ ہے۔ ۴۔ تحقیق فرماتے ہیں کہ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی نعمت نامرغی کا ذکر ہے کیونکہ اس قسم کے کلمات اجمالی نامرغی کے حوالے کیے جاتے ہیں (غرائب القرآن)

ع حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ چود چھاندا ہے، انھوں نے لکھ کر کعب بن اشرف کے پاس لے گئے جو بحرِ قرظ کے یہود کے استے اپنی نواۃ میں لکھ ڈالا اور نبی کریم ﷺ کی نبوت کو بدل ڈالا۔ فقال: کیجئے ہیں کہ ان لوگوں نے حرکاتِ اعراب بدل ڈالے جس سے معنی خیر ہو گیا کہ نگہ بَلَّوْا نَ الْاَلْهٰی ہے، باخود ہے چکا معنی ہے کہ استقامت سے رہنا کر لڑ جائیں گی، بجانب الے جاتا ہے۔ یہ کام انھوں نے اس لئے کیا تاکہ لوگوں کو نبی آخر الزماں کی جانب سے بھیجے ڈالیں جسٹن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اگے اس مکر کی خبر مسلمانوں کو پہلے ہی دی تھی۔ (غرائب القرآن)

مع اس آیت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اور رفع قرعہ  
یہود میں سے اور السیدہ خوران کے خضاری میں سے ان  
دونوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ کیا آپ چاہتے ہیں  
کہ ہم آپ کی عبادت کریں اور انکو رب بنائیں۔ آپ  
نے فرمایا مولا اللہ کہ ہم فیما اللہ کی عبادت کا حکم دیکھا اور  
انہیں رب بنانے کا حکم دیا مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کام کیلئے  
مبعوث نہیں فرمایا۔ اس کی تائید کیلئے آیت نازل ہوئی۔

دوسرے قول کے مطابق ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم تجھ کو سلام کرتے ہیں جیسے کہ تم ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں کیا ایمان چلو جو نہ کریں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے واسطے کہ میں نے اپنے جانک  
کلمہ ہے لیکن اپنے نبی کی تعلیم کو، اور ان کے اہل کائنات پیچھا کریں۔ دوسرے قول کے مطابق یہودیوں نے کہا ان کا کوئی بھی افضل کے اس اور جب تک میں پہنچ سکتا ہے میں پر ہم سب قائم ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
کہ تم نے جو دعویٰ کیا ہے اگر وہ سچ ہے تو چاہئے کہ لوگوں کی خدمت گزار میں مشغول نہ ہو کیونکہ تم خود صاحب عقل ہو۔ اس آیت کو یہ کامیاب ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کی بندہ کو نبوت سے مشرب نہیں فرماتا  
مگر جب تک کہ اس اس لائق نہیں فرماتا کہ وہ اپنی عبادت و پرستش کسی سے نہ کرے۔ تحقیق کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کرامتیں ہم السلام کو نبوت فرمانے سے پہلے ایسے اوصاف سے متصف فرماتا  
ہے کہ وہ خود نورا، جفا، فی میں ذوق اللہ جیسے کمالات سے پاک ہوتے ہیں اس لئے نبیوں میں سے کسی نے بھی ایسا نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ ان کے شمس کو تو تھریز اور مریض کے اعتبار سے کمال داتا ہے۔  
دعا میں: میوہ یہ کہتے ہیں کہ دنیاوی رب کی جانب منسوب ہے یعنی غلبہ یعنی ایسا شخص جو اسکی اطاعت میں سوا کعبت کرے جیسے اطاعت اور فرمانبرداری کرنے والے شخص کو زحمتی بھی کہتے ہیں۔  
اس میں الف اور نوں ذہاد ہیں تاکہ یہ کمال صفات پر دلالت کرے۔ جیسے شعیر اسی التحصانی اور رقیبانی وغیرہ۔ کثرت مال والے کو شعورانی، فی دالامی والے کو شعورانی اور نوں کی مراد والے کو  
رقیبانی کہتے ہیں۔ ہر کہتے ہیں دینانیوں اور اب ظلم کہتے ہیں اور انکی اور ہر بات سے جس کی شان یہ ہے کہ وہ لوگوں کو علم سکھاتے ہیں۔ اقبال کہتے ہیں۔ دلی کرانی کہتے ہیں کیونکہ انکی بھی اطاعت کی  
جاتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ عربی کا نہیں ہے عربی کا یہ کاسرانی کا ہے ہر حال یہ لفظ انسان کے علم پر عمل پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے وصال پر محمد بن حنفیہ نے کہا کہ  
تاریخ اس است کہ دلی کا وصال ہو گیا۔ (غرائب القرآن)



تفسير القرآن

۱۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تعلیم، علم اور قرأتِ ربانی کیلئے سبب ہیں اور علمائے ربانی کیلئے ضروری ہے کہ انکی تعلیم، تعلیم اور دراستہ حب اللہ تعالیٰ کیلئے ہوں جو اس مصارف کیلئے مصروف نہ ہو وہ نقصان میں ہے۔ اسی بنا پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتا ہوں ایسے قلب سے جس میں شہوہ النہا نہ ہو اور ایسے علم سے جس سے تقصیر حاصل نہ ہو۔ (غرائب القرآن)

یعنی کسی بشر کیلئے مناسب نہیں ہے کہ جب اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی منصب مل جائے تو وہ لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم دے مگر نہ جسد و المارکہ و نہ الشیخ و نہ اربابا۔ اس کے تحت ہی کریم ﷺ نے قرآن کی کفر و مشرک کی عبادت سے روکا اور یہود و نصاریٰ کو حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عبادت سے منع فرمایا۔ السلیس میں صاع محمد ﷺ کے سبب شامل ہیں گویا کہ آپ اس دعویٰ کی جیسے زعمۃ انبیاء سے خود بخود رکن گئے۔ اس قیامت کے آخری ٹکڑے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطاب مسلمانوں سے ہے کیونکہ آخر میں یہاں تکفیر بقولہ اذ انتہہ مُبْلِسُونَ ہے۔ ایسی صورت میں ان مسلمانوں سے خطاب ہوگا جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی تھی۔ (غزوات القرآن)

ج۔ رجا کے کہنے میں کراہی قدم ہوں ہوگی واٹھ خستہ بنا  
محمّد بنی القرآن اِذَا اخَذَ اللّٰهُ لِعَمَلِهِ السَّحَابُ يَا دُو

نیکے قرآن میں جب اللہ نے وعدہ لیا۔ اس میں دو  
اسلامات ہیں پہلے اشمال کے مطابق چار اقوال ہیں (۱)  
اخذ ملاقات یعنی ملاقیئے والا ہے اور ماخوذ ملحق یعنی  
جن سے وعدہ کیا گیا نہیں ہیں۔ یہ قول حضرت سعید بن  
جبیرؓ حضرت حسن اور طاووس کا ہے پھر اس قول پر حضرت علی  
رضی عنہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت آدم ؑ نے حضرت

یعنی اللہ جل جلالہ تمام انبیاء سے یہ عہد لیا گیا کہ اگر تمہارے زمانے میں حضرت محمد ﷺ تشریف لائیں تو تم سب ان پر ضرور ایمان لانا اور انکی مذکورہ حضرت ملی اللہ کی اس روایت پر نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان صحت کیلئے کافی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی اللہ جل جلالہ کی حیات سے ہو تو اگلے اگلے ملے گا۔ اگلے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ مجھ پر ایمان لائے (۲) لیکن سے مراد وہ ان انبیاء ہیں اور یہاں حقیقت کا رد و نف ہے یعنی اللہ جل جلالہ لیکن۔ (۳) لیکن سے مراد امت ہے یعنی یہ واحد اولاد نبی یا امتی سے لیا گیا تھا کہ قرآن کریم میں لفظ نبی ﷺ بول کر متحدہ دینوں پر اس مراد ہے جیسے یٰٰذَا يٰٰهٰذَا الشُّبٰنِ اِذَا خَلَقْتُمُ الْبَشَرَةَ لِمِثْلِ اٰیِ خٰرِجَ مِنْ بَیِّنٰنٍ لَّا تَعْلَمُوْنَ (۴) لیکن یہاں پر آخری کتاب مراد ہے یعنی اہل کتاب سے تو رواد اور گھیل میں وعدہ لیا گیا تھا کہ جب نبی آخر الزماں تشریف لائیں تو تم سب ان پر ایمان لانا اور تشریف دین یا انکی مدد کرنا۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ہر ایک نے اپنی امتی سے عہد لیا کہ اگر تمہارے رہتے ہوئے نبی آخر الزماں ﷺ تشریف لائیں تو تم سب ان پر ضرور ایمان لانا اور انکی مدد کرنا۔ اس احتمال کی چند باتیں اسکے بعد لائی گئی ہیں جو چاہتی ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ ان کے بعد لیکن کہا گیا جو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان کے لائق نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہل کتاب وَاِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِثَاقَ الْمَلٰٓئِکَةِ اَوْفُواْ بِالْعٰہِدِ (اور یاد کرو جب اللہ نے اہل کتاب سے وعدہ لیا) پڑھتے تھے اور ہم وَاِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِثَاقَ النَّبِیِّیْنَ (اور یاد کرو جب اللہ نے نبیوں سے وعدہ لیا) پڑھتے تھے تو فرمایا کہ اس سے مراد اہل قوم ہے۔ (بہارِ مدنی و غرائب القرآن)

رَبِّنَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ الْكَلْبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ﴿٦٦﴾

رہائی      ہسپتال      آمبولنس      کتاب      خواتین      آل

اللہ والے کتاب کی تعظیم اور خود اپنے لئے حب ہے۔

وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الصَّلَاحَ وَالْجَمْعَ أَرْبَابًا

دینیت مرادار کہ فرمای شہرا پروردگار مگیرید فرشتگان و ظہر ازرا

اور نہیں ہے سزاوار کہ تمہیں حکم ہے اب ہمارے ۲ فرشتوں اور چنچروں کو

أَيُّكُمْ بِالْكَفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿٦٠﴾

آیا فکر لرزاید شما بعد از آنکه مسلمان شود یا بشود ؟

میاں کا کفر کا عزم نہیں رہا ہے۔ بعد اُنکے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْنِ نَسْفَثُهَا فِي الْبَحْرِ

آٹکھ، کہ گزشتہ خدمات فعال پیمانے کی آٹکھ (نام) ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰

اور جس وقت کہ اللہ تعالیٰ نے ظہیروں سے وعدہ لیا کہ جو میں تمہیں دوں گا کتاب

وَأَمَّا تِلْكَ الْأَمْثَلُ الَّتِي نَقُصُّ عَلَيْكَ فَأَبْلَغَ الرِّسَالَةِ

علم از چراغ بشماره پنجمین روز کفله آید

اور نکلتے پھر آئے تھوڑے پاس ایک رسول تعیناتی کرنے والا جو تہات پاسبان ہے

وَأَقْرَبُ

المثاليون أريدوا بالخير واليتم راعي - ربيهم اودوا فرمهم خيرا آيا اقرارك ربي لظنيد

7 غنوں ایمانی ۱۵ آئے اور پھر انکی دعا کر کے اللہ نے طوفان میں تم سب نے اقرار کر لیا اور

۱۲۰۰

[illegible]

۱۱۔ اقراء ۲۔ مہرا بھاری عہدہ لیا عرض کی ہم نے اقراء کیا ۳۔























## تَفْصِيْلُ اَلْمَعْنٰی

۱۔ یعنی تم پر اللہ کے رسول ﷺ کتاب اللہ کی تلاوت فرماتے ہیں۔ اس لئے جب تمہارے پاس کتاب اللہ سے سمجھانے والے نبی ﷺ موجود ہیں تو شک و شبہات ڈالنے والوں کی باتوں کی جانب توجہ مت دو۔ قرآن کریم دینی دنیا تک نبی نور انسان کی جانب کیلئے موجود ہوگا یہی کریم ﷺ اگرچہ ظاہری صورت میں ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن آپ کا نور دینی دنیا تک قائم ہوگا۔ اسی لئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم اسے مضبوطی سے تھامو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب اللہ اور دم مری علیہ السلام۔ (غرائب القرآن)

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آیت **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ عَنَّا تَقِيَةً تَارِلًا** ہوئی تو مسلمانوں نے اپنے آپ کو پرہیز کی کیونکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ انکی اطاعت کی جائے ایک لفظ بھی انکی نافرمانی نہ ہو۔ ہمیشہ اسکا شکر ادا کیا جائے یا شکر نہ ہو ہمیشہ اسے یاد رکھا جائے کبھی بھی اسے نہ بھولایا جائے اسکے تمام احکامات پر عمل کیا جائے اور تمام سے بچا جائے اللہ کے راستے میں کسی غلامت کرنے والے کی پروا نہ کی جائے اور اللہ بن رشد دارالاربعین راجعہ انصاف قائم کیا جائے۔ ظاہر ہے اس طرح سے عمل کرنا دشوار ہے تو اللہ تعالیٰ نے **لَا تُقَاتُوا اللَّهَ عَنَّا تَقِيَةً تَارِلًا** میں تخفیف فرما دی۔ مجبور مفسرین کرام کا کہنا ہے کہ یہ آیت غیر مستخرج ہے اور غنی فقہاء واجب تقویٰ کے معنی میں ہے۔ اگر اس آیت کو مستخرج نامیں گے تو لازم آجیگا کہ بعض خاصین مہاجر ہیں جو کہ کچھ نہیں ہے جو گناہ بطور لیسان سمجھ اور خطا ہو جائے شریعت نے انکی معافی کا اعلان بھی کیا ہے۔ ان لئے ہر قسم کے گناہوں سے بچنا لازم ہے اور لیکن آیت کا مطلب یہ ہے۔ **وَلَا تُقَاتُوا اللَّهَ عَنَّا تَقِيَةً تَارِلًا** اس

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمُ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كُفْرًا ۖ وَيَكَيْفَ تَكْفُرُونَ

اس کتاب کا کافر کرنا۔ ثا۔ را۔ بعد از اسلام ثا۔ و۔ بکون کافر شوبہ جہاں کتاب سے ہیں تمہیں کافر بنادالیں گے تمہارے ایمان کے بعد اور کیونکر کافر ہونے دو مالا کہ تم پر اللہ کی **وَأَن تَشْكُرُوا لِلَّهِ عَلَيْهِمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ** وامن یعصمہ باللہ

و غنائم کی شوبہ پر آیت خدا و درمیان تم دست ظہیر خدا و ہر کہ جنگ استوار کرد بر خدا آیت پر ہی جاتی ہیں اور تمہارے درمیان اللہ کا رسول ہے اور جو کئی مشیبتی سے تمام لے اللہ (کے ہم) کہ

**فَقَدْ هَدَىٰ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا**

میں ہر آئندہ راہ سمجھو شوبہ اسوے راہ راست اسے مسلمان شریعت

تو جنگ (است) سیدے راستے کی جانب رضائی کی گئی ۱۔ اسے مسلمانوں اور

**اللَّهُ حَقٌّ تَقِيَةً وَلَا تَمُوتُوا إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ ۚ وَاعْتَصِمُوا**

از خدا حق ترسیدن از وی و نصیرت مکر مسلمان شدہ و جنگ زنیہ اللہ سے (جہاد کر) اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرنے پر مگر مسلمان رہ کر اور مضبوطی سے پکڑ لو

**بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَادْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ**

بر من خدا جمع آئندہ و پائندہ مضبوط : یاد کنید نعمت خدا را کہ بر شما است چوں اللہ کی رہی کوئی ہو کر اور مشترک ہو ۱۔ اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے میں اس

**كُنْتُمْ أَعْدَاءُ فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا**

یاد دین با یکدیگر پس الفت داد میان دلہائے ثا۔ پس شدید ہمت خدا بدار و یکدیگر نے تمہارے درمیان محبت ڈال دی پس اللہ کی نعمت کے بدلے بھائی بھائی ہو گئے

**وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ**

و بودہ بر ترازو حفاظی از آتش میں رہندہ ثا۔ را۔ از آں میں اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تھے پس تمہیں رہا کیا میں سے اسی طرح

میں موت سے روکا کہ تم گمراہ نہ ہو۔ اس معنی میں وارد ہے کہ حالت اسلام کے خلاف تم پر موت نہیں آتی چاہئے۔ انکی تعمیر سورہ بقرہ میں مذکور ہے (غرائب القرآن) ۲۔ یہاں حیل سے مراد ہے جو حق کی جانب ہمت دہی سے بچنا اور مفسرین کرام نے حیل کی تعمیر میں سات احوال پیش کیے ہیں (۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عہد ہے جہاں اس کے بعد ہے والا یعنی بنی النسلہ و خلی بنی النسلہ (۲) اس سے مراد قرآن کریم ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ منقریب بہت تھے پر پادشہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے لڑنے کی تیاری صورت ہوگئی آپ نے فرمایا کتاب اللہ کیونکہ اس میں تم سے پہلے دلوں کی ضرورت ہو اور تمہارے بعد دلوں کی بھی۔ اور اس سے اپنے درمیان فیصلہ کرو اس لئے کہ یہ حیل اللہ العزیز ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حیل اللہ سے مراد قرآن ہے (۳) حضرت الامید اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اولاد رسول ﷺ ہیں (۴) اس سے مراد انکار ہیں (۵) غنبل النسلہ سے مراد اللہ کی اطاعت ہے (۶) اس سے مراد اخلاص تو ہے (۷) اس سے مراد جماعت ہے کیونکہ اسکے بعد تفرق سے بچنے کا حکم ہے جس سے ثابت ہے کہ جماعت کی شکل میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے (غرائب القرآن) **وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ الْوَاحِدِ الْخَالِدِ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ** یعنی اللہ تعالیٰ نے اسلام کی برکت سے تمہارے دلوں میں ایسی کی محبت ڈال دی اس لئے تم سب بھائی بھائی ہو گئے۔ قبول اس اور تاریخ ۱۲۰ سال تک آپیں نہ لڑتے رہے اسلام کی برکت سے یہ عبادت ختم ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ کی برکت سے ان کے درمیان محبت پیدا ہوئی اس لئے اس محبت کو بھی یاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں نعمت سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مستقل یعنی نکلنے والا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بندوں کے انشاء کا خالق اللہ تعالیٰ ہے (غرائب القرآن)



يَسِّرُ اللَّهُ لَكُمْ أَيْتَهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٠﴾ وَلَكِنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ

جہاں کہ خواہاں اسے شاہد بنائے خود را تا باشد راه پابجہ و پابجہ کہ باشد از شاگرد حق  
اللہ جان فرماتا ہے تمہارے لئے اپنی نشانوں کو تاکہ راہ یا نوح اور پابجہ کہ تم میں سے ایک گروہ ہو

يَذْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

کہ بخواند بوسے نیکو کاری و بفرماید بکار پسندیدہ و منع کند از کار پسندیدہ  
و بھائی کی جانب بلائے اور پسندیدہ کام کا علم دے اور ناپسندیدہ کام سے روکے

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١١﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَقَرَّعُوا وَاحْتَفَلُوا

و اگر وہ ایسا نہ دشمنان و سپاہیانہ مانند کسیکے پرانندہ شدہ و خلاف یکدیگر کردہ  
اور یہی گروہ قاری پائے والے ہیں اور نہ وہ جانوں کو توں کی طرح رزق و غنم سے ایک دوسرے سے اختلاف کیا

مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٢﴾

بعد از آنکہ آمد بایان حق و اگر وہ ایسا نہ است عذاب بزرگ  
بعد اسکے کہ ان کے پاس نشانیاں آئیں اور یہی گروہ ہے کہ انکے لئے بڑا عذاب ہے

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ

آزاد کہ سفید شود بکار و رویتا و سیاہ شود بکار و رویتا پس اما آنکہ سیاہ گشت  
وہ دن جس میں کچھ چہرے سفید ہونگے اور کچھ چہرے سیاہ ہونگے پس وہ کہ جس کے سیاہ ہوئے

وُجُوهُهُمْ أَكْفَرُ ثُمَّ بَعَدَ آيْمَانُكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

دوست ایساں بدیشان گشت شود ان کافر شدید بعد از ایمان خود پس بچھو عذاب بسبب  
چہرے (ان سے کیا جاچکا) کیا تم کافر ہوئے اپنے اسلام کے بعد پس بچھو عذاب بسبب

تَكْفُرُونَ ﴿١٣﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ

کافر شدن خود و اما آنکہ سفید شد رویتاے ایساں پس در رحمت  
اپنے کافر ہونے کے حق اور وہ کہ بچھے چہرے سفید ہوئے پس رحمت

مَنْزِل ۱

علاوہ اس میں اختلاف ہے کہ جسکے میں میں تہمین  
(تکلیف) کیلئے ہے یا بعض (مکمل) میں سے بعض  
کیلئے۔ اگر "میں" تہمین کیلئے ہوگا تو اسکی ضرورت میں تمام  
مکلفین پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہوگا خواہ  
انہ سے جو زبان سے ہو یا قلب سے ہو اور ایسا کیوں نہ ہو  
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے حق میں ارشاد فرمایا کہ  
لَا تَتَّبِعُوا خِطَاؤَ الْأَعْيُنِ فَخَرَجَتْ لِلْعَصَابِ تَأْمِرُوهُنَّ  
بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُوهُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ لِحُكْمِ اللَّهِ بَئِزْنِ أَمَرِ  
ہو جو لوگوں کے واسطے نکالے گئے ہوئے بھائی کا حکم دیتے  
اور اور برائی سے روکتے ہو۔ اسوقت یہ اس قول کی طرح  
ہے "لِلْعَصَابِ مِنْ أَوْلَادِهِ جَعَلَ لِكُلِّ فِتْنَةٍ آيَةً" اسی  
سے لکھ رہے۔ اور اس سے مراد تمام اولاد ہے نہ کہ بعض۔ اسی  
طرح امت سے مراد یہ گروہ نہ کہ ایمان لانے والا ہے بلکہ  
اس گروہ کا کہنا ہے کہ اس پر واجب ہے لیکن بعض کے ادا  
کرنے پر ہائی سے ساقط ہوگا۔ گویا کہ یہ فرض کتاب کی طرح  
ہے۔ جن لوگوں سے "میں" کو بعض کیلئے مانا ہے ان کے  
خود ایک علامہ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لازم ہے غیر  
پر نہیں کیونکہ جسے معصوف کے بارے میں علم نہ ہوگا وہ کسی  
مشکلات کو بھی معصوفات کہہ کر لوگوں کو اسکی دعوت دیکھنے  
گمراہی کا سبب بن جائیگا اور اس لئے بھی کہ اس باب میں  
بڑی اور بوجہ حسد سے کام لینے کا حکم ہے اور چاہے اس  
رواں کی توفیق نہیں ہے۔ اسی طرح صورت پناہ اور معصوف  
پر بھی لازم نہیں ہے۔ چنانچہ اپنے کہ امر بالمعروف کی تمنا  
تمہیں ہے (۱) حق اللہ (اللہ تعالیٰ) کے حقوق جیسے نماز  
روزہ حج وغیرہ وغیرہ (۲) حق العباد ہندوں کے ایک  
دوسرے پر حق جیسے چھینک آئے تو اسکا جواب دے کر  
جائے تو جنازہ میں شریک ہو وغیرہ (۳) حق مشرک  
(جو اللہ تعالیٰ کا بھی حق ہو اور ہندوں کا بھی حق ہو جیسے دھرم)

(غرائب القرآن) ج ۱ میں یہود و نصاریٰ کی طرح جنہوں نے توحید اور احوال آخرت میں اختلاف کیا واضح رہے کہ یہاں اختلاف کی نفی اصول میں وارد ہے یعنی اصول دین میں اختلاف کر کے لوگوں  
میں حسد بت چلا کر فرما کر کہ اختلاف کی گنجائش ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اختلاف یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ اسی طرح آپ کا یہ ارشاد کہ جو شخص اجتہاد  
کرتے اگر وہ صحابہ (درجہ) کو پہنچ جائے تو اس کے لئے درجہ ہیں اور نہ ایک از۔ یہ دونوں ارشاد اس بات کی روشنی دیتے ہیں کہ فروعی اختلاف کی گنجائش ہے (بیضاوی) ج ۱ چہرے کے سفید اور سیاہ  
ہونے سے مراد یہ ہے کہ کچھ چہرے ہیں جس میں روشنی کے آثار ہوں گے اور کچھ چہرے ہیں جنکی کے آثار ہونگے جیسے مانت جاہلیت کے واقعات کہ بیان کرتے ہوئے قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ وَإِذَا بَيْنَفَسُوا  
أَحْمِلُكُمْ بِطَوَافٍ عَلَىٰ رُجُفٍ مُّسَوِّدَةٍ ۖ ذَٰلِكَ جِزَاءُ الْكَافِرِينَ (انہیں تم بچھتا) دوسرے قول کے مطابق یہ دونوں اپنے حقیقی معنی میں ہیں یعنی اہل حق  
کے چہرے سے رنگ پر سیاہی اور اہل باطل کا چہرہ سیاہ ہونا گویا کہ ان کا چہرہ سیاہ ہو جاتا (انہیں تم بچھتا) دوسرے قول کے مطابق یہ دونوں اپنے حقیقی معنی میں ہیں یعنی اہل حق  
ایمان لانے سے انکار کیا حال کہ قرآن و روایں سے آپ کی حقانیت جان چکے تھے پس اس سے مراد صحیح کافرین ہیں۔ (بیضاوی غرائب القرآن) ج ۱ یعنی جنت میں۔ اس میں دلیل ہے کہ مومن اگر فروعی  
ذکر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرائض وادائی میں گمراہی سے جب بھی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا مگر یہ دخل اختلافی کی رحمت اور فضل سے ہوگا گویا کہ انسان کو اپنی معصیت پر فخر اور تکبر نہ کرنا چاہئے بلکہ اللہ  
تعالیٰ کی رحمت اور فضل پر امید رکھنا چاہئے (بیضاوی) ج ۱ جو عہدہ اور عہدہ دار ہو یا سب اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں جسے بالکل صحیح طریقے سے بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں کوئی شبہ نہ لگے اور اگر شبہ لگتا ہے  
تو نہیں اہل سکنا (بیضاوی)







مَا تَقُولُوا إِلَّا بِحَبْلِ مِنَ اللَّهِ وَحَبْلِ مِنَ النَّاسِ وَبَاءَ وَ يَغْضِبُ

یاد دہندہ مگر بدست آویزی از خدا و بدست آویزی از مردمان و بڑا غضب دہندہ  
ہیں مگر اللہ کے (حکم کی) مقبولی سے قسم کر اور لوگوں سے عہد کر کے اور غضب میں لوگ ہیں

وَمِنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ

از خدا و زدہ شد بر ایشان تاریکی ایسی سبب آفت کہ کافر کی بدست  
اللہ کی طرف سے اور ان پر تاریکی مار دی گئی یہ اس سبب سے ہے کہ وہ سب انکار کرتے تھے

بِأَيِّتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا

بکایات خدا و بی کشتہ پیکر ہزارا با حق ایں سبب کہہ کر ان ایشان سے  
اللہ کی آیتوں کا اور پیغمبروں کو با حق شہید کرتے ہیں یہ انکی نافرمانی کے سبب ہے

وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ لَيْسُوا سَوَاءً مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ

وہیبت آئندہ از حدی گذشتہ پیشہ ہند برابر از اہل کتاب گروہی بدست ایستادہ  
اور وہ سے گذشتہ کے سبب ہے اہل کتاب میں سب برابر نہیں ہیں ایک گروہ ہے جو (حق) پر قائم ہے

يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ ۝ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

تلاوت کرتے ہیں آیتوں کو رات کے اوقات شب و ایشان عہدہ سجدہ ہزار میدان خدا را  
خلاوت کرتے ہیں اللہ کی آیتوں کو رات کے اوقات میں اور وہ سب عہدہ کرتے ہیں اللہ پر ایمان رکھتے ہیں

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

و روز قیامت را و سطر مائد ہمار پندیدہ و منع سیکند از ناپندیدہ  
اور قیامت کے دن پر اور حکم دیتے ہیں پندیدہ کام کا اور منع کرتے ہیں ناپندیدہ کام سے

وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَمَا

ا شتابانی سیکند در نیکیا و نیکیاں از شتاب کارانہ و آنچه  
اور نیکیوں میں چابی کرتے ہیں اور نیکیوں کو نکارہ ہیں حق اور حق

منزل ۱

قرآنی لوگ مسجد میں بیٹھے نماز کا انتہاء کر رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت اہل ایمان میں سے تمہارے سوا کوئی بھی اللہ کے ذکر میں مشغول نہیں ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے بدست دی کہ اہل کتاب میں سے کوئی بھی تمہاری طرح نماز نہیں پڑھتے اس پر آیات نازل ہوئی (فرمان القرآن) یَسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ یعنی بھلائی کے کاموں میں یہ لوگ دوڑتے چلے گئے کہ انہوں نے اچھے ثواب کو جان لیا ہے یا یہ مطلب ہے کہ موت سے پہلے تک عمل کی جانب جلدی کرتے ہیں (القرطبی)۔ اس آیت کے بعد میں ایسے صفات سے مومنین کو متصف کیا گیا ہے جن صفات سے یہ بدستفاد تھے۔ یہود حق سے انحراف کرتے ہیں اور مومنین حق پر قائم رہتے ہیں۔ یہود رات میں عبادت سے سوجھ بھرتے ہیں اور مومنین رات کی عبادت میں دلچسپی لیتے ہیں۔ یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں اور مومنین حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا رسول سمجھ کر شرک سے بچتے ہیں۔ یہود اللہ تعالیٰ کی صفات میں اللہ کے نام اور مومنین اللہ تعالیٰ کی صفات سے دراصلی حاصل کرتے ہیں۔ مومنین ایم آخرت کی صفت سے واقف ہیں جبکہ یہود انصاف کو بگاڑ کر اپنی بھلائی کو ضائع کرتے ہیں۔ اس لئے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان صفات کے عمل کے بارے میں فرمایا اُولَئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ یعنی یہی لوگ صالحین میں سے ہیں (بیضاوی)۔ حق یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری بھلائی کو ضائع نہ فرمائیگا اور خدا کی عبادت کی جائز جگہ اسکا ہم پر دہلا دیا جائیگا۔ یہاں ثواب کی کی کو تحریر کیا گیا ہے جیسے ثواب کے بدلے کو شکر کہتے ہیں۔ لَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْإِسْلَامَ فَحَسْبُكُمْ الْإِسْلَامُ کہنا کہ اگر تمہارا دین اسلام ہے تو اس سے اس کی حاصل کی جانب متوجہ کیا گیا ہے یعنی یہ لوگ اگر اللہ کے راستہ میں جہاد کریں ہرگز محروم نہ کیا جائیگا (بیضاوی)



## تَفَسَّتِ الْفِتْنَةُ فِی الْاَیَّامِ

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اہل ایمان کو خبر دی ہے کہ کفار اپنے مال و دولت سے آخرت میں فائدہ حاصل نہیں کر سکیں گے اور نہ انہیں انکی اولاد سے کوئی فائدہ پہنچے گا (غرائب القرآن)

۲۔ جب اس آیت سے پہلی دینی آیت میں یہ بتایا گیا کہ کفار کو انکے مال سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا تو انسانی ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ اگر وہ جہنمی کے کاموں میں خرچ کریں تو کیا انہیں کوئی فائدہ حاصل ہوگا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ اس سے بھی انہیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ انگریزوں نے کرام اس جانب لکھے ہیں کہ "مختصر دی کو کہتے ہیں پانچ حضرت ان میں سے ایک ہیں جن میں سے ایک ہی ایسی طرح مروی ہے۔ صحاح میں ہے کہ جو ایسی سخت مروی کو کہتے ہیں جس سے کمیٹ اور پڑوں کو نقصان پہنچے لہذا آیت کریمہ کا مقہوم یہ ہوگا کہ غنفل رینج فیہا یزید یعنی ایسی ہوا جس میں سخت مروی ہو۔ جہنم نے یہ بھی کہا ہے کہ "مختصر" سخت گرم ہوا کو کہتے ہیں۔ ان اخباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے نقل کیا ہے کہ آیت کا مضمون یہ ہے "لیہا نار" یعنی اس ہوا میں سخت گرمی ہو۔ حاصل حکم یہ ہے کہ اس ہوا میں سخت مروی ہو یا گرمی دونوں کا مقہوم یہ ہے کہ جس سے کھنک چاہو یا دہو جائے اور یہ اس سے تعبیر ہے کہ ان کے اعمال کو اللہ تعالیٰ اسی طرح ضائع فرما دیتا ہے۔ آخرت میں انہیں کوئی فائدہ نہ ملے گا۔ علامہ مسررین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہاں انکے صحیح اعمال مراد ہیں جن سے وہ لوگ فلاح حاصل کرنے کی امید رکھتے تھے۔ آیت کے آخری حصے میں انکی وضاحت ہے کہ مستفیدین کے اسوال اور اعمال کو ضائع کرنا ظلم نہیں ہے بلکہ ان لوگوں نے کفر کر کے اپنے اعمال اور اعمال کو خود ضائع کیا اس لئے خود ہی اپنے

ظلم پر ظلم کرتے ہیں (غرائب القرآن) ۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مؤمنین میں سے کچھ لوگ منافقین سے تعلق رکھتے تھے اسی طرح یہود سے بھی۔ اس لئے کہ انکے دو مہینہ رہنے داری اور دینی مسابغی معاہدہ اور صفائی نعت سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو روکا کہ ان سے اپنی راز کی باتیں نہ کیا کرو کیونکہ یہ جہنم میں داخل دیگے۔ میں فو یومکم یعنی مسلمانوں کے علاوہ کسی اور کو راز داری یا نہیں نہ دے گا اور نہ انکے علاوہ ان سے محبت کا کام ہوگا۔ صحابہ اسی فساد و نقصان سے بے رحمت و رحمت تھے۔ یہاں مقہوم یہ ہے کہ ان کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف ایسی ریا و نفرت ہے کہ یہ لوگ ان خلوں کو اپنے دلوں میں نہیں پھانسنے ہیں اس لئے انکے کام سے مسلمانوں کے خلاف فرائض ظاہر ہو جاتی ہیں (غرائب القرآن و بیاضہ) ۴۔ اس آیت کریمہ میں فرمایا گیا ہے کہ کفار یہود و اہل ہوا کو اپنا راز دار نہ بنائے اور نہ ان سے راز داری کرو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لئے اسے چاہئے کہ وہ دیکھے جس سے دوستی رکھتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو دوست نہیں فرمایا اور نہ کسی کو ان کا نائب بنایا مگر ان کیلئے دو راز دار رکھے ایک راز دار جہنمی کا حکم دیتا ہے اور انکی ترغیب دیتا ہے دوسرا راز دار شکر کا حکم دیتا ہے اور انکی ترغیب دیتا ہے کہ ان سے اللہ نے پکارا وہی چاہئے (القرطبی)

يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ ۚ وَاللَّهُ عَزِيزٌ بِالْمُتَّقِينَ ۝۱۳۳

کند از نیکی پس تا قدر نیکی کردہ نشود یہ نسبت آن خدا داناست بر پروردگار ان بر آنکه نیکی کریں پس انکی نسبت انکی آمدنی نہیں ہوگی اور اللہ جانتے والا ہے پروردگاروں کو بخیر و بیک

الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ

کسیکے کافر شدہ شیخ کند از انہاں مال انہاں و اولاد انہاں از عذاب وہ لوگ جو کافر ہوئے نہیں بچا سکیں گے ان سے انکے مال اور انکی اولاد اللہ کے عذاب

اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۱۳۴

خدا بچائے و انہاں باشندگان دوزخ انہاں آہنا چاہند مفت سے کچھ بھی اور یہی لوگ جہنم میں رہنے والے ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے ۱۔ مثال انکی

مَا يَتَفَقَّهُونَ فِي هَذِهِ ۚ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رَيْحٍ فِيهَا صِرٌّ

آہر خرچ نمکبر در پی زنگالی دنیا مانند مفت بادے است کہ ہواں سرا بر خرچ کرتے ہیں اس دنیا کی زندگی میں اس ہوا کی طرح ہے جس میں بہت زیادہ غفلت ہو (پھر وہ) ایک گروہ کی

أَصَابَتْ حَرٌّ قَوْمٌ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ ۖ وَمَا ظَلَمَهُمُ

سخت است بر سید زراعت گردے را کہ ستم کردند بر خود نفس میں تا بدو سخت آزار و ستم نمود بر انہاں زراعت کہ انکے جس نے اپنے اور ظلم کیا وہ ان سے زیادہ کرالے اور ستم کیا ان پر اللہ نے لگایا ہے اور دوسرے

اللَّهُ وَلَٰكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝۱۳۵

خدا و انہیں بر خود نفس ستم نمکبرند اسے مسلمانا دوست پینائی نمکبرند ظلم کرتے ہیں اسے مسلمانا دوست نہ دے گا اپنی خبر کے خلاف راز میں اپنے علاوہ کسی کو یہ لوگ تمہاری برادری میں

بَطَانَةٌ ۖ مِّنْ دُونِهِمْ لَا يَأْتِيكُمُ خَبْرٌ ۖ لَّاهُ وَذُو مَا عَنِتُّمْ قَدَّ

از غیر خویش تعلیم کی کند چ نسبت تا در وقت انگریز دوست باشند رنج تا را بر آنکہ (کوئی سر) نہ آتا انہیں کے وہ سب تمہارے رنج میں پڑنے کو پسند کرتے ہیں



بَدَتْ الْبَعْضَاءُ مِنْ أَقْوَاهُمْ وَمَا تَخَفَى صُدُورُهُمْ

ظاہر شد دھنسے از زبان ایشان و آنچه پنهان کرده است سید ایشان  
چنگ و شکنی انکی زبان سے ظاہر ہوئی اور جو انھوں نے سید میں چھپا رکھا ہے وہ زیادہ سخت ہے ونگ ہم نے

أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ هَاتُوا لَهُ

سخت تر است ہر آنکہ بیان کردیم آیات خدا اگر دانا مستند آگاہ شود خدا چنانہ آفتوم کہ  
تمہارے لئے لکھا ہوا ہے ان کی اگر تم سمجھ سکتے ہو گاہ جو آیت وہ لوگ ہو کہ دوست رکھتے ہو اور وہ تم کو

يُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لِقَاكُمْ

دوست میزداد ایشان را و ایشان دوست میرد شما را و ایمان کی آید بہر کتاب الہی و ایشان چہ کتابت کنند با شما  
دوست نہیں رکھتے اور تم ایمان لاتے ہو تمام کتاب الہی پر اور وہ سب تم سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم

قَالُوا أَمَّا ۖ وَإِذَا خَلَاوَعْصَوُا عَلَيْكُمْ وَلَا ذَاكُمْ مِنَ الْفَيْضِ

کہند ایمان آوردیم و چوں تھا خود کھود بر شما اعلیٰان خود از غلظ  
دوران لاتے اور جب تھا ہوتے ہیں تو اپنی انگلیاں لگاتے ہیں غصہ سے

فَلْيُؤْمِنُوا بَعِثْنَا لَكُمْ رَسُولًا أَلَيْسَ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ إِنْ

گو ہمیرید بیوب ختم غرض ہر آنکہ خدا دانا است آنچه سید یا است اگر  
آپ فرمادیتے کہ ہر ایسے شخص کے سبب چنگ اللہ جاتے والا ہے جو کچھ چنے میں ہے اگر

تَمَسَّسَكُمْ حَسَنَةً تَسَوْهُمْ وَإِنْ تُبْسِكُمْ سَيِّئَةً يَفْرِحُوا

برسد شما نعمت باخوش کند ایشان را و اگر برسد شما سختی غرض دل شد  
تمہیں کوئی نعمت پہنچے تو انہیں برا لگے اور اگر تمہیں کوئی سختی پہنچے تو انکا دل خوش ہوتا ہے

بِمَا وَرَأَوْا وَتَنْفَعُوا لَا يُضَرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا

بکری و اگر غلبہ کنید و پرہیز گاری کنید بچے زبان زسانہ شما کر ایشان ہر آنکہ خدا آنچه  
اس سے اور اگر تم ہیر کر اور پرہیز گاری اپناؤ تو انکا کر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا چنگ اللہ جو

مَنْزِل ۱

۱۔ تَجِبُوا لَهُمْ وَلَا تَجْمَعُوا لَهُمْ کے بارے میں مائے  
مفسرین کے چھ اقوال ہیں (۱) تم ان کے لئے اسلام پا چے  
ہو جو کہ خیر الاشیاء (چیزوں میں سب سے بہتر) ہے اور وہ  
سب تمہارے لئے کفر پا چے ہیں جو کہ راجح الاشیاء (چیزوں  
میں سب سے فائدہ مند) ہے (۲) تم انہیں دوست رکھتے  
ہو اس لئے کہ تمہارے درمیان رفاقت اور قربت واری  
ہے لیکن وہ انکے والدین کی غیرت سے انکی اپنی اسناداری نہیں  
رکھتے (۳) تم ان سے محبت کرتے ہو کہ اس نے تمہارے  
لئے اسلام کا ہر کیا لیکن وہ تم سے کفر ان کی وجہ سے محبت  
نہیں کرتے (۴) تم ان سے محبت کرتے ہو اس لئے کہ وہ  
نبی رسول ﷺ ظاہر کرتے ہیں اور محبوب کا محبت بھی  
محبوب ہوتا ہے اور وہ سب تم سے محبت نہیں کرتے اس لئے  
کہ تم اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہو جو کہ انہیں  
ناپسند ہے اس لئے کہ یہ غرض بھی محبت بھی منقض ہوتا  
ہے (۵) تم ان سے محبت کر کے اپنی غلبہ بائیں بنا دیجے ہو  
حالانکہ وہ تمہیں نہیں مانتے (۶) تم تمہیں چاہتے کہ وہ ایمان  
کی کسی حیثیت میں پہنچیں لیکن وہ چاہتے ہیں کہ تم حرام  
وہر میں چلا جاؤ (غرائب القرآن) وَتُؤْمِنُونَ  
بِالْكِتَابِ كُلِّهِ یعنی تم انکی کتاب کو بھی مانتے ہو لیکن وہ  
تمہاری کتاب کو نہیں مانتے اسی طرح سب انہیں سختی کیلئے  
کوئی راستہ نہیں ملتا تو انہوں اور غیب میں اپنی انگلیوں کے  
پیرے دانتوں تلے دبا لیتے ہیں جیسا کہ بارے معاشرے  
میں بھی انکار و ان ہے (بیضاوی)

۲۔ انکی عداوت کی ایک اور صورت بیان کی جا رہی ہے کہ  
اگر تمہیں کوئی بھائی مثلاً دنیا کا ملاح وغیرہ پہنچے تو انہیں  
سخت آگوار کر دے اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو بہت  
غرض ہوتے ہیں۔ یہ اس بات کی روشنی دیکھ ہے کہ وہ  
سب تم سے محبت نہیں کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے انکے کفر

غریب سے بچے کیلئے بہترین نسخہ عطا فرمایا اور وہ ہے کہ اگر تم انکی عداوت پر ہر کر اور تقویٰ اپناؤ تو ہر کر تمہیں ضرر نہ پہنچا سکیں گے (غرائب القرآن و بیضاوی) ۳۔ مردی ہے کہ مشرکین جو ۱۳  
شوال الحزم من ۳۳ ہجری میں امد کے مقام پر پہنچے۔ رسول ﷺ نے اپنے اصحاب کو مشاورت کیلئے بلایا اور عبداللہ بن ابی بن سلول کو بھی بلایا گیا اس سے پہلے اسے بھی نہیں بلایا گیا تھا۔ ابن ابی اور انکے  
انصار نے مشورہ دیا کہ ہم مدینے ہی میں دیکر لڑیں اور انکی طرف نہ لگیں۔ جبکہ بعض کی رائے تھی کہ ہم ان سے لڑنے کیلئے مدینے سے باہر لگیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں ہضرة  
معبودہ (نوح کی بیوی) کو دیکھی ہے جسکی چادر میں ہے اور میں نے دیکھا کہ میں اپنی کمر سے کہ ہم کھار کو مار رہا نہیں گے اور میں نے دیکھا کہ میں نے اپنے ہاتھ کو  
مضبوط اور سیدھا کیا ہے انکی چادر میں مدینہ منورہ ہے۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ جمعہ کے بعد ایک انصار کی نماز پڑھنا دیکھتے ہیں کہ بعد امد کی طرف روانہ ہونے کیلئے تیار ہو گئے۔ آپ ﷺ کے روز ۱۵  
شوال الحزم من ۳۳ ہجری میں امد کے مقام پر پہنچے اور فکر و توجہ دینے کے بعد حضرت عبداللہ بن زہرہؓ کو توجہ کیلئے بلایا۔ عبداللہ بن ابی اور انکے ساتھیوں کو براہ کفر کہ ہم نے اس نبی کو  
مشورہ دیا تھا کہ مدینہ میں رہتے ہوئے ان سے لڑائی کریں اس نے ہماری بات نہیں مانی اس لئے ان لوگوں نے ہر گز ایمان نہ کیا کہ جب مشرکین مسلمانوں پر ملے اور ہر قوم سب ہوا گئی تھی۔ جس  
سے مسلمانوں میں افراتفری پھیل جائیگی اور مسلمانوں کو نقصان ہوگا۔ واضح ہے کہ خزوہ امد میں مسلمانوں کی تعداد انکی ایک ہزار تھی جس میں سے تین سو مشرکین تھے اور مشرکین کی تعداد تین ہزار تھی  
(بیضاوی و غرائب القرآن)







لَمَلِكَةٍ مُّسَوِّمِينَ ﴿٧٧﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ الْإِنْسَانِي لَكُمْ وَلِتَطْحَنَ

کریکٹ کا نشانہ بن کر رہا۔ کھانا اور کپڑے کے بارے میں اس کا خیال تھا کہ وہ اس کے لیے کڑا ہے۔

قُلُوبِكُمْ ۖ وَهِيَ النَّصْرُ الْأَمِينُ عِنْدَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ لِيَقْطَعَ

۱۳۔ آپ ہیست فتح کمر از تیر خدا غالب استوار کاوست ۵ ملاک کند  
کویر قیامت الی اس سے اور فتح نہیں ہے مگر غالب نعمت والے اللہ کی طرف سے تاکہ ملاک کرے

طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْتُمُونَ فِي قُلُوبِهِمْ أَخَابِعِينَ ﴿٧٧﴾

ہاگہ از کافران یا مغلوب سازد ایشانرا چیں باز گشتہ بمراد تا رسیدہ  
تا طرفوں کے ایک گروہ کو انھیں مغلوب کر دے پھر لوٹیں نامراد ہو کر واپس آئیں ہے آپ نے اس کام میں (تعمیر اقدار)

مِنْ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ

سب سے زیادہ اہم کار خیز ہے یا ممبرانی بازگردد برائیاں یا عذاب کلد ایضاً زیبا کہ ایساں

ظَالِمُونَ ﴿٢٧﴾ وَلَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَن

رہنما ہے جن کو اللہ کی کیلئے ہے جو ممالک میں ہے اور جو زمین میں ہے جسے چاہے حاکم فرماتا ہے۔

شَاءَ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥٠﴾ يَا أَيُّهَا

جسے چاہے عذاب دیتا ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا

مکان کورید ۱۵۰ نا ۱۵ چندان ۲ ۱ ۳ و ترمیم

نویسنده کتاب ۱۴ کو ۱۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰

میترا

۱۔ اسی میں اللہ کو ہے کہ بندہ کا ایمان کامل نہیں ہو جا جب تک کہ وہ اسباب سے متعلق چکر کرا پئے رب کی جانب نہ کرے۔ (غرائب القرآن)

۱۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قتل اور دھمکا موہ کی بناء پر  
ان کا فریاد کو نہ لے کر مایہ چٹا پیہ در شہ کے کافر قتل کئے گئے  
اور ان کے قاتل قرار دیئے گئے۔ (پیشوا دی)

علی اس آیت کی شان نزول کے بارے میں دعا قبول  
 ہیں۔ پہلا قول جو کہ اشعر ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اش  
 بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اہل بیت علیہم السلام  
علیہم السلام کی رہائی شہید ہوئی اور چہرہ مبارک ابوہریرہؓ ہوا تو  
 آپ نے فرمایا کہ وہ تو تم بھی صلاح نہیں پائے گی۔ جس نے  
 اپنے نبی کے چہرہ کو ٹکڑیا کیا۔ آپ اسی حالت میں دعا فرما  
 رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی  
 اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چکڑوں کو  
 لعنت کی اور فرمایا اے اللہ کو اہل بیت پر لعنت بھیج۔ عمارت  
 بن شام پر لعنت بھیج۔ اشؓ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض  
 نے کہا کہ جب حضرت عمرو بن عبدالمطلب کا اہل بیت میں منہ  
 کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا میں ان کا فرد  
 کے تھیں مٹے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسرا قول  
 یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام صحابہ کو سب سے پہلے  
 کہ انکو ظلم کران دیں۔ عام بن طفیل نے دھکا سے ان  
 سب کو شہید کر دیا۔ اس وقت کو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 ان تک سب دعا سے نفرت پڑھتے رہے اس پر یہ آیت نازل  
 ہوئی (غرائب الاثر ان)

سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو کبیرہ گناہوں کو معاف فرما دے اور صغیرہ گناہوں کو عذاب دے۔

وہی عقلی مانگ ہے اس لئے وہ جو چاہے کر سکتا ہے (غرائب القرآن) یہ فیض الہی ہے کیونکہ مشرکین اکثر احوال پر سود لیتے تھے اور انہیں منع کر کے اپنے فتنہ پر خرچ کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بطور رحمت کمال اوقات ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔ اس آیت کریمہ میں ترغیب وترہیب ہے کیونکہ اٹھارے میں سود کھانے سے منع کیا گیا ہے اور اس پر سخت وعید سنائی گئی ہے اور اختتام پر تھوڑی سی ترغیب دی گئی ہے۔ واضح رہے کہ سود کی نہایت مطلقاً سے خواہ وہ اگیا ہو یا اس سے کم۔ لیکن کہا جا سکتا ہے سود اگرچہ سود و فتنہ سے ہے اور نہیں اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سود کبیرہ و گناہوں میں سے ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس آیت کریمہ کے تحت سود کے معاملے میں سخت خلاف درجہ ہوں کیونکہ اسکے اٹھارے میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا بتائی ہے جو کافریں کے واسطے جاری کی گئی ہے (غرائب القرآن)۔ یہ عقلی کافر کی متابعت اور اس کے افعال کی تقلید ہے پھر وہ تنہا رہے لے بھی وہی سزا ہے جو کافریں کیلئے جاری کی گئی ہے۔ اس میں حیرت ہے کہ جہنم پر اصل کافریں کے واسطے جاری کی گئی ہے تاکہ یا جو مسلمان اگر اپنے اعمال کی سیاحت سے متاثر ہو جائے اور کافریں کے بعد نکال دیا جائے گا۔ واقعی طور پر جہنم میں نہیں رہے گا۔ اعدت کافروں میں اس جملے کی طرح ہے کہ کوئی کبھی اعدت ہلکہ الدنیا لفقہ العشر کتب۔ چنانچہ میں نے یہ سواری مشرکین سے توڑ لی کیلئے تیار کی ہے اگر دوسرے کو حجاج کیلئے اس کو سزا ہے یا فیض کا تو یہ کمال لفقہ العشر کتب کے خلاف ہے ہوگا (بیضاوی وغرائب القرآن) اکثر مفسرین کرام کہتے ہیں کہ یہ امیدوں لوگوں کیلئے ہے جو سود کو حلال سمجھے اس لئے کہ جس نے سود کو حلال سمجھا تحقیق اس نے کفر کیا کیونکہ اس نے یہ مطلب بیان کیا کہ اپنے لئے اس سے اپنے آپ کو بچاؤ جو جہنم کی جہنم کے جانب لے جائے جیسے وہ اللہ کی ہر فراموشی وغیرہ (الفرطین)



## تَفْصِيْلُ اَحْكَامِ الشَّرَايِعِ

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ رحمت کی امید اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر موقوف ہے۔ اس بناء پر اصحاب و امید اس سے دلیل قائم کرتے ہیں کہ انسان اگر ایمانی میں سے کچھ ایسا نکالے تو وہ رحمت کا اہل نہ ہوگا جبکہ دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ بطور زجر اور تحریف کے ہے۔ (غرائب القرآن)

۲۔ یعنی ایسے اسباب کی جانب درود پر مغفرت کا سبب ہوں۔ مگر نہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد کج طاعتات اور کج منہیات ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ادا کرنا فرض ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اخلاص ہے کیونکہ یہ کج طاعتات کا تصور ہے۔ حضرت ابو العالیہ کہتے ہیں ہجرت مراد ہے۔ نوحاک اور محمد اسحاق کہتے ہیں کہ جہاد مراد ہے اس لئے کہ جہاد کا ذکر کمال رہا ہے۔ مسلم کہتے ہیں کہ اس سے مراد اس وقت ہے کہ اسے کیونکہ ساری ممانعت کے بعد اس کا بیان ہوا ہے۔ ہر حال یہ تمام وہ اسباب ہیں جس کے ذریعے انسان مغفرت کی جانب جا سکتا ہے۔ غرض کہ یہاں تک کہ بعض علماء نے یہ جملہ بحث کی وجہ سے بطور مذہب ہٹائے کیلئے لایا گیا ہے جیسے عمالہ میں کا مفہوم بتانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا ذَاقُوا الشَّوْكَ وَالْأَذَىٰ لَمْ يَكُنْ جِبْ بِيكِ آسمان و زمین قائم رہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو عرض میں جوڑ دیا جائے تو جتنی چوڑائی ہوگی جنت کی چوڑائی اتنی ہی ہے۔ فقال کہتے ہیں کہ عرض وسعت سے عبادت ہے جیسے عرب اسلئے کہتے ہیں بلاد عربیہ یعنی وسیع شہر۔ یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ جنت جب آسمان پر ہے تو اسکی چوڑائی ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے برابر کیسے ہو سکتی ہے؟ اسکا جواب اس تسلیم کے بعد کہ جنت چاروں طرف سے ہے

کہ جنت ساتوں آسمانوں کے اوپر اور عرض کے نیچے ہے (وہاں اتنی وسعت ضرور ہوگی) اس لئے حد ذکر و اعراض نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جنت الفردوس کی حدت میں ارشاد فرمایا کہ اسکی بہت عرش نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ بہر حال نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ آپ جس جنت کی طرف بتاتے ہیں اسکی چوڑائی ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے تو جنت کہاں ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ یہ بتاؤ جب وہ آسمان سے تو رات کہاں چلی جاتی ہے (غرائب القرآن)۔ یہاں سے متفہم کے دو اوصاف بیان کئے جا رہے ہیں جو جنت جانے کے اسباب میں سے ہیں۔ پہلی مفت یہ ہے کہ عبادت غنی اور عبادت غریب میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربی کرتے ہیں۔ دوسری مفت یہ ہے کہ جب انہیں قصداً ملے تو ملی جاتے ہیں۔ کسٹھم کا مفہوم یہ ہے کہ جب انہیں قصداً ملے تو خاموش رہے ہیں اور قفا یا صفا کا اظہار نہیں کرتے۔ یہ میرا علم کے اقسام میں سے ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو قصداً ملے اور وہ اسکی اظہار پر قدرت بھی رکھتے ہو لیکن اس کے باوجود اسے ملی جاتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسکی دل میں اس اور ایمان بردار کا آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مگر یہ غرض نہیں ہے بلکہ قصداً ملنے کے وقت اپنے گھن کو رکھا کرتا ہے۔ تیسری مفت یہ ہے کہ جب لوگ ظلم کریں تو انہیں معاف کر دیتے ہیں (غرائب القرآن)۔ یہ شان نزول یہ ہے کہ ایک مسیحی عورت مجبور غریب نے کی غرض سے آئی تیار یہ جہان سے اسکی عورت کو گھر سے لے گیا کہ وہ مجبور مادر ہے۔ ہر انہیں پورے لایا جب اسکا احساس ہوا تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی کی درخواست کی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کے لئے خاص ہے یا عام؟ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ عامہ الناس کیلئے ہے (غرائب القرآن)

اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۖ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۚ

از خدا تا باشد کہ رہنکار شدید و پناہ گیرید از آن آتش کہ آماده کرده شد است برای کافران  
اللہ سے تا کہ تم غارت یا اورش اور ایمان پا ہو اس آگ سے جسے تیار کی گئی ہے کافروں کے واسطے ۲

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۚ وَسَارِعُوا إِلَىٰ

فرمانہ و ادب خدا را و پیغمبر را تا شاید کہ بر شما میرانی کردہ شود و شتاب کنید بوسے  
اور فرمانبرداری کردہ اللہ کی اور پیغمبر کی تا کہ تم پر رحم کیا جائے ۳ اور چلدی کردہ

مَغْفُورَةً مِّنْ رَبِّكُمْ ۚ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ

آوردش از پردہ نگار خویش و بوسے بہشت کہ پہللی او باشد آسمانها و زمین است  
ایسے رب کی مغفرت کی جانب اور اس جنت کی جانب تنگی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی مانند ہے

أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۚ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ ۚ

آمادہ کردہ شدہ است برای پرہیز گاران آنکہ اللہ کندہ و آسانیں و در سختی و  
پرہیز گاروں کیلئے تیار کی گئی ہے ج جہانوں شرف کرتے ہیں غنی میں اور غنی میں اور

الْكَاظِمِينَ الْفَيْضَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ

کردہ خود گان ختم و حق کنندگان نصیر از مردان و خدا دوست میدارد  
شخص کو چنے جاتے ہیں اور انہوں کو عاف کرنے والے ہیں اور اللہ دوست رکھتا ہے

الْمُحْسِنِينَ ۚ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ

نیکوکاران و آنکہ چون کار زشت کنند یا ستم کنند بر خود  
نیکوکاروں کو معاف اور وہ لوگ کہ جب برا کام کریں یا اپنے لیے ظلم کریں تو

ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ ۚ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ

یاد کند خدا را پس آمرزش خواہند برای گناہان خود و کیست کہ بخاموشد گناہان  
یاد کرتے ہیں اللہ کو پھر بخش جاتے ہیں اپنے گناہوں کی اور کون ہے جو معاف کرے گناہوں کو



إِلَّا اللَّهُ فَتَمَرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ أُولَٰئِكَ

مگر خدا اور پست بادشاہ پر آپ کی کردہ باتیں آگروں

اللہ کے ہوا اور ہوش نہیں رہتے جان پر جو کر اس کام پر جو انہیں نے کیا جس کی گروہ ہے

جَزَاءُ هُمْ مَقْصُودُهُمْ ۖ مَنْ شَرُّهُمْ وَجَدْتُ يُخْرِجُ مِنْ مَخْرَجِهَا الْأَنْهَارُ

پاداش ایسا ہی عجزش است از پروردگار ایشان و بستانها میرود از راس ایشان

کہ انکا بدل عجزت ہے ان کے رب کی طرف سے اور بغاوت کیجئے جسے میری جہاد میں

خُلِدْنِ فِيهَا ۖ وَنَعْمَ أَجْرُ الْعَمِلِينَ ۝ فَذَلَّلْتُ مِنْ قَبْلِهِمْ سِنِينَ

جاریہ در اینجا و نیک است از طاعت کنندگان برآید گذشتہ است پیش از شما واقعا

اس میں پیشہ رہیں گے اور بہتر ہے طاعت کرنے والوں کا اجر تحقیق گذر گئے ہیں تم سے پہلے واقعات

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝

پس سیر کیجیہ در زمین پس یہ نظیر کیجئے کہ آخر کار کاذب دارندگان

پس سیر کرو زمین میں اور دیکھو کیسا ہوا انجام کھولنے والوں کا جس

هَٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۝ وَلَا تَهْنُوا

اِس واضح کردہ است برائے مردمان و راہ نمودن و پندارن برائے پرہیزگاران و ست مشورہ

یہ واضح کیا ہوا ہے لوگوں کیلئے اور راہ دکھانے اور نصیحت دینا ہے پرہیزگاروں کو جس اور ست نہ چڑا

وَلَا تَحْزَنُوا وَاتَّبِعُوا الْاَعْلُونَ ۚ اِنَّكُمْ مُّؤْمِنِينَ ۚ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ

و اعدہ ہنگ مہاشید و غم غلب غالب اگر مسلمان مسیحہ اگر برسہ شرا

اور غمگین نہ ہو تم ہی غالب ہو گے اگر مسلمان رہے جس اگر تمہیں پہنچے

فَرَحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ فَرَحٌ ۖ وَثَلَّةٌ ۚ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا

رہتی ہیں رسیدہ است جماعت کا روزگار دلی ہمتہ اس و ایسی عہدہ ہائی مگر دائم آرا

کیلی رقم تو پہنچے چلا سے کاہلوں کو اس طرح کا دائم اور یہ حالات ہیں جسے ہم بھرتے ہیں

۱۔ اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو چاہا ہے اور ”جہنمات“ جہان کے عذاب کی جانب اشارہ ہے اور بغیر آخر العامین سے ان کے کاموں پر عمل اجر ملنے کی جانب اشارہ ہے (غرائب القرآن)

۲۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا طریقہ تم سے پہلے گذر چکا ہے کہ گذرے ہوئے لوگوں کو گناہوں کے سبب جہنم کی علو کی اصل افراد ہے اسی لئے خالی مکان اسے کہتے ہیں جس میں کوئی رہتا نہ ہو اور ہر ایک جگہ پر گذر جائے وہ جو کے اعتبار سے مشرور ہو جاتی ہے۔ فانظرُوا یعنی زمین میں سیر کر کے دیکھو اور ایک کے حال پر دوسرے کے حال کو قیاس کرو یا اس سے غرض کا فرین کو ذکر کرنا ہے اور یہ اس کے احوال کے مشاہدہ میں ہوگا۔ ان کے مقصد یہ نہیں ہے کہ زمین میں یوں ہی سیر کر دیکھ کے احوال کی معرفت کیلئے سیر کرنا (غرائب القرآن)

۳۔ خطبہ اسم اشارہ ہے اور جمع و انفرادی کی جانب اشارہ ہے یعنی جو امر جمعی و جمعہ و جمعہ و جمعہ کا ذکر ہوا ہے یہ سب تمہارے لئے بہترین نصیحت ہیں یا اسکا اشارہ فانظروا کی جانب ہے یعنی زمین میں یہ کر سکتے تھے تمہارے لئے نصیحت ہے۔ بیان ہدای اور موعظہ ان میں سے ہر ایک کو اور عاقبت کے درجے بیان کیا گیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے سے جدا ہے۔ ان چیزوں کے فرق میں نہیں اقوال ہیں (۱) بیان غرض کی طرح ہے اور وہ چہاں کا ذکر کرنا ہے۔ اسکی تحت میں دو انواع ہیں ایک وہ حکم جس سے غفلت دین میں رہنمائی حاصل کرنا ہے دوم وہ حکم جس سے غفلتیں کو ترک کیا جائے جائے ان دونوں کو ہدی کہتے ہیں دوم کو موعظہ کہتے ہیں۔ ہدی اور موعظہ مضمون سے

خاص اس لئے کیا کہ یہ لوگ اس سے فہم حاصل کرتے ہیں (۲) بیان عام لوگوں کیلئے ہے ہدی اور موعظہ متقین کے ساتھ خاص ہے (۳) بیان جمیع ممکنین کیلئے عام ہے طریق و اہلالت میں سے کسی طریق سے ہو۔ اس کا نام کو کہتے ہیں جو خدائی اور خدائی ہو یا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اَوْفِی السَّعِیِّ وَتَنَکِبْ بِالسَّجْدَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالْحَقِّ ۚ اِیَّیْهِنَّ هُنَّ اَخْصَنُ ۚ یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف سخت اور موعظہ حسنة سے اور اور ان سے بجا اور (حسن طریق سے کرنا) (غرائب القرآن) ۴۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے آیات میں اس سادہ کے احوال کو بیان فرمایا تو اب مقصود بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جب تم نے یہ جان لیا کہ برائی دنیوی سلطنت کو اللہ تعالیٰ نے نیست و نابود کر دیا اور انکا انجام ہرگز بد تو تم یقین کر لو کہ اگر آپ جن پیشہ غالب ہوتے ہیں۔ اس لئے تم سے نہ چڑا۔ اَلْقَسَمُ الْاَعْلَوْنَ کا مضمون یہ ہے کہ تمہارا اقبال اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہے اور انکا اقبال شیطان کیلئے ہے تم خالق کے بعد جنت میں جاؤ گے اور یہ مقام میں جائیں گے تم جنت اور بہترین انجام کی وجہ سے جہنم کے چڑا گے۔ اس میں مسلمانوں کو تسلی اور بشارت دی گئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب اصحاب رسول ﷺ پہاڑ سے چھٹے تھے اور مشرکین پر ہار چڑھ کر حیر چلائے گئے تو نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ ہم پر انہیں بلو کہ ہمارے پاس قوت نہیں ہے اسکی غلبہ کے بعد روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی بھی نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی پھر مسلمانوں نے پہاڑ پر چڑھ کر ان مشرکین کو مار دیا۔ اس طرح مسلمان و اَلْقَسَمُ الْاَعْلَوْنَ کی بشارت سے سرفراز ہوئے (غرائب القرآن)



## تَفْصِيلُ الدَّلَائِلِ

۱۔ حضرت راشد بن سعد فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول ﷺ اعد سے معلوم ملے تو ایک عورت اپنے مہول ضمیر پر باپ اور بیٹے کو لے کر آپ کی خدمت اللہ میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا کیا تم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ بھی ایسا کرنا چاہتی ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جبکہ معلوم یہ ہے کہ اگر آج جنہیں تکلیف پہنچی ہے تو اس سے پہلے بدر میں کافریں کو تم بھی تکلیف پہنچا چکے ہو۔ وَبَلَّغْنَاكَ الْاِسْلَامَ فَذَاوَالْبَلَاغِ یہاں ایمان سے مراد ایمان دلوں میں بولنے والے واقعات یعنی ظفر غلیہ اور حالات غریبہ وغیرہ ہیں اور لفظ اولہا کا مطلب یہ ہے کہ ہم بھی جنہیں سرور دیتے ہیں اور بھی تم دیتے ہیں اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ بھی اللہ تعالیٰ مومن کی مدد فرماتا ہے اور بھی کافریں کی مدد فرماتا ہے۔ وَلْيَخْلَمْ اللَّهُ الذِّفْنَ الْمُنْوَا۔ اٹکی پہنکی تاولیں یہ ہے کہ یہاں لفظ ظلم کا اطلاق معلوم ہو رہا ہے جیسے یہ بھار مشہور ہے کہ خدا علم ملان میں ظلم کو معلوم ہے اسکا ظلم اسے پہلے سے حاصل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کیلئے قرآن پاک میں جہاں جہاں اس قسم کی آیت آئی ہے وہاں خود ظلم سے بچہ معلوم مراد ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ظلم میں بغیر مجال ہے۔ دوسری تاول یہ ہے کہ یہاں لفظ ظلم مقام ظلم پر واقع ہے اور اسکی یہ ہوگا کہ لی حکم بالا معیار تاکہ اللہ تعالیٰ امتیاز کا حکم دے۔ تیسری تاول یہ ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے اسوقت عبارت یوں ہوگی لیعلم اولیاء اللہ تاکہ اللہ کے ولی جان لیں (غرائب القرآن)

۲۔ تاجی کہتے ہیں کہ اگر کافریں کو مومنین پر بلا حاصل ہو جائے تو ان سے مراد مومنین کے انوب کو محال فرماتا ہے اور اگر اس کے معنی ہوں تو اس سے مراد انکار کو نکالنا ہے۔ المحصن تحت میں محصن و محاصل کرنے کو کہتے ہیں۔

اور محصن نقصان کو کہتے ہیں۔ محصل کہتے ہیں کہ کئی شے کے لئے ہائے کہتے ہیں یہاں تک کہ اس میں سے کچھ بھی باقی نہ ہے (غرائب القرآن)۔ حق یعنی جنت میں داخل ہونا اور جہنم میں ہرگز نہ کر دینا۔ ہاں میں نہیں ہو سکتے۔ ہاں جو فی اللہ تعالیٰ کے دین کا اقرار کرے۔ دوسری سے محصل لفظ کربہات کو کہہ کر ہاں لفظ کی مخالفت کرتا ہے۔ اس لئے کہ محبت ہے۔ اس لئے جہنم نہیں کہ کئی ہے (غرائب القرآن)۔ حق اس میں خطاب ان لوگوں سے ہے جنہوں نے شریکین کے خلاف شریعت پر ہمارا کیا تھا۔ یہاں موت کی تشریح سے مراد موت کے اسباب ہیں یعنی جہاد وغیرہ (بیضاوی)۔ حق شہن زوال یہ ہے کہ احد میں نبی کریم ﷺ نے ایک دست پہاڑ پر چھین لیا تھا اور انہیں حیدر کی جگہ کہہ کر آپ سے نیچے اسوقت تک لٹکیا تا جب تک میں نہ پاؤں محلات چاہے ہو بھی ہوں۔ چنانچہ جب جنگ شروع ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام نے ظہر اٹھ لیا اور حضرت زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما نے شریکین پر تھکی کی تو اہل سفیان بھاگ بھاگ پھاڑ پر سے بھاگوں نے دیکھا کہ کافروں نے بھاگ دے ہیں قہاں خیمت جمع کرنے کیلئے خود پہاڑ سے نیچے آگئے۔ کفار موقع خیمت چاہتے ہوئے اسی پہاڑ پر چڑھ گئے اور مسلمانوں پر حمل آور ہوئے۔ جس سے مسلمانوں کو ظاہر انکو نقصان ہوا۔ عبد اللہ بن جہل حادث نے نبی کریم ﷺ کی جانب ہتھیار بٹھا کر جس سے آپ کی رہائی شہید ہوئی اور پھر انور اہل بیت کو گایا پھر اسی خیمہ محل کے ارد گرد سے آگے بڑھا تو حضرت مصعب بن عمیر علیہ السلام نے اس دشمن کو قتل کیا۔ اور شہیدان نے دھماکا دار سے اعلان کر دیا کہ محمد ﷺ قتل کر دیے گئے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں میں خوفناک فرائی ہو گئی یہاں تک کہ بجز مسلمانوں نے دھماکا دار پر گرام نہ لایا۔ مالک بن اعدی کے بعد صحابہ نے اس کے مقابلہ کیا اور دشمنوں کو مار بٹھا گیا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی (غرائب القرآن)

بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَسْجُدَ مِنْكُمْ مُنْهَدَةً

اور ایمان مردمان کا مختار ساز خدا مومنان و شہید گردانہ یعنی را او ش لوگوں کے درمیان تاکہ اللہ الگ کرے (یعنی مسلمانوں کو اور تم میں سے بعض کو) شہادت دے

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۚ وَلِيُمَيِّضَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ

و خدا دوست کی اور ستھارن را ۲۰۰۰ کال عیار کنہ مسلمانرا ۱ تا ہر سازا اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظلم کرنے والوں کو اور تاکہ اللہ قتل خاص کر دے مسلمانوں کو اور ہر کر دے

الْكَافِرِينَ ۚ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ

کافررا آلی گمان کرید کہ در آئید یہ جنت و بنور تحیر نہایت است خدا کافریں کو جگہ کیا تم نے گمان کیا ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور انہی اللہ نے جدا

جَاهِدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الضُّرِّبِينَ ۚ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ

جہادرا از شما و جدا کردہ است ضاربین را ہر آنکہ شما ترو و مجروحہ مرگ را نہیں کیا ہے ان سے جہادین کو اور اللہ نے انہی آزمایا نہیں ہے ساروں کو اور تم کہتے تھے موت کی

مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۚ وَمَا أَحْسَدُ

ویش از آنکہ ملاقات کردید بنی جہاد کردہ آزاد و شکی گریستہ و نیست عمر اس ملاقات سے پہلے نہیں تم نے اسے دیکھ لیا اور تم اسے دیکھ دے ہو جہنم میں جہنم

الرَّسُولُ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَلَا يَنْ مَاتَ أَوْ

نور ظہیر ہر آنکہ گذشتہ اند پیش ازوی پیغمبران آیا اگر مجروحہ یا عمر ایک رسول جنگ گذر چکے ان سے پہلے ایست سارے رسول۔ کیا اگر اعتقاد کر جائیں یا

قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ

کشت شود برگردید برپا شہدائے خود و ہر کہ برگردہ برپا شہدائے خود شہید کر دیے جائیں تو پھر ہاؤ گے اسی ایزہوں کے مل اور جو کوئی پھر جائے اسی ایزہوں کے مل







ثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿۵۰﴾ فَاتَّخَذُوا

استقرار کیں مائداں و نصرت دو مائداں پر قوم کافران میں عطا کرد  
میں ثابت قدم رکھ اور ہمیں نصرت دے کافران قوم پر جس میں عطا کیا

اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحَسَنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ

خدا بخشنے والے نیک در دنیا و نیک در آخرت و خدا دوست میدارد  
اللہ نے دنیا میں نیک بدلہ اور آخرت میں نیک بدلہ اور اللہ دوست رکھتا ہے

الْمُحْسِنِينَ ﴿۵۱﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا اللَّهَ

نیکو کاران! اگر تم نے فرمانبرداری کی  
نیکو کار کو ایسا سمجھو اگر تم نے فرمانبرداری کی

كَفَرُوا يَرْدُوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا مُجْزِئِينَ ﴿۵۲﴾ بَلِ اللَّهُ

کافران کہیں باز گرداند شما را برپا شمایند شما پس باز گردید زانکار شدہ بلکہ خدا  
کافروں کی تو وہ سب تمہیں پھیر دے گا اور تم لوگوں کے بل میں نصیبان اٹھانے والے ہو جاؤ گے بلکہ اللہ

مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ﴿۵۳﴾ سَأُلْقِيَ فِي قُلُوبِ الَّذِينَ

باری وہمہ و شما سے د اور بہترین باری وہدگان است خواہم ادا شدت در دہائے  
تمہاری مدد کرنے والا ہے اور وہ بہترین مدد کرنے والا ہے بلکہ تمہیں ہم دلائل کے

كَفَرُوا وَالرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَهُمُ بِشَيْءٍ مِنْ سُلْطَانٍ ۚ

کافران بتی بسبب آنکہ شرک با خدا مقرر ساختہ بخیر یا کہ بیکار بخت فرد نہ آورده است خدا باریک  
کافروں کے دل میں بڑی سبب اس کے ناموں نے اللہ کی شریک کیا انہی چیز کو جس پر اللہ نے کوئی دلیل نازل

وَمَا لَهُمْ النَّارُ وَهُمْ فِي الظُّلُمَاتِ ﴿۵۴﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ

و جسے انہوں نے دوزخ است و اور بد ادا کردہ ستمگاران است و ہر آنکہ راست کرد  
د فرمای اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ ظالموں کا ٹھکانا کیا ہی برا ہے جس اور جنگ کی کیا

## تَفْسِيرُ آيَاتِ الْقُرْآنِ

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے استغفار کے سبب انہیں نصرت نصرت عزت اور حسن ذکر و تجزہ دیا میں عطا فرمایا اور آخرت میں جنت اور اکی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ ثواب کو حسن سے خاص کر اس باب اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہترین سے بہترین بدلہ عطا فرمائیگا (بیضاوی)

۲۔ حضرت خدی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شکر و نرا سے مراد ابوسفیان اور اسکے ساتھی ہیں۔ یا سوست کی بات ہے سب ایمان میں لائے تھے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی اور اسکے ساتھی ہیں۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یزید و نصاریٰ ہیں کیونکہ غزوہ احد کے بعد یہ لوگ مسلمانوں کو شکوک و شبہات میں ڈالنے کی کوشش کرتے تھے۔ قریب یہ ہے کہ یہاں الکفسین کفس و کفر عام ہے اور اس سے صحیح کفار مراد ہیں اس لئے کہ سب خاص اور وہ عام کے معنی میں ہوتا ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تم ان کافروں کے مشورے پر عمل کرو گے تو یہ تمہیں دین سے پھٹ دیں گے۔ جسکے نتیجے میں دنیا میں الٹ و سونالی ہوگی اور آخرت میں دائمی ثواب سے محروم ہو جاؤ گے (بیضاوی و غرائب القرآن)

۳۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہی ان کافروں کی اطاعت سے تمہیں بچا سکتا ہے آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تم کفار کی اطاعت اس لئے کرو کہ وہ تمہاری مدد کریں تو یہ تمہاری فطرت ہے کیونکہ یہ سب عاجز ہیں اور کوئی بھی بغیر اذن الہی کے نہ نفع پہنچ سکتا ہے اور نہ نقصان۔ لہذا اللہ تعالیٰ ہی تمہارا حق مولیٰ ہے (غرائب القرآن)

۴۔ یہ آیت کریمہ عباد کے باب میں ترمیم (ترغیب دلائل) ہے اور کفار سے دوزخی کے باب میں ترمیم (ترہیب) ہے۔

کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈالنا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک لغت ہے اس میں عالمائے عسکریں کا اختلاف رہا ہے کہ یہ عباد احد سے خاص ہے یا جمع اوقات کیلئے ثابت ہے یا کہ یہ کیا گیا ہے کہ اگر چند عباد میں یہ واقعہ پیش آیا ہے لیکن اسکے بعد ہم کفار کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دینگے کہ تمہارا دین تمہارا دین پر غالب ہوگا۔ انکی تائید بی کریم ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ اگر تم مدائن عرب مسیرہ شہر یعنی میری مدد ایک سینے کی مسافت تک، عباد سے کی گئی۔ نیز طبرستان اس جانب گئے ہیں کہ یہ رعب غزوہ احد سے خاص ہے۔ حضرت سدی کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ اور مشرکین احد کے دوزخ کی جانب متوجہ ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض روایتے میں پہلے۔ لیکن میں خیال آیا کہ ہم نے شر کو گھوڑا دیا ہے اس خیال سے بچنے کا نہیں بھی جس کر دیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیا پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض نے کہا کہ جب کفار پہلا کی اس چوٹی پر چڑھ گئے جس پر بی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو قائم فرمایا اشارہ تو مسلمانوں کا رعب ان کفار کے دلوں میں ڈال دیا گیا۔ ابوحنیفہ اسی خوف کے عالم میں پہلا کفار سے ڈرا۔ سہرا تھا کہاں تو راہ ﷺ اور کہاں ہیں عمر! حضرت عمرؓ نے بی بیاری سے اسکا جواب دیا تو ان کفار کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب گیا۔ پس خدا انفسر محسوس۔ چونکہ خطرہ کی دعا قبول ہوتی ہے اور دیکھا اتفاق ہے کہ اللہ کے ساتھ آگوتی اور بھی الوہیت میں شریک ہے تو اسے خطرہ کی کیفیت حاصل نہ ہوگی کیونکہ اب ایک خدا عالموں نہ کرے گا تو دوسرے خدا کی جانب متوجہ ہو جائیگا۔ علیٰ خدا القیاس اس لئے انہیں خطرہ کی صورت حاصل نہیں ہوگی اور نہ ہی دعا قبول ہوگی لہذا خوف اور رعب اسکے لئے لازم ہوا۔ جو ہری کہتے ہیں کہ سلطان جنت اور برہمان کے معنی میں ہے (غرائب القرآن)







مِنْ بَعْدِ الْغَرَامَةِ نَعَا سَا يَقْضَىٰ طَائِفَةٌ مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ

میں از بعد از غرامت کی پائی ہوئی چیزیں گروہ سے را از شما و گروہ سے ہونے  
آرام کی چیزیں ہونے میں سے ایک جماعت کو گھر سے بھی اور ایک جماعت بھی مع

وَقَدْ أَهْمَتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ

کہ انہوں نے اپنے نفسوں پر اتنا اثر کر دیا ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ کا حق گمان کفر کا  
جنہیں اگلی فکر سے غفلت ہو چکا تھا اللہ پر باطن گمان کرتے تھے کفر کا گمان

يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ

میکھو اے مومنین! ہماری کار بھی ہے اختیار نیست و بدوہ ما کار غی کہہ ہو کار تمام  
کئے کیا اس کام میں خدا بھی کچھ اختیار ہے (اور ہماری تدبیر سے کام نہیں کرتے) آپ فرمادیجئے تمام کام

بِاللَّهِ يَخْشَوْنَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ لَوْ

خدا داشت بخواں میدانند در دل خویش آنچه آشکارا نمیکند برایت تو ای گویند اگر  
اللہ کیلئے ہے اپنے دلوں میں کچھ چھپا رکھتے ہیں آپ کیلئے ظاہر نہیں کرتے۔ کہتے ہیں اگر

كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هُنَا قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي

ہوتے ما را از امری کار چڑے ما کشت نمی شدیم اینجا ہو اگر کی ہونے در  
میں اس کام میں کچھ اختیار ہوتا تو ہم اس جگہ قتل نہ کئے جاتے آپ فرمادیجئے اگر تم

بَيُّوْكُمْ لِبَرِّ الدِّينِ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ

ظاہر ہو جائے کہ تم دین پروردگار کے لئے قتل ہو چکے ہو اس پر ایمان کتبہ شد ہوئے تھیں غرض  
اپنے گھر میں رہتے تو ضرور وہ لوگ باہر نکلتے تو کیا جا کھتا جاتا ہے اپنی اہل گاہ کی طرف

وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحَّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَ

دلیہ کا کہہ دے کہ اس گروہ کو کچھ دلیہ میں قتل ہو جائے خدا کیلئے کہہ دے کہ اس گروہ کو کچھ دلیہ میں قتل ہو جائے  
اور یہاں سے گروہ کیلئے ہے (جو ظہری میں مقدر ہوا اس کا اللہ آزمائے گا کہ وہ جس سے جس سے تم کو کھانسی کرے گا

مَعْلُومَات

## تَفْسِيرُ آيَاتِ النُّورِ

۱۔ جنہوں نے ایمان کیا پر ان کی یہ دوسرا گروہ منافقین کا تھا جو  
نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت میں شک کرتے تھے اور  
گروہ واحد میں صرف اہل نبوت کیلئے جائز ہونے تھے جیسے  
عبداللہ بن ابی اور مطلب بن نفیر وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے اس  
گروہ کے بارے میں یوں خبر دی۔ وَ طَائِفَةٌ فَلَا غَرْبَ لَهُمْ  
اَنْفُسُهُمْ۔ یَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ۔ یعنی  
ہمارے لئے کوئی تدبیر ہے۔ محمد اللہ بن ابی نے یہ خبر  
میں رائے دی کہ مشرکین نے اسے کیلئے عید سے باہر نہ  
لکھ جائے نبی کریم ﷺ نے اسکی یہ رائے قبول نہ فرمائی  
اور غزوہ احد کیلئے عید سے باہر تشریف لے آئے۔ اس  
بہادر و دلیرانہ یہ عمل کہنے کے ہل لے لے لے لے لے لے لے لے  
شعبہ۔ اس شعبہ کی تاریخیں ایسی ہیں جو جاتی ہے کہ ان منافقین  
کا یہ قول آگے منقول ہے کہ لَوْ اُظْهِرْنَا مَا قُتِلْنَا هُنَا  
اگر وہ سب ہماری اطاعت کرتے تو قتل نہ کئے جاتے۔ لَوْ  
تھا لَوْ اُظْهِرْنَا مَا قُتِلْنَا هُنَا یعنی منافقین اور  
یہ کہہ کہتے تھے کہ اگر یہ حق ہوتا اور یہ حق ہوتا تو  
کبھی مشرکین ان پر غالب نہ ہو سکتے اور مسلمان اپنی تعداد  
میں قتل بھی نہ کئے جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ  
سے فرمایا کہ آپ جواب دے دیجئے کہ اگر تم علم ہادی تعالیٰ  
کے مطابق اسی جگہ قتل ہوئے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس جگہ ضرور  
لاتا ہے تم کہیں رہتے۔ بعض نے یہ تعبیر کی ہے کہ اسے  
سناؤ اگر تم جہاد سے پیچھے رہو گے تو منافقین ضرور اس کام  
کیلئے نکلیں گے اور کافروں کو مار دینگے اس کے بعد اللہ تعالیٰ  
نے اس موقع کی یہ توضیح دی کہ وہ منافقین کون تھے۔ یہاں  
کو کہنا ہوا ایمان۔ مذکور کیا جائے۔ جواب کہ انہیں خالص کر دیا  
ہائے۔ بالکل چاہئے کہ مصیبت کو کھدو کر اپنے جہاد میں  
کیا اور انہیں (خالص کر لے) کو قلب سے اس لئے کہ

اسکے امور و احوال اور عقائد ہیں جو کہ قلب میں ہے (غرائب القرآن) اَلْقُلُوبِ اِلَى الْاَفْسُوسِ کا مفہوم یہ ہے کہ موت و عذاب اللہ کی طرف تشریف آوار اور نقصان پہنچا رہے ہیں۔  
يَخْلُقُونَ فِي اَنْفُسِهِمْ الْوَحْ۔ یہاں یہ حال پیدا ہو رہا ہے کہ وہ لوگ اپنے دلوں میں کچھ چھپا رکھتے ہیں اسکا جواب دینا ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَوْ كُنَّا لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هُنَا کہ یہ  
مسلمان ہمارے حضور سے پرہیز کرتے تو یہاں یہ قتل نہ کئے جاتے تو کیا کہ منافقین کی نظر میں مسلمانوں کے قتل ہونے کا سبب دیکھتے ہوئے کہہ دیتا ہے۔ اس مقام پر تعبیر کبیر میں علامہ محمد بن ابی داؤد نے  
اللہ علیہ السلام نے جس کو یہ عید میں منظر و فکر ہے جو حق اور معصی کے درمیان طاقت و عصیان اختیار کیا ہے۔ یہاں سے منظر ہوا اور یہ کہ کہ انسان ظاہر ہے اگر چاہے تو ایمان لائے اور چاہے تو کفر کرے  
اسی طرح نبی کریم ﷺ نے انہیں جواب دیا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فیصلے ہیں اب چاہو تو اسکا اعتقاد رکھو اور چاہو تو اسکا انکار کرو چاہو تو اسکا اختیار میں ہے۔ اس طرح دے کہ اس ابتلا کا یہ لہر ہوا کہ اللہ  
تعالیٰ نے اہل ایمان کے سامنے منافق اور منافق کی پہچان کرادی۔ دوسرا کہہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے قلب سے شک و شبہات اور سوچ و دربار لایا۔ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ سے یہ بتا دیا کہ  
ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ہر امر اور عبادت کو جانتا ہے اس لئے یہ بات کہہ کر منافقین میں سے اپنے لئے ایسا یہ ملکہ یہ تھا کہ یہ ظاہر کیے ہے (غرائب القرآن) اَلْقُلُوبِ اِلَى الْاَفْسُوسِ کا مفہوم یہ ہے کہ موت و عذاب اللہ کی طرف تشریف آوار اور نقصان پہنچا رہے ہیں۔  
ایمان پر فرض فرمایا ہر احد کے دلوں میں حق و مصیبت (الایمان) اَلْقُلُوبِ اِلَى الْاَفْسُوسِ کا مفہوم یہ ہے کہ موت و عذاب اللہ کی طرف تشریف آوار اور نقصان پہنچا رہے ہیں۔  
یہ کہہ دے کہ یہ ہوتے انہیں سے یہ مطلب بھی بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ انکے دلوں میں ان چیزوں کو ظاہر فرمائے جو ان کے قلب میں ہیں۔ انہیں سے یہ مطلب بھی بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک  
بندوں کو انکے ذریعے آزمائے۔ (القرطبی)







# تَفْسِيرُ السُّورَةِ

۱۔ مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس سے گزرے جو عبادت ریاضت کی وجہ سے کمزور ہو چکی تھی۔

آپ نے ان سے پوچھا تم اپنی قدر و عبادت کیوں کرتے ہو۔ کہا اللہ کے عذاب کے خوف سے آپ نے فرمایا اللہ

تعالیٰ تمہیں اس سے اجابت دے گا۔ دوسری قوم کے پاس سے گزرے انکا بھی یہی حال تھا۔ آپ نے پوچھا تم اپنی

عبادت کیوں کرتے ہو۔ جواب ملا جنت کی طلب میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جنت عطا فرمائے گا۔ تیسری قوم

کے پاس سے گزرے تو انکا بھی یہی حال تھا آپ نے پوچھا تو جواب آیا کہ اللہ اہل ایمان سے اور ہم دشمنی رکھتا

ہے کیلئے عبادت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تم سے راضی ہو گا۔ اس آیت اور اس سے پہلے کی ترتیب پر

غور کریں کہ جو لوگ اللہ کے عذاب کے خوف سے بندگی نبھاتے ہیں انکے لئے ارشاد ہے لِنَغْفِرَ ذُنُوبَهُمْ یعنی

ضرور انکے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت ہے۔ جو لوگ جنت کی طلب کیلئے عبادت نبھاتے ہیں انکے حق میں

ارشاد ہے وَحَسَنَ اُجْرُوكُمْ صرف اپنے رب کی رضا کیلئے عبادت کرتے ہیں انکے لئے لا اِیْسَى السَّعْيُ

لِغَسْرِ زُكُومِ کی بشارت ہے (تعمیر کیر) جانا چاہئے کہ کوئی آیت میں قُلْتُمْ فَنُفِمْ سے پہلے ہے اور اس آیت

میں فَنُفِمْ سے پہلے ہے اس جانب اشارہ ہے کہ موت ہر ایک کو آگئی لیکن شہادت کی موت افضل ہے اس

لئے ابتداء اور اچھی افضل سے ہوئی (غرائب القرآن)

۲۔ جانا چاہئے کہ فرمودہ احد میں فرما کے بعد حب نبی کریم ﷺ کی جانب لوٹے تو آپ نے ان پر کوئی سختی نہ کی اور

نہ انہیں مجرم کا ملکہ آپ نے ان سب سے نرم کام فرمایا (تعمیر کیر) واضح رہے کہ شفقت اور نرمی اسوقت جائز

ہے جب اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے کوئی حق پامال نہ ہو

۳۔ ہر مومن کا حکم ہے جیسے خواہد الخلفاء و المناقبین و اعلم علیہم یعنی اسے نبی آپ کا قریب اور منافقوں سے بھاگنے اور ان پر سختی کیجئے۔ دوسرے نظموں میں یوں کہنے کا رسم کام اپنی جگہ قابل

تعریف ہے اور سخت کام اپنی جگہ قابل تعریف ہے۔ ایک موقع پر اس شفقت کا اظہار کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے لئے دشمنی کے دنوں میں تم میں سے کوئی ایک راہی

ماجت کیلئے جانے تو قبل کی جانب نہ چروا کرتے تھے۔ (استغفر لہم یعنی آپ انکے لئے مغفرت طلب کیجئے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ اصحاب کبار کے حق میں دیکھتا ہے نبی ﷺ کی شفاعت قبول

فرماتا ہے اس لئے قدرت میں آپ کی شفاعت بہ دیدہ ہوئی قبول ہوگی (تعمیر کیر غرائب القرآن) ۴۔ یعنی بد میں تمہاری مدد فرمائی اور احد میں احمقانہ جھڑپوں سے بچا دیا کہ یہ مسلمان اپنی

فتح کو آلات حرب کی جانب نہ بھیرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی جانب بھیرے اور اس میں توکل علی اللہ کی ترغیب ہے۔ توکل کو مؤمنین کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ یہ کہ مؤمنین جانتے ہیں کہ اللہ

سُبْحَانَ اللَّهِ أَوْ مُتَمِّرًا لِّمَغْفِرَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةً خَيْرٌ مِّمَّا يَجْتُمُونَ ﴿۱﴾

راہ خدا یا سرایت برآئے تیرش از خدا و نشانیش بجز است از آنچه جمع میکند اللہ کے راستے میں یا مروجہ تو جنگ اللہ کی طرف سے مغفرت اور بخشش بہتر ہے اس سے کہ وہ سب جمع کرتے ہیں

وَلَئِنْ مُّتَمِّرًا أَوْ قِيلَتْ لَهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ

و اگر مروجہ یا کشتہ شدہ البتہ ہوسے خدا برا چھوٹے خواہیہ شد میں بسب مہربانی از اور اگر مہربانی کے جانے تو ضرور اللہ کی طرف اٹھائے جائے گا میں اللہ کی مہربانی کے بسب

اللَّهُ لَئِنْ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نَفَضُوا مِنْ

خدا نرم شدی برائے ایشان و اگر میبوی درشت غرضت دل پرانند میبندم از سے آپ انکے لئے نرم ہوئے اور اگر آپ سخت دل ہوتے تو وہ سب سخت ہو جاتے

كُفْرِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَتَنَازَلْ لَهُمْ فِي الْأَمْرِ

حقانی تو میں در گذر از ایشان و امرش فرما برائے ایشان و مشورہ کن با ایشان و کار آپ کے اور کہتے ہیں ان سے در گذر فرمائیے اور انہیں معاف فرمائیے اور ان سے مشورہ کیجئے کام میں

وَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿۲﴾

میں اٹھان کہ قصد حکم کردی پس اتکا کن بر خدا برآنکہ خدا دوست دارد توکل کنندگان را نہیں جسوقت کہ چلتہ ارادہ کرد تو اللہ ہی پر بھروسہ کرد جنگ اللہ دوست رکھتا ہے توکل کرنے والوں کو

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُ لَكُمْ فَالْعَنَى

اگر نصرت دیدہ شود بر شما و اگر نہ بے بر دانی بگذارد و ما پس کیست اگر اللہ تمہیں نصرت دے تو کوئی بھی تم پر غالب نہیں آسکا اور اگر لے لے گا تو کون ہے

يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۳﴾ وَمَا كَانَ

کہ نصرت دیدہ شود بر بعد از وی و بر خدا باید کہ توکل کنند مسلمانان و ہرگز خیانت انکے بعد جو تمہاری مدد کرے اور مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں جی اور ہرگز

منزل ۱



لَيَنْبَغِي أَنْ يَكُنَّ دُورًا مِّنْ يَّكُنَّ يَأْتِ بِمَا عَمِلَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثُمَّ

از نبی کی آیت و ہر کہ خیانت کئے خواہ کورو اس چیز کا کہ خیانت کر رہا ہے روز قیامت باز  
کی کی طرف سے خیانت نہیں آتی اور جو کوئی خیانت کرے گا تو اس سے روز اس خیانت کے ساتھ آج جس نے کی ہوگی

ثُمَّ يَكُنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظَاهَمُونَ ۝ أَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ رِضْوَانًا

تمام داور شود ہر شخص کا آنچه کر رہا ہے و انہیں ستم کر رہا نہیں کیا کہ وہ اپنے خوشنودی  
ہر شخص کو پورا دیا جائے جو اس نے کیا ہو اور ان پر قلم نہ کیا جائے کیا وہ جو اللہ کی خوشنودی

اللَّهِ كَمَنْ يَأْتِي بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَا أُوْبَهُ جَحْتُمْ ۚ وَ يُشَسِّمُ الْمَصِيرَ ۝

خدا رفت کی باشد مانند کسیکہ باز سخت عزم خدا و جانت او در شمس است و چاہیست او  
نہیے چلا آئی طرح ہوگا جو اس نے اللہ کے غضب میں اور اس کا ٹھکانہ اور ہے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے

هُمُ رَدِّحَتْ عِندَ اللَّهِ وَاللَّهُ بِصِيرٍ بِمَا يَكْمُلُونَ ۝ لَقَدْ مَنَّ

ایساں ہر مراتب اند نزد خدا و خدا چاہا ست با نبی نیکو ہر آنکہ نعمت لڑاواں ہوا  
انکے لئے مراتب ہیں اللہ کے پاس اور اللہ دیکھنے والا ہے جو وہ سب کرتے ہیں اور نیک ہے بہ نعمت دی

اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ

خدا ہر مسلمانان آنگاہ کہ فرستادہ انہاں حضرتی از قوم ایساں  
اللہ نے مسلمانوں کو جھوٹ کر پہنچایا ان میں ایک خیر ان کی قوم سے

يَسْأَلُوا عَلَيْهِمْ أَنِيتَهُ وَيُرْكَبُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَالْحِكْمَةُ

پوچھاواں ہر ایساں آیت او د پاک سازد ایساں و فی آموزد ایساں کتاب و علم  
ان پر اللہ کی آیت پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و علمت سکھاتے ہیں

وَلَا تَكُنُوا مِمَّنْ قَبْلُ لَقِيَ صَلَاتٍ مِّمَّنْ ۝ أَوْلَمَّا أَصَابَتْكُمْ

و ہر آنکہ ہوندا تھی ازیں او گمراہی آنگاہ ای چوں رسید ہوا  
اور نہ کہ وہ سب اس سے پہلے گمراہی میں تھے جو یا جب تمہیں ہوا

۱۔ انہیں اور خدا کا کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ  
خیانت چھوڑ کر مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہیں  
اور کفار و منافقین خیانت اپنا کر اللہ کی بارگاہ میں لوٹے  
ہیں۔ زبان کہتے ہیں کہ جنت نبی کریم ﷺ انہیں  
اب میں بلا رہے تھے تو چاروں لوٹ آئے تو بارہ اللہ تعالیٰ  
کی رضا کی جانب پلٹ آئے۔ بعض نے کہا کہ افسوس  
تھے و رضوان الملبس سے مراد ہاجرین و انصار ہیں اور  
تھیں نہ پہنچ سکتے تھے اللہ سے مراد منافقین ہیں۔ بعض  
نے یہ بھی کہا ہے جنہوں نے ایمان لانے کے بعد عمل صالح  
ایجاد کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی جانب آئے اور جہنم کے کفر  
کیا وہ سب اللہ تعالیٰ کے غضب میں آئے۔ یہ قول اقرب  
ہے تاکہ آیت موم پر جاری رہے اگرچہ سب نزول خاص  
ہے (غرائب القرآن)

ج۔ اس آیت کے بعد میں علمہ فرماتے ہیں کہ  
بے یمنی لگنے والے وہ ہیں۔ ہم کی خبر تو اب اور  
عجب کی جانب راہی ہے یعنی جو لوگ اللہ کی خوشنودی کی  
جانب لوٹے انکے لئے جنت میں درجات ہیں اور جو لوگ  
اللہ کی بارگاہ کی جانب لوٹے انکے لئے جہنم میں مختلف  
درجے ہیں (بیاد الی)

ح۔ جب منافقین کی جانب سے پادری گشتی اور مال  
قیمت کی تقسیم میں خیانت کا شہری کریم ﷺ کی جانب  
ہوا تو آیت نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ پتہ دیا کہ یہ  
نبی ﷺ کے دشمن پیدا ہونے لگے اور ان کی جانب اہل بیت کی  
اس دوران انکی جانب سے جو کوئی خیانت ہوئی اور نہ انکی  
انہوں نے جھوٹ کیا ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ آج تم خیانت کا  
شہ کر دو۔ (اصحی کہتے ہیں کہ کام عرب میں "صنع" کے  
پتہ دہائی ہیں۔ (۱) جو آسمان سے نازل ہو جیسے "وَنَزَّلْنَا  
عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْفَلَاقَ وَالْشُّلُوبَ" (۲) انسان جتنا بھی لا

تَبْتَطُّوْا اَعْدَاءُكُمْ فَانْقَرِضُوا وَاَلَا تَذَكَّرُوْنَ یعنی انسان اور اعدائے سے اپنے معاملات کو خارج نہ کرو۔ (۳) قطع کے معنی میں ہے لہذا اَعْدَاءُ غَيْرُ غَفُوْرٍ مِّنْكُمْ یعنی ان سب کیلئے غیر مطلق اذ ہے۔ (۴) انعام  
انسان ہے جملہ اعدائے اعدائے یہ ہند سے مناسبات ہیں جس کو انسان کر اس جو سے اللہ تعالیٰ کی ایک مفت "عنان" انہیں ہے۔ جانا چاہئے کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کا جہتو کیلئے اللہ تعالیٰ کی  
جانب سے انسان ہے لیکن اس انسان کو یہاں مومن کے ساتھ خاص کیا گیا کیونکہ مومن نے اس انسان سے فائدہ حاصل کیا اور ان پر ایمان لاکر جہنم سے نکلے گا سب پورا کیا۔ يَسْأَلُوا عَلَيْهِمْ اَعْلِيْهِمْ اَتَمَّ  
انسان کے مال کا مال دلاور میں ہے۔ (۵) اس تعالیٰ کی معرفت اور اس کے علم میں کار خیر کرنا۔ (۶) انہیں انہی کیلئے رفعت کا حصول یعنی قوت لغری و قوت عملی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر کتاب  
نازل فرما کر ان دونوں امور کی معرفت کا سب پورا فرمایا (تفسیر تیسر) ج حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے کہ جبہ بدر میں (کفار سے) اقدیر لینے کی پاداش میں احد کے دن ستر (۷۰) مسلمان  
غیر ہوئے۔ اصحاب نبی ﷺ بھاگ کھڑے ہوئے نبی کریم ﷺ کا دشمن ہمارا کہہ رہا تھا اور میرا کہہ رہا تھا کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا اَعْدَاءُكُمْ فُجِعْنَا نازل فرمائی (کہاں انہوں نے)  
فی اسباب الغزو انہیں اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہوتے تو اعدائے میں بھی مشرکین کو مار دیتا۔ لَقَدْ مَنَّ اَللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهِ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا عجب پورا کر  
آج جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے یہ تمہارے ہاتھ کی کوتاہی ہے۔ گویا کہ اس آیت کے بعد میں نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ہونے والے حضرت ابراہیم کا جواب دیا گیا ہے (تفسیر کبیر)







قَعْدُوا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قَتَلُوْا قُلْ فَاذَرُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمْ

خود از جنگ باز نشوید اگر فرمان ما میرود کشتن فی شدت کبر و دفع کنید از خوشن

و خود جنگ سے پیڑھے کر اگر وہ ہماری بات ماننے تو قتل نہ کئے جاتے۔ آپ فرما دیجئے ہذا اپنے سے

الْمَوْتِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا

مرگ را اگر راستگو مستحق و مردہ ممان کمن کہنا کہ کشتہ شدہ

موت کو اگر تم سب سچ کہنے والے ہو۔ اور مردہ ممان نہ کرو جو لوگ قتل کئے گئے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

اور وہ خدا بلکہ زندہ اللہ نزدیک پروردگار خوش روزی روزی ہندو

اللہ کی راہ میں ہلکے زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی دینے جاتے ہیں۔

فَرِحْتُمْ بِمَا اَنْهَضَكُمْ اللّٰهُ مِنْ قَضٰیةٍ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ

شادان آئندہ عطا کرد ست خدا ایشانرا از قضا فی فضل خود و خوشوقت میشود بسبب ایشان

خوش ہیں اس پر جو اللہ نے انھیں دی اپنے فضل سے اور خوشیاں مٹا رہے ہیں اس سبب سے جو لوگ

اَمْ يَكْفُرُوْنَ اَبَیْهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

بنور ہائیں بیعت اللہ از پس ایشان بسبب آنکہ پیچ ترس نیست بر ایشان و نہ ایشان اندویشناک شوند

ابھی ان سے نہ گئے انکے بعد والے (اور) اس سبب سے کہ ان پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ وہ سب گھبراہٹ میں

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ وَقَصِيٍّ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ

خوشوقت میشود یہ نعمت خدا و فضل او و باتاکہ خدا ضائع نہیں

خوشیاں مٹا رہے ہیں اللہ کی نعمت اور اچھے فضل کی اور بیشک اللہ ضائع نہیں فرماتا

اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ

مرد مومنان را کہانکہ قبول کراد حکم خدا و رسول را بعد از آنکہ

مومنوں کے اور کوج وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کے حکم کو قبول کیا بعد اچھے کوج

منزل ۱

۱۔ شان نزول کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جنگ احد میں تمہارے بھائی شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انکی رگوں کو پیر پرندوں کے اجسام میں ڈال دیا جو کہ جنت کی غیروں پر اترتے ہیں جنت کے پہلے کسات ہیں اور علیٰ الہی میں سونے کی قدیوں میں آرام کرتے ہیں جب ان کو پاکیزہ خورد و نوش اور حسین آرام گاہ میرا آئی تو انہوں نے کہا کہ کاش ہمارے بھائی کو معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو کیسے اچھے انعام سے نوازا ہے تاکہ وہ جہاد سے بے رغبتی نہ کرے اور جنگ میں بزدلی نہ دکھائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا یہ پیغام انکو پہنچا دو لگا چڑھو اللہ تعالیٰ نے آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا اور انکے بعد والی آیت نازل فرمائی (باب العقول فی اسباب النزول) یہ آیت شہداء احد کے ہارے میں نازل ہوئی۔ بعض نے کہا کہ یہ آیت شہداء ہارے کے ہارے میں نازل ہوئی (بیضاوی) یعنی شرف شہادت حیات ابدی کی کامیابی قرب خداوندی اور جنت کی نعمتوں کے سبب بہت خوش ہیں (بیضاوی)

۲۔ دو بارہ یسبحشرون تاکید کیلئے ہے۔ اس آیت کریمہ کے آخری ٹکڑے سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان کا عمل ضائع نہیں ہوگا اور اہل کفار کو گم سے کوئی فائدہ نہ ہوگا (بیضاوی)

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ احد کے دن اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق کے دل پر دھب ڈال دیا اور وہ کہہ کر وہاں روانہ ہو گیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق کے دل پر شہادۃ الیہ دھب ڈال دیا ہے کہ وہ وہاں چلا گیا ہے۔ دھبے میں شہادت کا نقشہ لکھا ہوا ہے جس سے وہ جنت کی طرف

پر قیام کرتے تھے۔ جب احد کا سوال میں رہی تھی چنانچہ داتا احمد کے بعد ایک طرف تو مسلمان انہوں سے چور تھے اور انہوں کی تکلیف اور درد میں مبتلا تھے اور دوسری طرف چھوٹی تھی تاکہ کیا تھا۔ اسی اثنا میں نبی کریم ﷺ نے ان مسلمانوں کا تعاقب کرنے کیلئے اپنے ساتھ چلے گئے لایا تو فرار و شیطان نے اپنے چیلوں سے کہا کہ وہاں تمہارے ساتھ لڑنے کیلئے ایک نظر المومنین موجود ہے چہ بچہ لوگوں نے آپ کے ہمراہ جانے سے گریز کیا اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی بھی میرے ساتھ چلے گا تو تارہ ہوا تو میں اکیلا جاؤں گا۔ اس پر ستر (۷۰) اصحاب آپ کے ہمراہ جانے کو چڑھ گئے اور انہوں نے کہا کہ توبہ میں ہیں چلے جائیں گے۔ دوسری روایت کے مطابق جب مشرکین معرکہ احد سے واپس لوٹے تو انہیں میں کہنے لگے کہ تم نے یہ کچھ ﷺ کو قتل کیا اور تم ہی عمر کو قتل کر دیا تم نے یہ تیرا کیا آؤ لیٹ چلیں۔ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو فرما آپ نے مسلمانوں کو دعا کی کہ اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے ہمراہ رہے اور انہوں نے کہا کہ اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے ہمراہ رہے۔ (ابن سعد) (باب العقول فی اسباب النزول) لیکن انھوں نے انھیں نہ خوف نہ حقد نہ جمع اور اللہ تعالیٰ نے تمام احکام پر عمل کرنا حسوس میں داخل ہے اور کچھ منہایت جن جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ان سے بچنا انفسوا میں داخل ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت انہوں نے اطاعت رسول کی جو احسوس کے تحت ہے اور خلاف (چہاں سے چھوڑ دینے) سے اپنے آپ کو بچایا جو حقو کے تحت میں داخل ہے۔ استجابوا یعنی اجابو یعنی انہوں نے حکم کو قبول کیا۔ (تفسیر کبیر)



مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ بِالَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقُوا أَجْرًا

رسیدہ ہو جائیں اور برائے آنکھ اڑیں جماعت نیکوکاری و پرہیزگاری کردہ اور مرد  
انہیں اور بھیجا تھا اس جماعت کے نیکوکار کیلئے اور پرہیزگاروں کیلئے اور

عَظِيمٌ ۝ الَّذِينَ قَالُوا لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا

برائے آنکھ اٹھتے ہیں مردمان کہ کافران فخر میں جمع کردہ اور  
عظیم ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ کیا کچھ کافروں کا فخر جمع ہوا ہے تمہارے لئے اس دوران فخر اس سے

لَكُمْ فَاتَّخِذُوهُمْ فِرَادَهِمْ يَمَانَةً ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ

برائے ہمارے ہمارے انہیں فخر نہیں زیادہ کر رہے ہیں ایمان ایسا برا و گھٹتہ نہیں است فار خدا و نیک  
میں اس بات نے ان کے ایمان کو اور بڑھایا اور کہا کافی ہے ہمارے لئے اللہ اور

الْوَكِيلُ ۖ قَالُوا لَبِئْسَ مَا يَشْعُرُ مِنَ اللَّهِ وَقَضِيَ لَهُمْ تَسْتَمُّهُمْ

کار گزار است اور نہیں ہر گھٹتہ میں مسلمانان حق از خدا و فضل اور رسدہ ہیں  
کیا ہی بے خبر کام ہونے والا ہے میں یہ مسلمان اللہ کی نصرت اور فضل کیساتھ (اپنے گمراہوں کے لئے انہیں

سُوءٌ ۖ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوا رِضْوَانِ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّمَا

نکلی و بھری خوشنودی خدا کردہ و خدا صاحب فضل بزرگست ج میں نیست  
نکلی نہ نکلی اور اللہ کی رضا کی بھری کی اور اللہ بڑا فضل والا ہے ج ان کے سوا کچھ نہیں

ذِكْرُكُمْ الشَّيْطَانُ يَخْوَفُ أَوْلِيَائِهِ ۖ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا

کہ میں خیر دہندہ شیطانست معر سامہ دشمنان خود را میں شام رسدہ از کافران و قرسید از من  
کہ یہ خیر دہندہ والا شیطان ہے اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے میں تم سب کافروں سے نہ ڈرو اور وہ گھٹتہ سے

إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۖ وَلَا يَحْزَنُكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ

اگر مومن مستعد و اندوہیں گھٹتہ تڑا ہے تم آنکھ میں پڑا ہوا  
اگر مومن ہو جے اور اسے تمہارا حقے غم نہیں نہ کرے وہ لوگ جو دوڑتے ہیں ج

## تَقْتَسِمُ الْفِتْنَةُ

۱۔ اَللّٰهُمَّ النَّاسُ مِنْ دَوَائِلِهَا (۱) کمال کا قائل  
قسم میں مسعود ہے ایک شخص کیلئے جس کو کہا جائے ہے۔ اس  
لئے کہ ایک نے کہا اور باقی سب نے اس پر عمل کیا (۲)  
کمال کا قائل وہ شخص ہیں کہ کچھ مسلمانوں کو جانے سے  
روکے کیلئے اس کا کیا جس کے برعکس مسلمانوں کا جذبہ جہاد  
اور بڑھ گیا اس آیت سے معلوم ہوا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی  
قدرت اور قضا سے ہے اس لئے مسلمانوں نے مشرکوں کو  
باریگا اور حبشہ اللہ و نعم اللہ کیلئے کہا (تعمیر کبر)  
اور ارفع روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت  
علی رضی اللہ عنہ کو چھڑا دی دیکر ابو سفیان کے تعاقب میں روانہ کیا  
ناستے میں انہیں نبی خزانہ کا ایک ہندو جس نے کہا کہ  
مشرکین میں ہر حملہ کرنے کے لئے جمع ہیں۔ مسلمانوں نے کہا  
کہ حبشہ اللہ و نعم اللہ کیلئے اس پر آیت نازل  
ہوئی (الباب الاول فی اسباب النزول)

ج شان نزول یہ ہے کہ ابو سفیان نے نبی کریم ﷺ سے  
کہا تھا کہ عظام بدر میں جہاں تم نے ہمارے آدمیوں کو قتل  
کیا ہے آئندہ سال ہماری اور تمہاری پھر ملاقات ہوگی۔  
جب اشد ہندو آیا تو جوڑ پرک تھے پیچھے ہٹ گئے اور جو  
دیکر اور بہادر تھے وہ سامان جنگ اور مال تجارت ساتھ لے کر  
وعدہ کے مقام پر پہنچ گئے لیکن انہوں نے وہاں کسی کو نہ پایا  
اس لئے تجارت میں مشغول ہو گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ  
آیت نازل فرمائی (الباب الاول فی اسباب النزول)  
اس آیت کے بعد میں ان لوگوں کیلئے حسرت ہے جو لوگ  
پیچھے رہ گئے تھے کہ یہ کھان لے کر لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے منع  
کثیر و کم لایا (بیضاوی)

ج ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا خوف  
قالب ہو لیکن ان کے باوجود بھی شیطان اعلیٰ ایمان کے دلوں  
میں دوسرے ذال کر غیر اللہ کا خوف پیدا کر دیتا ہے (غرائب

القرآن) یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ جب ایسے دوسرے ذالے دلوں کو شیطان کا نام دے دیا گیا ہے تو شیطان اولیاء کا کیا مطلب ہوگا۔ مفسرین کرام اس کا جواب تین طریقے سے دیتے ہیں (۱)  
مشغول مائی اور غلبہ بار محدود ہے تقریر کام میں ہوگی۔ غالباً لیسہ الشیطان یخوف لکنہم باؤلیا (یہ شیطان جنہیں اپنے دوستوں کے ذریعے اڑاتا ہے) مطلب یہ ہے کہ شیطان خود بھی نہیں ڈراتا ہے اور  
اپنے چیلوں کے ذریعے بھی جنہیں خوف دلاتا ہے (۲) یا اس کا مکی میں ہے کہ عسوفت زیداً عسوراً (میں نے زید کو کفر سے ڈرایا) آیت کا مطلب یہ ہے کہ شیطان اپنے دوستوں سے جنہیں ڈراتا ہے (۳)  
آیت کا مطلب یہ ہے کہ شیطان منافقین کے ذریعے ڈرا کر جنہیں مشرکین سے قتال کرنے سے روکنا چاہتا ہے (تعمیر کبر) ج یہ آیت کہ ہر کفار قریش کے ہاتھ میں نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کو تسلی دینی کی کہ  
آپ ان کے شر سے محفوظ ہیں گے اور چھاپا یا ہوا نبی تعالیٰ کا اس لئے آپ تم نہ کریں۔ دوسرے ذال کے مطابق یہ آیت منافقین کے ہاتھ میں نازل ہوئی کیونکہ یہ لوگ فرمودہ احد کے بعد مسلمانوں کو شکوک  
و شبہات میں ڈالنے کی کوشش کرتے تھے۔ تیسرے ذال کے مطابق یہ کھانا ایسا ہے کہ آپ ان کے شر سے محفوظ رہیں گے اور ان کے شر سے بچیں گے۔ چوتھے ذال کے مطابق یہ کھانا ایسا ہے کہ یہاں جی اسراف میں صرف سے صحیح کیا گیا ہے ا  
کے معنی دار ہے (غرائب القرآن) اَللّٰهُمَّ لَنْ يُخْشِعَ اللَّهُ فِتْنًا: یہ لوگ اپنے کفر کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں سے کچھ بھی کی نہیں کر سکتے بعض نے یہ مطلب بیان کیا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نیک  
بندوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے یہ لوگ اگلی دہر میں نہ کیسے ہیں کہ ہم نے انہیں نقصان پہنچا دیا جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی خود مدد کرتا ہے۔ (القرطبی)



فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَن يَصُرُوا اللَّهَ شَيْئًا يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ

کفر پر جسے ایمان بھی نہیں فرمائے خدا را بخواب خدا کہ کفر  
کفر میں چٹک وہ سب کوئی نقصان اللہ کو نہ پہنچائیں گے۔ اللہ چاہتا ہے کہ نہ دست

لَهُمْ حَظٌّ فِي الْخَيْرِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝۱۸ إِنَّ الَّذِينَ اسْتَرَوْا

ایمان بھی بہرہ در آخرت و ایثار سے عذاب بزرگ پر آئے آنکہ شریعت  
انہیں آخرت میں کوئی فائدہ اور ان سب کیلئے برا عذاب ہے چٹک وہ لوگ جنہوں نے فرمایا

الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن يَصُرُوا اللَّهَ شَيْئًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۱۹

کفر یا جہنم ایمان بھی نہیں فرمائے خدا را و مریض است عذاب دردناک  
کفر کو ایمان کے بدلے اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے اور ان سب کیلئے دردناک عذاب ہے

وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُطْعِمُ لَهُمْ خَبِيرًا لَّا نَقْصُرُهُمُ إِنَّمَا

وہ کہیں کھد کافروں کہ مہلت داون یا ایثار بہرہ است در حق ایمان ۲۰ این نیست  
اور کافروں گمان نہ کریں کہ ہمیں مہلت دینا اسکے حق میں بہرہ ہے اسکے موا کچھ نہیں ہے

نُطْعِمُ لَهُمْ لَيْزًا ذَا ذُقُوا إِنَّمَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝۲۰ مَا كَانَ اللَّهُ

کہ مہلت میدہم ایمان تا بہرہ شوق شہکاری و ایثار است عذاب خوارکنندہ ہرگز خدا  
کہ ہم انہیں مہلت دیتے ہیں تاکہ گناہ زیادہ کریں اور ان سب کیلئے ذلت والا عذاب ہے ع ہرگز اللہ

لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ

کھارہ مسلمانان پر آنچه الخال تا مستقیم رہیں تا آنکہ جدا کند ناپاک را  
مسلمانوں کو اس حال پر نہ چھوڑے جس پر تم سب کو یہاں تک کہ جدا کر دے ناپاک کو

مِنَ الطَّيِّبِ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ

از پاک و ہرگز خدا مطلق غیب تا را رنجیب و لیکن  
پاک سے اور اللہ ہرگز حقیقی غیب پر مطلق نہیں کرتا لیکن ۲۱

۱۔ یہ آیت خود کے حق میں یا کفر اور کفر کے حق میں  
اعوام نازل ہوئی انکی فرض یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ  
کے دل کو توفیق ملے۔ اسکا مفہوم یہ ہے کہ ان میں سے  
اکثر لوگوں کے ہاوت میں بھڑا کلمہ اللہ کی بناء پر نہیں  
کرتے بلکہ خدا اور نبی کی اہم سے کرتے ہیں (غرائب القرآن)

۲۔ یہ خطاب ہر اس شخص سے ہے جو اپنی سرکشی میں وحمل کو  
خیر سمجھتا ہے (نیضانی) اس آیت کریمہ سے ہمارے  
اصحاب تضاد قدر پر بحث قائم کرتے ہیں۔ پہلی بحث اس  
آیت میں مبتلا ہے مراد مہلت دینا ہے اور اس میں شک  
نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فعل سے ہے آیت کی دلالت  
اس پر ہے کہ یہ مہلت خیر نہیں ہے لہذا اعظم ہوا کہ اللہ  
تعالیٰ خیر اور شر کا خالق ہے۔ دوسری بحث اس آیت کی  
دلالت اس پر ہے کہ اس مہلت سے قصود یہ ہے کہ ان  
شرکین کی جانب سے گناہ عداوت اور سرکشی میں اضافہ  
ہوگا کہ انہیں عذاب بھی نصیب دیا جائے۔ اس سے معلوم ہوا  
کہ کفر و ایمان اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہے لیکن اس  
ارادے میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل نہیں ہوتی پھر اللہ تعالیٰ  
نے اس مقصد کو وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ سے مؤکد فرمایا  
(تفسیر کبیر)

۳۔ حضرت سعدی کہتے ہیں کہ اللہ کے رسولی ﷺ نے  
ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کو کچھ پریشان کیا لیکن  
میں نے اس میں سے کوئی بھی پہچان لیا جو کچھ پر ایمان لائیں  
گے اور انکو بھی پہچان لیا جو کچھ پر ایمان نہیں لائیں گے۔  
جب یہ بات منافقین تک پہنچی تو وہ سب کہتے گئے کہ وہ  
ﷺ جانتے ہیں کہ کون ان پر ایمان لایگا اور کون کفر کرے گا  
حالانکہ ہم ان کے ساتھ رہتے ہیں لیکن وہ ہمیں نہیں  
پہچانتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ لیکن کہتے ہیں کہ جب

قریش کہنے لگے کہ محمد ﷺ کون کرتے ہیں کہ جو میں پر ایمان لایگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو کفر کرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا لیکن یہ ہمیں بتائیں کہ کون ان پر ایمان لایگا اور کون ایمان نہیں لایگا اس پر  
یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اہل بیت کہتے ہیں کہ جب اہل ایمان نے اپنے نبی ﷺ سے مسلمان اور منافق کی تفریق کی علامت اور اہل بیت کی توبہ کی راہ پائی تو یہ آیت نازل ہوئی (بیضاوی غرائب القرآن) اس آیت میں کام کی  
دو چیزیں مراتب پر ہے۔ مرتبہ اولیٰ اور منصب ہے اللہ تعالیٰ اپنے علم سے مؤثر ہے۔ ہر ایک کے ہاکی نہیں ہے بلکہ یہ منصب اسکے بندوں میں سے منتخب کر وہ بندوں کے ساتھ خاص ہے۔ مرتبہ ثانی اللہ  
تعالیٰ کے ہاکی نہیں کوئی بھی اپنے آپ علم غیب پر متعلق نہیں ہو سکتا بلکہ یہ علم غیب اللہ تعالیٰ بطریق وحی عطا فرماتا ہے۔ مرتبہ ثالث یہ طریق عطا فرمادہ بعض رسولوں سے خاص ہے۔ یہ آیت کہ یہ علم غیب  
ہوگا مگر اللہ ﷻ لِيُظْلِعَكُمْ كَلِمَةً حَالِصَةً بِالْعَوْبِ مِنْ حَيْثُ يَعْلَمُ الرُّسُولُ الخ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی پدشاں نہیں کہ جس طرح رسول غیب جانتے ہیں تم میں سے ہر ایک کو یہ پدشاں دلا دے  
اسے یہاں تک کہ رسول سے مستثنیٰ ہو جائے (غرائب القرآن) غیب اور غیبیت کا مفہوم یہ ہے کہ جس کیلئے ہے غیبیت سے مراد ایچ منافقین ہیں اور غیب سے مراد حقیقت کو غیب پر مقدم  
کر لینے سے معلوم ہوا کہ جو ان کا یہ علم منافقین پر وارد ہوا ہے اس لئے کہ کسی جماعت سے انتہائی مست اور کامل انجم کو نکالا جاتا ہے گو یہ کہ منافقین اس ہاکی نہیں تھے کہ انہیں اہل ایمان کے ساتھ رہتے  
ایجادے (غرائب القرآن)



تفسير القرآن العظيم

۱۔ واحدی کہتے ہیں کہ یہ آیت مذکورہ دینے والوں کیلئے نازل ہوئی ہے کیونکہ اس میں وحی ہے اور حکام مقررین اہم ہیں ہے اور اس لئے بھی کہ کفر فریق ہے باوجود ان کے والے کو اگر خیال کیا جائے گا تو اس سے کوئی انسان نہیں بچ سکتا ہے جب تک کہ اپنے بیچ مال کو خرچ نہ کرے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال سے دوسرے کا حق نہ ادا کرتا ہو قیامت کے روز اس مال کو ادا کیا ہی نہیں بلکہ اگر انکی گردن میں ڈال دیا جائے گا جو مسلسل اسے ادا کرے گا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دیکھ کر ادا نہیں کرتا قیامت کے روز اس کے مال کو ادا کیا جائے گا اگر انکی گردن میں ڈال دیا جائے جو سرتے پاؤں تک لپکا ہوا ہوگا اس شخص کو ادا کیا جائے اور کچھ چاہے گا میں تمہارا خدا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہر عہد کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ وہ لوگ قیامت میں موجود تھے جو ﷺ کو چھپاتے تھے۔ اس صورت میں کلام خود خدا کی جانب ہی جاری رہیگا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس شخص سے کسی ظلم کے بارے میں سوال کیا جائے اور وہ اسے جانتا ہو لیکن چھپائے تو قیامت کے روز اسے آگ کا طوق ڈالا جائے (غرافی القرآن)

۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابی الدرداء میں داخل ہوئے تو وہاں بیٹو اپنے ایک آدمی فحاش کے پاس بیٹھ گئے تھے۔ فحاش نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: عرضا کی قسم! اے امیر اللہ کے عتاب میں بلکہ اللہ جہاد کا نشانہ ہے کہ وہ نبی ہوتا تو ہم سے قرض نہ لےتا جیسا کہ تمہارے صاحب یعنی محمد ﷺ کا خیال ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر

اللَّهُ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ فَأَمَّا هُوَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ

خدا ہر مگرچہ از فیض بران خواہر کرنا خواہد پس ایمان آری بخدا و فیض بران از  
اللہ تعالیٰ کرتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے پس ایمان الہی اللہ ہے اور اس کے رسولوں ہے

وَأَنْ تَوَدُّوا أَنْ تُقْتُلُوا فَكُلُّكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ

و اگر ایمان آری و تقوی کنی پس ثوابا باشد مزد بزرگ و پادشاه که گمان نکند آنرا که

اور ایمان لائے اور انھوں نے اپنا دلوں کو تیار سے لئے پڑا اور ہے اور چاہئے کہ ایمان نہ کریں وہ لوگ جو

یہ جہان چکا اُن ہمارے اللہ بن مصدیم کو لکھیں ہمیں بن شو معنی

نکل کرتے ہیں (اس میں) جو لوگ نے اپنے فضل سے انھیں دھاک مار کر یہ نکل گئے تھے بہتر ہے کہ ان کیلئے برا ہے

لَهُمْ سِجُورٌ مَّا يُخَالِفُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ

ہاے ایسا بے خبر کیسا ہے کہ عقلِ ملوک پر شاہد و شورا بیخبر آئے! یہی عقلِ کردار ہے جس روز قیامت و بعدِ راست میں گواہی دے گی۔

[illegible]

الشمس والارض ولله بها سمون كبير

أولها في القرآن ثم في الحديث ثم في الفقه

آسمانی اور زمینی کی اور اللہ جو ممکن کرتے ہو جاتا ہے۔ ایک سنی

اللَّهُ قَوْلَ الْوَلِيِّ وَالْوَلِيُّ لِلَّهِ فَتُؤْتَى الْوُثُقُ يُؤْتَى عَنْ يَدِ اللَّهِ قَوْلَ الْوَلِيِّ

خدا قوی آید که شفقت کند خدا قوی است . ۱ . ۲ . ۳ . ۴ . ۵ . ۶ . ۷ . ۸ . ۹ . ۱۰ . ۱۱ . ۱۲ . ۱۳ . ۱۴ . ۱۵ . ۱۶ . ۱۷ . ۱۸ . ۱۹ . ۲۰ . ۲۱ . ۲۲ . ۲۳ . ۲۴ . ۲۵ . ۲۶ . ۲۷ . ۲۸ . ۲۹ . ۳۰ . ۳۱ . ۳۲ . ۳۳ . ۳۴ . ۳۵ . ۳۶ . ۳۷ . ۳۸ . ۳۹ . ۴۰ . ۴۱ . ۴۲ . ۴۳ . ۴۴ . ۴۵ . ۴۶ . ۴۷ . ۴۸ . ۴۹ . ۵۰ . ۵۱ . ۵۲ . ۵۳ . ۵۴ . ۵۵ . ۵۶ . ۵۷ . ۵۸ . ۵۹ . ۶۰ . ۶۱ . ۶۲ . ۶۳ . ۶۴ . ۶۵ . ۶۶ . ۶۷ . ۶۸ . ۶۹ . ۷۰ . ۷۱ . ۷۲ . ۷۳ . ۷۴ . ۷۵ . ۷۶ . ۷۷ . ۷۸ . ۷۹ . ۸۰ . ۸۱ . ۸۲ . ۸۳ . ۸۴ . ۸۵ . ۸۶ . ۸۷ . ۸۸ . ۸۹ . ۹۰ . ۹۱ . ۹۲ . ۹۳ . ۹۴ . ۹۵ . ۹۶ . ۹۷ . ۹۸ . ۹۹ . ۱۰۰ . ۱۰۱ . ۱۰۲ . ۱۰۳ . ۱۰۴ . ۱۰۵ . ۱۰۶ . ۱۰۷ . ۱۰۸ . ۱۰۹ . ۱۱۰ . ۱۱۱ . ۱۱۲ . ۱۱۳ . ۱۱۴ . ۱۱۵ . ۱۱۶ . ۱۱۷ . ۱۱۸ . ۱۱۹ . ۱۲۰ . ۱۲۱ . ۱۲۲ . ۱۲۳ . ۱۲۴ . ۱۲۵ . ۱۲۶ . ۱۲۷ . ۱۲۸ . ۱۲۹ . ۱۳۰ . ۱۳۱ . ۱۳۲ . ۱۳۳ . ۱۳۴ . ۱۳۵ . ۱۳۶ . ۱۳۷ . ۱۳۸ . ۱۳۹ . ۱۴۰ . ۱۴۱ . ۱۴۲ . ۱۴۳ . ۱۴۴ . ۱۴۵ . ۱۴۶ . ۱۴۷ . ۱۴۸ . ۱۴۹ . ۱۵۰ . ۱۵۱ . ۱۵۲ . ۱۵۳ . ۱۵۴ . ۱۵۵ . ۱۵۶ . ۱۵۷ . ۱۵۸ . ۱۵۹ . ۱۶۰ . ۱۶۱ . ۱۶۲ . ۱۶۳ . ۱۶۴ . ۱۶۵ . ۱۶۶ . ۱۶۷ . ۱۶۸ . ۱۶۹ . ۱۷۰ . ۱۷۱ . ۱۷۲ . ۱۷۳ . ۱۷۴ . ۱۷۵ . ۱۷۶ . ۱۷۷ . ۱۷۸ . ۱۷۹ . ۱۸۰ . ۱۸۱ . ۱۸۲ . ۱۸۳ . ۱۸۴ . ۱۸۵ . ۱۸۶ . ۱۸۷ . ۱۸۸ . ۱۸۹ . ۱۹۰ . ۱۹۱ . ۱۹۲ . ۱۹۳ . ۱۹۴ . ۱۹۵ . ۱۹۶ . ۱۹۷ . ۱۹۸ . ۱۹۹ . ۲۰۰ . ۲۰۱ . ۲۰۲ . ۲۰۳ . ۲۰۴ . ۲۰۵ . ۲۰۶ . ۲۰۷ . ۲۰۸ . ۲۰۹ . ۲۱۰ . ۲۱۱ . ۲۱۲ . ۲۱۳ . ۲۱۴ . ۲۱۵ . ۲۱۶ . ۲۱۷ . ۲۱۸ . ۲۱۹ . ۲۲۰ . ۲۲۱ . ۲۲۲ . ۲۲۳ . ۲۲۴ . ۲۲۵ . ۲۲۶ . ۲۲۷ . ۲۲۸ . ۲۲۹ . ۲۳۰ . ۲۳۱ . ۲۳۲ . ۲۳۳ . ۲۳۴ . ۲۳۵ . ۲۳۶ . ۲۳۷ . ۲۳۸ . ۲۳۹ . ۲۴۰ . ۲۴۱ . ۲۴۲ . ۲۴۳ . ۲۴۴ . ۲۴۵ . ۲۴۶ . ۲۴۷ . ۲۴۸ . ۲۴۹ . ۲۵۰ . ۲۵۱ . ۲۵۲ . ۲۵۳ . ۲۵۴ . ۲۵۵ . ۲۵۶ . ۲۵۷ . ۲۵۸ . ۲۵۹ . ۲۶۰ . ۲۶۱ . ۲۶۲ . ۲۶۳ . ۲۶۴ . ۲۶۵ . ۲۶۶ . ۲۶۷ . ۲۶۸ . ۲۶۹ . ۲۷۰ . ۲۷۱ . ۲۷۲ . ۲۷۳ . ۲۷۴ . ۲۷۵ . ۲۷۶ . ۲۷۷ . ۲۷۸ . ۲۷۹ . ۲۸۰ . ۲۸۱ . ۲۸۲ . ۲۸۳ . ۲۸۴ . ۲۸۵ . ۲۸۶ . ۲۸۷ . ۲۸۸ . ۲۸۹ . ۲۹۰ . ۲۹۱ . ۲۹۲ . ۲۹۳ . ۲۹۴ . ۲۹۵ . ۲۹۶ . ۲۹۷ . ۲۹۸ . ۲۹۹ . ۳۰۰ . ۳۰۱ . ۳۰۲ . ۳۰۳ . ۳۰۴ . ۳۰۵ . ۳۰۶ . ۳۰۷ . ۳۰۸ . ۳۰۹ . ۳۱۰ . ۳۱۱ . ۳۱۲ . ۳۱۳ . ۳۱۴ . ۳۱۵ . ۳۱۶ . ۳۱۷ . ۳۱۸ . ۳۱۹ . ۳۲۰ . ۳۲۱ . ۳۲۲ . ۳۲۳ . ۳۲۴ . ۳۲۵ . ۳۲۶ . ۳۲۷ . ۳۲۸ . ۳۲۹ . ۳۳۰ . ۳۳۱ . ۳۳۲ . ۳۳۳ . ۳۳۴ . ۳۳۵ . ۳۳۶ . ۳۳۷ . ۳۳۸ . ۳۳۹ . ۳۴۰ . ۳۴۱ . ۳۴۲ . ۳۴۳ . ۳۴۴ . ۳۴۵ . ۳۴۶ . ۳۴۷ . ۳۴۸ . ۳۴۹ . ۳۵۰ . ۳۵۱ . ۳۵۲ . ۳۵۳ . ۳۵۴ . ۳۵۵ . ۳۵۶ . ۳۵۷ . ۳۵۸ . ۳۵۹ . ۳۶۰ . ۳۶۱ . ۳۶۲ . ۳۶۳ . ۳۶۴ . ۳۶۵ . ۳۶۶ . ۳۶۷ . ۳۶۸ . ۳۶۹ . ۳۷۰ . ۳۷۱ . ۳۷۲ . ۳۷۳ . ۳۷۴ . ۳۷۵ . ۳۷۶ . ۳۷۷ . ۳۷۸ . ۳۷۹ . ۳۸۰ . ۳۸۱ . ۳۸۲ . ۳۸۳ . ۳۸۴ . ۳۸۵ . ۳۸۶ . ۳۸۷ . ۳۸۸ . ۳۸۹ . ۳۹۰ . ۳۹۱ . ۳۹۲ . ۳۹۳ . ۳۹۴ . ۳۹۵ . ۳۹۶ . ۳۹۷ . ۳۹۸ . ۳۹۹ . ۴۰۰ . ۴۰۱ . ۴۰۲ . ۴۰۳ . ۴۰۴ . ۴۰۵ . ۴۰۶ . ۴۰۷ . ۴۰۸ . ۴۰۹ . ۴۱۰ . ۴۱۱ . ۴۱۲ . ۴۱۳ . ۴۱۴ . ۴۱۵ . ۴۱۶ . ۴۱۷ . ۴۱۸ . ۴۱۹ . ۴۲۰ . ۴۲۱ . ۴۲۲ . ۴۲۳ . ۴۲۴ . ۴۲۵ . ۴۲۶ . ۴۲۷ . ۴۲۸ . ۴۲۹ . ۴۳۰ . ۴۳۱ . ۴۳۲ . ۴۳۳ . ۴۳۴ . ۴۳۵ . ۴۳۶ . ۴۳۷ . ۴۳۸ . ۴۳۹ . ۴۴۰ . ۴۴۱ . ۴۴۲ . ۴۴۳ . ۴۴۴ . ۴۴۵ . ۴۴۶ . ۴۴۷ . ۴۴۸ . ۴۴۹ . ۴۵۰ . ۴۵۱ . ۴۵۲ . ۴۵۳ . ۴۵۴ . ۴۵۵ . ۴۵۶ . ۴۵۷ . ۴۵۸ . ۴۵۹ . ۴۶۰ . ۴۶۱ . ۴۶۲ . ۴۶۳ . ۴۶۴ . ۴۶۵ . ۴۶۶ . ۴۶۷ . ۴۶۸ . ۴۶۹ . ۴۷۰ . ۴۷۱ . ۴۷۲ . ۴۷۳ . ۴۷۴ . ۴۷۵ . ۴۷۶ . ۴۷۷ . ۴۷۸ . ۴۷۹ . ۴۸۰ . ۴۸۱ . ۴۸۲ . ۴۸۳ . ۴۸۴ . ۴۸۵ . ۴۸۶ . ۴۸۷ . ۴۸۸ . ۴۸۹ . ۴۹۰ . ۴۹۱ . ۴۹۲ . ۴۹۳ . ۴۹۴ . ۴۹۵ . ۴۹۶ . ۴۹۷ . ۴۹۸ . ۴۹۹ . ۵۰۰ . ۵۰۱ . ۵۰۲ . ۵۰۳ . ۵۰۴ . ۵۰۵ . ۵۰۶ . ۵۰۷ . ۵۰۸ . ۵۰۹ . ۵۱۰ . ۵۱۱ . ۵۱۲ . ۵۱۳ . ۵۱۴ . ۵۱۵ . ۵۱۶ . ۵۱۷ . ۵۱۸ . ۵۱۹ . ۵۲۰ . ۵۲۱ . ۵۲۲ . ۵۲۳ . ۵۲۴ . ۵۲۵ . ۵۲۶ . ۵۲۷ . ۵۲۸ . ۵۲۹ . ۵۳۰ . ۵۳۱ . ۵۳۲ . ۵۳۳ . ۵۳۴ . ۵۳۵ . ۵۳۶ . ۵۳۷

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ

آئی کہند ، بڑا ہیتم شناس ، پتھر انا ، پتھر و گونیم خیمہ خدار

جو انھیں نے کہا (اور ہم انھیں گئے) اے خدیجہ! کو حق قل کرنا اور ہم فرما بھی گئے تھو عذاب علی

منزل ا

۱۔ کوہستان کیلئے اور پائے ٹھکانے کی چالی کر دی۔ یہ ٹھکانے بنگلہ دہل علیہ السلام کی خدمت اللہ میں پہنچے ہمارے



الْحَرِیْقِ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا كَفَرْتُمْ اَنْتُمْ اَنْتُمْ لَيْسَ بِظُلْمٍ

سوزندہ آگ غراب سبب آتے کہ میں لڑتا ہوں جتنا ہے شام و برات خدا نیست تم کہندہ  
جلائے وہ غراب اس سبب سے کہ تمہارے ہاتھوں نے آگے بڑھا اور جبکہ اللہ نہیں ہے ظلم کرنے والا

لِلْعَبِيدِ ﴿۲﴾ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ عٰهَدُا لَنَا اَلَا نُوْمِنُ بِرُسُوْلِی

یہ بندہ گان آہانکہ گفتند کہ خدا ہم فرستادہ است یونہی کہ ایمان یاریم لکے عظیم  
بندوں پر۔ وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ نے داری جانب ہم بھیجا ہے کہ ہم کسی قیصر پر ایمان نہ لائیں

حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِمُرْکَبٍ اَوْ نَأْكُلُ مِنَ الثَّارِہِ قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ

۲ آگے یارو قربانی کہ بخوردہ او را آتش کو آوردند نیز شما بنیبران  
یہاں تک کہ آگے اسکی قربانی ہے آگے کھائے آپ فرما دیجئے تمہارے پاس بہت سے رسول آئے

مِّنْ قَبْلِی بِالْمِیثَاقِ وَبِالَّذِی قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ

میں از من پہلے و آئندہ کہ تم گفتہ ہیں چاہا کشیدہ ایجاز اگر مستحق  
تجھ سے پہلے تجھ سے لکھ اور وہ چیز نے کہ جسے تم نے کہا نہیں انہیں کیوں شہید کیا اگر تم سب

صٰدِقِیْنَ ﴿۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ

راہگوئی میں اگر بدوے نیست کردہ را بدوے نیست کردہ شدہ ایجاز میں میں از تو  
تجھ کیسے والے ہوں میں اگر جھٹلائی آپ کو تو جھٹلائے ہیں آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کو

جَاؤُوْا بِالْبَیِّنٰتِ وَالرُّسُلِ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۴﴾ کُلُّ نَفْسٍ ذٰۤاۤیْقَۃٌ

آوردند تجھ و مجھ ۴ و کتاب روشن را ہر فحشہ شدہ  
جو اہل لے کر آئے اور حواش اور روشن کتاب ہر جان موت کا (عزرو) دیکھنے والی ہے اور

الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُؤْمِنُوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیَمَةِ فَمَنْ رُجِحَ عَنِ النَّوْرِ

موت است و جزا میں نیست کہ تمام دارو خواہند شد و خوش را در قیامت میں ہر کردہ و راستہ شدہ اور نور  
اسکی سوا نہ گنیں گے کہ پھر ہی جائیگی تمہاری جزا میں قیامت کے روز میں جسے روزگار کیا ہوا اور

منزل ۱

دیکھا کہ جس کو کتب بن اشراف مانگ میں صلیب و صلیب  
میں بیچارہ لڑیں گے حالت قحطاس میں عافور اور ہی میں  
اغلب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ  
کمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آج کو ہماری طرف رسول  
جاء کر بھیجا ہے اور آپ پر کتاب نازل کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ  
نے قرآن میں ہم سے وعدہ لیا کہ ہم اس وقت تک کسی رسول  
پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ اسکی قربانی نہ لائے جسے  
آسمان سے سفید آگ آکر جلا دے گا کہ یہ ہو گیا تو ہم آگے  
تقدیق کریں گے اس پر آیت نازل ہوئی۔ حضرت عطاء  
فرماتے ہیں بنی اسرائیل کا طریقہ تھا کہ وہ جانور ذبح کر  
کے کھڑکی اور گوشت کے اطراف سے چربی نکال کر اپنے  
گھر کے درمیان لٹکا دیتے تھے اور اوپر سے چھت بنا دیتے  
تھے پھر انکی بی اندازہ کر دیا کرتے اور پوری قوم گھر سے  
باہر نکل جاتی آسمان سے سفید آگ آکر اسے جلا جاتی۔ بنی  
اسرائیل پھر اس قربانی کا یقین کر لیتے تھے۔ قربان اصل  
میں مندر ہے جیسے کھوان، رجحان وغیرہ۔ پھر جس کام  
کیلئے اللہ تعالیٰ کا قرب ہو اسکا نام قربان رکھ دیا گیا۔ نبی  
کریم ﷺ نے کتب بن مرثدہ سے فرمایا کہ یہاں  
کعبہ الصوم جنة والمصلاة قرآن یعنی اسے کعبہ  
روزہ اعمال ہے اور نماز قرآن اللہ کے قریب کرنے  
والی ہے (غرائب القرآن)

۱۔ اسکی جھٹلنے کے واسطے تھے (ان) ان یہودیوں نے  
انہی کے جھٹلنے سے بھی کیا مطالب کیا کہ اگر آپ اسکی  
قربانی لائیں جسے آگ جلا جائے تو ایمان لے آئیں گے  
جب انکی کیا نے اسکی قربانی دیکھا ہی پھر بھی ایمان نہیں  
لائے اور اسکی تکذیب کی۔ (۲) انہوں نے اصل نبوت اور  
شریعت میں انہی کے جھٹلنے کو چھلایا۔ یہودی ان باتوں کو  
قل کر کے اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو نبی دے رہا ہے

(تفسیر کبیر) ایک آیت کے مطابق زبردست صوفی اور کاتب صبر سے قرآن انجیل اور زبردست ہیں (غرائب القرآن) ۱۔ اس آیت کریمہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو خبر دیتی ہے کہ وہ  
کیونکر موت کو کھڑے سے یاد رکھتے تھے اور وہ بتاتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کُلُّ مَنْ عَلِمَ مِنْ غُلْفِہِ فَاَنْ عَلِمَ دَمِیْنٌ ہر جگہ ہے ہر ایک کو کہہ دے تو فرشتوں نے  
کہا مات اعلی الارض اعلی زمین پر رکھے۔ جب محلی نفس ذائقۃ الخواتم نازل ہوئی تو فرشتوں نے کہا کہ اب ہم سب بھی اس میں شامل ہو گئے۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ فرشتوں میں موت ہے۔  
نکھارنے کہا ہے کہ اس حیات جسامتہ کیلئے موت واجب اھل ہے۔ اس لئے کہ حیات و موت فریز یا اور حیات فریز سے حاصل ہوتی ہے۔ و موت فریز یہ کہ انجیل کی صورت میں حیات فریز یا  
ایز جاتی ہے۔ جب و موت فریز یہ کہ وہ جاتی ہے اور کمرہ کی یہ حالت قائم رہتی ہے یہاں تک کہ و موت اعلیٰ قہ ہو جاتی ہے اس کے کاہرے ہی حیات فریز یہ جاتی  
ہے لہذا اس حیات کیلئے موت لازم ہے۔ اِنَّمَا تُؤْمِنُوْنَ اُجُوْرَکُمْ یہ کھلا اشارہ کر رہا ہے کہ بعض اہل اس روز سے قل بھی ملاحظہ فرمادے جسے نبی کریم ﷺ کا طریقہ ان کے فرشتہ کے انہوں میں  
سے ایک بار ہے یا جنم کے گروہوں میں سے ایک گروہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جنم سے دور رکھا گیا اور جسے میں داخل کیا گیا اس نے اعلیٰ ثواب پائی اور وہ ہے کہ اللہ پر ایمان  
لا اور یوم آخرت پر اور لوگوں کیلئے وہی پسند کرنا چاہئے جسے پسند کرنا ہو کہ اس میں حقوق اللہ اور حقوق العبادوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ وَمَا الْخَبْرُ الَّذِیْ اَلِیْہِ دَیْنًا کا ظاہر ہر دو کی جگہ ہے اور اسکا  
باطن ہر دو کی سوا ہی ہے۔ حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ دنیا کی خواہش آخرت پر اثر انداز ہوتی ہے (غرائب القرآن)

۱۔ اسکی جھٹلنے کے واسطے تھے (ان) ان یہودیوں نے



أَدْخِلِ الْجَنَّةَ قَدْرًا مِمَّا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا الْأَمْشَاجُ الْغُرُورُ ۝

اور آؤدہ شدہ چہ نشت ہاں ہر آنکہ ہرادر دسید و نشت زندگانی دنیا نگر ہیرہ فرہودہ  
ہشت میں داخل کیا گیا ہو ہاں ہشت وہ مراد کو پہنچا اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان

لَتَكُونُوا فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا

البتہ آزمائش کردہ خواہ شدہ شہ را در اموال شما و جان شما و خواہید شنید از آنکہ دادہ شدہ اند  
مردم آزمائے جائے گئے اپنے اموال اور اپنی جانوں میں اور سونگے ان لوگوں سے جنہیں دی گئی

الْكِتَابِ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِنْ

کتاب پیش از شما و از شرکاء سرکش ہمارے و اگر  
تم سے پہلے کتاب اور شرکوں سے بہت زیادہ اذیت کی بات اور اگر

تَضَيَّرُوا وَتَكْفُرُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ

میر نکلیہ و بیزگاری نماندہ ہاں ہر آنکہ اہل خصلت از کار ہائی مقصود است و یادکن چہاں گرفت خدا  
تم میر کردہ اور بیزگاری اپنا تو چنگ یہ عادت مقصود کاموں میں سے ہے اور یاد کردہ جب اللہ نے لیا

مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّذُنَّ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ ۝

مہد اہل کتاب کہ البتہ جان تکلیف کتاب را برائے مردمان و نبی شدہ آنا  
اہل کتاب سے مہد کہ ضرور جان کر دے گئے لوگوں کیلئے اور اسے نہ چھپاؤ گے

فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَأَشْرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَبُيِّنَ

ہاں پانداہند آں مہد را ہاں ہشت خلیف و گر تھہ عرض دہی ہماں انکہ ہاں ہر ہرست  
ہاں اہل مہد کو اپنے پیچے کے پیچے پہنچا اور انکے ہلے تھوری قیمت لی ہاں ہری چہ ہے

مَا يَشْرُونَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُجِبُونَ

کہ کی ستاند ہمدار کسانرا کہ شادمان بیشود آئیے کردہ و دوست مہدارد  
خود سب غریبے ہیں ہر گمان نہ کہہ انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور دوست رکھتے ہیں

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت  
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حفصہ کے درمیان ہوئے  
والے اس قول کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ اللہ مقصود  
ہے اور ہم فانی ہیں۔ عبد الرحمن بن مالک فرماتے ہیں کہ یہ  
آیت کعب بن اشرف کے ان اشعار کے بارے میں  
نازل ہوئی جن میں وہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی ہد  
گوئی کرتا تھا (ہاب بشول فی اسباب التزول) اس  
آیت سے بتایا یہ مقصود ہے کہ جس طرح اللہ میں انھوں  
نے اللہ کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کو اذیت دی  
عقرب یہ لوگ ہاتھوں سے بھی اذیت دینگے۔ اس لئے تم  
سب میرا دین توئی کیلئے تیار رہو (تفسیر کبیر) اسلئے کے  
بارے میں مفسرین کرام کا اختلاف رہا ہے۔ بعض کہتے  
ہیں کہ یہاں آزمائش سے مراد شہادت القتل اور دھم وغیرہ  
ہیں۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ یہاں آزمائش سے مراد  
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالمین شدیدہ و دیکھ جو بدن اور مال سے  
تھکن رکھتی ہو گئیں جیسے لڑاکو کا اور چھوڑ دیا۔ ناشی کہتے  
ہیں کہ اس آیت کے ظاہر کا شکافیہ ہے کہ آزمائش میں  
دونوں اقسام شامل ہوں۔ چاہتا چاہئے کہ یہودی کی طرف  
سے قوی ایذا یہ بھی کہ وہ لوگ حضرت عزیر رضی اللہ عنہ کو ان اللہ  
کہتے تھے نصاریٰ کی طرف سے قوی ایذا یہ ہے کہ وہ لوگ  
حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ کو ابن اللہ اور ثالث کہتے تھے جس  
سے مسلمانوں کو اذیت ہوئی تھی اور شرکین کی طرف سے  
قوی ایذا یہ ہے کہ وہ لوگ مسلمانوں اور رسول اللہ ﷺ  
کی مخالفت میں بات کرتے تھے (تفسیر کبیر)

۲۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی  
اللہ عنہما سے یہ چھپا گیا کہ عبداللہ کے اصحاب و اذ اخذ  
اللہ یشاکفی البیتین تلاوت کرتے ہیں اس سے کیا مراد  
ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے واسطے

ان سے چھپایا۔ یہ آیت اگرچہ نزول کے اعتبار سے عام ہے لیکن حکم کے اعتبار سے عام ہے اور مسلمانوں کے حق میں بھی شامل ہے کیونکہ مسلمانوں کے پاس اشرف الکتاب موجود ہے۔ حضرت علی رضی  
فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل قبل سے وعدہ نہیں لیا یہاں تک کہ وہ اہل تم سے نہ کیجے (تفسیر کبیر) حج شیخون نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کسی فرد  
پر روانہ ہوتے تو منافقین میں سے اکثر لوگ آپ کے ہمراہ نہ جاتے بلکہ جب آپ خریف لاتے تو یہ لوگ طرح طرح کے خیالے ہانے بناتے اور تمہیں کما کما کر اپنی اپنی جھوریوں کا ڈھنڈورہ پنتے اور  
چاہئے کہ جنگ میں شامل نہ ہونے کے باوجود انکی تحریف کی جائے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ روایت ہے کہ مروان بن حکم نے اپنے دو ہادشہ رافضی سے کہا کہ ابن عباس کے پاس جادو اوران سے یہ چھو  
کہ اگر تم میں سے ہر شخص اپنے کئے پر خوش ہو اور دیکھتا ہو کہ کچھ کام کے لئے انکی تحریف کی جائے تو پھر ہم سب ظاہر کے سختی ظہر کریں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ اس سے تمہارا کوئی  
تعلق نہیں۔ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان سے نبی کریم ﷺ نے کسی چیز کے بارے میں یہ چھپا تو انھوں نے اصل بات چھپائی اور اپنی طرف سے ایک لفظ بات نہ کہہ دی اور  
اوپر سے دعویٰ یہ کیا کہ ہم نے یہ کچھ بات سنائی ہے طرہ برائے وہ اپنے کرتوت پر خوش بھی ہوتے اور یہ بھی چاہا کہ انکی اس پر تحریف کی جائے (ہاب اشول فی اسباب التزول) حضرت صہاک کہتے ہیں  
کہ یہ وہاں شاموں سے کہتے تھے کہ میرا اپنی کتاب میں پڑتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نبی آزمائش فرماتا ہے کہ وہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو جائے یا نہیں جب نبی آخر الزماں خریف لاتے تو بادشاہوں  
نے آپ کے بارے میں ان سے یہ چھپا کر کیا نہیں وہ نبی آزمائش میں ہیں چنگے بارے میں تم ہمیں بتاتے رہتے تھے۔ یہ سب وہ مال کے جمع کی وجہ سے ان بادشاہوں سے لاپرواہی سے کام لیا۔ (القرطبی)



۱۔ اس آیت کی غرض یہ ہے کہ جسے اس طرح کا قادر مطلق غلاب میں جلا کر دے وہ نہایت کی امید کی طرف دیکھتا ہے (غراب القرآن)

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قریش یہود کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کیا کتابیں لکھ کر آئے تھے انھوں نے کہا کہ دیکھنے والوں کیلئے عمار اور بد بھاشا بھرا دھاری کے پاس آئے اور ان سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی کیت پوچھی۔ انھوں نے کہا کہ آپ باور زاد انھوں کو اور گزیموں کو کھردست کر دیتے تھے۔ اس کے بعد وہ سب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ کوہ صاعقہ کے لئے سوہناتے اس پر آپ نے دعا مانگی تو یہ آیت نازل ہوئی (الاب اسفل فی السحاب النزل) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس آیت کی تلاوت کرے اس کا روزہ اور روزہ رکھ کرے اس کے لئے فرمایا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب قیام لیلی کیلئے چورہ تھے تو صواک کرتے اور آسمان کی طرف نگاہ کرتے ان میں خلق السموات والارضیں تلاوت فرماتے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ پر ہم میں ان میں خلق السموات والارضیں کے بعد انھوں نے اکل بیان کیے گئے ہیں اور یہاں انھوں نے کہیں بیان کیے گئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ یہاں عارف کو کوہ صاعقہ کی بارش ہے۔ جب اس پر اور بارش لا یا تو بھڑکے بھڑکے بھڑکے بھڑکے اور بیان لا یا تو لاولی الکتاب ہے (غراب القرآن)

۳۔ انھوں نے جوہریت میں نبی تعذیبی بالقلب اقرار بالسان اور دل بالادارح۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ سکھایا اللہ سے جوہریت انسان کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔ قیاساً وُقُوعاً وَخُلُقاً جَنَّوْهُمْ سے جوہریت جہاد کی جانب اشارہ فرمایا اور وَتَنفَكُّوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

اَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسِبْنَهُمْ بِمَقَارِفٍ مِّنَ الْعَذَابِ

۱۔ کہ ستارہ، شہر، آسمان، گردہ اور پتھر، ایشیا اور افراس از عذاب کہ (اس پر) تعریف کی جائے جو اس نے نہ کیا وہ جس نہ مان کر انھیں عذاب سے بچا ہوا

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰی

۲۔ ایشیا سے عذاب درد و دھندہ، عمارت پادشاہی آسمان، زمین و عمارت اور ان کے لئے عذاب ہے والا عذاب ہے اور اللہ کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اور اللہ

کُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاٰخِرَاتِیْ

۳۔ ہر چیز توانست ہر ایک در آخرت آسمان و زمین و اشیاء و اشیاء پر قدرت رکھتا ہے۔ اچھے آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور اللہ

النَّٰیِلِ وَالنَّهَارِ لَا یَتِیْ لِاَوَّلِی الْاَنْبَیَ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ

۴۔ شب و روز تقابلاً سے خداوندان خود یا آسمان کیلئے یا شب و روز میں نکلیاں ہیں عقلمند کیلئے جو وہ لوگ جو یاد کرتے ہیں

اَللّٰهُ فَاِذَا وُقِعُوْا عَلٰی جُنُوْهِیْہُمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

۵۔ خدا یا ایشیا و شب و پہلی غریب فخر و جلال کیلئے در آخرت آسمان اور اللہ کو کھڑے اور پیچھے اور اپنے جلال کے لئے ہوتے اور عمارت کرتے ہیں آسمانوں کی پیدائش میں

وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ

۶۔ زمین سچو ہے اس پر ہمارا یا نافرمانی اس نا باطل پاک تر است جس گہوار یا ما ال عذاب اور زمین کی اور کہتے ہیں اسے عذاب دہ کرنے اسے بکار پیدائش پاک ہے جس میں بجا دوزخ کے

النَّارِ ۝ رَبَّنَا اِنَّكَ مَن تَدْخِلُ النَّارَ فَقَدْ اُخْرِیْتَهُ مَوَماً

۷۔ دوزخ اس پر ہمارا یا نافرمانی تو ہر کر اور دوزخ شہن روا کردی اور ما و لیست عذاب سے اسے اسے دوزخ میں ڈال دے عقلمند تو اسے اسے دوزخ میں ڈال دے

۱۔ ایشیا سے عذاب درد و دھندہ، عمارت پادشاہی آسمان، زمین و عمارت اور ان کے لئے عذاب ہے والا عذاب ہے اور اللہ کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اور اللہ کُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاٰخِرَاتِیْ ۝ ہر چیز توانست ہر ایک در آخرت آسمان و زمین و اشیاء و اشیاء پر قدرت رکھتا ہے۔ اچھے آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور اللہ النَّایِلِ وَالنَّهَارِ لَا یَتِیْ لِاَوَّلِی الْاَنْبَیَ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ ۴۔ شب و روز تقابلاً سے خداوندان خود یا آسمان کیلئے یا شب و روز میں نکلیاں ہیں عقلمند کیلئے جو وہ لوگ جو یاد کرتے ہیں ۵۔ خدا یا ایشیا و شب و پہلی غریب فخر و جلال کیلئے در آخرت آسمان اور اللہ کو کھڑے اور پیچھے اور اپنے جلال کے لئے ہوتے اور عمارت کرتے ہیں آسمانوں کی پیدائش میں ۶۔ زمین سچو ہے اس پر ہمارا یا نافرمانی اس نا باطل پاک تر است جس گہوار یا ما ال عذاب اور زمین کی اور کہتے ہیں اسے عذاب دہ کرنے اسے بکار پیدائش پاک ہے جس میں بجا دوزخ کے ۷۔ دوزخ اس پر ہمارا یا نافرمانی تو ہر کر اور دوزخ شہن روا کردی اور ما و لیست عذاب سے اسے اسے دوزخ میں ڈال دے عقلمند تو اسے اسے دوزخ میں ڈال دے







سَيَاتِهِمْ وَلَا دَخَلَتْهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا

مکملان ایثار و البتہ در آرام ایثار در پادشاهی کہ محدود زیر آں پادشاهی پادشاهی  
انگہ کتابوں کو اور ضرور میں انجمن داخل کر دیا باغوں میں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہوئیں بدلے ہے

مَنْ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حَسَنُ الثَّوَابِ ۝ لَا يَغْرُوكَ

از نذر خدا و خدا نذر دوست پادشاهی ایک پادشاهی کہ فریب نہ  
اللہ کے پاس اور اللہ کے پاس بہترین بدلے ہے چاہئے کہ نہ دھکا دے آئے

تَقْلُبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْيَلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَا لَهُمْ

آمد و شد کا زمانہ در شہر ایں بہرہ صدی ایک است بعد ازاں چاہے اٹھائیں  
کافروں کا شہر میں آتا اور ہوتا ہے یہ تھوڑا فائدہ ہے انکے بعد ان سب کا گناہ

جَهَنَّمُ وَيُسْأَلُ الْمُهَادُ ۝ لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّتٌ

دوزخ باشد و دی بدہائی است لیکن آنکہ ترسند از پروردگار خود ایثار سے پورا پادشاهی محدود  
دوزخ ہوگا اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے لیکن وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرے انکے لئے ایسے ایسات ہیں

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ وَمَا عِنْدَ

زیر آں پادشاهی پادشاهی در انہا تخت از نذر خدا و آنچه نذر  
جنگہ نیچے نہریں جاری ہوں گی ان جگہ ہمیشہ رہیں گے اللہ کی طرف سے تخت ہے اور جو

اللَّهُ وَخَيْرٌ لِّلْآبَرَارِ ۝ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يُؤْمِنُ

خدا سے بہتر است لیکہ داران را و ہر آئینہ از اہل کتاب کہ خدا کے ایمان آوردند  
اللہ کے پاس ہے بہتر ہے لیکہ کار کیلئے حق اور جنگ اہل کتاب میں سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے

بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَشِيعَتَيْنِ

خدا و آنچه فرود آورد شد یسوع شا و آنچه فرود آورد شد ہوتے ایساں فردی گندگاہ  
اللہ پر اور جو تہذیبی طرف اتارا گیا اور جو انکی طرف اتارا گیا عاجزی کرنے والے حق

منزل ۱

۱۔ شانِ نزول یہ ہے کہ بعض مشرکین مکہ کے ظاہری  
میش و مشرت کو کچھ کر کہتے تھے کہ انہیں کچھ آرام ہے اور ہم  
بھوک اور چھاد میں آزمائے جاتے ہیں اس پر یہ آیت  
نازل ہوئی۔ بعض نے کہا کہ یہ آیت یہود کے بارے میں  
نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ لوگ زمین میں پچلے اور کھیر مال  
پاتے تھے پھر کیف اس آیت کا اصل مقصد یہ ہے کہ کفار اور  
یہودین تم کے لوگوں کے غمات بات دیکھ کر اہل ایمان کو  
بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے (غرائب القرآن)

۲۔ یعنی دنیا میں کفار کا یہ قلب بہت ہلچل ہے لیکن اللہ تعالیٰ  
نے اہل ایمان کیلئے بہترین جنت تیار کر رکھی ہے۔ یہی کریم  
ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی سخت آخرت کے مقابلے  
میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص سمندر میں اٹھ  
والے کھراستہ دیکھے کہ کئی اٹھائی میں کیا آیا ہے (بیاضی)  
جاننا چاہئے کہ اس دنیا میں کافروں پر اللہ تعالیٰ کا انتقام نہیں  
ہے اس لئے کہ ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ خدا آخرت  
کے نقصان سے بچ جائے جبکہ کافروں کی دولت انہیں  
معصیت میں جکا کر رکھی۔ اس میں بدلہ بھی موجود ہے کہ  
اللہ تعالیٰ نے کافروں پر بھی واجب فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا  
شکر ادا کریں۔ (القرطبی)

۳۔ یہ آیت صحیح فاعلات کو شل ہے کیونکہ تقویٰ اللہ تعالیٰ  
کے تمام احکام پر عمل کرنے اور تمام منہیات کے چھوڑنے کو  
کہتے ہیں۔ اس آیت سے ہمارے اصحاب نے روایت  
باری تعالیٰ پر بھی دلیل قائم کی ہے کیونکہ جنت میں بندوں  
کی مہمانداری ہوگی اس لئے ضروری ہے کہ میراں اپنی  
زیادت بھی کرانے (تفسیر کبیر)

۴۔ سنائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر آئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا  
کہ اکی نماز جنازہ پڑھو۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ

ﷺ! کیا ہم ایک جمعی بندے کی نماز جنازہ پڑھیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ واضح رہے کہ یہ کہنے والے منافقین تھے۔ چنانچہ ایں خبر نے حضرت ہارون سے روایت کی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آواز اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھو۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ہمارے ساتھ چار کعبہ رول کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔ اس پر منافقین کہنے لگے کہ ان کو کہئے ایک یہودی  
نصرانی کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں ایسے انھوں نے دیکھا تک نہیں ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور انکے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت  
چاہے بن عبد اللہ حضرت انس اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہل کربلا میں چالیس افراد تھے جن میں سے ۳۳ عیشہ سے تھے اور ۸ مرد تھے جب یہ لوگ ایمان لائے آئے تو یہ آیت نازل ہوئی  
(کتاب اللہ فی اسباب النزول) جانتا ہے کہ اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکی مقام کو بیان فرمایا ہے۔ پہلی صفت: ایمان باللہ اور یہ لسن یؤمن باللہ سے ثابت ہے۔ دوسری صفت:  
قرآن کریم پر ایمان کا ماور یہ و ما لسن یؤمن باللہ سے ثابت ہے۔ تیسری صفت: کتب سابقہ پر ایمان اور یہ و ما لسن یؤمن باللہ سے ثابت ہے۔ چوتھی صفت: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں غلہ و کساری کرنے  
والے اور یہ خاصیت لیس سے ثابت ہے۔ پانچویں صفت: آیات الہی کا سوا نہیں کرتے یعنی تحریف اور تبدیلی سے بچتے ہیں اور یہ لا یفترؤن سے ثابت ہے۔ آیت کے اتمام پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جلد  
حساب کرنے والا ہے تاکہ لوگوں کا کچھ طرح معلوم ہو جائے کہ کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت سے چھٹی نہیں ہے (تفسیر کبیر)











## تفسیر النبی کریم ﷺ

۱۔ اس آیت میں خطاب اولیاء کو ہے۔ حضرت مجاہد فرماتے

ہیں کہ یہاں سفہاء سے مراد انسا ہیں خواہ وہ ازواج ہوں یا اصحاب یا خدمت۔ لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے اور اس پر حضرت امام علیؑ کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سنو! جہنم سفہاء کے لئے تیار کی گئی ہے آپ نے یہ جہنمیں مریدانہ طور پر اسنو و تک سفہاء لکھا ہے۔ پس اگر وہ عورت جو اپنے دین کی اخلاص کرے۔ زہری اور ابن ذریہ کا مذہب یہ ہے کہ یہاں سفہاء سے مراد اولاد ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت حسن حضرت قتادہ اور حضرت سعید بن جبیر کا مذہب یہ ہے کہ یہاں سفہاء سے مراد عساف اور عیان دلوں ہیں۔ چنانچہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اموال کی حفاظت کا حکم دیا ہے کیونکہ انسان دین اور دنیا کے مصالح کا تقاضا ہی وقت کر سکتا ہے جب وہ قادر علیہاں ہو اور قادر علیہاں نہیں ہو سکتا مگر مال کی حفاظت سے اس لئے اسکی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سفہاء کے اموال کی حفاظت کے بعد حدیث میں حکم دے دیے ہیں (۱) وَاَرِزْ لِحَالَتِهِمْ یعنی انہیں خرچ دینے کو۔ (۲) وَاَحْصُوا لِحَالَتِهِمْ یعنی انکے مال کا احصاء رکھو۔ (۳) وَاَقْرَبُوا لِحَالَتِهِمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا یعنی ان سے انہیں بات کرنا کہ ان سے بچو تو غم نہ ہو جائے۔ (تفسیر کبیر)

۲۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں جو ماحق اور معاملات میں خیر کر سکتا ہو ولی کی اجازت سے اسکا تصرف کرنا صحیح ہے۔ جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ اختلاف کی دلیل یہ آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبیحوں کو آزمانے کا حکم دیا ہے اور یہ کہ ماحق ملاحق بلوغ پائی جائے گی۔ چنانچہ چاہے کہ علامات بلوغ پانچ

ہوں۔ ان میں سے تین لڑکا اور لڑکی دونوں کے ہائین مشرک ہیں۔ (۱) انکسوم (۲) مر (۳) امام صاحب کے نزدیک ۱۵ سال ہے (۴) مقام ممانہ پر ہال انکا۔ (۵) حیض (۶) حاملہ ہونے لگی کہنے پر حاملہ ہو جائے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب انکی عمر ۱۵ سال ہوئی ہو جائے تو انکی قیمت دس دینار چاہئے خواہ وہ رشتہ سے ہوں یا نہ ہوں۔ اس لئے کہ وہ ۱۵ سال میں بالغ ہوا انکے بعد طریقے (۷) سات سال رشتہ کیلئے چھڑ دینے کیلئے سات سال میں انسان ایک سال سے دوسرے سال کی جانب منتقل ہو جاتا ہے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے لڑائی نہیں کرو۔ چنانچہ اس میں اختلاف ہے کہ کبھی شیم کے مال سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے یا نہیں؟ بقدر حاجت اور بقدر عمل اجرت نفس حاصل کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے لڑایا کہ جہنمی ہو وہ اس سے بچے اور جو فقیر ہو وہ بھروسہ حاصل کرے۔ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ میرے پاس خیم کا مال ہے کیا میں اس سے استعمال کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا بھلائی کے ساتھ استعمال کر سکتے ہو۔ راستہ کو اس پر ارشاد ہے کہ کبھی شیم کے مال سے ہونے کے بعد جب مال سے دست بردار ہو جائے کہ اس پر گواہ قائم کرے تاکہ جو خیم کا مال ہے اس پر گواہ قریب کیا جائے۔ (تفسیر کبیر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آیت میں سفہاء سے مراد بچے اور بڑے ہیں۔ طبری کہتے ہیں کہ یہ عیوف کے مال کو اس کے حوالے نہ کیا جائے اس لئے کہ وہ اپنے اموال کو اپنی جانی میں خرچ کرے یا کھائے خواہ وہ بچہ ہو یا عورت ہو یا مرد۔ (معجم التفسیر)

وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدُقَتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبَّنَ لَكُمْ عَنْ

و بدینہ زنا سے میری پیشکش شدنی و اگر زنان در گذارند خوشدلی برائے شما از اور مردوں کو انکے میر قرضی دلی سے دو اور اگر عورت قرضی دلی سے معاف کر اس تمہارے لئے

شَيْءٌ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هٰذَا مَرِيًّا ۝ وَلَا تَتَّبِعُوا السَّفَهَاءَ

بھل میں جس بخورید آترا سزا بھر : خوشگوار : مدید ہے خیراں ما ہر سے بعض قرضی سے کھاؤ لے اور نہ در بیوقوفوں کو

أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَمًا وَارْزُقُوهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوهُمْ

اموال خود کہ کرو است خدا آترا سبب استقامت معیشت برائے شما بخورادیند و پوشانید اینرا انکے اموال جسے اللہ نے تمہارے لئے معیشت کی استقامت کا سبب بنایا ہے اور انہیں کھلاؤ اور پہناؤ

وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝ وَابْتَلُوا الَّتِي تَمْشِي حَتَّى رَاٰ

از اس اموال و بخورید یہاں حتی تک : امتحان کنید خیراں تا آنکہ ان اموال میں سے اور ان سے ابھی بات کیوں اور آزماؤ خیموں کو یہاں تک کہ

بَلَّغُوا الشَّكَّ فَإِنْ أَسْنَمْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ

رسد بھہ شک میں اگر در پانچ از انہیں حسن تصرف میں برسانید یا انرا وہ سب نکاح کی حد کو پہنچیں پس اگر تم ان سے ابھی تدبیر پاؤ تو بچھاؤ وہ ان کے پاس

أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا ۝

اموال۔ ایساں و بخورید پس اموال را اسراف و شتابی از ترس آنکہ بزرگ شد انکے اموال اور انکے اموال کو اسراف سے نہ کھاؤ اور جلدی نہ کرو اس قدر سے کہ جسے ہو جائیں

وَمَنْ كَانَ عَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۝ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا

و ہر کہ باشد غنی پر پس بچہ کہ پر پیور گاری کند : ہر کہ فقیر باشد اور جو کوئی غمیر ہو تو چاہئے کہ وہ بچے اور جو کوئی فقیر ہو ج



قَلْبًا كُلِّ بِالْمَعْرُوفِ ۖ وَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ

پس ہاں کہ غور یہ ہے پندہہ پس چوں دہانہ اپناں سوال اپناں  
تر پانے کہ پندہہ طریقے سے کھائے پس جو دگے سوال کو انکے پاس پہنچائے

فَأَشْهُدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَى بِاللّٰهِ حَسِيبًا ۝ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ

گوئی گمیرہ و اپناں و اس است حقیقت خدا حساب کنند مردانہ حصہ است  
ان پر گواہ لے اور کافی ہے حقیقت میں اللہ حساب لینے والا۔ مردوں کیلئے حصہ ہے

مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ

از آنچه گذارند پدر و مادر و خویشان از آنچه کم باشد از مال یا بسیار باشد  
اس سے جسے چھوڑا ہو ماں باپ نے اور رشتہ داروں نے اور عورتوں کیلئے حصہ ہے

مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ

از آنچه گذارند پدر و مادر و خویشان از آنچه کم باشد از مال یا بسیار باشد  
اس سے جسے چھوڑا ہو ماں باپ نے اور رشتہ داروں نے کم مال ہو اس میں سے یا زیادہ

نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ

حصہ مقرر گردد شہد و چوں حاضر شوند نزد قسمت میراث خویشاں  
حصہ مقرر کیا ہوا ہے اور جب حاضر ہوں میراث کی تقسیم کے وقت رشتے دار

وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينُ فَأَرْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا

و یتیمان و گمیاں پس پرہیز اپناں چیز سے انساں و گمیکہ یا اپناں حق  
اور یتیم اور مسکین تو وہ انہیں اس سے کچھ چیز اور ان سے کہو اچھی

مَعْرُوفًا ۚ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكَوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً

نیک و ہاں کہ خرسند از خدا آئند اگر نزدیک شوند از آنکہ گذارند بعد خود اولاد  
است ج اور چاہئے کہ اللہ سے ڈریں وہ لوگ جو اپنے بعد کردہ اولاد

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ذات  
ہالیت میں لڑکیوں کو اور یتیموں کو وراثت کا حصہ  
نہ تھا۔ ایک انصاری چونکہ نام انوں بن ثابت تھا (دور  
اسلام میں مر گیا) اور یہیں مانگاں میں دوڑیاں اور وہ  
پھولے لڑکے چھوڑ گیا۔ اس کے ترکہ پر اسکے دو چچا اور  
بھائیوں (خالد اور رطل) نے جو صاحب قوت تھے زبردستی  
قبضہ کر لیا۔ اس پر رسول کی بیوی رسول ﷺ کے پاس آئی  
اور سارا حال کہہ سنا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ  
میں اس بارے میں کیا کہوں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔  
(کتاب النحل فی اسباب النزول) علامہ آلوسی فرماتے  
ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے میراث کا مال  
روک لیا اور جب یہ آیت سنیں تو تک لیں النساء اور  
نہو صبیحہ النکاح لیں اولاد بختم نازل ہوئی کہ قرآن کا  
آٹھواں حصہ حق کی بیوی کو ہے یا اور بھائی یا عیسیٰ کی  
بیوی وہیں اس طرح تقسیم کر دیا کہ لڑکے کو لڑکی سے دو گنا  
حصہ دیا اور اسکے چچا اور بھائیوں کو کوئی حصہ نہ دیا۔ (درج  
الاجلی)

۲۔ اس آیت میں ان لوگوں کا بیان ہے جن کیلئے مال  
میراث میں کوئی حصہ مقرر نہیں ہے۔ اس لئے مشرکین  
کہاں اس آیت کی تفسیر میں کرتے ہیں۔ (۱) اس سے  
نکلی آیت میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کو  
میراث سے حصہ ملے گا۔ اب رشتے داروں میں سے وہ  
لوگ حاضر ہوں جن کیلئے کوئی حصہ مقرر نہ ہوا بالظاہر محرم  
ہونے کی وجہ سے کہیں ان پر گراں نہ گذرے اس بنا پر کہا  
گیا کہ ایسے لوگ جن کا حصہ حاضر ہوں ان میں بھی بکھڑے رہے  
کہ میں معاشرت اور اوپ چمیل حاصل ہو جائے۔ (۲)  
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ حصہ غامض کرامان کی  
تقسیم کے ساتھ خاص ہے بجز غیب ہر ایک کی تقسیم کا حکم

گیا تو اب انکے لئے تو اس معارف بانی وہ گم ہوتا ہے کہ "وَجَعَلَ الْبَارِکَ اللّٰهُ لَہِکُمْ" "تم سب لوگ جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔" (۳) اس حکم کا جواب منسوب ہو چکا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما  
فرماتے ہیں کہ یہ آیت آیت ساری سے منسوب ہے۔ حضرت عمر سے روایت ہے کہ یہ آیت حکم ہے منسوب نہیں ہے یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہما سے منسوب  
اور عید بن جبر کا کہ ہے۔ مروی ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی میراث کو تقسیم کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میراث سے جس میں سے ہر ایک کو میراث سے حصہ دیا  
اور لکھی آیت تلاوت کی۔ (تفسیر کبیر) ۳۔ یہ خطاب ان لوگوں سے ہے جو میراث سے پس پھلتے تھے اور میراث سے یہ کہتے کہ تمہاری ذریت تمہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتی اس لئے اپنے مال کی  
ذمت تلاش تلاش کیلئے کرو یہ ملک کہ میراث سے کل مال کی وصیت کرنا چاہتے تھے اور نہ کیلئے کہہ سکتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ تم جس طرح اپنی کمزور اولاد کو بھوک میں چھوڑنا چاہتے کرتے  
ہو اپنے ہی اس میراث سے وصیت کے بارے میں کل مال سے انکے ورثہ کو محروم کرنے کو چاہتے کرو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کامل ہو جس میں ہو سکا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کیلئے دسی پندہ  
نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرنا ہو۔ (تفسیر کبیر) وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكَوْا لَوْلَا سُبْحَانَہُ اس لکھو کہ مطلب یہ ہے کہ تم تمہیں کے معاملات میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور ان سے شفقت و رحمت کی ایک ہی بات  
کہ بھی تم اپنے اولاد سے کرتے ہو۔ (ملوۃ القامیر)



# تفسیر القرآن

۱۔ حضرت صدیق کہتے ہیں کہ قیم کا مال کھانے والے شخص کو قیامت کے روز اس حال میں اٹھایا جائیگا کہ اس کی قبر میں ہاتھ دوڑوں کالوں اور دونوں آنکھوں سے دھواں نکل رہا ہوگا۔ لوگ اس کی حالت دیکھ کر کہہ جائیں گے کہ یہ شخص قبروں کے مال کو دنیا میں کھا جاتا تھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ نبی کریم ﷺ نے معرکہ کی رات ایسی قوم کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹ کی طرح ہیں ان پر کچھ فرشتے نازل ہیں جو انکے ہونٹ کاٹتے ہیں پھر انکے منہ میں آگ کا ایک بہت بڑا گولہ رکھ دیتے ہیں جو انکے پیٹ سے نکل جاتا ہے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ کے رسول ﷺ یہ وہ لوگ ہیں جو قبروں کے اموال کو کھاتے تھے۔ (غرائب القرآن) یعنی پھر حق کے تم قبروں کا مال کھاتے ہو تمہارا یہ کھانا ایسا ہی ہے جیسے کہ تم اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھری ہو تم قیامت کے روز وہ آگ تمہارے پیٹ میں جوش مار رہی ہوگی ایسی صورت میں انسان کو کس قدر تکلیف ہوگی آپ خود اس کا اندازہ لگائیں (معلوۃ القاسم)

ج۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میری عبادت کیلئے پانچ سو روپے سن میں آئے تو نبی ﷺ نے مجھے بے خود پایا آپ نے پانی منگوا کر دھو فرمایا اور مجھ پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ اس سے مجھے اتفاق ہو گیا تو میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ میرے ذمہ کسے ہارے میں کیا قسم دیتے ہیں اس پر یہ بات نازل ہوئی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن زید کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اسعد بن زید کی روزگاریاں ہیں انکا آپ کے ہزارہ تکب احد میں

ضَعُفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا

بازوں یا خائف باشند برائیاں کہ ضائع شوند پس بایہ کہ از خدا بترسند و بایہ کہ گویند سخن چھوڑیں تو انہیں انکے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو چکی جائیے کہ اللہ سے اریں اور درست

سَدِّدُوا ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلَمًا

استوار ہر آئندہ تمہارے یتیموں کے اموال چھان چلم بات کہیں جس جنگ وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کے اموال کو ظلم سے

إِنَّمَا يَكْفُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝

تر این نیست کہ بخورند در شکم خویش آتش را و در آئندہ بدوزخ آئیں گے سوائے سوزی

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلَّذِ كَرُمٌ حَقَّ الْاُنثٰی

علم ی کہ خدا در حق اولاد شما کہ مرد یا بہت باشد حصہ را زن اللہ تمہیں اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ مرد کیلئے دو حصہ کے حصہ کے برابر ہے

فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَ

پس اگر اولاد نیست ہر دختران یا بیشتر زیادہ از دو ہیں ایضاً از دوم حصہ از آنچه میت گذاشتہ است پس اگر لڑکے ہو تمام لڑکیاں ہوں دو سے زیادہ ہوں تو انکے لئے دو تہل حصہ ہے اس سے حرمت نے چھوڑا ہو

إِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ

و اگر ریش یک دختر باشد پس او را بہت ششم ترکہ و بہت پدر و اور میت یا اور اگر ایک و بہت ایک لڑکی ہو تو انکے لئے آدھا ترکہ ہے اور میت کے مال اور آپ کیلئے

وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ

ہر یکے از ایہیں ششم حصہ از آنچه گذاشتہ است اگر باشد میت یا فرزندی ان میں سے ہر ایک کیلئے چھ حصہ ہے اس میں سے حرمت نے چھوڑا ہے اگر میت کیلئے اولاد ہو

شہید ہو گیا اب انکار اسامان آگے بڑھانے کے لیا ہے اور اس قدر مال بھی نہیں چھوڑا کہ جس سے انکے نکاح کے جائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یا رسول اللہ تعالیٰ کر لکھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (الصابغی) ابی اسباب الزہری نے اسباب رسول اللہ ﷺ نے انکی شکایت پڑائیوں کے چچا کو کہا پھر اس کے بعد کے مال میں سے دو تہائی دیکھی لڑکیوں کو اور انکے اہل بیوی کو سے دو تہائی مال باقی بچا ہے وہ تمہارا ہے۔ (فتح الباری) کہنا چاہئے کہ مال جاہلیت و بیخودان کی صورت میں وارث ہاتے تھے اولاد نہ ہو مگر سب کے شہادت و مالک کہاں وارث بنائے تھے مقدار اور عورتوں کو اس سے محروم کر دیتے تھے۔ بعد کے اعتبار سے علف پائی (مذہب لا بیاض) کی صورت میں وارث بناتے تھے قرعہ یا بعد از عدہ کے مطابق وارث بنام اول اسلام میں مزید وہ سب کے ساتھ باقی تھی۔ اول ہجرت یعنی ایک مہاجر دوسرے مہاجر کا وارث ہوتا تھا اگر چاہیے ہی کیوں نہ ہوتا۔ جب ان لوگوں کے درمیان مزید جھگڑا ہوا تو ان کے علاوہ کوئی بھی وارث نہ ہوتا اگرچہ رشتہ داری کیوں نہ ہو۔ ثانی مؤامات اللہ کے رسول ﷺ نے ایک مہاجر اور انصار کے بیٹن بھائی کا جو رشتہ قائم فرمایا تھا وہ بھی قرعہ کا سب بن گیا۔ اسباب قرعہ تھے جن میں قرابت نکاح اور ملاقات اسباب کے علاوہ اسلام سب عام ہے۔ جو شخص انکھال کر جائے اور اپنے چچے کوئی ایسا شخص نہ چھوڑے جو ان میں اسباب میں سے کسی ایک سب کے واسطے سے میراث کا مالک ہو تو انکے مال کو بیت المال میں جمع کر دیا جائیگا۔ مسلمان مصروف کی وجہ سے اس مال کے وارث نہ ہونگے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کے مال کو بیت المال میں بھیجیں لیکن دیکھ کر جائیگے نہ کہ میراث کے طور پر۔ (غرائب القرآن)







لَمَنْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ

زنا سے چارم حصہ از انجی ثا بکذا شد اگر باشد ثا را فرزندی میں اگر عروق کے لئے چھائی حصہ ہے اس سے جو تم نے چھوڑا ہو اگر تمہارے لئے کوئی فرزند نہ ہو نہیں اگر

كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الشُّمْنُ وَمِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ

باشد ثا را فرزندی میں زنا سے ششم حصہ از انجی بکذا شد ایہ بعد اوقات تمہارے لئے فرزند ہو عروق کیلئے آٹھواں حصہ ہے اس سے جو تم نے چھوڑا ہو بعد اوتے

وَصِيَّتَهُ تُوَصُّونَ بِهَا أَوْ ذَيْنَ فَإِنْ كَانَ رَجُلٌ

ہستی کہ آپ فرمودہ باشد یا ایسے دین و اگر مرد مردہ کہ وصیت جو تم کر جاؤ یا قرض ادا کرنے کے بعد اور اگر اس مردہ مردہ

يُورِثُ كَلَّةً أَوْ امْرَأَةً وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ

الذی بمراثۃ احوال: یا ذلک مردہ کلالہ باشد و او را برادری ہست یا خواہری میں ہر مردہ و عورت کا میراث قسم دو ہو گا اور انھیں اصل میں نہ فرما دیں گے اور اس لئے پہلی جہاں میں تو میراث

وَاحِدٌ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

کے از ایساں یا ہست ششم حصہ میں اگر ایساں یا ذلک از ذلک ہست ایک کیلئے ان میں سے چھٹا حصہ ہے ہاں اگر اس سے زیادہ ہوں

فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ فَإِنْ بَعْدَ وَصِيَّتِهِ تُوَصُّوْ بِهَا

میں ایساں یا ذلک از ذلک ہست ششم حصہ بعد اوتے ہستی کہ فرمودہ شد تو وہ سب تہائی حصہ میں شریک ہو گئے وصیت ادا کرنے کے بعد کہ جہاں تم دیا ہو

أَوْ ذَيْنَ غَيْرِ مَصْرَارٍ وَصِيَّةٍ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

آپ یا بعد اوتے دین بجز آخر ضرر و ماسخ و باشد حکم کرو شد اسے از جانب خدا و خدا دانای یا قرض ادا کرنے کے بعد نقصان پہنچانے والا نہ ہو جو حکم اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ جاننے والا

# تَقَاتِ الْمَوْتِ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق والدین اور والدہ کے علاوہ کو کلامہ کہا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق کے قول کے مطابق والدہ کے علاوہ کو کلامہ کہا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وصیت میں ضرر کا ذکر نہ کرنا صحیح ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بعد ہر سال تک اہل بیت کا مکمل کرنا ہے پھر جب وصیت کرتا ہے تو اس میں جو ذکر جاتا ہے پھر اس کا خاتمہ کرے جس پر ہوتا ہے جس سے وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور جب تک ایک بندہ سے سال تک اہل بیت کا مکمل کرنا ہے پھر وصیت کرتا ہے جس میں انصاف سے کام لیتا ہے اس سبب سے وہ اہل جنت کا مکمل کرنے لگتا ہے اور اس کا خاتمہ اہل جنت پر ہوتا ہے۔ انہی سے مروی ہے کہ جو شخص میراث کا لے گا اللہ تعالیٰ جنت میں اسکی میراث کو کاٹ دیگا۔ (غرائب القرآن) یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ میراث کی کوئی آیت کا خاتمہ لفظ بقیۃ من اللہ سے ہوا اور اس آیت کا خاتمہ وصیۃ من اللہ سے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ لفظ لفظ وصیت سے زیادہ قوی اور مؤکد ہے اس لئے اولاد کی میراث کا خاتمہ اس لفظ سے کیا اور کلامہ کی میراث کا خاتمہ لفظ وصیت سے کیا کہ اس بات پر دلالت قائم ہو جائے کہ میراث میں کل کی رعایت واجب ہے لیکن اولاد کے مال کی رعایت اولیٰ ہے۔ (تفسیر کبیر)

ج میراث کے حصے بیان کرنے کے بعد وعدہ اور وعید کا بیان ہے کہ اہل ایمان اطاعت کی جانب رجعت کریں اور معصیت سے ڈریں۔ آیت کریمہ میں "مملک" اسم اشارہ کے بارے میں دو اقوال ہیں۔ پہلا قول: یہ اشارہ سواریت کے احوال کی جانب ہے۔ دوسرا قول: اولاد سے یہاں تک جتنے احکام بیان کئے گئے ہیں ان تمام

احکام کی جانب یہ اشارہ ہے یعنی اس میں تمام احکام بیان ہوئے۔ یہ قول حضرت امام کا ہے۔ اول قول دالے اہل کلام کرتے ہیں کہ قرب لفظ کو رات و جگہ ذکر سب سے زیادہ قریب ہو گی جانب حیر کا لفظ بہتر ہے۔ دوسرے قول دالے کہتے ہیں کہ قرب کی جانب حیر کا لفظ بہتر ہے لیکن بعد کی جانب حیر کو دالے میں کوئی مانع نہ ہو تو قرآن کی طرف لفظ واجب ہے لہذا اہل کلام سے یہاں تک تمام احکام کی جانب حیر کا لفظ واجب ہے کیونکہ کوئی مانع نہیں ہے۔ خلاصہ اللہ سے مراد و مقتدرات ہیں جہاں ذکر ہو چکا ہے۔ حدود مذکور فتح ہے اور جو شے اسکے کارور کہتے ہیں جہاں غیر متعارف کے کسی سے حدود الدار ہے۔ بعض نے ذوق طبع اللہ و رسول اللہ اور من نفس اللہ و رسول اللہ کو بیان کر دیا احکام کے ساتھ خاص کیا ہے یعنی جہاں احکام میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کرنا اسکے لئے جہت ہے اور جو قرآنی کرنے کے لئے جہت ہے لیکن جہاں تحقیق کے نزدیک یہ عام ہے اس لئے کہ لفظ عام ہے۔ یہاں یہ دال ہوتا ہے کہ بعد جملے میں اصل واحد ہے اور خالیہ یعنی جہاں دونوں میں موافقت کیے ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ذوق طبع اللہ میں "من" لفظ کے شہادت واحد ہے اور معنی کے اعتبار سے جہاں ہے لہذا جملہ میں لفظ کا ضمرا کیا گیا ہے اور خالیہ میں معنی کا اعتبار کیا گیا ہے۔ (تفسیر کبیر) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس کے حکم میں کرنا اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت اس میں کرنا اور احکام کی رعایت انھوں نے فرمائی۔ اس اطاعت پر اللہ تعالیٰ تمہیں انعام کے طور پر جنت میں داخل فرمائیگا (مسند ابی یوسف)







تَفَتُّحُ الْفَرْخِ وَالْفَقَارِ

۱۔ اس سے پہلی آیت بھی زمانے سے متعلق تھی اور یہ آیت بھی زمانے سے متعلق ہے یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ جب دونوں آیت زمانے سے متعلق ہاں تو ان میں تو اس حکم سے کیا تاثر حاصل ہے۔ اسکا جواب دیتے ہوئے حضرت مولیٰ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کنکھ اور مردانہ کنکھاری صورت کے ہارے میں داخل ہوتی ہے۔ پہلی آیت شادی شدہ مردانہ صورت کے ہارے میں داخل ہوتی۔ واضح رہے کہ زانیہ کو گھر میں بیٹھ کر کھانا کھانے کا حکم دیا گیا کیونکہ صورت کا گھر سے باہر لگانا بھی اسباب زمان میں سے ہے اور مرد کو زانیہ کا حکم دیا گیا کیونکہ مردانہ خاندان کیلئے معیشت اور دیگر لوازمات کا انتظام کرتا ہے اگر اسے بھی بیٹھ کر کھانا کھانا تو وہ شخص اہل خانہ کیلئے اصلاحی معاشرہ نہیں کر پاتا۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ ایذا میں شریعت شامل ہے یا نہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کو جو جتے مارے جائیں گے جبکہ دیگر مضر جن کو کام نہ







شَيْئًا اَتَاخَذُوْهُ بِهٖمَا نَاوَرًا ثَمَّ امِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْهُ

جزی آپ تکبیرہ آزا بستم و گناہی آکلان و بچونہ کیرہ آزا حال آنکہ  
کچھ کیا تم اسے لوگے جھوٹ بانہ کر اور مرغ گناہ سے اور کیچکر لوگے اسے مالانکہ

وَقَدْ اَقْضٰی بَعْضُکُمْ اِلٰی بَعْضٍ وَاَخَذْنَ مِنْکُمْ مِّيثَاقًا

رسیدہ است بعض ثا بعض د گزشتہ زبان از ثا مہد  
تم ایک دوسرے سے مل چکے ہو اور عورتوں نے تم سے لیا ہے

عَلٰیظًا ۝ وَلَا تَنْکِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَاؤُکُمْ مِّنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا قَدْ

حکم ما نکاح نکبہ کسرا کہ نکاح یا و کردہ باشد پدران ثا از زبان لیکن آنچه  
بچہ وعدہ اور نکاح نہ کردہ جن عورتوں سے نکاح کیا ہو تمہارے باپ نے لیکن جو

سَلَفًا اِنَّهٗ كَانَ فَاَحْشَۃً وَّهَقًّا ۝ وَسَاءَ سَبِيْلًا ۝

گزشتہ طور است ہرآنکہ نصرت کار بد و مفسد و این بد راہی است  
گذر چکا مطالب ہے چنگ یہ را اور ناچندیدہ کام ہے اور یہ بری راہ ہے

حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّهَاتُکُمْ وَبَنَاتُکُمْ وَاَخَوَاتُکُمْ وَعَمَّاتُکُمْ

حرام کردہ شدہ برقا مادران ثا ، دختران ثا ، خواہراں ثا ، خواہراں پدران ثا  
حرام کی گئی ہیں تم پر تمہاری ماہیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہارے باپ کی بہنیں

وَاَخْلَاطُکُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ

خواہراں مادران ثا ، دختران ثا ، خواہراں ثا  
اور تمہاری بہنیں اور تمہارے بھائی کی بیٹیاں اور تمہاری بہن کی بیٹیاں

وَاُمَّهَاتُ الْاَخِ اَزْوَاجُکُمْ وَاَخَوَاتُکُمْ

آں مادران ثا کہ شیر دادہ اندہ ثا را ، خواہراں ثا  
اور تمہاری ماہیں اس لیے کہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری

## تَقْسِیْمُ اَنْحَامِ اَهْلِ عِلَاقَاتِ

۱۔ الطباء کے بارے میں تینا مذہب ہیں۔ پہلا مذہب:

اس سے مراد جناح ہے اور یہ مذہب حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما حضرت مجاہد حضرت سدی زجاج اور امام

شمالی کا ہے۔ دوسرا مذہب اس سے مراد طلوت مجھ ہے

خواہ اس طلوت میں ولی ثابت ہو یا نہ ہو۔ یہ مذہب کلی

فرما اور امام ابوحنیفہ کا ہے۔ تیسرا مذہب اس سے مراد طلوت

وعدہ ہے۔ حضرت سدی عمر سعد فرما کا کہتا ہے کہ ہنذا لا

غلبہ سلف سے مراد یہ ہے کہ شوہر یہ کہے کہ میں نے اس

عورت سے ان چھ دن کے عوض نکاح کیا جسے اللہ تعالیٰ نے

عورتوں کے لئے لازم قرار دیا ہے۔ حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ مہن ساقی

عقب سلف سے مراد نکاح ہے جو میرے حضور ہو۔ (غرائب

القرآن) چنانچہ اپنے کہ عہدہ اول میں اس پر اتفاق رہا ہے

کہ طلوت مجھ سے پوری ضرور لازم ہے خواہ طلوت مجھ میں

شوہر نے بولی سے ولی کی ہو یا نہ کی ہو۔ اسی طرح شیخ ابو

بکر رازی نے اپنے حکام میں نقل کیا کہ امام محمدی نے اسی

طرح نقل کیا ہے کہ اس میں صحابہ کا اجماع ہے کہ ان منذر

نے لکھا ہے کہ یہ قول ان صحابہ کا ہے حضرت عمر حضرت علی

حضرت زید بن ثابت حضرت محمد بن مسلم حضرت جابر

حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو ہریرہ (مشہور)

جحدی بن ثابت نے ایک انصار سے روایت کیا ہے کہ

جب ابو قیس بن اسلم کا (خوہا لیکن انصار میں سے تھے)

انتقال ہو گیا تو ان کے بیٹے نے دیکھی بچی کو شادی کا یہ کام سمجھا

اس نے جواب دیا کہ تم بھول کر میرے لاکے کے ہواں لے

میں تم سے چند گئی ہواں اور تم اپنی قوم کے صالحین میں

سے ہو۔ اس کے بعد وہ ہی کریم ﷺ کے پاس پہنچی

اور آپ نے یہ صورت حال بتائی آپ نے فرمایا کہ (نی الحال)

تم اپنے گھر واپس پہنچ جاؤ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

زہری نے روایت کی ہے کہ یہ آیت بعض انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب ان میں سے کوئی آدمی مر جاتا تو اس کا ولی اسکی عورت کی ملکیت کا سب سے زیادہ حقدار ہوتا تھا اور وہ اسکا حیات قید کر دیتا

تھا۔ (باب الفراق فی اسباب المزل) اس بکر سنہ ۱۰۰ قریب ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک باپ کی مزیہ سے نکاح درست نہیں ہے جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نکاح درست

ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ نکاح اول سے عورت ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے خُشٰی فَتَنْكِحُ زَوْجَہَا غَیْرَہُ یہاں تک کہ غیر سے نکاح کرے اور اس پر اتفاق ہے کہ تحلیل محرو

عقد سے حاصل نہیں ہوتی ہے اسی طرح اللہ کا فرمان وَاَنْظُرُوا اِلَیْہِمْ خُشٰی اِذَا بَلَغُوا الْبَلَکَاحَ اور قیسوں کا آواز یہاں تک کہ وہ نکاح کو پہنچیں یعنی ولی کو۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ لا یصح

الید ملعون لہم ان یتحدت ولی کرتے ملعون ہے لہذا فَاَنْتَکُمْ اَبَہُ تَحْمٌ میں مزید بھی شامل ہیں لے کہ وہ بھی ملعون ہے۔ (غرائب القرآن) مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ

کو ایک شخص کے پاس بھیجا جس نے اپنے باپ کی عورت سے نکاح کیا تھا کہ اسے قتل کر کے ادا کر کے دل کو لے آئے۔ یہ قتل قبیل اسلام عرب کے یہاں پانچ سو سال اور اسلام میں یہ فعل فاسد ہے کہلا یا۔

العفت ایسے شخص سے عورت ہے جو اس قدر سے مقرر ہو۔ بھلے نے قح کے تین مراتب بیان کیے ہیں۔ قح ظہنی: انکی جانب نہ دیکھنا۔ قح لسانی: اشارہ نہ کرنا۔ قح قلبی: باپ کی بچی ماں سے مشابہ

ہے۔ قح شری: انکی جانب "مقتا" سے اشارہ نہ کیا گیا ہے۔ قح نازی: انکی جانب وساءہ سبیل سے اشارہ نہ کیا گیا ہے۔ (غرائب القرآن)











يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ فَإِن كُنتُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ مَا نَزَّلْنَا بِهِ مِنَ الْكِتَابِ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

ایمان والے! بعض تم از بعض پوچھنے است پس کتاب کیونہ گنیز گانا بدستوری خدا ایمان ایساں تمہارے ایمان کو تمہارا بعض بعض کے بعض سے ہے پس کتاب کر گنیزوں سے اس کے مالکوں کی اجازت سے

وَأَن تَوَظَّعُوا عَلَيْهِمْ قَدْرًا فَاسْأَلُوا بَعْضُهُمْ لِبَعضِهِمْ خَبَرًا

اور ہمید ایساں میر ایساں پوچھوئی در جائید عقیق با شہر نہ زنا کنندہ اور اس کے ہر انہیں بھلائی کے ساتھ دو اس حال میں کہ پرہیزگار ہوں نہ زنا کرنے والیاں

وَلَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِن كَانَ احْتِصَانٌ عَنْكِهَا فَإِن سَأَلْتُمُوهُنَّ يُضِلُّكُنَّ فِي سَبِيلِكُمْ وَأَن تَتَذَكَّرُوا

و نہ دوست پوچھو کیونکہ پس احتیاط کر تمہارے فرق خود را پس اگر چاہید بتانا اور نہ غلطی طور پر دوست رکھنے والیاں پس جب اپنے فرق کی حفاظت کریں اگر زنا لائیں

فَعَلَيْكُمْ نَصِيفٌ مَّا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ

پس ہر ایساں لازم ہو لہذا آئندہ لازم است ہر زبان آزاد ہے شوہر از عذاب خدا تو اس پر اس کے نصف لازم ہے جو لازم ہے بے شوہر عورتوں پر اللہ کے عذاب سے

ذَٰلِكَ لِمَن خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَن تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ

اس کتاب برای کسی است کہ ترسد از عذاب از خدا اگر صبر کنید بہتر است تا را یہ کتاب اس کے لئے ہے جو تم میں سے تکلیف سے ڈرتا ہو اور اگر صبر کر دے تمہارے لئے بہتر ہے

وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَكْثَرَ

و خدا آمر زدہ مہربان است بخیر خدا کہ جان بچد ہر اسے خدا و خیرا خدا را اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اللہ اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے لئے جان کرے اور ظاہر فرمادے تمہارے لئے

سُنَّاتِ الْاِسْلَامِ مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

راہ دہی کتابی پیش از شما پڑھو و رحمت باز گردد بر شما و خدا دانای استوار قادر است راہیں ان لوگوں کی جو تم سے پہلے تھے اور رحمت سے تم پر رجوع فرمائے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے

منزل

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہاں

یاعدی سے مراد بھائی کی باندی ہے کیونکہ اپنی باندی سے

کتاب جائز نہیں ہے۔ نصیحت یعنی ملامت ہے کیونکہ

عرب والے باندی کو نصیحت کہتے تھے اور عہد کو کسی کہتے

تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہرگز

کوئی عہد نہ کرے بلکہ یہاں کہے نصیحت اور نصیحتی امام

شافعی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے باندی سے

کتاب کو نہیں شرعاً منع فرمایا۔ ان میں سے دو عہد

سے متعلق ہیں۔ (۱) مرد جب آزاد عورت سے کتاب کی

استقامت نہ کرے۔ (۲) ربح کا خوف ہو جو کہ اس آیت

کریمہ کے آخر میں بیان ارشاد ہے فَالْبَيْتُ لِمَنْ عَشِيَ

الْفَتْحُ مِنْكُمْ۔ یہ ربح اس کیلئے ہے جو تم میں سے

تکلیف سے آزاد ہو۔ (۳) باندی مسلمان کی ہو اور مومن

ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مِنْ قَبْلِ ذَٰلِكُمْ الْمُضْطَرَّاتِ

”مومن گنیزوں میں سے“ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ کتاب باندی کے جواب میں نہیں اور فقیر سب برابر ہیں۔

اس لئے کہ کتاب باندی سے باندی پر معمول ہے۔ وَاللَّهُ

أَعْلَمُ بِالْمُنَافِقِينَ۔ یہاں کہتے ہیں کہ اس کا معلوم یہ ہے کہ تم

سب ایمان کے ظاہر پر عمل کرو اس لئے کہ تم سب کو اہل

امور پر مختلف بنائے گئے ہو اور اللہ وہ بھی جانتا ہے جو

تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہے۔ فَالْبَيْتُ لِمَنْ عَشِيَ

الْفَتْحُ۔ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ باندی کا کتاب

اسکے آقا کی اجازت کے بغیر باطل ہے۔ وَشَرُّهُنَّ

أَجْسَرُهُنَّ لِقَاءِ رَبِّهِنَّ عَوْرَتُكَ اِنْ كُنَّ يَهُودِيَّاتٍ

جب کتاب میری عورت پر ہو تو میرا عذاب ہے۔ بعض نے کہا کہ

یہاں اجور سے مراد منافق ہے کیونکہ ہر مقرر ہے اس لئے

اشتراک معروف کیا معنی رکھتا ہے۔ یہود کے نزدیک باندی

کے ہر مالک اس کا آقا ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

فَسَبَّ السُّفْهَاءُ وَقَالُوا لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ عَنِ الْاِسْلَامِ۔ اسے عہد کی مثال دی جو کسی شے کا مالک نہیں ہوتا ہے یہ آیت رااست کرتی ہے کہ مالک کسی شے کی مالک نہیں ہوتی اور اس لئے بھی کہ

مالک کے متعلق کتاب کا حق اسکے آقا کو ہے۔ فَالْبَيْتُ لِمَنْ عَشِيَ الْاِسْلَامُ۔ یہاں محصنات میں وہ اعمال ہیں اول احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد آزاد عورتیں ہیں اس صورت میں آیت کا

مفہوم یہ ہوگا کہ ان باندیوں کیلئے قس لائے کیلئے نصف رجم ہے اور نصف رجم محال ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ باندیوں سے رجم دیکھنا عقلی سے ساقط ہے کیونکہ رجم کو نصف نہیں کہا جاسکتا ہے۔ اور احتمال

یہ ہے کہ اس سے مراد آزاد عورتیں ہیں اس صورت میں قس یہ ہوگا کہ ان باندیوں کیلئے قس لائے کی صورت میں عذاب ہے۔ جانتا چاہئے کہ خارج الکتاب رجم پر متعلق ہیں۔ دلیل یہ جو تم

کرتے ہیں کہ باندی کیلئے آزاد کے مقابلے میں نصف رجم ہے نہیں اگر آزاد کیلئے رجم جوت ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ باندی کیلئے نصف رجم ہے اور یہ محال ہے اس لئے کہ رجم ہم کی کوئی سزا اسلام میں

نہیں ہے۔ اصل سنت اس کا جواب یہ ہے کہ باندی سے رجم کا ساتھ ہو جائیگی عقلی سے ثابت ہے اس لئے کہ رجم کا نصف باندی کے حق میں ثابت نہ ہوگا لیکن آزاد کیلئے رجم کی سزا اسلامی طور پر ثابت

ہے۔ (غریب القرائین وغیرہ کثیر)۔ جو عقل اللہ تعالیٰ یہ ارادہ فرماتا ہے کہ تم محال اور حرام کے حکام پر پوری طرح عمل کرو اور ان پر عمل کر کے اپنے اعمال میں حسن پیدا کرو اس لئے تمہارے واسطے

انگوں کی راہیں ظاہر فرماتا ہے تاکہ تم انہیں نہ دیکھ کر پھانوس (بیضادی)



## تَفَتِيْهِ الدِّیْنِ

۱۔ کہا گیا ہے کہ کوس بہن بہن کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی کو  
 حال دیکھتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے انہیں حرام کر دیا تو کہنے  
 لگے کہ تم لوگ خال کی بیٹی اور چوہ کی بیٹی کو طلال دیکھتے ہو  
 اور خال اور چوہ کی کو حرام دیکھتے ہو انہیں تم لوگ بھائی  
 اور بہن کی بیٹی سے بھی نکاح کرو۔ اس پر یہ آیت نازل  
 ہوئی۔ وَاللّٰهُ لَیْلِدُ اَنْ یُّنَوِّبَ عَلَیْکُمْ مَعْرُوْلٌ لِّیْلِ  
 قائم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب سے توبہ کا ارادہ فرماتا ہے  
 اور چاہتا ہے کہ ہر ایک انکی اطاعت کرنے۔ ہمارے  
 اصحاب اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ حال ہے اس لئے کہ  
 اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ فاسق توبہ نہیں کرے گا اور جسکے پاس  
 میں علم ہو کہ وہ توبہ نہیں کرے گا اس سے توبہ کی امید رکھنا خود  
 ہے۔ اس لئے مجھے نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر) حضرت مجاہد  
 فرماتے ہیں لَیْلِدُ اَنْ یُّنَوِّبَ عَنْ الشَّهَادَاتِ کَالْمُطْعِمِ  
 یہ ہے کہ جس طرح وہ لوگ نہ کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ  
 ویسے تم لوگ بھی طوط ہو جاؤ۔ حضرت سعدی کہتے ہیں کہ  
 اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ اس  
 سے خاص یہود مراد ہے۔ (ابن جریر)

۲۔ تخفیف کے بارے میں دو اقوال ہیں۔ پہلا قول: اس سے  
 مراد عند العزوت بالذی سے نکاح ہے۔ یہ قول حضرت  
 مجاہد اور قتادہ کا ہے۔ دوسرا قول: ان دونوں کے علاوہ باقی  
 کہتے ہیں کہ یہ احکام شرع میں عام ہے اور اسکا اطلاق ہر  
 اس قسم پر ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کے طور پر  
 آسان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَیْلِدُ اَنْ یُّنَوِّبَ  
 الْمُسْرَ وَلَا یُنَوِّبَ بِکُمْ الْمُسْرَ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے  
 ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے اور تمہاری کوتاہی کو نہیں فرماتا  
 ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے وَمَا غَفَلَ عَنْکُمْ لَعْنُ  
 الْیَاقِیْنِ بِنِ خُرُجِ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین  
 میں کوئی سختی نہیں بنائی۔ یہی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں

وَاللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّنَوِّبَ عَلَیْکُمْ وَیُرِیْدُ الَّذِیْنَ یَنْتَبِیْھُوْنَ

خدا بخواتم کہ بہت ہار گروہ پریم و بخواتم آنا کہ بہرہ  
 اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر بہت سے رجوع فرمائے اور چاہے ہیں وہ لوگ جو توبہ

الشَّہُوْبِ اَنْ تَمِیْلُوْا مِیْلًا عَظِیْمًا ۝ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ

شہوات کند کہ بہرہ کبیر بہرہ کبیر کہ  
 کہتے ہیں شہوات کی کہ تم کی رسی کر لے اللہ چاہتا ہے کہ

یُخَفِّفَ عَنْکُمْ وُخُلُقِ الْاِنْسَانِ صَوِیْفًا ۝ یَاٰیُّهَا الَّذِیْنَ

بیک کند از ہی و از ہیہ شدہ است آدمی ضعیف اسے  
 تم سے ہلکا کرے اور آدمی کزور پیدا کیا گیا ہے اسے

اَمْتُوْا لَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالِکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ

مومنان توبہ اموال خود را درمیان باطل مکر دیکھتے آں را بہت  
 سونا نہ کھاؤ اپنے اموال کو اپنے درمیان باطل مکر بہت کہ دو ہیں دین

تِجَارَۃً عَنْ کَرٰہٍ مِنْکُمْ وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰهَ

تجارت ہاشد خود رضا مندی دیکھ کر از ایشان د کھتے خودکشی را ہر آنکہ خدا  
 تجارت ہو تمہارے درمیان ہر ایک دوسرے کی رضا مندی کے بعد اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو بیشک اللہ

کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا ۝ وَمَنْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ عُذُوًّا وَاَوْطٰمًا فَسَوْفَ

ہست ہما مہربان و ہر کہ جس کند بھدی و شتم در  
 تم سب پر مہربان ہے جسے اور جو کوئی ایسا کرتے زیادتی اور ظلم سے تو

نُصْلِیْہِ نَارًا ۝ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا اِنَّہٗ یَجْمَعُ شَیْءًا

آدیش جودخ و بہت ایسی بھدا آسان اگر احزار کبیر  
 ہم اسے لائیں گے آدخ میں اور یہ اللہ پر آسان ہے جسے اگر تم احزار کرو

مذلل

تمہارے پاس آسان دین لے کر آیا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سورہ نساء میں آٹھ ایسی آیات ہیں جو اس امت کیلئے نیر ہیں۔ اس دن سے جس میں سورج طلوع ہوا اور غروب ہو  
 اور وہ ہیں۔ (۱) لَیْلِدُ اَنْ یُّنَوِّبَ لَیْلِدُ لَیْلِدُ لَیْلِدُ (۲) (۲) وَاللّٰهُ لَیْلِدُ اَنْ یُّنَوِّبَ عَلَیْکُمْ (آیت ۲) (۳) لَیْلِدُ اَنْ یُّنَوِّبَ عَلَیْکُمْ (آیت ۲۸) (۴) اِنْ فُجِیْرَ اَوْ فُجِیْرَ  
 تُنَوِّبَ عَنْکُمْ (آیت ۳۱) (۵) اِنْ اللّٰهُ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ (آیت ۳۸) (۶) اِنْ اللّٰهُ لَا یَغْفِرُ بَغْلًا ذَرُوْہُ (آیت ۳۰) (۷) مَنْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ عُذُوًّا وَاَوْطٰمًا فَسَوْفَ  
 (۸) مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِغُلَامِیْکُمْ (آیت ۱۴) (تفسیر کبیر و بیضاوی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ خلیفۃ الانس و الجن صوفیہ کا مقہوم یہ ہے کہ انسان کو عمار کے معاملے میں  
 کزور دینا کہا گیا ہے۔ جن ہی سے روایت ہے کہ انسان کو عماروں کے معاملے میں کزور دینا کہا گیا ہے۔ (ابن جریر) جسے یہ طریقہ جو تمہارے لئے جائز نہ ہو جیسے ہندو مسلمان اور جوا۔ لیکن یہ عبادت  
 جائز ہوا ہے ہم رضا مندی سے اپنا یا اس تجارت کا قصد کرو۔ لَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ جملہ عقل کے اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو یا اپنے جس کو ہلاک میں نہ ڈالو۔ مروی ہے کہ حضرت عمر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے  
 مروی کے خوف سے حکم کی نواہی کی یہی کریم ﷺ نے اسکا انکار نہیں فرمایا۔ (بیضاوی) جسے یہ ارشاد ہے کہ جس کی جانب سے یا جن حرمت کا تذکرہ پہلے مذرا کی جانب ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ وہاں سے مراد  
 غیر ظلم ہے اور ظلم سے مراد اپنے نفس پر زیادتی کرنا ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ترک حق میں افراد کو عدوان اور ظلم کہتے ہیں۔ (بیضاوی)







عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَهِيَ

برائیاں حسب آنکہ فضل زیادہ است خدا بعض آدمیاں را بر بعض و سبب آنکہ

مردوں پر اس سبب سے جو اللہ نے فضیلت دی انکے بعض کو بعض پر اور اس سبب جو

أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ قَالَتْ خَلَّتْ خِلْفَتُ

خرچ کردہ از اموال خویش میں زان لیکار فرماؤ دارندہ لگا چاندہ

انہوں نے اپنے اموال سے خرچ کیا پس لیکار عورتیں حکم ماننے والیاں خافت کرنے والیاں

الْخَيْبِ بِمَا حَقَّقَ اللَّهُ وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُورَهُنَّ

و غیرت ازدواج یا پہچان گمداشت خدا و آن زنانہ کی ترسید ظارانی ایشان

شوہر کی غیر موجودگی میں جس طرح اللہ نے خافت کا حکم دیا اور وہ عورتیں جن کی تاخری سے تم ڈرتے ہو

فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْرَبُوهُنَّ

میں چہ کوہیہ ایشان و بیزاری از ایشان و خوابگاهیاں و بنید ایشان را زنی

میں انہیں نصیحت کرو اور جدا ہو جاؤ ان سے خوابگاہوں میں اور انہیں مارو

قَالَ أَطَعْتُمْ قَالَا تَبَعُوا عَلَيَّهِنَّ سَيِّئَاتُ اللَّهِ

ہاں اگر فرمانبرداری کرے یا نہیں مطلوبہ بر ایشان راہ بیادنی ہرآنکہ خدا

ہاں اگر تمہاری فرمانبرداری کرے یا نہیں ان پر حکم کی راہ منہ طلب کرو بیشک اللہ

كَانَ عَلَيَّا كَيْدًا وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا

ہست باند مرتبہ بزرگ قدر و اگر دانیہ نامانگاری میان مرد و زن میں برانگیختہ

باند مرتبہ ہے یا نہ اور اگر تم جانو کہ بڑا اور عورت کے درمیان سازگاری نہ ہوگی تو بھیجو

حُكَّامًا مِنْ أَهْلِهِ وَحُكَّامًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يَرَوْا

داوری کہ حکم کہ از کسان شوہر و مایلگی دیگر از کسان زن اگر خواہند

ایک عادل جو فیصلہ کرے مرد و زنی کی جانب سے اور دوسرا قاصد عورت والوں کی طرف سے اگر وہ دونوں جائیں

مَنْزِل ۱

۱۔ حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے شوہر کی خافت سے کہانی کہ اس نے مجھے تہیز مانا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "الفصاح" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور عورت تمہارے بغیر دائیں چلی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری ایلی نبوی کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انصاری کی بیوی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اس نے مجھے استنارہ مارا کہ میرے چہرے پر ضرلوں کے نشان پڑ گئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس نے اچھا کام نہیں کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (لیاب الطول فی اسباب النزول) مردوں کی فضیلت عورتوں پر کی وجہ سے ثابت ہے۔ ان میں سے بعض صفات حقیقی ہیں اور بعض احکام شرعیہ۔ صفات حقیقیہ وہ امر کی جانب توجہ ہیں علم اور قدرت۔ اس میں شک نہیں ہے کہ مردوں کے عقل اور علوم عورتوں کی نسبت زیادہ ہیں اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ خافت کے اعتبار سے بھی مرد زیادہ ہوتے ہیں۔ احکام شرعیہ کے اعتبار سے بھی مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے مثلاً تمام انبیاء کا مرد ہونا، ایسا کہ پوری اور مرقی کا مستحق مردوں کو قرار دینا اور ان اور غلبہ کیلئے صرف مردوں کا انتخاب کرنا وغیرہ یہ سب کے سب مردوں کی فضیلت پر دال ہیں۔ (تفسیر کبیر) اس آیت کریمہ میں عورتوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (۱) صالحات یعنی وہ عورتیں جو اللہ تعالیٰ کے فرمان پر عمل کرتی ہوں اور شوہر کی غیر موجودگی میں حقوق زوج کی حفاظت کرتی ہوں۔ (۲) غیر صالحات یعنی وہ عورتیں جن کی باطنیاں قرآن سے ظاہر ہوں۔ (غرائب القرآن) چاہنا چاہئے کہ عورت اس وقت تک صالحہ نہیں ہو سکتی جب تک شوہر کی

لراہبرداری نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صالحات کے ساتھ طاعتات بھی ارشاد فرمائی ہیں اور فاحشہ طاعتات کے معنی میں ہے۔ واصلی کہتے ہیں کہ لفظ قوت اطاعت کا فائدہ دینا ہے اور یہ عام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھی شامل ہے اور شوہر کی اطاعت بھی۔ شوہر کی غیر موجودگی میں خافت کے معنی مقدم ہیں۔ (۱) عورت اپنے آپ کو نہ تے بچائے کیونکہ اس کے سبب شوہر کو شرعاً کیلئے دو چار عیب پڑتا اور اس لئے بھی کہ وہ غیر کے نقطہ سے پروان چڑھے ہوگا۔ (۲) شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے مال کی خافت کرنا غیر ضروری مقام پر خرچ کر کے مال کو ضائع نہ کرے۔ (۳) عورت اپنے آپ کو ایسے کاموں سے محفوظ رکھے جو اس کے شوہر کو ناپسند ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہتر یہ عورت وہ ہے تم کو گھبراہٹیں خوش کر دے اور جب تم اسے حکم دو تو اطاعت کرے اور اگر تم ان سے غائب ہو تو تمہارے مال اور آدمی کی خافت کرے پھر آپ نے یہی آیت عورت فرمائی۔ (الفسیر کبیر) عورت سے جب تاخریال مرد ہو یا اسکا کار ظاہر ہوں تو ان کو اسے نصیحت کی جائے انکے بارہو بھی اگر وہ اطاعت نہ کرے تو ان سے لڑنا ایک کرنے کا حکم ہے۔ بعض نے یہ کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان سے کلام بند کر دیا جائے لیکن یہ کام جن دن سے زیادہ بند نہ ہونا چاہئے۔ اس کے باوجود بھی تاخریال کرے تو حسب ضرورت ضرب مہاج ہوگی لیکن نہ کہ ضرب اولی ہے۔ (غرائب القرآن)



إِصْلَاحًا يُوقِقُ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا

بصلاح آمدن سازگاری اگند خدا در میان ایشان بر آنکه خدا دست داد  
صلح داد (۲) الله انکے درمیان مصلحت لعل دیکھا ایک الله جانے والا

حَسْبِرَا ۖ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۚ وَالْوَالِدَيْنِ

آگاہ و پرستید خدا یا و شریک او مقرر کنید چیز یا و چ چہ و والد  
خبردار سے اور تم سب اللہ ہی کی عبادت کرو اور انکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ

إِحْسَانًا ۚ وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَ

نیکی کاری کنید و غریبان و یتیمان و غنیان و گدایان و  
کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں کے ساتھ اور قربات دار مسکین کے ساتھ اور

الْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ

مساہ غریبہ و مساہ اجنبی و ہم نشین و پہلو نشین  
ایشی مساہ کے ساتھ اور پہلو میں بیٹھنے والے ساتھی کے ساتھ

وَالْبَيْنِ السَّيْلِ ۚ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَرَّانَ اللَّهِ لَا يُحِبُّ

و برادر و بچی دست ٹا مالک او شر بر آنکہ خدا دوست ندارد  
اور سارے کے ساتھ اور جیسا کہ ہاتھ مالک ہو ایک اللہ دوست نہیں رکھتا ہے اس شخص کو جو کھیر کر نکالا ہو اور بڑائی

مَنْ كَانَ مُحْتَلًّا فَخُورًا ۚ وَالَّذِينَ يَبِخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ

کسی را کہ باشد خیر خود ستایدہ دست نماز آزمایا کہ کل نکند و امر نکند  
دارے اللہ ہو (دوست نہیں رکھتا) ان لوگوں کو جو کل کرتے ہیں اور علم دیتے ہیں

النَّاسَ بِالْخُلُوفِ وَيَكْتُمُونَ مَا أَنشَأَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ

مردمان را کل و می پوشند آنچه دادہ است ایشانرا خدا از فضل خود و  
انکوں کو کل کرنے کا اور چھپاتے ہیں جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا اور

مَنْزِل ۱

نے کجی آیت میں صورت کی نافرمانی کرنے پر اسے نصیحت  
کے طور پر بہتر الگ کرنے اور مارنے کا حکم دیا گیا تھا  
ضرب کے بعد معاملہ فیصلہ ہی کا رہ جاتا ہے۔ اس لئے  
خسٹم یعنی فیصلہ کرنے والا مقرر کرنے کا کہا جا رہا ہے۔  
خسٹم کیلئے ضروری ہے کہ وہ عقلی ہو اور دایا ہو کہ دونوں  
فریق اسے فیصلہ کو تسلیم کرنے کو مجبور ہوں۔ اسی طرح مائل  
بالغ فریضہ اور مسلمان ہونا بھی ضروری ہے اور مستحب ہے  
کہ خسٹم دونوں کے رشتہ دار ہوں کیونکہ رشتہ داران  
دونوں کے باہمی معاملات سے بھی واقف ہونگے اس لئے  
انہیں فیصلہ کرنے میں بہت ہوتی۔ (تفسیر کبیر وغیرہ)  
آخر آں حضرت معین جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ  
جب میان بڑی کے درمیان اختلاف ہو جائے تو اولاً  
نصیحت کی جائے اگر اسے سمجھانے سے معاملہ ختم ہو جائے  
تو ٹھیک ہے ورنہ لایا اس سے بہتر الگ کر لیا جائیگا اگر اس  
طرح معاملہ درست ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ لایا اسے  
صحیح کے طور پر مارا جائیگا اگر اس سے معاملہ درست ہو  
جائے تو ٹھیک ہے ورنہ لایا اسے اگر کسی قدم پر نہ ہو کہ  
اس معاملہ کو کام وقت کی جانب لے جائیں گے۔ لہذا اور  
لو کی طرف سے ایک ایک خسٹم مقرر کے جائیگا  
گے۔ (ابن جریر)

۱۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو  
شریک ٹھہرائے تو اس کا صلہ خالص ہوگا اور اس کی کوشش بیکار ہو  
گا۔ و یشاء اللہ یشاء اللہ یشاء اللہ یشاء اللہ یشاء اللہ  
و احسنوا ایہذا احسنالاحسن ماں اور باپ کے ساتھ  
بھلائی کرو ذی القربى ذی القربى اس سے مراد قرب  
جوار قرینی مساہ آجین ذی القربى الجنب سے مراد جند  
جوار دور کے مساہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد  
فرمایا کہ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا بڑی اس کے

شر سے منکر ہو اور بڑی چاہیں مٹا دیں۔ بعض نے کہا کہ اللہ ذی القربى سے مراد باپ قرب کا بڑی ہے اور اللہ  
الجنب سے مراد اجنبی بڑی ہے اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ الضابط بالجنب سے مراد جند ہے اور اس کی خواہش بھی مرا کے ایک جانب ہوتی ہے۔ ابن سبیل  
سے مراد مسافر ہے جو اپنے شہر سے دور ہو یا اس سے مراد میان ہیں۔ (غرائب القرآن) علی حضرت معین بن جبریل رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے  
پر اللہ تعالیٰ نے پیامت نازل فرمائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ کعب بن اشرف کا طیف کرم بن زید اسامہ بن حبیب انصاری نے فرمایا کہ میں نے اپنے  
روایت میں سنی بنی انصاری سے اور وہ میں نے ان کا نام نہیں سنا ہے کہ یہ جو تم اپنے اسوال اللہ کی راہ میں جو چاہے کر خرچ کرتے ہو اس طرح سے تمہارا مال تمہارے  
اور تم فقیر ہو جاؤ گے اور اس طرح سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے تمہارا خرچ کرنے میں سبقت نہ کرو۔ انہیں لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں غنیمت  
دیں۔ (باب فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم) بخل لغت میں بخل کو کہتے ہیں اور اس کا معنی ہے کہ جو مال کسی کو دیا گیا ہے اسے بخل سے نہ لینا۔ (غرائب القرآن)  
کیا کہ وہ سب اللہ میں احسان انمال کے زیادہ مستحق ہیں اس لئے اب بخل انمال کی خدمت کی جارہی ہے۔ (غرائب القرآن)



۱۔ واحدی کہتے ہیں کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہاں کافرانہان کیلئے زیادہ مناسب ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ یہ لوگ عداوت رسول ﷺ میں مال خرچ کیا کرتے تھے۔ اس سے پہلی آیت میں جب ان لوگوں کا ذکر ہوا اللہ تعالیٰ کے نام سے مال خرچ نہیں کرتے تھے لہذا اب آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہوا ہے جو دین اسلام سے روکنے کیلئے مال خرچ کرتے ہیں۔ اس انصاف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے تھے اس لئے کہ اگر وہ ایمان رکھتے تو اللہ کیلئے خرچ کرتے یا آخرت کیلئے۔ ومن یسخر الشیطان الیہ یعنی اس قسم کے احوال والوں کیلئے شیطان انکار دیتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ومن یسخر عن ذمہ المؤمن یفتضح لہ شیطانا فنفو لہ فریق یعنی جو دشمن کے ذکر کو چھوڑ کر زندگی بسر کرے گا ہم اس پر شیطان کو مسلہ کر دیں گے اور وہ اس کے لئے راضی ہو چکا۔ (تفسیر کبیر و غرائب القرآن)

۲۔ یعنی ان لوگوں پر کون سی شے ہے کہ وہ دنیا کا مال کیلئے خرچ کرتے ہیں اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہیں اگر یہ لوگ آخرت پر یقین رکھتے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرتے اور اپنے اموال کو حفظ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے خرچ کرتے تو ضرور ان کیلئے آخرت میں اجر کا بدلہ ہوتا۔ (ابن جریر)

۳۔ جانا چاہئے کہ یہ آیت تین امور کی بناء پر نازل ہوئی ہے۔ (۱) ان اللہ لا یظلم عتقا ذوقا و ذوقا رنگ کی خودی کو کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے مفہوم کو بیان کرنے کیلئے اپنی تفسیر میں منی اللہی ہر اسے چھوڑا اس کے بعد فرمایا کہ ان اشیاء میں سے ہر ایک

دو ہے گویا کہ اس کو سے منی اللہی اور کبیر علم کی آئی کر دی گئی ہے لیکن ابھی امیر کے بارے میں کلام ہوا ہے۔ اگر مفسرین کام اس کا جواب ان اللہ لا یظلم العتق شینا سے دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس میں مطلق علم کی آئی کی گئی ہے لہذا اس علم میں امیر علم بھی شامل ہے۔ (۲) وان تک حسنة یضرب عطفها۔ حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ عبدہ کو قیامت کے روز لایا جائیگا اور ایک منادی کہے گا لیکن اور آخرت میں تم کو کیا کہہ بلاں اس کا جواب ہے جس کسی کا اس پر حق ہو وہ آئے اور اپنے حق کا مطالبہ کرے مگر کیا چاہیگا کہ ہر ایک خدا کے حق کو لایا جائے۔ پس وہ کہے گا یا رب تمہارا ہاں سے وہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمایا اس کے احوال صاف ہو گئے اور اس میں سے خدا کو حق لایا اور آخر میں اس بندہ کیلئے ذرہ برابر نکل پائی وہ چاہی جسے اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت سے بابت میں اہل فرمایا۔ اسی کو کتاب اللہ میں وان تک حسنة یضرب عطفها سے جان کیا گیا ہے۔ حضرت حسن صری فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک نکل کو ہر عا کر ایک بار ایک حضرت ابو جعفر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر سوں کو ایک لاکھ تیاں عطا فرمایا۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (۳) ان اللہ لا یظلم عتقا ذوقا و ذوقا رنگ کی خودی کو کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے مفہوم کو بیان کرنے کیلئے اپنی تفسیر میں منی اللہی ہر اسے چھوڑا اس کے بعد فرمایا کہ ان اشیاء میں سے ہر ایک

اعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ

تعداد ساقم ہمارے کافران غلاب روحا ککدہ و آنکھ فرقی مکتبہ

ہم نے تیار کیا ہے کافروں کیلئے روحا کرنے والا غلاب اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں

أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ

اموال خود را برائے نمودن نزد انسان و معتقد نیستند بظہار و نہ روز

اپنے اموال کو لوگوں کو دکھانے کیلئے اور اللہ پر اعتقاد نہیں رکھتے اور نہ روز

الْآخِرِ وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۝ وَمَا

قیامت و ہر کہ شیطان یار او باشد پس بدی بد پاریست و چه

قیامت پر اور چکا ساقم شیطان ہو پس وہ کتھا برا ساقم ہے اور کیا

ذَكَآءُ عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَانْفَقَوْا ۝ وَمَا

زایں بود اگر ایمان کی آورده بخدا و روز آخرت و خرچ ل کرده از آنچه

تقصان ہوتا ان پر اگر وہ سب اللہ پر ایمان لاتے اور آخرت کے دن پر اور خرچ کرتے اس سے جو

رَزَقَهُمُ اللّٰهُ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ

خدا دادر است و بہت علما باطنان داتا ہر آنکہ خدا حق مکتبہ

اللہ نے انہیں دیا اور اللہ ان سب کا جاننے والا ہے حق چٹک اللہ علم نہیں فرماتا

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۝ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضَعِفْهَا وَيُؤْتِ

وزن ذرہ و اگر اس جس نکی باشد وہ چھٹاں کدش و ہر

ذرہ بارہ اور اگر وہ عمل نکی ہو تو اسے دیکھا فرمایا اور

مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرٌ اَعْظَمٰ ۝ فَكَيْفَ لَئِذَا حِشْتَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ

از نزدیک خود مزد بزرگ پس چه حال باشد آنکہ کہ عارم از ہر قوم

اپنے پاس سے اسے دیا اور دیکھ حق پس کیا حال ہوگا جب ہم تائیں گے ہر قوم میں سے



يَشْهَدُ وَجَعْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝ يَوْمَئِذٍ يُودُّ

گواہی را دہ جائے گا کہ گواہ پر ایسی امت آرزو کہ آرزو کنند  
ایک گواہ کو اور ہم لایحکے آئیں گے اس امت پر گواہ لے دو دن کہ آرزو کریں گے

الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصُوا الرَّسُولَ لَوْ كُنُوا مِنْهُمْ

آہانک کافر شہدہ و تافرمانی نپذیر کرند کاش بر ایشان ہمار کردہ شود  
وہ لوگ جو کافر ہوئے اور رسول کی تافرمانی کی کاش ان پر ہمار کردہ دلی چاہی

الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

زمین را دہ و نہ پوشیدہ از خدا سخن اے مومنان  
زمین اور وہ سب نہ چھپائیں گے اللہ سے کوئی بات لے اے مومنان

لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ

نزدیک شلوغ نماز حال آنکہ تم مست باشید تا آنکہ فہمید آنچه زبان بگوئید  
نزد کے قریب نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشہ میں رہو یہاں تک کہ تم سمجھو جو تم زبان سے کہتے ہو

وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ

و نماز نزدیک شلوغ در حال جنابت تا آنکہ غسل کلیہ و اگر باشید  
اور نوز کے قریب نہ جاؤ جنابت کی حالت میں (سوائے طریقی حالت کے) یہاں تک کہ غسل کرو اور اگر

مَرَضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ

نار یا مسافر یا بیمار کسی از ٹا از جانی ضرر یا  
نار ہو یا مسافر یا تم میں سے کوئی آئے حاجت کی جگہ سے یا

لَمَسَ امْرَأَتَهُ فَلَمْ يَجِدْ مَاءً فَلْيَمْسُوا صِدْقًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا

ساربت زمین کلیہ و نہایت آب را پس قصد کنید بدین پاک پس مسح کلیہ  
مردوں سے ساربت کرو اور نہ پاؤ پاؤ تو قصد کرو پاک زمین کا پس مسح کرو

منزل ۱

پاؤں کے دو دھاپے نفاق کو دوسری صورت یہ بھی کہ قیامت کے روز جب اہل اسلام کی ملقبہ اور اہل پاؤ اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کے تو چھپانے کے طور پر کہیں گے وَاللَّوْزِیْنَا فَا تَحْتَ مُنْشَرِیْنَ  
"ہمارے رب اللہ کی قسم ہم شرکوں میں سے نہیں تھے" تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی مخالف فرمادے۔ اور اگر اس کلام کو مستلف ان لیا جائے تو اسکی صورت یہ ہوگی کہ وہ اپنے اعمال میں سے کئی بات کو لگن نہ  
چھپائیں گے۔ یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ وَلَا تَحْشُرُونَ اللَّهَ حَدِيثًا اور وَاللَّوْزِیْنَا فَا تَحْتَ مُنْشَرِیْنَ ان دونوں آیات کو جمع کیے کر کریں گے۔ اسکا جواب بھی طریقے سے ہے۔ (۱) قیامت کے روز  
بہت مارے مومنان ہونگے ایک موقع ہوگا جس میں وہ کلام نہ کر سکیں گے اور ایک ایسا موقع بھی ہوگا جس میں کام کر سکیں گے۔ فَا تَحْتَ مُنْشَرِیْنَ مِنْ سُوءٍ "ہم رہے گل نہیں کرتے تھے" اور وَاللَّوْزِیْنَا فَا  
تَحْتَ مُنْشَرِیْنَ اس موقع میں سے ہیں جس میں کافریں کلام کریں گے لیکن جو کلام سچے بعد اتر کر رہے ہوئے خودی کہیں گے یا لَوْزِیْنَا وَلَا تَحْشُرُونَ حَدِيثًا کاش کہ میں اور بوجا اور  
ہم اپنے رب کی عہد کو چھڑاتے" پھر آخری مرتبہ لگن زبان پر بھر گا دی جائے گی اور ان کے ہاتھ پیر اور جلو گائے خلاف گواہی دینگے۔ (۲) یہ کھجماں میر واقع ہے۔ لکے یہی میں داخل ہے۔ (۳) وہ  
سب کئی بات کو چھپانے کیلئے ایسا نہیں کہیں گے بلکہ وہ سب علی کمال قہم و کل خبر دینگے۔ چکا معلوم یہ ہوگا کہ اللہ کی قسم ہم اصل کے اعتبار سے شرکین نہ تھے بلکہ میں حارے گمان نے ایسا کرنے پر مجبور  
کیا۔ (تھیر کیر)

۱۔ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے پاس قرآن پڑھو۔ حضرت ابن مسعود  
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ قرآن تو  
میں قرآن سمجھ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں پسند کرتا  
ہوں کہ اپنے غیر سے اسکی حالت سنوں۔ حضرت ابن  
مسعود نے مسورہ النساء کی پہلی آیت سے تلاوت  
شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچے تو اللہ کے رسول  
ﷺ نے پڑھتے ہوئے ہر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی  
امت تمام رسولوں کیلئے گواہی دے گی کہ ان لغوی قدس  
نے میرے پیغام کو لوگوں تک پہنچا دیا تو اور رسول اللہ  
ﷺ اپنی امت کی گواہی کی تصدیق فرمائیے۔ اسی خانہ پر  
ارشاد ہے جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا مِنْكُمْ حَقِيقًا  
عَلَى النَّاسِ وَتَكُونُوا الرُّسُلَ عَلٰی كُفْرِهِمْ حَقِيقًا یعنی  
ہم نے تمہیں سب وسیع بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ اور  
رسول تمہارے کہان ہو جائیں۔ (تھیر کیر)

ج یعنی وہ لوگ آرزو کریں گے کاش میں علی میں داخل کر  
جایا کرو یا جاتا۔ لَوْ كُنْتُمْ مِنْهُمْ فَهَلْ لَكُمْ مِنْ شَيْءٍ  
ہیں۔ (۱) اگر لوگ کہے جاتے تو موت کی طرح زمین میں  
قال کر ہمار کر دے جاتے۔ (۲) وہ سب چاہیں گے کہ  
کاش انہیں زمین میں لوگ کے بعد دوبارہ تالیاں چاہتا اور  
گل سر کر زمین میں ہی مل جاتے۔ (۳) جس طرح یہ نام کو  
ملی بناد یا جاتا اسی طرح یہ چاہیں گے کہ زمین بھی ملی بناد یا  
جائے۔ وَلَا تَحْشُرُونَ اللَّهَ حَدِيثًا اس نکلے کی وہ  
چاہیں ہیں (۱) مانگیں سے اتصال (۲) کلام مبتدا۔ اگر  
اسے مانگیں سے متصل مانیں گے تو اسکی پہلی صورت یہ ہوگی  
کہ اگر انہیں علی میں مانگیں دیا جائے جب بھی امر حق  
ﷺ میں سے کچھ نہیں چھپا پائیں گے نہ اپنے کفر کو چھپا



يُجْزِيهِمْ وَيُؤْتِيهِمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ كَانَ عَفْوًا غَفُورًا ۝ اَلَمْ

ہوئے فرشتے و رحمتانے فرشتے ہرگز خدا بہت عفو کندہ مہربان تھا  
اپنے چہرے کا اور اپنے ہاتھوں کا بیشک اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے اے کیا

تَرَىٰ إِلَىٰ الَّذِينَ أَوْتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُشْتَرُونَ

میں دیکھنا ان لوگوں کی جانب بیٹیوں کتاب سے ایک حصہ دیا گیا خریدتے ہیں  
تو نے نہ دیکھا ان لوگوں کی جانب بیٹیوں کتاب سے ایک حصہ دیا گیا خریدتے ہیں

الضَّلٰلَةِ وَيُؤْيِدُونَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۝ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

گمراہی را و بخوابد کہ شما گم کنید را و خدا دانا تر است  
گمراہی کو اور چاہتے ہیں کہ تم راستے کو بھول جاؤ ج اور اللہ خوب جانتا ہے

بَاَعْدَآيَكُمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۝ وَكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيرًا ۝ مِّنْ

پیشانی تم و خدا دوست پس است و خدا یاری دہندہ پس بہت از  
شہادت دشمنوں کو اور اللہ (کی) دوستی کافی ہے اور اللہ مدد کرنے والا کافی ہے ج

الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهَا وَيَقُولُونَ

یہود قوی بہت کہ تھیر مکتھہ کھیا را از جای آہا و مکتھہ  
یہود میں سے ایک گروہ ہے جو کلاموں کو بدل دیتے ہیں اکی جگہ سے اور کہتے ہیں

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْتَ غَيْرَ مُسْمِعٍ وَرَاعِنَا لَيْتَآ

شہودیم و ہمیں شدیم و ہی گوید آج غیر مسمع و راعی کی چاند شن  
ہم نے سنا اور ہم نے پلڑائی کی اور تم میری سنو اللہ تمہیں نہ سنوائے اور پہنچے ہیں بات کے وقت

بِالْيَسْتِمْهُمْ وَطَعْنًا فِي الَّذِينَ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا

بزدان فرشتے و طعن کی زندہ وہ دین اگر ایساں مکتھہ شدیم  
انہی زبان کو اور طعن دیتے ہیں دین میں اور اگر کہتے ہم نے سنا

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عادی روت کا اہتمام کیا اس روت میں حضور نے ہمیں شرب پانی جس سے ہم نے سے شرب فرمایا  
۲۔ اس آیت میں نماز کا وقت ہو گیا تو لوگوں نے لاسٹ کیلئے مجھے آگے بوجھا دیا۔ میں نے بوجھا کہ قسبی بنا  
۳۔ اُنہی افسوسوں کو لا اقلہ غافلین و غفلتوں  
۴۔ غفلتوں کو کہہ دیجئے کہ اس کا لغو اس میں کیا عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو اور ہم اس کی عبادت کرتے ہیں جس کی تم عبادت کرتے ہو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس میں شریک اللہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی پرکھاؤ کہتے ہیں یا رسول اللہ ایک خطی رات کو مجھے جنابت لاحق ہو گئی تو مجھے خوف ہوا کہ اگر میں خطہ پانی سے نہواؤں تو میرا جوارح پھار ہو جاؤ گا۔ میں نے اسکا ذکر حضور ﷺ سے کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت لا تقربوا الطلوع و الاظہار منکرمی پوری آیت نازل فرمائی۔ یہ آیت ابلی حسیب سے روایت ہے کہ بعض انصار میں کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے۔ جب کبھی وہ جھنسی ہوتے اور ان کو پانی کی ضرورت پڑتی تو مسجد میں سے گذرے بغیر وہ پانی نہ لاسکتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت لا یجسوا الا غابری منہی نازل فرمائی۔ حضرت عابد روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت ایک انصاری کے بارے میں نازل ہوئی جو چار سال میں نہ تو وضو نہ کر وضو کرنے کی طاقت نہ تھی اور نہ کوئی اسکے پاس وضو رکھتا جو اسے پانی لا دیتا۔ جب اسکا ذکر حضور ﷺ سے کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت وان شئتم فوضوئی نازل فرمائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اصحاب نبی ﷺ رضی ہو گئے اور یہ رقم بکرا گئے اس حالت میں ان میں سے بعض ان کو جنابت لاحق ہو گئی انکے رختوں کی وجہ سے نہوا

انسان رو تھا چنانچہ انکی عبادت کی کریم ﷺ سے کی گئی تو آیت وان شئتم فوضوئی نازل ہوئی۔ (باب افعال فی اسباب التزول) کا جانا چاہئے کہ اس آیت کے حکم میں ہانک مذہب ہیں (۱) لاسٹ (۲) پھر اس تک کہ اتھو کیا تو غاس ہے (۳) نام اہل بیت کا قول پہلے قول کے برعکس ہے یعنی لاسٹ اس جگہ کس کیا تو غاس ہے اور کس سے مراد جہاں ہے (۴) صرف حرجت کو چھوٹے سے غسل فرض نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی وضو (۵) ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اوزان میں سے بعض کو پورے پھر بغیر وضو کے لٹا کر کھینچ لگاتے (۶) نام ایک کہتے ہیں کہ لاسٹ بالمراسے تحم لازم ہوتا ہے اور عادت بالمراسے تحم اس وقت لازم ہوتا ہے جب وہ لاسٹ حاصل کرے پس اگر بغیر لاسٹ کے پورے لگا تو اس پر وضو فرض نہیں ہوتا (۷) نام جانی کہتے ہیں کہ جب مرد کے جسم کا کوئی حصہ حرجت کے جسم سے منس کرے تو اس پر وضو فرض ہے خواہ اتمہ سے منس کرے یا اسکے علاوہ (۸) نام ادا دی کہتے ہیں کہ کس اگر ہاتھ سے ہوتے وضو نہ جاتا اور نہ کس (۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ عاصم بن زید بن الدار غلام نے یہود میں سے تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ سے ہاتھیں کرتا تو زبان کو ادا لپکا کر کھاتا اور عاصم سے کہتا یا معصم حتی غلبتک اور پھر کی میں اسلام کو فدا کرنا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (باب افعال فی اسباب التزول) انکی تفصیل مورد ذکر کی آیت ۱۰۴ میں آئی ہے کہ عاصم بن زید یہود کے قبیلہ بنی قحطہ میں سے تھا اور اسلام کا پڑ پڑا دین تھا) علی رضی اللہ تعالیٰ نے انکی عبادت کے بارے میں جنہیں خبر دے دی ہے اس لئے تم سب ان سے بچو۔ اللہ تعالیٰ انکی دشمنی سے بچانے کیلئے تمہارا نبی اور نصیر ہے۔ (بیضاوی) و تحفہ فی اللہ و ذل و نصیر ان کے بچانے عمار کے ساتھ کھنچ آیا ہے تاکہ کعب کو بیت زیادہ اور اکثر مالک حاصل ہو جائے۔ (نصیر کبیر)











لَهُ نَصِيرًا ۝ اَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذَا لَا يُؤْتُونَ

مراد یا پاری دہندہ آیا ایٹانہ بہرہ است از بادشاہی میں آہنگام نہرند  
مراد کیلئے کوئی مدد کرنے والا۔ کیا ان کیلئے بادشاہت سے کوئی حصہ ہے جس سے وہ بے نصیب تو نہ رہیں

النَّاسِ نَصِيرًا ۝ اَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ

برودان عداوت عہری آیا حد حکمہ یا مردانہ بہ تہی ایٹانہ  
لوگوں کو قتل ہمارے کیا وہ سب حسد کرتے ہیں لوگوں سے اس پر جو انہیں

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ اَتَيْنَا آلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

خدا دادہ است از فضل خود ہمیں ہرآنکہ ما دادیم کسان ابراہیم را کتاب و حکمت  
اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے جس حکمت ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت دی

وَآتَيْنَهُمْ مُلْكًا عَظِيْمًا ۝ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهِ وَوَعَثَمُ

و دادیم ایٹانہ بادشاہی بزرگ ہمیں از عطا کئے بہت کہ ایمان آورو ہمیں کتاب و از ایٹانہ  
اور ہم نے انہیں بڑی سلطنت دی ہرآنکہ کافروں میں سے بہت وہ ہیں جو اس کتاب پر ایمان لائے اور ان سے

مِّنْ صَّدَقَتِهِ ۝ وَكَفٰیٰ بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کے بہت کہ ہار ایٹانہ از دی و کلفت دوزخ آتش افروخت ہرآنکہ کسانیکہ کافر شدہ  
بہت وہ ہیں جو اپنے مال سے جو کچھ کرکڑا اور کافروں سے دوزخ (جہنم) کی جگہ بنی آگ سے کچھ اور کافر ہوئے

يٰۤاَيُّهَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۝ اَلَمْ نَخْبِتْ جُلُوْدَهُمْ

آیات ما در آدم ایٹانہ را آتش بزرگہ بخت کردہ ہرآنکہ ایٹانہ  
داری آتوں کا (انکار کر کے) ہم انہیں لائیں گے آگ میں۔ جب بھی انکی کھالیں پک جائیں گی

بَدَلْنَاهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَ هٰذَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ

بہت بڑا تعظیم ہمارے ایٹانہ ہرآنکہ ہم نے بدل دی کھالیں ہرآنکہ وہ سب عذاب چھیں جہنم  
تو ہم نے بدل دی انکی جگہ دوسری کھالیں تاکہ وہ سب عذاب چھیں جہنم

يٰۤاَيُّهَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۝ اَلَمْ نَخْبِتْ جُلُوْدَهُمْ

منزل ۱

ﷺ کو عطا فرمایا اور وہ دن اس میں ترقی فرمائی تو حاضریں کا حقد بھی بڑھتا چلا گیا۔ ان یہودیوں کی طرف سے اصل حسد بھی تھا لیکن ان لوگوں نے اپنے حب الوطنی کا اظہار کرتے ہوئے نہایت ساری محنتوں اور کامیابیوں کے ساتھ ان کی تعمیر بھی کر سکتے ہیں ہاں اگر فضل کی تعمیر میں صحیح انصاف الہی کو شامل کریں تو کھڑے نہایت کھڑے سے مل سکتے ہیں۔ کتاب سے شریعت کے قواعد پر اشارہ ہے اور حکمت سے حقیقت کے امر کی طرف اشارہ ہے اور ان سے کمال علم کی طرف اشارہ ہے اور ان سے کمال قدرت کی جانب اور ملک تعظیم کیلئے ان دونوں کا ہونا ضروری ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ (تفسیر کبیر) یہ یعنی یہودیوں سے بعض نے محمد ﷺ پر ایمان لایا اور الہی باتوں پر بعض نے ایمان لایا اور بعض نے انکار کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ان شریعت سے الہی احکام پر ایمان لائے وہی محمد ﷺ پر بھی ایمان لائے۔ (بیضاوی) علیٰ انکی تمنا تعمیر ہیں۔ (۱) اس جلد کو اللہ تعالیٰ دوبارہ عطا فرمایا تاکہ انہیں مسلسل عذاب ہوتا رہے۔ (۲) جلد مل جانے کے بعد جب اس سے احساسی احراق قائم ہو جائیگا تو اللہ تعالیٰ اسی جلد میں دوبارہ احساسی احراق (جلالے کا احساس) پیدا فرمایا تاکہ یہ عذاب قائم رہے۔ (۳) اس جلد کی جگہ دوسری جلد عطا فرمائی تاکہ اس جلد میں دوبارہ عذاب قائم رہے۔ (بیضاوی)

۱۔ یہودی کہتے تھے کہ ملک اور نبوت کے ہم زیادہ سخت ہیں اس لئے عرب کی جڑی نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہودی کے اس قول کو رد فرمایا۔ بعض نے کہا کہ یہودی گمان کیا کرتے تھے کہ بادشاہت آخری زمانے میں داری طرف لوٹ آجلی اور یہودی سے ایسے لوگ نکلیں گے جو اپنی بادشاہت کو قہر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کہنے والے کے قول کی تکذیب فرمائی۔ اور اگر ہم کہتے ہیں کہ وہ سب اہل باعزت تھے اور ان کے پاس مال اور قدرت بادشاہوں کی طرح تھی پھر یہ لوگ اقوام پر بغاوت کرنے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (المصائب القرآن) جانتا چاہئے کہ بادشاہت کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) صرف ظہور پر بادشاہت یہ عام ملک کیلئے ثابت ہے۔ (۲) صرف باطن پر بادشاہت یہ علمائے دین کیلئے ثابت ہے۔ (۳) ظاہر اور باطن دونوں پر بادشاہت یہ انبیاء کے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے ثابت ہے۔ (تفسیر کبیر)

۲۔ حضرت ان مہاشا رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اہل کتاب کہتے تھے کہ وہ (ﷺ) کہتے ہیں کہ دوزخ کی ہر شاخ کے لئے چارے ہیں۔ ان کی نو ہویاں موجود ہیں لیکن انکے باوجود انہیں مزید ہویاں کرنے کے عہدہ اور کوئی خواہش نہیں ہے۔ یہاں کوئی بادشاہ ان سے زیادہ خوش نصیب ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (باب احوال فی اسباب النزول) غلامہ انکی ایجاد اور خاک و غیرہ سے لٹس کرتے ہیں کہ یہاں انسان سے ہر مہمہ انسان یعنی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (دور الہادی) جانتا چاہئے کہ حسد حاصل نہیں ہوتا مگر فضل کے وقت اور جب انسان کی طبیعت قائم اور اکل ہوئی تو حسد میں کا حسد بھی اعظم ہوگا اور یہ بھی معلوم ہے کہ نبوت دین میں اعظم مراتب میں سے ہے جب اللہ تعالیٰ نے یہ اعظم منصب حضرت محمد



## تَفْسِیْرُ الْقُرْآنِ

۱۔ قرآن کریم اپنے اسلوب کے مطابق امید بیان کرنے کے بعد اب وعدہ بیان کر رہا ہے۔ جانا چاہئے کہ احاطت گزار کے ثواب کے باب میں چار امور بیان کئے گئے ہیں۔ (۱) سُنْدُ عَلَیْہُمْ جَنَّتِ تَجْرِی مِنْ قَحْطِہَا اَلْاَنْہَاؤُ۔ (۲) جَلُوْدًا وَاٰیٰتِہِمْ یُحْمِیْنَ مَعْنُوْنِ کَیْفَ تَقَا کہ جنت کی نعمت اور جہنم کا عذاب چھ دنوں کے بعد متعلق ہو جائیگے اس لئے ان نے علو اور تاید سے انکار کیا ہے (۳) اَلْاٰیٰتِہُمْ یُنْفِیْہَا اَلْاَوْحَیُّ مُنْفِیْۃٌ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ عرضیں جملہ غالی اور دنیا کی جمیع چیزیں سے پاک ہو گئیں۔ (۴) کَلِمَاتُہُمْ جَلَّ عَلَیْہَا وَاَصْدٰی کَیْفَ ہِیْنَ کہ یہاں ظلمت کی علی غلبہ نہیں ہے کہ اسے قابل اور معلول کے متعلق میں لیا جائے بلکہ یہ سایہ کی صفت میں بہا لہذا یہ کرنے کیلئے آیا ہے۔ جانا چاہئے کہ عرب دانے کیلئے حرارت میں رہتے تھے اس لئے سایہ کے نزدیک راحت کے عظیم اسباب میں سے تھا۔ اسی لحاظ سے لفظ ظل کو راحت سے نکال لیا گیا ہے نبی کریم ﷺ کے ارشاد فرمایا کہ السَّطْحَانُ ظِلُّ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یعنی سلطان زمین میں اللہ کی راحت ہے۔ لہذا آیت میں ظل سے مراد راحت اور ظلمت نہ لانا دیکھنے کیلئے چاہئے تو اب حق یہ ہوگا کہ ہم انھیں عظیم راحت میں داخل کریں گے۔ اس طرح سے وہ امراض رفع ہو گیا کہ جب جنت میں صومئیں گے ہوگا تو سایہ کیا معنی رکھتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے مکہ فتح کیا تو آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلا لیا جب وہ آئے تو آپ نے اسے سے کہہ دی چاہوں طلب فرمائیں جب وہ گھر سے چاہوں لنگر واپس آئے اور آپ نے چاہوں لینے کیلئے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا تو

حضرت عباس نے کھڑے ہو کر اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان سقایہ کے علاوہ کایہ برداری کا منصب بھی مجھے عطا فرمائیں۔ اس پر عثمان نے اہتمام رکھ لیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے عثمان چاہوں اور اہل بیت عثمان نے چاہوں آپ کے ہاں کہہ دی اور کیا کہہ دی اللہ کی امانت آپ کے ہاں گارہ روزہ کھول کر اللہ تعالیٰ سے کہے کہ اللہ جب باہر لگے تو بیت اللہ کا طواف کیا۔ آگے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام کی افواہ ملکہ سے کہہ دی ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر چاہوں لگے ہاں کہہ دی اور فرمایا اللہ یا رسول اللہ ﷺ اَنْ تُوْکَلَّوْا الْاَمْرَ اَلَا اَنْتُمْ ثَمَامٰی۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان کیے سے باہر غریب لائے تو تو بیاخت عداوت فرما رہے تھے اور اس سے پہلے میں نے بھی آپ کو یہ آیت عداوت فرماتے نہیں سنا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ آیت مجھے کے اندر غازی ہوئی۔ (باب الفل فی اسباب انزال) حق کہ سے ذرا پہلے حضرت عثمان بن طلحہ علیہ السلام ہوئے۔ یہ کہا ہے شریف النفس اور نیک دل انسان تھے۔ ان کے والد طلحہ بن ابی لہو (اسل) عام مہاجرہ کا زمانہ حالات میں کہے کہ کایہ بردار تھا۔ طلحہ ایک احد میں حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں مار گیا تو کایہ برداری کا عہدہ باپ کی راحت میں نہیں کھلا۔ نبی کریم ﷺ نے انھیں اپنی باپ کی راحت کی خاطر کہنے کی چاہوں لگائی۔ (حاشیہ باب الفل)

كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

ہست غالب استوار کار و ستائیک ایمان آورند و کارہائے شایستہ کردند غالب حکمت والا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے

سُنْدُ عَلَیْہُمْ جَنَّتِ تَجْرِی مِنْ قَحْطِہَا اَلْاَنْہَاؤُ خَلِدِیْنَ

زود در آریم ایشانرا ہوسنہا کہ میرود زہی آن ہوسنہا چاہوں ایمان ہم انھیں جلد داخل کریں گے ایسے ایسات میں جگے جگے نہیں جاری ہو گئیں ہمیشہ رہنے والے ہو گئے

فِیْہَا اَیْدِیْہَا اَلْاَوْحَیُّ مُنْفِیْۃٌ وَنَدْخَلُہُمْ فِیْ اَظْلَمٰی ۝

وہ انہا ہست ایشانرا ست آئینہ زمان پاک کردہ شدہ و در آریم ایشانرا سایہ یک اس جگہ انکے لئے اس جگہ پاک چاہوں ہو گئیں اور ہم انھیں داخل کریں گے بحرین سایہ میں

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُوْذُوْا الْاَمْنٰتِ اِلٰی اَهْلِہَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ

ہر آنکہ خدا مقرریدہ شما را کہ ادا کنید امانتیں بسوی اہل آن و چون حکم شویہ یک اللہ تمہیں علم دیتا ہے کہ ادا کرو امانتوں کو انکے اہل کی طرف اور جب فیصلہ کرو

بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ یُعِظُکُمْ

میان مردمان مقرریدہ کہ حکم برسانی کنید ہر آنکہ خدا تجلہ چیز ہست کہ چند مہدوہ شما را لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو انصاف کے ساتھ۔ یکجہ وہ کیا ہی اچھریں چیز ہے جسک اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اطِيعُوْا ۝

اے ہر آنکہ خدا ہست شیوا پیوندہ اسے مومنان فرما ہداری کنید یکجہ اللہ سننے والا ہے جسکے دیکھنے والا ہے جسکے مومنان فرما ہداری کرو

اللّٰہُ وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ وَاَنْ تَاْخِذُوْا

خدا را و فرما ہداری کنید یکجہ خبر را و فرما ہدایان را از جنس خویش ہیں اگر اختلاف کنید اللہ کی اور فرما ہداری کرو رسول کی اور اپنے میں سے فرمان جاری کرنے والوں کی میں ہر گز اختلاف نہ کرینا



فِي شَيْءٍ فَرَدُّهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ

و چہی پس راج کنی او بوسے خدا و تعلیم اگر افتاد میدان  
کسی چیز میں تو اسے رجوع کرا اللہ اور رسول کی چاہ اگر تم سب ایمان رکھتے ہو

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٩١﴾ الْمُرْتَدِّ

نہیں اور آخرت کے دن یہ پھر ہے اور انجام کے اعتبار سے ٹیکہ نہ ہے کیا کرنے نہ دیکھا

إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِهَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ وَمَا أَنْزَلَ

سوسے کے ساتھ گھبراہٹ سے کہتے ہیں کہ ایمان آگئے ہوں۔ پھر ان کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ لوگوں کی جانب ہو گیا ہے۔

مَنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَّكِمُوا إِلَى الظَّاعُوِّ

میں نے آپ سے پہلے چاہتے ہیں کہ اپنے فیصلے شیطان کی جانب لے جائیں

وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ

و حال آنکہ فرموده شد ایشانرا که تا مقتصد وی شوند و میخواهند شیطان که گمراہ سازد ایشانرا  
مالاکی انجمن حکم دیا گیا ہے کہ اس پر اعتقاد نہ رکھیں اور شیطان چاہتا ہے کہ انھیں گمراہ کرے

ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ

گمراہی دور و چل گئے ہوں اپناں کہ جانید بسے آنجی نازل کردہ امت خدا  
دور کی گمراہی ج اور جب انا سے کہا جائے کہ آؤ اہل جانب جسے اللہ نے اقام

وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتُ الْمُنَافِقِينَ يُصَدُّونَ عَنْكَ

اور رسول کی جانب تو آپ ان منافقوں کو دیکھیں گے کہ آپ سے مدد موز کر پاتے ہیں

142

۱۔ مروی ہے کہ عبداللہ بن خالد ایک لشکر کے ساتھ چلے کر  
 طائف تھے جس میں آنکرا گم جلاوی اور (اپنے چنے ہوئے) قاصدوں کو  
 حکم دیا کہ اس میں کوہ چاؤ اس پر بعض سے تو صاف انکار  
 کر دیا اور بعض نے آگ میں کوہ چاؤ جانے کا قصد کیا۔ راؤوی  
 کہتے ہیں کہ اگر یہ آیت اس واقعہ سے پہلے نازل ہو چکی تھی  
 تو اسکو عبداللہ بن خالد سے خاص کرنے کی کوئی وجہ نہیں  
 اور اگر یہ آیت واقعہ کے بعد نازل ہوئی تو اس میں اطماعت  
 بالمعروف کا حکم ہے نہ کہ غیر معروف کا۔ حافظ ابن حجر کہتے  
 ہیں کہ اس قصہ پر آیت لَسَاءَ لِمَن أَذِنَ لِهِمْ فِي خَيْبِ وَكَاءِ  
 الطَّاقِ ہوتا ہے۔ امیر کے حکم پر آگ میں کوہ لے اور نہ  
 کوہ لے پر لوگوں میں اختلاف ہو گیا تھا اس لئے یہ ضروری  
 ہو گیا تھا کہ معاملہ میں دیکر رضائی کی جائے چنانچہ یہ آیت  
 نازل ہوئی۔ ابن جریر نے روایت کی ہے کہ یہ آیت عمار  
 بن یاسر اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے معاملے  
 میں نازل ہوئی اسوقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ امیر تھے اور  
 حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اگلی اجازت کے بغیر ایک شخص کو چاؤ  
 دے دی تھی اس پر دونوں میں اختلاف ہوا تو یہ آیت نازل  
 ہوئی۔ (باب البھل فی اسباب النزول) آج کا چاؤ ہے کہ  
 اس آیت کریمہ کا اکثر حصہ اصول فقہ پر مبنی ہے اور وہ اس  
 طرح کہ فقہائے کرام کے نزدیک اصول شرع چار ہیں۔  
 (۱) کتاب اللہ یہ **أَطِيعُوا اللَّهَ** ست آیت ہے۔ (۲)  
 رسول ﷺ یہ **أَطِيعُوا الرَّسُولَ** ست آیت  
 ہے۔ (۳) اعراض امت یہ **وَأُولَئِكَ الْأَنْصَارُ** منکم سے  
 آیت ہے۔ (۴) تیس **عَلَيَّ تَسَارُّوْهُمْ** لی خبی؟  
**لَوْ رَدُّوْهُ بَالِی** اللہ واپس منول سے آیت ہے۔ (تفسیر

(کبر)

جی اکتا جریر نے شخصوں سے روائت کی ہے کہ ایک یہودی اور منافق کے درمیان کئی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا

کہ میرے بھٹو اتار دیا۔ دین کے پاس لے چلے ہیں یا یہ کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے جاتے ہیں کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہی ﷺ ہنق فیصلہ فرماتے لیکن اس میں بڑا اختلاف ہو گیا اور اختلاف وہاں یہ بھٹو احمدیہ کے ایک کاتب کے پاس لے جانے پر تحقق ہو گئے اس پر آیت جازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اس میں صامت و سبب ہی اختیار فرمائی تھی نہ اور بشر اسلام کے مدعی (مناقل) تھے۔ انکی قوم میں سے چھ آدمیوں کو ساتھ لیا گیا کوئی بھٹو اتھان کو تکبیر کیلئے رسول اللہ ﷺ کی طرف بلایا لیکن انھوں نے کہا کہ ہم یہ بھٹو اور چاہیت کے کاتبوں کے پاس لے چلے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت ازل فرمائی۔ (باب اھول فی اسباب النزول) مطہرین کرام نے اس آیت کی شان نزول میں خبر منافیہ دیا کیونکہ یہی آیت کے اس بھٹو کے کا قصہ بھی بیان کیا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمایا اور شر نے یہ فیصلہ قبول نہ کیا اور یہودی کو اس تنازعہ کا فیصلہ کرانے کیلئے حضرت محمد کے پاس لے گیا حضرت محمد نے فرمایا کہ جو نبی ﷺ کا فیصلہ قبول نہ کرے اس کا سہرا لٹ کر رہ جائے۔ انکی مزید تفصیل آیت فلا فرق لکھ لا یسوا مستحسن کے تحت آ رہی ہے۔ (حاشیہ باب اھول) مع یہی یہودی فیصلہ کیلئے رسول اللہ ﷺ کی جانب جا رہا تھا لیکن مناقل اس سے روکا کہ یہ آیت (ابن جریر) حداد اور سد میں فرق یہ ہے کہ حد غیر مختص ہوتا ہے اور سد خاص ہوتا ہے۔ ان دونوں کا حق سے روکنا۔ اس جگہ یٰٰصَلٰوْنَ عَنکُمْ طَعْنٌ وَاَقَامَ مال میں واقع ہے۔ معنی یہ ہوگا کہ آپ منافقین کو اس حال میں رکھیں گے کہ وہ آپ سے یہودی کی تائید نہ کر سکیں اور یہودیوں کی



صَلُّوْا ۝ فَكَيْفَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُصِیْبَةٌ یَّمَا قَدْ مَسَّ اَیْدِیْہُمْ

پاراض ہیں چه حال است آنکہ کہ برسد ایشان مصیبت بسبب آنچه پیش فرستاده است دست ایشان  
پاراض کے ساتھ۔ مگر کیا حال ہے جب انہیں کوئی مصیبت پہنچے اس سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھا

ثُمَّ جَاءَهُمْ فَكَيْفَ یَحْمِلُوْنَ ۝ بِاللَّهِ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا رَحْمَةً وَ تَوْفِیْقًا ۝

پس پہنچے نزدیک تو قسم بخود خدا کہ خواست ہر دم مگر نیکوکاری و موافقت کران  
پھر آئیں گے آپ کے پاس اللہ کی قسم کھاتے ہوئے کہ ہم نے نہیں چاہی تھی مگر بخلائی اور موافقت کران

اُولَئِکَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُ اللّٰہُ مَا فِی قُلُوْبِہُمْ ۚ فَاعْرِضْ عَنْہُمْ

ایں کردہ آنکہ کہ میدان خدا بخیر و دل ایشان است پس اعرض کن از ایشان  
یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے پس آپ ان سے اعرض کیجئے

وَعِظْہُمْ وَقُلْ لَّہُمْ فِیْ اَنْفُسِہُمْ قَوْلًا بَلِیْغًا ۝ وَمَا اَرْسَلْنَا

و چه دو ایشان و مگر ایشان در دل ایشان شیے مؤثر و فرستادیم  
اور انہیں نصیحت کیجئے اور ان سے ان کے دل میں اڑ کرنے والی بات کیجئے اور ہم نے نہیں بھیجا

وَن رَّسُوْلٍ اِلَّا یُطَاعُ بِاِذْنِ اللّٰہِ ۚ وَ کَوْنَتْہُمْ اِذْ ظَلَمُوْا

پھر ظہیری مگر برائی آنکہ لراہم راہی کردہ خود ظلم خدا و اگر این جماعت وہیہ تم کردہ  
کسی رسول کو مگر اس لئے کہ فرمانبرداری کی جائے اکی اللہ کے حکم سے اور اگر یہ جماعت جسوقت ظلم کریں

اَنْفُسُہُمْ جَاہِلُوْکَ فَاسْتَغْفِرُوْا اللّٰہَ وَاسْتَغْفِرْ لَہُمْ الرَّسُوْلُ

برخودشیں یاہم راہی نزدیک تو پس آمرزش طلب کردی از خدا و طلب آمرزش کردی برائے ایشان بخیر  
اپنے آپ پر (مگر) انہیں آپ کے پاس اور اللہ سے مغفرت طلب کریں اور رسول بھی ان کیلئے معافی طلب فرمائے تو

لَوْ جَدَّوْا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

پہر آنکہ پانہی خدا را بہت بار آنکہ مہربان پس قسم پروردگار تو کہ ایشان مصلان جاشد  
بیکہ وہ سب یا نہیں گئے اللہ کوست سے رجوع کرنے والا مہربان پس یہاں کہ وہ سب کی قسم کہ تو سب نہیں ہو سکے

منزل ۱

## تَفْسِیْرُ اٰیَاتِ

۱۔ جیسے حضرت عمرؓ کا ہمیں مل کر اور اگر اللہ تعالیٰ کی  
عرف سے کوئی مصیبت پہنچے تو یہ سب ان کے اپنے ہاتھ کی  
کمانی ہے کیونکہ اپنی مرضی سے غم کی جانب فیصلہ کیلئے  
کئے۔ مروی ہے کہ حقول کے دو شیوں کی کریم ﷺ کی  
خدمت میں آئے کہ ہمیں اسکا خاص پاجانہ کیونکہ ہم نے  
مذہبی طرف فیصلہ کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ ہم نے پاجانے تھے کہ  
ان دونوں کے درمیان میں ہونا ہے۔ (بخاری)

۲۔ یعنی یہ لوگ دل میں تفاق چھپائے آپ کے پاس جمعی  
تھیں کھارہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کی ہر بات سے  
واقف ہے آپ ان سے اعرض فرما کر انہیں بولی بلایے کہ  
ذریعے نصیحت کیجئے۔ (بخاری) جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ  
نے اپنے رسول ﷺ کو ان کے ساتھ تین مواعلت  
کرنے کا حکم دیا ہے۔ (۱) فَأَعْرِضْ عَنْہُمْ: ان سے  
اے اللہ اللہ سے حاصل ہو رہے ہیں ایک تو یہ کہ آپ ان  
کے تذکرہ کو قبول نہ فرمائیں اور انہیں اپنی ناراضگی ہی میں  
چھوڑ دیں۔ دوسرا لاکھ یہ ہے کہ آپ ان سے اعرض فرما  
لیں ان کے باقی بحث کو خارج فرما کر ان کی جگہ نہ کریں۔ (۲)  
وَعِظْہُمْ: آپ انہیں تفاق نکریز کرنا اور کذب پر زور  
فرمانے اور ان کی آخرت سے ڈرانے۔ (۳) وَقُلْ لَّہُمْ  
بِیْنَ اَنْفُسِہُمْ قَوْلًا بَلِیْغًا: انہیں آپ کے حق کے تقاب سے  
بھی ڈرانے۔ وَاَسْتَغْفِرْ لَہُمْ الرَّسُوْلُ: اے اللہ اللہ سے  
فیرولا تمہارا سنا ہے ہر آدمی کے تقاب سے ڈرانے۔  
(تفسیر کبیر)

۳۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا  
لیکن ان کے باوجود ان لوگوں نے طاعت و اطاعت ان سے  
اپنا فیصلہ کرنا سب اللہ تعالیٰ انہیں رو بہ رسول کی اطاعت  
کی جانب راغب فرما رہا ہے۔ وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ  
اِلَّا یُطَاعُ بِاِذْنِ اللّٰہِ سے ملادہ کل ظہم کرتے ہیں کہ

انہی کے کہ ہم جنہم اللہ ہم معاصی اور اللہ سے معصوم ہیں کیونکہ آیت کا یہ مطلقہ انکی اطاعت کے وجہ پر دلالت کرتا ہے اگر ان شخص قدس سے معصیت سرزد ہو تو ہم پر اس معصیت کی افتادہ انہی  
ہوگی بلکہ معصیت کی اطلاع ہم پر عام ہے اس لئے اس سے لازم آتا ہے کہ انہی کے کہ ہم جنہم اسلام معاصی اور اللہ سے معصوم ہوں۔ (تفسیر کبیر) (وَلَوْ اَنَّہُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اِلٰہِیْمَ لَکَرِہُمْ کَیْفَ ہِیْ) کہ  
مناظرین کی ایک جماعت رسول ﷺ کے حق میں غم کی اصطلاحات نکرا کی عصبہ اقدس میں حاضر ہوئی۔ پھر حضرت ہر اہل خطہ حاضر خدمت اقدس ہو کر اللہ کے رسول ﷺ کو ان کے تکرار  
فریب کے بارے میں تادیبہ ہیں جب مناظرین کی اس جماعت نے تکرار فرمایا تو آپ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ تم سب کڑے ہو جاؤ اور اللہ سے مغفرت طلب کرو میں بھی تمہاری  
طاعت کروں گا اس اعلان کے باوجود بھی کھڑا ہوا تو آپ نے ہم اعلان ہم اعلان فرمایا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا رَحْمَةً وَ تَوْفِیْقًا اللہ کا استغفار رسول کے ساتھ کیوں کیا گیا۔ اس کا جواب انکی  
وجہ سے دیا گیا ہے۔ (۱) جب فیصلہ کیلئے وہ لوگ طاعت کی جانب گئے تو ان سے اللہ کے رسول ﷺ کو بہت دکھا کیونکہ ان لوگوں نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی تھی اور کادہ ہے کہ جو جسے تکلیف  
پہنچائے جب وہ معاف کر لیا تو اللہ تعالیٰ بھی معاف فرما دیا۔ (۲) تو ہم جب رسول ﷺ کے فیصلے سے راضی نہیں ہوئی تو ان سے سرکشی ظاہر ہوئی جب ان لوگوں نے توبہ کی تو گویا اس سرکشی کو ذائل کیا  
اور یہ سرکشی ذائل نہیں ہوئی مگر رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر۔ (تفسیر کبیر)







تَقَرُّبُ الْمَرْءِ إِلَى اللَّهِ

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے اپنی جان اور اولاد سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ جب میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں اور آپ یاد آتے ہیں تو مجھے اس وقت تک بھیجاؤں گا تا کہ جب تک کہ یہاں آ کر آجڑ کچھ نہوں۔ جب مجھے اپنی اور آپ کے دوست کا خیال آتا ہے تو سر چڑھاؤں کہ آپ جنت میں داخل ہو کر انبیاء کے ساتھ تھے اور جات میں بیٹے جائیں گے اس لئے ڈرتا ہوں کہ میں جنت میں داخل ہو کر بھی آجڑ نہیں دیکھ سکوں گا۔ ابھی نبی ﷺ نے اس کا جواب بھی نہ دیا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس آیت کے ساتھ نازل ہوئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اصحاب رسول ﷺ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں آپ سے جدا نہیں ہونا چاہئے آپ قربت میں داخل ہو کر اہل درجات میں بہت چلے جائیں گے تو ہم آجڑی زیارت بھی نہ کر سکیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (الحاب المقول فی اسباب النزول) چنانچہ چاہے کہ فیقتین کے بعد عین اوصاف بیان کیے گئے ہیں یعنی **مُسْتَقِيمٌ، مُتَّبِعٌ، وَخُفَّاءٌ** اور **ضَالِجٌ** اس پر اتفاق ہے کہ سبب باقی عین اوصاف کے مفہوم ہیں۔ باقی ان تین اوصاف کے بارے میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ یہ تین اوصاف موصوف واحد کے لئے ہے کیونکہ ایک ہی شخص صدیق، شہید اور صالح ہو سکتا ہے۔ دوسرے کہ دو گنا کہتا ہے کہ یہ تین اوصاف الگ الگ ہیں اور لوگوں کے صنف میں سے ہر ایک کی صفت واقع ہے یہ قول زیادہ مناسب ہے کیونکہ معطوف اور معطوف علیہ میں تفرق ہوتا ہے۔ صدیق اسے کہتے ہیں جسکی حالت صدق ہو اور اس پر اکتفا ہو۔ شہید اگلی بہت ساری اقسام میں ہے







لَذٰلِكَ وَلِيَّاهُ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝

لذٰلِكَ خود کارسازي و مقرر کن ہمارے ما از خودیک خود ياری و ہمدردی طرف سے کارساز اور مقرر فرما ہمارے لئے اپنی طرف سے مدد کرنے والا

الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِينَ

مومنوں کا کار دار دیکھو اور وہ راہ خدا اور اہل ایمان جہاد کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اور

كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا

کافران کی جنگ کرو اور خدا کے اہل میں جنگ کیوں کافروں کی جنگ کرتے ہیں اہل خدا کی راہ میں ہیں جنگ کرو

اَوَلِيَّاءِ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيفًا ۝

ہا دشمنان شیطان ہر ایک جیلہ شیطان سے است شیطان کے دوستوں سے جنگ شیطان کا جیلہ کمزور ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِمُوا

آپ نے نہ دیکھا ہے کہ ان لوگوں کی طرف جن سے کہا گیا کہ اپنے ہاتھ کو روکو اور قائم رکھو

الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا

نماز کا اور دینارہ زکوٰۃ کا وہیں چوں لڑو شد ہر انہوں کی جنگ آگیا نماز کو اور زکوٰۃ ادا کرو ہیں جب ان پر لکھ دیا گیا جہاد اسوقت

قَرِيْبٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ

گرمی سے ایک گروہ لوگوں سے ڈرنے لگے اللہ سے ڈرنے جیسا کہ

۱۔ یہ آیت کریمہ دلالت کر رہی ہے کہ ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے نہ ہو وہ فی سبیل اللہ طاعت و شایان کی راہ میں ہے۔ اس لئے انکی تقسیم میں ہوگی کہ قتال فی سبیل اللہ ہو گا یا فی سبیل الطاغوت۔ دوسری بات اس آیت میں یہ بتائی گئی ہے کہ شیطان کا مکر کمزور ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی مدد فرماتا ہے اور شیطان اپنے دوستوں کی مدد کرتا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ نصرت الہی مشہور و قریب اور نصرت شیطان کمزور ہے۔ کیا آپ مشاہد نہیں کرتے کہ اہل غیر خدا کو کربل رافضی دینا تک باقی رہتا ہے اگرچہ یہ اہل غیر کا بہت فخر میں دینی ہر کرتے ہیں اور لوگ دلیل دینا جب عقلی کر جاتے ہیں تو دنیا میں ان کا دیم ختم ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

۲۔ انسانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ جب ہم مشرک تھے تو با عزت تھے لیکن جب سے ہم ایمان لائے ہیں دولت میں پڑ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے وہ گندہ کرنے کا حکم ہے یعنی قوم سے جنگ مت کرو۔ اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے آنکھ دیکھ لی تو کیا وہ عقل کا حکم نازل ہوا تو ان لوگوں میں سے ایک فریق نے اپنے ہاتھ روکے رکھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (الہاب العقول فی اسباب النزول) اسلام قبول کرنے سے پہلے قوم زہد و پائی کرنے والوں کو ترک جہاد دیتے تھے اور ان کے لئے کاغذہ چمکاتے تھے لیکن جب سے ہم مسلمان ہوئے ہیں ہم کو قتال سے روک دیا گیا ہے اب ہم کفر کی گالیاں سننے ہیں انکی مشیتیں سننے ہیں ہر گز ہم ان سے لڑ نہیں سکتے بلکہ اہل دوسوئی کے ساتھ اپنی بے عزتی پر ہمیں مہر کرنا پڑتا

ہے۔ ان باتوں سے ان کا مقصد یہ تھا کہ ہمیں انسانی اہانت دی جائے تاکہ وہ دشمن کو اپنے کا جواب بھرتے دے سکیں لیکن جب انھیں لڑنے کا حکم دیا گیا تو خدا کے خوف سے بھی زیادہ لڑائی سے ڈرنے لگے۔ (حاشیہ باب اہل) دوسرے قول کے مطابق یہ آیت منافقین کے ہارے میں نازل ہوئی۔ اس پر چند طریقے سے بحث کرتے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے انکے وصف میں یَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَخْلَصَ خَشْيَتَهُ فرمایا اور یہ ظہر ہے کہ یہ وصف منافقین کے ہی لائق ہے اس لئے کہ مومن کیلئے پانچوں کے ہوا ہے لوں میں اللہ کے خوف سے زیادہ لوگوں کا خوف رکھے۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے انکے خوف کو باور رکھا ہے کہ انھوں نے اپنے خجستہ غلبتہ الفتنی "تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا" کیا جو کہ ایک طرح کا اعتراض ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر اعتراض کرنا کفار با منافقین کے ہی لائق ہو سکتا ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے فرمایا کہ آپ ان لوگوں سے فرادینے کہ فَنَافِثُ الْفَلَنِ وَالْاَعْرَافِ خِيَرَتُ نَفْسِ الْاَعْرَافِ دینا کے ساز و سامان قلیل ہیں اور آخرت اس کیلئے بہتر ہے جس نے انکی اپنا "پاک ہم ان لوگوں ہی سے کیا جا سکتا ہے جتنے نزدیک دنیا کی جاہت آخرت کی جاہت پر غالب ہو اور یہ بھی کفار با منافقین کے ہی لائق ہے۔ (تفسیر کبیر) یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ نماز اور زکوٰۃ کی طاعت جہاد کی غرضت سے پہلے ہے اور یہ ترتیب بھی عقل کے مطابق ہے اس لئے کہ ان تقسیم سے جہاد ہے اور زکوٰۃ حکومتی عداوت و شغبت سے جہاد ہے اور جب تک نہیں ہے کہ یہ دونوں جہاد مقدم ہوں۔ (تفسیر کبیر)







لَا يَكَاذُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثَنَا ۝ مَا أَصَابَكَ مِنْ

کے نزدیک سمجھ کر ہمہ شی را آنچه رسید جو از

حَسَنَاتِهِ فَمِنْ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَاتِهِ فَمِنْ

نعمت میں از خداست و آنچه رسید جو از عنت از نزدیک

نَفْسِكَ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَى بِاللَّهِ

شمت و فرستادیم ترا بنیبر برائے مردمان و بس است خدا

شَهِيدًا ۝ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ

ماضریر کہ فرمانبرداری کند رسول را پس بر آئند فرمانبرداری خدا کرد و ہر کہ

تَوَلَّىٰ قَمًا أَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ حَقِيقًا ۝ وَيَقُولُونَ

امرض کرد پس نہ فرستادیم ترا بر ایشان عجبیان و مشکوید

طَاعَهُ نَوَازًا بَرُّوْا مِنْ عِنْدِكَ بَلِّغْ طَائِفَةً مِنْهُمْ

بر اول ما فرمانبرداری است پس چوں چوں وقت از نزدیک تو گردان از ایشان بوقت شب دانی زند

غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّنُونَ فَأَعْرِضْ

غیر آنچه تو مبطالی و خدا ی نورید آنچه شب مشکوید پس امراض کن

منزل ۱

## تَفْصِيْلُ الْاَلْفَاظِ

۱۔ یعنی اے محمد ﷺ اگر راحت و نعمت اور عافیت و سلامتی  
پہنچے تو یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل میں سے ہیں اور اگر عنت  
و مشقت اور آفت و کراہت پہنچے تو یہ ان کے گناہ کے سبب  
ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ خدا  
آصابتک من حسناتہ سے مراد یہ ہے کہ جو شر اور قیمت  
تمہیں پہنچے وہ تمہیں اور نصیب سے مراد یہ ہے کہ  
خدا کے دوزخ و تکلیف پہنچی۔ (ابن جریر) اور علی رضی اللہ عنہ  
ہیں کہ سیدہ اخطا کی سلامہ اور مشقت کیلئے واقع ہوتا  
ہے اور کبھی گناہ و معصیت کیلئے۔ یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ  
اہل ملت کے نزدیک افعال عبادت و خلق میں جبکہ اس آیت  
میں حصہ و عطا است ہے ان نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف  
ہے اور سب سے جو گناہ اور عیادت سے عبارت ہے انکی  
نسبت بندے کی طرف ہے۔ اہل ملت اسکا جواب یہ  
دیتے ہیں کہ عہد بھی اگرچہ فعل عہد ہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی  
تسمیل سے حاصل ہوتی ہے اس لئے انکی اضافت اللہ  
تعالیٰ کی جانب درست ہے اور سب سے بھی بندے کا فعل  
ہے لیکن اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جائیگا اس  
لئے کہ یہ اللہ کا فعل ہے نہ اللہ نے اسکا ارادہ کیا نہ اسکا  
تعمد یا اور نہ وہ اسے چاہتا ہے نہ ضرورتی ہوا کہ سب سے کی  
اضافت اللہ تعالیٰ کی جانب نہ کی جائے۔ (تفسیر کبیر)  
وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۝ الْإِنْسَانُ مِنْ جِلْدٍ مِّنْ عَرَضٍ  
عہد خارجی کا ہوگا یا جس کیلئے یا استغراقی کیلئے۔ اول باطل  
ہے اس لئے کہ عہد خارجی کا خاصہ افراد میں سے معین ہوتا  
ہے جس سے لازم آئیگا کہ بعض انسان کی جانب آپ  
رسول بن کر آئے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے معنی  
ہے۔ وَإِنَّمَا الْإِنْسَانُ لِرَبِّهِ زَكَاةٌ ۝ ذُرِّيَّتُهُ لَكَ تَتَكَبَّرُ فِيهَا  
یعنی اسے لوگوں کیلئے تم میں تم سب کی جانب رسول بنا کر بھیجا  
کیا ہوں۔ دوسری صورت معنی لام جس کیلئے ہو یہ بھی باطل

ہے اس لئے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ آپ صرف جس انسان کیلئے رسول بن کر آئے جن کیلئے نہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے خلاف ہے۔ وَاذْخُرْ قُلُوبًا لِّكَ نَفَرًا ۝ قُلُوبُ الْغَافِلِينَ ۝  
آپ کی طرف جن کی ایک ہی عمت کو بھیجا وہ اب دشمن ہوگا کہ انسان میں لام استغراق کیلئے ہے تاکہ تعم افراد میں سے ہر فرد کیلئے ثابت ہو جائے۔ (غرائب القرآن) مع حضرت متعلق کہتے ہیں کہ نبی  
کریم ﷺ فرماتے تھے کہ جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ منافقین کہتے تھے کہ یہ فعل یعنی مجھ ﷺ شرک کی جانب  
ہلاتے ہیں۔ دوق غیر اللہ کی عبادت سے روکتے ہیں لیکن چاہتے ہیں کہ ہم انہیں ایسا ہی سبنا کیں جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا۔ اس پر آیات نازل ہوئی۔ یہ آیات اقوی دلائل میں سے ہے کہ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی تبلیغ اور اپنے افعال میں مصروف ہونے میں دوسرا انکی اطاعت بھی حکم پر لازم ہوگی۔ (غرائب القرآن) مع جب منافقوں نے یہ بیان کیا کہ حضرت محمد ﷺ دعائی رسالت میں سے  
نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس آیت کے ذریعہ ٹھہرا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی دعوت وہی کہ نور کو یہ کیا شیخ حکم پیش کرتے ہیں۔ اس حکام کے اول اور آخر پر نور کو تو تم پر واضح ہوگا کہ دنیا کا بنانا سے یہ اللہ ہی  
ایسا حکام پیش کرنے سے عاجز ہے۔ چنانچہ یہ کہ قرآن کی ولایت نبی کریم ﷺ کے معنی پر بھی مطلق ہے۔ (۱) نصاحت (۲) اخبار غیب (۳) اختلاف سے مخلص۔ (غرائب القرآن)  
حضرت قاد فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے وعدہ کر کے اسے بدل ڈالا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے اللہ کے نبی ﷺ کے فرمان کو بدل ڈالا۔ (ابن







۱۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیا اگرچہ جہاد بھی کیوں نہ ہو۔ بدر مغزنی کے قرون سے پہلے ابو سفیان نے دوبارہ طے کا وعدہ اللہ کے رسول ﷺ سے کیا۔ جس بعض لوگ خروج کو ناپسند کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس کے نزول کے بعد سر (۷۷) مجاہدین آپ کے ساتھ ہو گئے اگر ایک بھی آپ کے ساتھ نہ جاتا تو آپ اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے نکلتے۔ جانتا جا چکے کہ اس سے پہلی آیت میں جہاد کی شدت و غریب دلی گئی لیکن منافقین ایسے باوجود جہاد سے کم رغبت رکھتے تھے بلکہ مسلمانوں کو اس سے روکنے کیلئے دن رات کوشش کرتے رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے جہاد کی غریب کی خاطر دوبارہ جہاد کا حکم صادر کیا۔ (تفسیر کبیر)

۲۔ شفاعت الطبع سے مراد ہے اور شافع انسان کا اپنے ساتھ حاجت کیلئے کسی کو بلانا۔ چونکہ پہلی آیت میں جہاد کی غریب دہی ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر کوئی جہاد نہ کرے جب بھی آپ اللہ کے راستے میں جہاد کریں۔ اب اس آیت میں حکم دیا جا رہا ہے کہ اس غرض سے آپ اور لوگوں کو اپنے ساتھ مل جائے تاکہ قریش کا مقتد بھی پورا ہو جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہاں شفاعت حسنة سے مراد یہ ہے کہ ایمان باللہ اور کافروں سے جہاد کرنے میں شفع کرے اور شفاعت حسنة سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کفر اور کافروں سے محبت کی جائے اور ان سے لڑائی ترک کر دی جائے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ شفاعت الی اللہ دعا سے حاصل ہوتی ہے اس پر دلیل حدیث اور روایات سے قائم کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مصیبت کے وقت جو اپنے مسلمان بھائی کیلئے دعا کرتا ہے تو انکی دعا پر فرشتے آسمان کیلئے ہیں اور اس دعا

إِلَّا نَفْسَكَ وَخَرَضَ الْمُؤْمِنِينَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكْفِكَ

مگر یہ جان تو د رشتہ وہ مسلمانوں کو رکت کہ موقوف سازد خدا مگر اپنے جان پر اور رشتہ دہجے مسلمانوں کو قریب ہے کہ اللہ روک لے

بِأَسِّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَاللَّهُ أَشَدُّ بَاسًا وَأَشَدُّ تَنكِيلًا ۝

بگ کافران و خدا سخت تر است اختیار بگ و سخت تر است اختیار قوت کافروں کی بگ اور اللہ سخت تر ہے بگ کے اعتبار سے اور سخت تر ہے عذاب دینے کے اعتبار سے

مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا ۚ

ہر کہ شفاعت کند شفاعت نیک باشد او را نصیب از ثواب آن ہو کوئی انجی عارض کرے انکے لئے حصہ ہے اس سے

وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِغْلٌ مِّنْهَا ۚ

و ہر کہ شفاعت کند شفاعت بد باشد او را حصہ از عذاب آن اور ہر کوئی ہرکی عارض کرے انکے لئے انکے عذاب سے حصہ ہے

وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيبًا ۝ وَإِذْ أَخْبَرْتُمْ بِتَحِيَّةٍ

۱۔ مست خدا ہر ہر چیز پر آواز ۱۔ چون تعلیم کردہ شریف بستانی اور اللہ تمام چیزوں پر توانا ہے ۲۔ اور جب کوئی تمہاری تعلیم کرے سلام سے

فَحَيُّوا بِأَحْسَنِ مِمَّا أَوْرَدُوهَا ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ

میں تعلیم کنید بلکہ بہتر از آن یا تمہاں کہ جواب دید ہر آنکہ بہت خدا پر تو تعلیم کرو ختم اس سے بہتر کہ سے یا اس جیسے کہ سے جواب دو بلکہ اللہ

كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ لِيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ

ہر چیز حساب کنید خدا محبت حق معبود مگر لا الہ الاہو یا آواز را ہوسے ہر چیز پر حساب لینے والا ہے حق اللہ نہیں سے کوئی معبود مگر وہ ضرور تم جمیں جمع کریں گے

منزل ۱

کرنے والے کیلئے انکی اجل ہے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ شفاعت حسنة سے مراد یہ ہے کہ جب یہودی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو اسلام بھیج کر جانے السلام بھیج دیتے تھے اور سوت کو کہتے تھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ خبر سنا تو فرمایا کہ اس سے یہود ایمان لائے تم پر ہو گی تم ایسا جملہ اللہ کے رسول ﷺ کیلئے کہتے تھے وہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر) ۲۔ ج جانتا جا چکے کہ قس اسلام عرب کی عادت تھی کہ جب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تھے تو "حیات اللہ" کہتے۔ گویا کہ وہ لوگ ایک دوسرے کو حیات کی دعا دیتے تھے۔ جب اسلام آیا تو حیات اللہ کو اسلام ملکہ سے بدل دیا یعنی لایحیہ کو لایحیہ اسلام سے بدل دیا ارشاد ہوتا ہے لَحْيَتُهُمْ يَوْمَ تَلْقَوْنَهُمْ مِثْلَ حَيَاتِ النَّاسِ ۚ ہر نمازی نماز میں کہتا ہے الصلوات للہ یعنی السلام من آفات اللہ کے حق میں ہے۔ اور جیسے کہ ملاقات کے وقت السلام کہتا حیات اللہ سے تم اور اکمل ہے۔ انکی چند دہلیں ہیں۔ (۱) بعد و بعد وہ لوگوں ملاحتی نہ ہوا زندگی بکار ہے۔ (۲) السلام اللہ تعالیٰ کے اسلام میں سے ایک اسم ہے جس اللہ کے ذکر سے ایمان لائے اسلام کہتے اکمل ہے۔ (۳) قرآن وحدہ میں جس حکم کی باری غیبت آئی ہے اس لئے بندہ جب دوسرے کو سلام کرتا ہے تو ان لفظ ال کا حال بھی ہوتا ہے جبکہ حیات اللہ میں یہ بات نہیں ہے۔ کچھ ابتدا کرنے والے اسلام بھیج دیتے اور جواب دیتے والا سلام کہتا ہے گویا کہ اللہ کے ذکر سے شروا ہے اور ذکر (سلام) ہی پر ختم ہے۔ (تفسیر کبیر) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ سلام میں پہل کر کے ہر گئے۔ (ظہری)











وَمَا كَانَ لَكُمْ يَتْرُوكُكُمْ وَيَقُولُوا اِلَيْكُمْ السَّلَامُ وَيَكْفُرُوا

اور ان میں اگر کسی لشکر اور جنگ کا ایک گروہ ہوئے گا پیغام صلح کا دہار اعلان  
اس میں میں اگر تم سے جنگ کرنے سے کنارہ نہ ہوں اور تمہاری طرف صلح کا پیغام نہ لائیں اور باز نہ دیکھیں

اَيُّدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ تَقْتُلُوهُمْ

دست قریش کا میں اسیر میریہ اٹھانا دیکھیں اٹھانا ہر جا کہ پائے  
اپنے ہاتھوں کو تو انہیں قیدی بناؤ اور انہیں قتل کرو جہاں کہیں پاؤ اور

وَاُولٰٓئِكَ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ وَمَا كَانَ

ایں جماعت دارہ ایم شہ را بر ایشان جنت ظاہر و سرور  
یہ جماعت ہم نے تمہیں ان پر روش جنت دی اور سرور نصیب ہے

لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَا فَوْقَ قُلُوبِ مُؤْمِنًا

مسلمانانہ کہ کچھ مسلمانانہ عین واقعہ پیشو خطا و بر کہ کچھ مسلمانانہ  
مسلمانوں کو کہ مسلمانوں کو قتل کریں لیکن خطا سے قتل ہو جائے اور جو مسلمانوں کو قتل کرے

خَطَا فَعَصِيَ رَقَبَةً مُّؤْمِنَةً وَّذِيَّةً مُّسَامَةً اِلَىٰ

خطا لازم است آزاد کردن مردہ مسلمان و خون بیا رسانند شدہ  
خطا سے تو لازم ہے آزاد کرنا مسلمان غلام کا اور خون بیا پہنچانے جاگیا

اَهْلِهِ اِلَّا اَنْ يَّصْدَقُوا فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ

تہانہ مقتول کر آئندہ ابرا لکھ میں اگر پشہ مقتول از گروہ دشمنان  
مقتول کے لوگوں کو مگر جو عداوت کر رہے ہیں اگر مقتول تہاوتہ دشمن کے گروہ سے ہو

لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَقَصْرِ رَقَبَةً مُّؤْمِنَةً وَاِنْ

آپ و او مسلمان است پس لازم است آزاد کردن مردہ مسلمان و اگر  
اور وہ مسلمان ہو تو لازم ہے آزاد کرنا مسلمان غلام کا اور اگر

۱۔ ان خبر نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ  
حادثہ بھائی بڑھ چڑھی غامض بنی لوگوں میں سے تھا اور جہل  
سے مل کر عیاش بن ابی ریحہ کو لایا گیا دینا تھا۔ پھر ایک  
وقت آیا جب حادثہ ہجرت کر کے نئی جگہ کی طرف  
روانہ ہو گیا۔ راستے میں آخر کے مقام پر اسے حضرت  
عیاش ملے۔ تو آپ نے حادثہ کو کافر کچھ کر تلواریں سے اس کا  
کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عیاش نے نئی جگہ کی  
خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ قصہ خالصاً قرآنیت نازل  
ہوئی۔ (باب اہل بیتؑ) اسباب نزول (عیاش بن ابی  
ریحہ مخزومی) اور جہل بن شہام اور عمار بن شہام کے ماں  
جائے بھائی تھے۔ عیاش حضرت عمرؓ کے سرور ہجرت کر  
کے بعد بچے بچے کے تو اس کے ماں جائے بھائی اور جہل اور  
حادثہ بچے کے چار بھائی بھی تھے۔ دینے چاہئے اور کمال  
عیاشی کے ساتھ یہ کہ کر انہیں واپس لے لے گئے کہ اہاں  
جان کے قسم کھاؤ گی کہ جب تک وہ تمہیں دیکھ نہ لیں  
ہیں وقت تک نہ سر میں تل واپس کی نہ سر میں تل لکھی کر سکی  
اور نہ سامنے میں چھین کی لیکن انہوں نے راستے میں ہی  
دھوکے سے ان کو زمینوں سے پھرتا لیا اور کے جا کر ان کو  
ایک احاطے میں بند کر دیا۔ (حاشیہ باب اہل بیتؑ) فرد  
بن زبیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عذیب بن ابیمان علیہ  
السلام کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ان کے والد عمران  
کو دیکھ کر مسلمانوں نے سمجھا کہ یہ بھی کفار کی طرف سے  
ہے اس لئے ان پر تلواریں کے پے روپے وار شروع کر  
لیے۔ حضرت عذیب علیہ السلام نے ان مسلمانوں کو بتایا کہ یہ  
میرے والد ہیں لیکن اس وقت کوئی مسلمان ان کی بات نہ سمجھ  
سکا۔ قتل کے بعد حضرت عذیب علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ  
تمہاری مغفرت فرمائے وہ اَوْحَسَمَ الرَّاہِجُونَ ہے جب  
یہ واقعہ اللہ کے رسول ﷺ تک پہنچا تو یہ آیت نازل

ہوئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوہریرہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ ایک مرتبہ میں تھے۔ حادثہ کیلئے ایک گھاتی کی جانب گئے تو دیکھا کہ  
ایک شخص بکریوں کے ساتھ وہاں موجود ہے آپ نے اس پر کھارے سے چل کر اس شخص نے لا اِلَیْہِ الْاَوَّلُ شَہ دے دیا۔ آپ نے پھر بھی اسے قتل کر دیا اور اس کی بکریاں بچا کے لے گئے لیکن دل میں نکلا رہا۔  
چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر واقعہ بیان کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اَلَا خُفِّصَتْ عَنْ قَلْبِہِ کَیَاتُوْرَہُ اَلْکَہَالِ کو چکر کر دیکھا تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ تادم ہوئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ  
آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر کبیر) یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ قتل خطا معصیت کیسا ہے تو جواب یہ کہ حق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عداوت کا حکم بذریعہ قرآن دیا جانتے تھے تاکہ اس عداوت  
اس قسم کی خطا نہ کری جس سے کسی کی جان بچے جائے۔ اسرا جواب یہ ہے کہ جب غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ ہو تو پھر اسے ساتھ روئے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے گویا کہ یہ ایک طرح کی تخفیف ہے اور  
تخفیف وہاں کی جاتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے بدل پرست سے جو فرمایا ہے لہذا تخفیف جب لازم آئے تو اسے تو اس الفاظ کا اطلاق ہوا اور اس کا تخفیف کا کیا کیا جانتی تھی اس کا وہ بھی غلام لازم ہے  
لزام کا نام رکھنا مقبول ہے۔ (تفسیر کبیر)















لَا يَتَّبِعُهُمْ فِي الْبَلَدِ ۚ وَلَا يَحْشُدُونَهَا ۚ سَبِيلًا ﴿٢٠﴾ فَأُولَٰئِكَ

چادر کی توانمند و بچہ راہ گئی پائندہ ہیں آں جماعت  
کلی جیل کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ کوئی راہ جاتے ہیں اے ہیں وہ جماعت

حَسْبِيَ اللَّهُ أَنْ يَعْلَمَ عَنَّهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَزَمًا غَفُورًا ۝

تقریب ہے کہ اللہ ان سے درگزر فرمائے اور اللہ معاف فرمائے وہ بخشنے والا ہے ۛ

وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُلْعَمًا كَثِيرًا

۱۔ ہر کہ ترک وطن کیلئے در راہ خدا عیالہ در زمین اقامت گاہ بہار  
اور جو کوئی اللہ کی راہ میں وطن چھوڑے وہ زمین میں بہت اقامت گاہیں پائیگا

وَوَسَّيْنَا لَهُمُ الشَّجَرَةَ وَقَالَتْ بَنَاتُهُ لِلْأَسْفَلِ نَزِّلْنَاكِ فَأَنْزَلَهُنَّ فِي الْوَادِعِ الْكَافِرِ

اور قرآنی معنی میں یہ کہ میرا دل دودھ از قلم خود ہجرت کھانا ہوسنی تھا اور اور معنی میں رحمت اور جو کوئی باہر جائے اسے گھر سے ہجرت کرنے ہوا اللہ کی طرف اور

رَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى

چنانچہ میں کہیں کہہ چاہتا ہوں کہ موت نہیں تقاضی ثابت ہوا مگر اس کے بدلے میں اس کی طرف ہر اس موت آئے تو تقاضی ثابت ہوا اسکا اجر

اللَّهُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَإِذَا صَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ

فدا و بہت خطا آکر زندہ مہربان و چل سفر کلیہ در زمین  
 آکر و اور آکر جتنے نکاح مہربان سے ج اور جب تم زمین میں سفر کرے

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ كُنْتُمْ

یہاں بہت بڑا شامیاتی در آگاہ کیا۔ سازبہ قدوسی از نماز اگر ترمیم  
نہ نہیں ہے تم بے کوئی نماز کہ نماز میں کچھ کمی کرو اگر تمہیں ارادہ ہو

1997

۱۔ مروی ہے کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ نے مکہ کے مسلمانوں کو لکھ کر بھیجی تو جب بنی قریظہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ مجھے سواری پر بیٹھا تاکہ میں حدیثے حضرت کر کے جاؤں کیونکہ میں مسیحی تھیں (مکروروں) میں سے ہوں اور نہ میں ان میں سے ہوں انھیں راستہ معلوم نہ ہو۔ لہذا کس قسم اب میں کہہ میں ایک راہ بھی نہیں گزاروں گا چنانچہ وہ مکہ سے حدیثے کیلئے روانہ ہوئے تو راستے میں ہی (مقتال کر گئے)۔ (تفسیر کبیر)

ع عسلی کے ذریعے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ترکیب  
ہجرت میں وسعت نہیں ہے۔ (بیضاوی)

ج حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب بن عمرو نے ہجرت کی تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میرا سامان لا رو داکہ میں مشرکین کے علاقہ سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا جاؤ لیکن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں فوت ہو گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زبیر بن عوامؓ کہتے ہیں کہ جب خالد بن حرامؓ نے حبشہ کو ہجرت کی تو راستے میں اچھن سناپ نے دس لیا جس سے وہ فوت ہو گئے تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: تیسری روایت میں ہے کہ جب اسلم بن سلمیٰ نبی کریم ﷺ کی جانے کے حراج و ہجرت الی المدینہ پر روانگی کے مقام پر پہنچے تو اس نے آپ کی خدمت میں [بہینے] جانے کا ارادہ کیا لیکن اہل قوم نے اسے روک لیا۔ اس نے کہا کہ بھلا کوئی ایسا آدمی میرے پاس آئے جو میری باتیں سن لیں تک اور ان کی باتیں سمجھ سکے بھلا کیسے۔ اس پر وہ آدمی تیار ہو گئے اور انھوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ اسلم بن سلمیٰ کے اہلکی ہیں۔ وہ آپ سے پہنچے ہیں کہ آپ کو ان

[illegible]















كَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝ هَآئِنُمَّ هَؤُلَاءِ وَجَادَلْتُمْ

بست خدا ہاتھ جھکے اور گہرے آگاہ ہائے شام سے قوم نصرت کر دے  
وہ سب جو کرتے ہیں اللہ احاطہ کرنے والا ہے۔ آگاہ رہو تم ہو کہ جھگڑت ہو

عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَنْ يُجَادِلِ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ

از طرف خیانت کنندگان اور زندگانی دنیا میں کہ نصرت خواہ کر دے یا خدا از طرف ایساں روز  
خیانت کرنے والوں کی طرف سے دنیا کی زندگی میں جس کوئی جھگڑا کرے گا اللہ سے اس کی جانب سے روز

الْقِيَمَةِ أَمَّنْ يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝ وَمَنْ يَصْمِلْ سُوءًا

قیامت یا کیست ہائے بر ایساں گوارا دہ د ہر کہ بکند کار و  
قیامت یا کون ہے جو ان پر مکمل ہوگا اور جو کوئی برا عمل کرے

أَوْ يَطْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَمُورًا رَحِيمًا ۝

یا تم کہہ بر غمناں باز آمزش علیہ از خدا می یابد خدا کہ آمر زندہ مہربانست  
یا علم کرے اپنے اور پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے اللہ کو بخشنے والا مہربان بخشنے

وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُ عَلَى نَفْسِهِ وَكَانَ

اور ہر کہ بکند گناہی میں جو اس نیست کہ تنگد آزما بر جان غمناں و بست  
اور جو کوئی گناہ کرے پس اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ وہ اپنی جان پر اسے کرتا ہے اور

اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ

خدا داناستوار کار و ہر کہ بکند خطائی یا گناہی باز  
اللہ جاننے والا حکمت والا ہے جو اور جو کوئی خطا کرے یا گناہ پھر

يَرْهَبُهُ بَرِيًّا فَقَدْ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ۝ وَلَوْ لَا

تہمت کہہ اُن ہے گناہے را میں خود برداشت افزا و گناہ ظاہر را و اگر نبودی  
تہمت لگائے کسی ہے گناہ پر جس اس نے خود جھوٹ اور کلام گناہ اظہار جو اور اگر نہ ہوتا

منزل ۱

۱۔ یہ خطاب مومنین سے ہے جو طعن سے انکی چوری کی  
بسرارت کی کوشش کر رہے تھے اس لئے کفار کی طور پر  
انکی چوری پر کوئی دلیل قائم نہ تھی اور اس لئے بھی کہ ظاہری  
طور پر وہ مسلمانوں میں سے تھے اس آیت کا مقہوم یہ نکلا  
کہ اگر تم لوگ طعن سے دنیاوی مزاحمت کے لئے کوشش کر  
رہے ہو انہیں جب آخرت میں اللہ تعالیٰ عذاب دے گا اس  
وقت اس سے عذاب ہٹانے کیلئے کون قاصد کرے گا۔  
(تفسیر کبیر)

۲۔ جانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں رحمت تو یہ  
کے ساتھ حقیم کی ترغیبات کو بیان فرمایا ہے۔ (۱) و مَن  
يُصْمِلْ سُوءًا أَوْ يَطْلِمْ نَفْسَهُ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ  
غَمُورًا رَحِيمًا اور جو کوئی برا عمل کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ  
سے مغفرت طلب کرے اس آیت میں سورہ سے مراد وہ  
چھجھل ہے جسے طعن نے درج چوری کر کے اسکا اور کتاب  
کیا اور پھر چوری کا الزام ایک بے دہی کی جانب کیا۔ ظلم  
نفس سے مراد یہ ہے کہ انسان جھوٹی تہمت کھائے۔ چنانچہ  
چاہئے کہ یہ آیت دو حکمت پر دلالت کرتی ہے۔ اول  
حکمت: قوم مقبول ہے جسے گناہ میں اس لئے کہ نفس  
يُغْفَلُ سُوءًا أَوْ يَطْلِمُ نَفْسَهُ صحیح گناہوں کو مٹا لیا ہے۔  
دوسری حکمت: اس آیت کا ظاہر ظاہر کرتا ہے کہ صرف  
استغفار کافی ہے بعض نے کہا کہ استغفار آپ سے مقید ہے  
اس لئے کہ استغفار امر مذکور کوئی فائدہ نہیں دیتا ہے۔  
(تفسیر کبیر)

۳۔ اس آیت کو نیز میں ترغیب کی دوسری قسم کا بیان ہے۔  
کس خطبت اور دفع مفسر ان قصان بیانے والی جز اس  
کے جاننے کا کام ہے۔ اسی بنا پر اسے اللہ تعالیٰ کی مغفرت  
پانا چاہو گئیں ہے۔ (اس لئے کہ کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ کو  
انقصان نہیں پہنچا سکتی) اس آیت کا مقہوم یہ ہے کہ جیسی کو

استغفار کی ترغیب دی جائے تو ایسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گناہ جسے تم اپنی عادت کے مطابق کرتے ہو میں اس کے تعلق اور غمزدہ سے پاک ہوں بلکہ یہ دونوں تجارتی حق جانب ہوتے ہیں اور اتم انکے ضرر سے  
بچنے کیلئے مجھ سے تو با استغفار کر۔ (تفسیر کبیر) ۴۔ اس آیت کے یہ میں جسری ترغیب کا بیان ہے اس آیت کے یہ میں قطر عطفیہ اور قسم ان دونوں کے درمیان میں طریقے سے فرق ہے۔ اول  
خطیبہ گناہ مفسر کو کہتے ہیں اور اتم گناہ کو کہتے ہیں۔ ثانی خطیبہ وہ گناہ ہے جو اپنے قائل ہی کی جانب چلتا ہے اور اتم وہ گناہ ہے جو غیر کی جانب ہوتا ہے جسے ظلم اور قتل وغیرہ وراثت عطفیہ وہ  
گناہ ہے نہ کہ کسی بھی صورت میں ہرگز نہیں ہے خواہ مذکور یا نہ ہو اتم وہ گناہ ہے جو عام حاصل ہوتا ہے۔ ثلث یہ ہے جو نہ لیا اس لئے کہ میں "وہ" کے تفسیر کا معنی کیا ہے اس میں چار اقوال ہیں۔  
(۱) اس کا معنی عطفیہ ہے یا اتم دونوں میں سے کسی ایک کی جانب اسے لڑا سکتے ہیں۔ (۲) اس کا معنی قطر اتم ہے جس لئے کہ یہ ترغیب ہے۔ (۳) اس کو کس کی جانب لڑا نہیں گئے۔ اس وقت میں یہ ہوگا  
کہ یوم کسبہ مرفیہ یعنی اسے کس کو غیر مجرم کی جانب لے جاتا ہے۔ (۴) اس غیر کو عطفیہ کے معنی کی جانب لڑا نہیں گئے۔ اس وقت میں یہ ہوگا کہ جو کس کا لئے پھر اسے بری اللہ سے فراوانی جانب  
لے جائے۔ ثلث الغضل یجوز انہا۔ بہتان یہ ہے کہ اپنے بھائی کی جانب امر کرے جائے حالانکہ وہ اس سے بری ہو۔ چنانچہ اپنے صاحب بہتان ویا میں اخذ الذم و بہت زیادہ مذمت کے لائق  
ہے اور آخرت میں اللہ العقاب بہت زیادہ عذاب کا مستحق ہے۔ (تفسیر کبیر)



## تَفْصِيلُ اَلْمَرْاَةِ اَلْعَقَابِ

۱۔ افضل سے مراد بھوک ہے اور اہست سے مراد عصمت ہے۔ اُن اُیضلوک سے مراد یہ ہے کہ کفر و مطلقہ ہونے کے باوجود کہ طہرہ چورہ ہر گز اُنکی عزت پر مبنی کریم علیہ السلام کے پاس نہ کرے گا۔ کہہ کر مبنی پر مبنی کی نسبت ایک یہودی کی جانب کرتی تھی لہذا اسکا مطلب یہ ہوا کہ اُن اُیضلوک اُنکی بے شکوک فی الحکمہ الساطل یعنی آپ باطل علم میں نہ کرے گا کہ باطل میں۔ بھراٹھ تعالیٰ نے اُم اور عدوان پرانے تھوان کے سبب اور جھوٹی گواہی اور بہتان کے پیش نظر فرمایا کہ اُن اُیضلوک اُن اُنقہتہ یعنی اُن سب کا وہاں تھوان کی جانب ہونا ہے۔ وقتاً بوقت و نکت من خلی و میں اور انکس ہیں۔ (۱) قال کہتے ہیں یہ مستقل میں واقع ہے جس اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ اُنکی عصمت باقی رہے گی جو لوگ بھی آپ باطل میں ڈالنے کی امتحان کو پیش کرے گا وہ بھی کامیاب نہیں ہوگا۔ (۲) ارادہ اور مقصود یہ ہے کہ ان لوگوں نے آپ باطل میں ڈالنے کی کوشش کی لیکن انکے باوجود آپ باطل میں نہیں پڑے اس لئے کہ آپ کا فیصلہ ظاہر کے مطابق تھا اور ہم نے آپ کو انکے بھیجا مگر احکام ظاہر دیکر واضح رہے کہ قتال کی تعمیر کے مطابق اگر مستقل میں وعدہ عصمت مراد ہے تو ایسی صورت میں و انزل علیک الکتاب والجنۃ اسی وعدہ کیسے سزا دے۔ و علیک فاما لم تکن تعلم و کما ان فضل اللہ علیک عظیم اُنکے ہارنے میں قتال کہتے ہیں کہ آیت کا تکرار اور مقصود یہ تھا ہے۔ پہلا مقصود اس سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو دنیا سے متعلق ہوں جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے فاما کنت فلما فی کتاب و لا اولئک اُنکی اپنی آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے۔ اس تعمیر کی صورت میں انزل النسۃ

فَضَّلُ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهْمَتْ طَائِفَةً مِنْهُمْ اَنَّ

افضل خدا پر تو رحمتیں اور فضل کردہ ہونے کی وجہ سے ان میں سے کہ

یُضِلُّوْكَ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَصُرُّوْكَ

مگر وہ کد ترا د گمراہ کی کد مگر یہ خوشن را و یق دیاں زساند ہر گزہ کرت تھے اور گمراہ نہیں کرتے مگر اپنے آپ کو اور کوئی انسان نہیں پہنچا سکتے کہ

مِنْ شَيْءٍ وَّاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ

و فرود آورد است خدا بر تو کتاب و باطل و آموخت است ترا اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت اتاری اور آپ کو سکھایا ہے

مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَاَنَّ فَضْلَ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِيْمًا ۝ لَا

آپ کی دانستی و بہت فضل خدا پر تو بزرگ نسبت جو آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ کا فضل آپ پر بڑا ہے لہٰذا نہیں ہے

خَيْرٌ فِیْ کَثِيْرٍ مِّنْ تَحْوِيْلِهِمْ اَلَا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ

خوبی در بہارے از ضرورت پہنالی بیاں لیکن خوبی در ضرورت کہے است کہ فرمایہ ہدایت یا کوئی بھلائی بہت زیادہ انکے پوشیدہ مشورہ میں لیکن بھلائی انکے مشورہ میں ہے جو ہم سے مدد کا یا

مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ

بیکار پسندیدہ یا اصلاح کاری۔ میان مردمان و ہر کہ ایسے کند بطلب ایسے کام کا یا لوگوں کے درمیان صلح کرنے کا اور جو کوئی یہ کرے اللہ

اِيْتِنَاءً مَّرْضٰتٍ اللّٰهُ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

خوشنودی خدا و ہمیشہ ایسے کام کا اور جو کوئی یہ کرے اللہ کی رضا جائے گی ایسے کام سے اسے دینگے بڑا اور ع

منزل ۱

علیک الکتاب والجنۃ کا مقصود یہ ہوا کہ آپ کو ان دونوں کے ساتھ اور احکام پر مطلع کیا جا رہا ہے اس سے پہلے نہیں جانتے تھے اس لئے سائقین و کواہق سے رہا نہیں سکتے ہیں اور آپ کے قدم میں ازالہ نہ سکتے ہیں۔ دوسرا مقصود اس سے مراد اخبار لیکن ہے اسی طرح آپ کو سائقین کے طریقہ اور انکے کردار پر بھی بتا دیا گیا۔ (تفسیر کبیر) آپ کو اولین و آخرین اور اداکان و احکام کا علم عطا کیا گیا اس لئے آپ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ (اسی طرح) آپ کا کام اور فرب سے متعلق سب کچھ سکھایا۔ (جلالین) یعنی آپ کو علم غیب سکھایا۔ (صادق) جہاں جانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں احوال خیر کے تین انواع کو بیان فرمایا ہے یعنی امر بالمعروف و نہی عنکر و اصلاح بین الناس۔ [لوگوں کے درمیان اصلاح کا عمل] احوال خیر کو ان تین میں جان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اصل خیر احوال حضرت افعیٰ پہنچانے است ہوگا یا فی حضرت افعیٰ پہنچانے است۔ یہ احوال خیر اگر خیرات جسمانی سے ہو تو عطا ہے مال ہے انکی جانب افسس امر بصدقہ سے اشارہ کیا گیا ہے احوال خیر اگر خیرات روحانی سے ہو تو انکی جانب افسس امر بصدقہ سے اشارہ کیا گیا ہے اور اگر احوال خیر اگر خیرات دنیوی سے ہو تو انکی جانب افسس امر بصدقہ سے اشارہ کیا گیا ہے۔ ان تین احوال کی جانب نبی کریم ﷺ نے اس اشارہ فرمایا کہ ان کا کام امر بالمعروف و نہی عنکر ہے۔ (تفسیر کبیر)



وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ

اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد ازاں کہ ہدایت کا راستہ معلوم ہو اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد ازاں کہ ہدایت کا راستہ معلوم ہو

وَيَسْتَفِيعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ تُولَاهُ مَا تَوَلَّىٰ وَصَلِهِ

اور جو کوئی غیر سبیل المؤمنین کی پیروی کرے وہ ان کی پیروی کرے اور جو کوئی غیر سبیل المؤمنین کی پیروی کرے وہ ان کی پیروی کرے

جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغْفِرُ ۙ

جہنم اور سبیل جہنم کی مصلحت برکت خدا کی آمرز اور جہنم کی مصلحت برکت خدا کی آمرز

يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ

شریک با او مقرر کردہ شود و بی آمرز غیر شرک بر کمر خوابد و هر که اسکا شریک ضمیرا جائے اور معاف فرماید ہے شرک کے سوا جس کیلئے چاہے اور جو کوئی

يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۚ إِنَّ يَدْعُونَ

شریک خدا مقرر کردہ ہیں گمراہ شدہ گمراہی دور شرکوں کی پرست

مِنْ دُورٍ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ۚ

بجز خدا مگر جانے داکہ نام و خزان سنی کردہ انکی پرستید مگر شیطان دور دلت از حد

لَعَنَهُ اللَّهُ ۚ وَقَالَ لَا تُخَدِّعُنِي مِنْ عِبَادِكُمْ كَصَيِّبٍ

لعنت کرد او را خدا در گشت شیطان البتہ تحریم از بتدکون تو جہد کرد در علم ازلی

لعنت کی است اللہ نے اور کہا شیطان نے ضرور میں لوگوں کو جتے بندوں سے ایک ہر جو علم ازلی میں جو

مَنْ

۱۔ زبان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے طبع کے باب میں ان معاملات کو ظاہر فرما دیا جو حضرت محمد ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں۔ اس کے باوجود طغیان حق سے بھر گیا اور حق کی عبادت کرنے والوں سے جاملتا چکا دین غیر اسلام اور چکا راستہ حرام و مستقیم کے علاوہ ہے۔ خود یہ ما تولى کا مفہیم یہ ہے کہ ہم اسے اس جانب ملائیں گے جو اس کا نفس چاہتا ہوگا اور وہ لوگ جن پر ہم دوسرے کرتے ہیں ان کی جانب متوجہ نہ کریں۔ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ یہ آیت سبیل سے منسوب ہے خاص طور پر مرد کے حق میں۔ آیت سے ظاہر ہے کہ ہم ان پر زلت اور روحانی ذلیل دیکھتے۔ مردی ہے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں سوال کیا کیا جواب خارج امت پر دلیل دینا آپ نے قرآن کو نہیں مسموم نہ کیا یہاں تک کہ آپ نے اس آیت پر توقف کیا۔ بجا استدلال یہ ہے کہ غرضتہ سبیل المسلمون یعنی امت میں کے راستہ کے حاکم کی بیروی حرام ہے نہ معلوم ہوا کہ مکمل المؤمنین کی بیروی ضروری ہے۔ اس آیت سے یہ بھی دلالت ملتی ہے کہ نبی ﷺ معصوم ہیں اور انکی افکار اقوال اور افعال میں ہم پر واجب ہے ورنہ بعض امور میں مخالفت لازم آتی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ نبی کی جھگڑیں میں سے مکر ظہر اور احتمال سے بچنے کے لیے کہ ہمدی دلیل کیلئے ہم ہے نہ کہ ظلم کیلئے۔ (غرائب القرآن)

ج۔ چاہنا چاہئے کہ یہ آیت اس صورت میں دوسری ہے اور اس گمراہ سے وہ فائدہ حاصل ہو رہے ہیں۔ فائدہ وادی قرآن کریم میں مومنین و غیر اور مومنات و غیرہ و خوارق ایک دوسرے کے خلاف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آیت دوسری سے کسی وجہ کو ایک ہی لفظ کیا تھا دوسری ذکر نہیں فرمایا لیکن اس آیت کو ایک ہی صورت میں لفظ واحد

سے مکر فرمایا اس بات کی روش و دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو معاف فرمایا چاہتا ہے لہذا یہ گمراہ کہہ گا کہ وہ سے رہی ہے۔ فائدہ وادی آیات حنفیہ میں ذکر کی پوری کتابان تھیں و بعضی نفسانی الرسول ﷺ الیہ میں اسے ائمہ انکار کیا ہے اور اس آیت کو ان دونوں سے متصل بیان کر کے یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر ساری ذراعت کو نہ کرنا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم نہ رہا لیکن اس نے ائمہ و ائمہ کے اللہ تعالیٰ کیساتھ شریک نہیں فرمایا اس لیے یہ باطل معانی جرم ہو گیا۔ (تفسیر کبیر) معینی دو لوگ اللہ کو چھوڑ کر اپنے کی عبادت کرتے ہیں جن کے نام بتوں کے نام پر رکھے گئے ہیں جیسے صلات اور عزی و غیرہ حضرت مس فرماتے ہیں کہ عرب کے قبائل میں سے کوئی قبیلہ یہ نہ تھا جو کسی ایسے بت کی عبادت نہ کرے تھا جس کا نام عورت کے نام پر ہوتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرأت میں "إِلَّا إِلَٰهًا" کی بجائے "إِلَّا أَوْفَاقًا" ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت میں "إِلَّا إِلَٰهًا" ہے لیکن بعض نے کہا کہ یہ "إِلَّا أَوْفَاقًا" کے معنی میں ہے لیکن جس طرح عورت مرد میں "أُنثٰی" کہہ کر ہے اسی طرح عورت مرد میں "أُنثٰی" کہہ کر ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ لوگ جن کی عبادت کرتے تھے اور کہتے کہ یہ بات اللہ کی بتیاں ہیں۔ اس لئے وہ لوگ فرشتے کی عبادت کرتے تھے اور فرشتوں کو عبادت اللہ کہتے تھے۔ (غرائب القرآن) حج اس آیت میں شیطان کی دوسری صفت بیان کی جا رہی ہے۔ اس کی پہلی صفت غیظاننا قرینہا ہے لیکن وہ شیطان جو صرف برائی کا ارادہ کرتا ہے اور بھلائی سے کوئی دور ہے۔ دوسری صفت لَغْنَةُ اللہ سے بیان کی جا رہی ہے لیکن وہ شیطان جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ (پیشواوی)



## تَفْتِيَةُ اَلْاِمَامِ اَلْعَاقِلِ

۱۔ یعنی نبی مراد خوب مال جمع کرنے کی خواہشات کے ذریعے شیطان اہل ایمان کو ہکالے کی کوشش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان کو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے اور آخرت کی تیاری کرے۔ انسان کا دل دنیا داری میں بچس کر پھریا اس سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ فَلْيَتَّقِ اللَّهَ الَّذِي الَّا تُعْطَمُ بِهِ جُودُ مُزْمِرِينَ کہام فرماتے ہیں کہ عرب والے بہت فاسق کے کانوں کو کاٹتے تھے۔ جب اونٹنی پاٹ پٹے تھے تو اپرا بچھاں بچہ نہ ہوتا تو ان کاں میں بچہ لگاتے تھے اور اس کا نام بھیرہ رکھتے تھے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ بچوں کے نام پر کان کاٹنا مخصوص حرکات کر چھوڑ دیتے تھے اور اس امر کوئی شخص (مشتاق) عبادت گاہن کرتے تھے۔ فَلْيَتَّقِ اللَّهَ عِلْقَىٰ اَللَّهِ تَقْوِيَّتُہِ کی دو صورتیں ہیں منفوی اور حسی۔ حضرت سعید بن مسیبؓ حضرت سعید بن جبیرؓ حضرت حسنؓ حضرت عواکہؓ حضرت عبادہؓ حضرت قتادہؓ حضرت یحییٰؓ اور حضرت سدی کہتے ہیں کہ خلق اللہ کی تعمیر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام سے تبدیل کرنا اور اس کا کس یا فطری استغناء کو باطل کرنا۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ ہے جو حضرت ابن مسعودؓ کی کریم خلق سے روایت کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ لعن اللہ الموشحات والواشرات والعصمات یعنی اللہ تعالیٰ نے داشتات و اشرات اور عصمات پر لعنت کی ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ ان افعال کے ذریعے عبادت دنیا کی طرف جاتی ہے۔ دشم یا دشمن سوتی کے لوگ سے مخصوص جسے پہنچن لگا کر اس میں میں بھڑکانا دشمنوں کا تیز اور باریک کرنا۔ محض اہل ایمان کا اٹنا۔ حضرت ابن شہر بن شہبؓ مکر اور ایصال فرماتے ہیں کہ لعینو خلق اللہ سے مراد وہی ہوتا ہے۔ حضرت ذہابؓ فرماتے

مَقْرُوصًا ۝ وَلَا ضَلٰلَہُمْ وَلَا اٰمَنِيۡنَہُمْ وَلَا اٰمَرْتُہُمْ فَلْيَتَّقِیْکُمْ

معین شدہ الہت مکر اور کفر ایچوں راہ الہت در آردنی باطل ایچوں ایچا را الہت بطر نام ایچا را تا بیک اند معین ہو چکا ہے اور ضرور میں انہیں کرا کر اٹک اور ضرور میں باطل آردوں میں ڈالوگا اور ضرور میں انہیں ہم دنگ

اِذَا تِ الْاَنْعَامِ وَلَا اٰمَرْتُہُمْ فَلْيَغِیْزِکَ خَلْقَ اللّٰہِ وَمَنْ

گوش چہار ایچان الہت بلر نام ایچا را تا تغیر دہر آفریش خدا را و ہر کہ چرنے کا چہ پائے کی کان اور ضرور میں انہیں ہم دنگ کر دے اللہ کی پیدائش کو اور جو کوئی

یَتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوۡنِ اللّٰہِ فَقَدْ خَسِرَ خَسِرًاۢا

دوست گیرے شیطان را بجز خدا ہیں زیادہ شد زیاں دوست رکھے شیطان کو اللہ کے سوا ہیں نقصان اٹھانے والا ہو گا کھلے

مُیۡمِنًا ۝ یَعِدُّہُمْ وَّیُؤْمِنُہُمْ وَمَا یُعِدُّہُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا عُۡرُۡرًا ۝

ظاہر شیطان وعدہ دے گا نیشاں و در آردنی فی اندازہ ایچا را و وعدہ کی کند ایچا را شیطان مکر سبب نقصان گیرا تھا تو شیطان وعدہ دے گا اور آندوں میں ڈالتا ہے انہیں اور وعدہ انہیں دتا شیطان انکو کفریب کاوی

اُولٰٓئِکَ مَا وُۡعَدُہُمْ جَہَنَّمَ وَلَا یَجِدُوۡنَ عَنْہَا حَیۡصًا ۝ وَالَّذِیۡنَ

اُن لوگوں جانی ایچوں دوزخ است و ناپائید از ان خلعے و آتاکہ وہ جماعت انکا حکما دوزخ ہے اور نہیں پائیں گے اس سے بچنے کی جگہ مع اور جو لوگ

اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ سَنُدۡخِلُہُمْ جَنَّۃً تَجْرِیۡ مِنْ

ایمان آورند و کارہائی شایستہ کردہ در آرم ایچا را برساتا ہمہ در ایمان آئے اور انہیں کام کی ہم انہیں داخل کریں گے ایسے باطن میں جگے گئے

تَحْتِہَا اَنْۡهَارٌ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا اَبَدًا ۝ وَعَدَ اللّٰہُ حَقًّا ۝

اُن ہمہ جانی چاہد ایمان آسما ہمیشہ و وعدہ کرد است خدا ہا حق و تمہری جانی ہو گیں اس جگہ ہمیشہ رہیں گے اور اللہ نے سچا وعدہ کیا ہے اور سچ

ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو پابندی فرمائی تاکہ انسان اسے ساری جائے اور قائمہ اٹھائے لیکن انسان نے اسے اپنے اور حرام کر لیا جیسے حقوق اور سوا اب۔ چاند اور سورج اس لئے پیدا کئے کہ اس سے انوار حاصل کرے لیکن انکی عبادت شروع کر دی۔ (غرائب القرآن) اہل تعمیر کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاقت میں تعمیر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورج چاند پھر آگ و غیرہ اس لئے پیدا کئے تاکہ لوگ انکی طاقت میں غور و فکر کریں اور اپنے خالق کی معرفت حاصل کریں اور ان اشیاء سے نفع حاصل کریں لیکن کافروں نے اس مطلب اور مقصود کو الٹ دیا اور ان اشیاء کو ہی معبود بنا لیٹھے۔ (الفرطی) یہ شیطان لٹک انظار کر کے انسان کو نقصان میں (الناجا) جتا ہے۔ شیطان بعد از حیوانات فاسد کے ذریعے انسانی کلوب میں ڈالے ہے پھر اپنے ساتھیوں کی ترابی لوگوں میں ان خیالات کا پرجا کرنا ہے۔ (بیضاوی) یہ جانا چاہئے کہ غرور انسان کی انکی حالت کو کہتے ہیں جسے وہ وہ جان کے وقت اچھا سمجھتا ہے مگر انکشاف حال کے وقت یہ غرور مودی ثابت ہوتا ہے۔ جس کے سبب سے انسان دنیا کی لذتوں میں پڑ جاتا ہے اور اللہ سبحانہ کی فرامانی کرتا ہے۔ اس بکھرے فکر سے دیکھا جائے تو فی الحال لذت ہوتا ہے لیکن اسکا انجام برا ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں غرور کا انجام بتائے جو فرمایا کہ اس کا لٹکا انجم ہے۔ (تفسیر کبیر) یہ اب اللہ تعالیٰ وحید کے بعد اپنے وعدہ کا کر فرما رہے ہیں کہ وہ وعدہ کے بعد عید کا بیان آتا ہے اور وہ وعدہ کے بعد وعدہ کا بیان آتا ہے۔ ومن اٰیۃہ فیہن اللہ قبلا۔ یہ جملہ علی کمال الاستلزام (سوال کے طور پر) ہے اور یہ استلزام انکار کو تضمن ہے جسکا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے زیادہ کوئی چاہئیں ہے اس لئے جو وعدہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ بھی سچا ہے اور شیطان سے بڑا بھون کوئی نہیں ہے۔ اس لئے جو وعدہ شیطان کرتا ہے وہ بھی جھوٹ پر مبنی ہوگا۔ (غرائب القرآن)



مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ۖ لَيْسَ بِأَمَانِيكُمْ وَلَا أَمَانِي

کیسے رہ سکتی تھا خدا اور حق نیست کہہ رہتی آرزوی تم و نہ رہتی  
انسان سے اپنی بات میں اللہ سے زیادہ سچ۔ تمہیں ہے کام تمہارے آرزو کے موافق اور نہ موافق ہے

أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِيهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ

آزادی، اہل کتاب ہر کہ کلمہ کار بد بڑا دلاہ خواہ شہر پاس و ناپاہ برائی خود  
اہل کتاب کی آزادی کے جو کوئی جانتا تھا کہ جسے بد دلا چاہے انکار نہیں چاہے وہ

دُونِ اللَّهِ وَلْيَا وَلَا نُصِيرًا ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ

بجز خدا کچھ دینی نہ دینی دہندہ و ہر کہ کلمہ کار کار دینی شایستہ  
سچے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مدد کرنے والا اور جو کوئی ایسے کاموں میں سے کرے

مَنْ ذَكَرَ آوَانِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالُوا لَكَ يَدْخُلُونَ

مرد باشد یا زن و او مسلمان است کہیں آں جماعت در آید  
مرد ہو یا عورت اور وہ مسلمان ہو ہیں وہ جماعت داخل ہوگی

الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۖ وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِمَّنْ

بہشت و عجم کردہ تشرید حقدار بخیر و نیست تشرید ہتھار دین از کلمہ  
بہشت میں اور عجم نہ کیا چاہے زور دار بھی اور دین کے اعتبار سے کون نیکتر سے ان شخص سے جس نے

أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاشْتَرَىٰ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ

حقدار مسلمانہ دوسے خود را برای خدا و تیکار است و بخیر کرد ملت ابراہیم را  
اپنے چہرے کو ہٹا دیا اللہ کیلئے اور وہ نیکوکار ہے اور ملت ابراہیم کی بخیر کی

حَنِيفًا وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۖ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

در حقیقہ حنیف بود و خدا دوست گرفت ابراہیم لیلیٰ اللہ را و خدا دست آید در آسمانها است  
اس حالت میں کہ وہ ایمان سے ہوا تھا اور اللہ نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور اللہ کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

منزل ۱

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی  
اور نصاریٰ کہتے تھے کہ تمہارے سوا کوئی جنت میں داخل نہ  
ہوگا اور قریش کہتے تھے کہ مرے کے بعد ہم کو ظہار ہی نہ  
چاہیگا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت  
سرواق سے روایت ہے کہ نصاریٰ اور اہل اسلام نے ایک  
دوسرے پر اپنی اپنی اہلیت جتلائی۔ ایک فرقہ کہ تھا کہ  
ہم کو قریشیت حاصل ہے اور دوسرا کہہ تھا کہ نہیں بلکہ ہم  
تم سے افضل ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل  
فرمائی۔ (باب اہل فی اسباب التزوی) حضرت  
سرواق کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اہل کتاب  
نے کہا کہ ہم اور تم پر ہر دین اس پر اللہ تعالیٰ نے وضو  
تغسل من الصلحہ میں ذکر اوالفی وفو ملوین  
نازل فرمائی۔ من تغسل منوہ لیخبر بہ الخ اس سے  
معتزل دلیل چکاتے ہیں کہ قریش کیلئے تغسل ملوین پر وہی  
نازل ہے اور معتزل نے اس سے شطاعت کی ٹانگی ہے۔  
اہل سنت اسکا جواب دیتے ہیں کہ کافروں کیلئے غسول  
ہے جس لئے کہ وہ ہمارے نزدیک عبادات کے خطاب میں  
شامل نہیں ہیں۔ یہ ہم نے مانا کہ یہ آیت مؤمن اور کافر  
دونوں کے حق میں برابر ہے لیکن مؤمن کے حق میں  
وہ غفر ملوین مذکور ہے جس میں کوئی کیا ہے اور یہ  
بھی کیوں حسم نہیں کرتے کہ مؤمن اللہ تعالیٰ دین ہی میں  
تعلیف والا اور اہل جہنم و جہنم میں جہنم کے اہل کیلئے  
کتابوں کا کفارہ بخار دیتے نہ مروی ہے کہ جب یہ آیت  
نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اس  
آیت کے بعد ملاح کیسے ممکن ہے۔ نبی کریم ﷺ نے  
فرمایا کہ غفر اللہ لک یا ابوبکر! غفر اللہ لک  
تو ابی تہادی حضرت لڑائے کیا تم بچا نہیں پڑے اور کیا  
جہنم کیلئے کفارہ کیسے ممکن نہیں ہے سب کتابوں کا کفارہ ہے۔



یعنی مخلوق اور مملکت اللہ کی ہے۔ آسمان اور زمین  
اس سے لئے چاہے آپ مالک و مختار بن جائے۔ اللہ تعالیٰ  
بندگان کے ایک ایک افعال سے واقف ہے اس لئے انھیں  
ان کے لئے کا بدلہ دے گا۔ (بخاری) کھجلی آیت کے بعد  
اس آیت کو بیان کرنے کی چار وجوہ ہیں۔ (۱) انسان کسی کو  
دوست بناتا ہے تاکہ عبادت کے وقت اس کے کام آئے  
لیکن اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم  
علیہ السلام کو اپنا دوست کسی عبادت کے پیش نظر نہیں بنایا  
کیونکہ اللہ تعالیٰ تو زمین و آسمان کا مالک مطلق ہے۔ (۲)  
ہول صورت سے یہاں تک خلف قسم کے امر اللہ و دعوہ اور  
وعدہ بیان کئے گئے ہیں اور اب اس آیت میں اللہ  
المحددات (محدود کائنات کے محدود احوال) کے بنا  
رہے ہیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے پہلے اللہ  
اور دنیا کا ذکر فرمایا ہے اور اب اسکی دفا و دعوہ سے ہو سکتی ہے  
قدوس ہما اور علم نام سے اور ان دونوں کا مالک اللہ تعالیٰ  
یہ ہے۔ (۴) اب اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ حضرت  
ابراہیم علیہ السلام کے تئیں ہیں تو اب اس آیت سے یہ بتانا  
مقصود ہے کہ آپ یا جو اس کے خلائق کے اس کے مجدد ہیں۔  
(تفسیر کبیر)

۱۔ اس آیت کے بارے میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ  
علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے جن  
مجلس کے پاس چشم بزمی کہتی تھیں وہاں اسکی اور اسکا وارث  
ہو تھا اور اسے مال میں اسکا حصہ تھا حتیٰ کہ اسکو چاہئے  
کا بھی اسی کو اختیار ہوتا تھا۔ عموماً اس لڑکی نے خود نکاح  
کر لئے کا خواہش مند ہوتا تھا کہ کسی دختر کے لئے اسکا  
نکاح کر دینے کی صورت میں کہیں وہ اسے مال کا حصہ وارث  
میں جانتے چنانچہ وہ اسکی لڑکی کو دوسری جگہ نکاح کرنے سے  
زبردستی روک دیتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت

حدیث روایت کرتے ہیں کہ میری حضرت چار ۱۱ کے چچا کی بیٹی تھی [جو بھینس تھی] اسکی پاس کچھ مال تھا جو اسے باپ سے وراثت میں ملا تھا۔ حضرت چار ۱۱ خود بھی اس سے نکاح کرنے کی رغبت نہ  
رکھتے تھے اور کسی دوسرے سے بھی اسکا نکاح نہ کرتے تھے تاکہ مال اسکا شہر نہ لے جائے۔ انھوں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (اباب احوال فی اسباب  
النزول) اداہنی کہتے ہیں کہ اسفند طلب لڑکی کو کہتے ہیں ایسے کہا جاتا ہے کہ استغنیست الرجل فی المستألفۃ لاطالما یعنی فلاں شخص سے اپنے مسئلہ میں فتویٰ طلب کیا تو اس نے مجھے فتویٰ دیا۔  
الغیا لہیا اور فتویٰ یہ سب الغیا کے لئے دیا گئے ہیں اور الغیا مشکل کے اظہار کہتے ہیں اور اسکی اصل "الغی" بمعنی غیب ہے جس طرح جو ان فتویٰ دیتا ہے اس مشکل مسئلہ میں اسکی  
دست قوی ہوئی ہے اس لئے اسے فتویٰ کہتے ہیں۔ (تفسیر کبیر) جانا چاہئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کچھ صحابہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا کہ میراث وغیرہ میں عورتوں کا  
کیا حکم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ ان سوال کرنے والوں سے کہہ دیجئے کہ اللہ تمہیں عورتوں کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے یعنی جو تم سے سوال کیا ہے اسکا حکم بیان فرماتا ہے۔ اس  
آیت کے احکام کو اس صورت کے شروع میں عورتوں کے جو احکام بیان کئے گئے ہیں انکی جانب لوٹنا چاہئے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ یہاں سے حالات ہیں جو نبی کریم ﷺ کے لئے تھے تو آپ نے  
جواب نہیں دیا یہاں تک کہ اس کے معلق رہی نازل ہوئی۔ وہ یہ ہوا وَتَسْتَفْتُونَكَ فَبِالنِّسَاءِ الْحَقُّ وَتَسْتَفْتُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ الْحَقُّ وَتَسْتَفْتُونَكَ عَنِ الْغَنِيِّ الْحَقُّ

وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ۝ وَيَسْتَفْتُونَكَ  
و ترجمہ اور زمین است و بہت خدا بہر چیز درگیرند و طلب فتویٰ میکنند از تو  
اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے اور آپ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں  
فِي النِّسَاءِ ۝ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۚ وَمَا يُثَلِّي عَلَيْكُمُ  
اور باب زنان جو خدا فتویٰ میدہد بخارا و باب زنان و آنچه خداوند پیشتر  
عورتوں کے باب میں۔ آپ فرمادیجئے کہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تمہیں عورتوں کے باب میں اور وہ جو تم پر چڑھا جاتا ہے  
فِي الْكِتَابِ ۚ فِي يَشْمَى النِّسَاءِ الرِّجُلُ لَا تُوْتُونَهُنَّ  
اور کتاب نازل شد است در حق آل زنان قسم کہ کسی دہیم ایہذا  
کتاب میں (نازل ہوا ہے) میں عیم عورتوں کے حق میں کہ تمہیں دیتے تم انھیں  
مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَمْلِكُوهُنَّ ۚ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ  
آپ فرض کر دے کہ است برائی ایسے و رغبت میکنند کہ نکاح کیا ایہذا و نازل شد است در باب چارگان  
جو ان کیلئے فرض کیا گیا ہے اور تم چاہتے ہو کہ نکاح کرو ان سے (اور نازل ہوا ہے) کہ عورتوں کے باب میں  
مِنَ الْيَتَامَىٰ ۚ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا  
از کودکان و عیم است یا کہ قید حال یتیمان کہید و انصاف و آنچه  
بچوں سے اور عیم ہے کہ قیہوں کے حال میں انصاف سے قائم رہو اور جو  
تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرِ قَاتٍ ۚ اللَّهُ كَانَ بِهٖ عَلِيمًا ۝ وَإِنْ أَمْرًا  
نکاح از نیکوئی بہت خدا بہر حال و اگر کسی عورت کو  
تم کرتے ہو بھولی سے اللہ اسے جانتا ہے ع اور اگر کسی عورت کو  
خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ  
معلوم کہ از شوہر سرکشی یا دورانی میں ممانعت بہت  
اپنے شوہر کی سرکشی یا کسی بھرنے کا خوف ہو تو کوئی گناہ نہیں ہے

حدیث روایت کرتے ہیں کہ میری حضرت چار ۱۱ کے چچا کی بیٹی تھی [جو بھینس تھی] اسکی پاس کچھ مال تھا جو اسے باپ سے وراثت میں ملا تھا۔ حضرت چار ۱۱ خود بھی اس سے نکاح کرنے کی رغبت نہ  
رکھتے تھے اور کسی دوسرے سے بھی اسکا نکاح نہ کرتے تھے تاکہ مال اسکا شہر نہ لے جائے۔ انھوں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (اباب احوال فی اسباب  
النزول) اداہنی کہتے ہیں کہ اسفند طلب لڑکی کو کہتے ہیں ایسے کہا جاتا ہے کہ استغنیست الرجل فی المستألفۃ لاطالما یعنی فلاں شخص سے اپنے مسئلہ میں فتویٰ طلب کیا تو اس نے مجھے فتویٰ دیا۔  
الغیا لہیا اور فتویٰ یہ سب الغیا کے لئے دیا گئے ہیں اور الغیا مشکل کے اظہار کہتے ہیں اور اسکی اصل "الغی" بمعنی غیب ہے جس طرح جو ان فتویٰ دیتا ہے اس مشکل مسئلہ میں اسکی  
دست قوی ہوئی ہے اس لئے اسے فتویٰ کہتے ہیں۔ (تفسیر کبیر) جانا چاہئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کچھ صحابہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا کہ میراث وغیرہ میں عورتوں کا  
کیا حکم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ ان سوال کرنے والوں سے کہہ دیجئے کہ اللہ تمہیں عورتوں کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے یعنی جو تم سے سوال کیا ہے اسکا حکم بیان فرماتا ہے۔ اس  
آیت کے احکام کو اس صورت کے شروع میں عورتوں کے جو احکام بیان کئے گئے ہیں انکی جانب لوٹنا چاہئے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ یہاں سے حالات ہیں جو نبی کریم ﷺ کے لئے تھے تو آپ نے  
جواب نہیں دیا یہاں تک کہ اس کے معلق رہی نازل ہوئی۔ وہ یہ ہوا وَتَسْتَفْتُونَكَ فَبِالنِّسَاءِ الْحَقُّ وَتَسْتَفْتُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ الْحَقُّ وَتَسْتَفْتُونَكَ عَنِ الْغَنِيِّ الْحَقُّ



عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأُحْضِرَتِ

ان پر اس میں کہ ایسے درمیان صلح کر لیں کسی طرف کا صلح اور صلح کرنے بہتر ہے اور قریب چاہے

الْأَنْفُسُ الشُّحَّ وَأَوَّانٌ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ

انہوں نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اللہ سے دعا کرو گے تو اللہ تم کو کمال دے گا۔

بِمَا تَعْمَلُونَ خَيْرًا ۖ وَلَنْ نُسْطَيعَهُ أَنْ تُعْدُوا

آپنی نگاہ آگاہ، لٹوانیہ، ہرگز عدل کران  
 باختر سے جو تم گل کرتے ہو لے اور تم سے ہرگز نہ ہو جسے کا عدل کران

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قُلُوبًا كَافَّةً ۚ

سیدان زہان اگرچہ نہایت رحمت کلید ہیں باری کی کلید تمام کی تا آنکہ بگڑا دیے اس زمانہ کا عورتوں کے درمیان اگرچہ نہایت رحمت دکھائی دے نہ جھوٹا ایک جانب کھل یہاں تک کہ ان کے عورتوں کو چھوڑ دو

كَالْمَعْلُوقَةِ وَإِنْ تَصَلُّواْ وَتَتَّقُواْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَصُومًا

مسئلہ ۱ : اگر اصلاح کعبہ و پیرزگاری لٹانید پس ہر آنکہ خدا بہت آمر زندہ  
مسئلہ کی طرح اور اگر اصلاح کرد اور پیرزگاری کا پیر کرد تو چھٹے مسئلہ والا

رَحِيمًا ۝ وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلَّ مِّنْ سَعْيِهِمَا وَكَانَ

مہربان! اگر مرد و زن از یکدیگر جدا شود کفایت کند خدا ہر یکی را از تو کمتری خود است اور  
مہربان! خدا اور اگر مرد اور عورت ایک دوسرے سے جدا ہوں تو ان کفایت کرے گا ہر ایک کو ان کی تو کمتری سے اور

اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ﴿٧٠﴾ وَيُلْقِي مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

خدا جواد استوار کار و غذا راست آنچه در آسمانها هست و آنچه در زمین است  
 اللہ بہت مہربان و اللہ کے لئے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

4. **مقدمه**

۱۔ الامارۃ اور حاکم کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا باہری ہوئیں تو انکو یہ خوف لاحق ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ انکو طلاق دے دیں گے اس لئے انہوں نے آپ سے عرض کی کہ میری باری کا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہے۔ یہ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ محمد بن مسلمہ کی بیٹی رافعہ بنت خدیجہ کے نکاح میں تھی۔ وہ کبیر بنی کے سب سے بڑی تھی۔ دوسری خبر ہے اس سے بچھڑ ہو گیا۔ اس لئے اسے طلاق دینے کا ارادہ کر لیا لیکن اس عورت نے کہا کہ تم مجھے طلاق نہ دو اور جس طرح چاہو وہی مقرر کرو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آیت من المصلحین میں ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی جسکے نکاح میں ایک عورت تھی اور اسکے بطن سے ایک اولاد بھی تھی اس شخص نے ارادہ کیا کہ اس عورت کی ایک دوسری بیوی لے آئے لیکن وہ عورت اس شرط پر راضی ہو گئی کہ وہ شخص اسے اپنی زوجیت میں باقی رکھے اور انکی باری مقرر نہ کرے۔ ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ جب آیت زانی المراءۃ حائلۃ من قبلہا الیہ نازل ہوئی تو ایک عورت نے جو اپنے خاوند سے یہ بات کہہ چکی تھی کہ خاوند اس کے قریب نہ جائے لیکن اسے طلاق نہ دیا۔ ابن قتیبہ کا قصہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ نے آیت وانحصرت الانفس الشیخ نازل فرمائی۔ (الباب النہائی فی اسباب الزوال) حدیث معنی علیمت باطلت ہے یعنی اگر معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا شوہر تمہارے ساتھ باطنی کرے گا۔ واضح ہے کہ یہ صلہ ان چیزوں میں ہوگی جو شوہر کیلئے بطور حق ثابت ہوں۔ عورت کا حق مرد پر بھرتیقتاد اور باری سے

یہ ممکن ہیں کہ جو مرتد اسکے بارے میں شہر سے مطالبہ کر سکتی ہے۔ باقی رہی وہی قزاق کے حلقہ شہر پر کہ جو گورنرس کیا جاسکتا ہے۔ **وَإِنِّي مُخَوِّضُوا أَوْ نَقُصُّوا** الخ اسکے بارے میں میں اقبال ہیں۔ پہلا قول یہ خطاب شہرہوں سے ہے کہ قزاق کی اگلی اگلی قوم لوگ غورخوڑوں کیساتھ اچھا سلوک کرو۔ دوسرا قول یہ خطاب شہر اور دیوڑوں سے ہے یعنی ہر ایک دوسرے کیساتھ اچھا سلوک کر کے تاکہ کسی پر ظلم نہ ہو۔ تیسرا قول یہ خطاب ان دونوں کے علاوہ کو ہے یعنی اسے صلح کرنے والوں ان کے درمیان نیکی صلح کرو۔ (تعمیر کتبہ) ج کسی ایک جانب جھکاؤ کی بنا پر انسان بدل نہیں کر سکتا ہے اس لئے اسے ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنی لازوال روح کے درمیان باری حق پر مقرر کرتے تھے اور اس کے بعد اس شہر کو لڑنے کی وجہ سے کسی قوم کے لئے اسے ہر ایک قسم کی ہنس تم سب پر اس مواخذہ نہ کر جس میں جس کی ملکیت تھی اسے اس پر مصطفیٰ انکی امرت کا کہتے ہیں جکا شہر ہلکا نہ ہوا اور اسے اپنی زوریت میں ہی رکھ کر لوگوں اس سے موافقت نہ کرتا ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس دھرم نہیں ہو اور وہ ان میں سے کسی ایک کی جانب بھگ بھگ تو قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ ایک ایک جانب جھکا ہوگا۔ (بخاری) ج یعنی ان میں سے ہر ایک کا اللہ تعالیٰ چہائی کے بعد بھر جڑ اعظم فرما جائیگا اور اگلی زندگی کو پہلے سے زیادہ خوشگوار بنادے گا۔ علی کہتے ہیں کہ یہ اس مسئلے میں ہے کہ شہر بھلائی کیساتھ جو صورت کو چھوڑنے یا رکھنے کا فیصلہ کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ انعام اسکے فیصلہ کرنے اور نصیحت کرنے سے ہے۔ (غزالی القرآن)







اللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوْمِينَ

تقوا      شتوبای      دانا      اے      مسلمانانِ عالم      محمدیہ      اقصاف      ایشیہ

اللہ جلتے شانہ جاننے والا ہے۔ اے مسلمانو! اتفاق کے وعدے پر قائم رہو۔

بِالْقِسْطِ شَهِدَ آتَى إِلَهُهُ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوَالِدَ الَّذِينَ

[illegible]

حق کا اظہار کرنے والے اللہ کیسے اُمر ہے اپنا نقصان ہو یا باب ماں یا

الْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَاقِرًا فَإِنَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا

قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ تعلیم و تہذیب کی ترقی کے لیے بھی کوشاں رہا۔

میتھے دروں کا اگر جس پر حق ثابت ہو تو مگر یہ مافقیہ ہر حال اللہ ان سب کو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے پس

تَتَّبِعُوا الْهَوَىَٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلَاَوْا تَصْرَفُوا فَإِنَّ

۱۰۰) خواجه نصیر مکی، اعراس کمالی از دیوانه و مرغانده خوشنویس، گرداننده مجله به آینه

قرعہ اہل نفس کی چھ روئی ذکر و اعراض دے لے ہو کر انصاف سے اور اگر قہر ہے تو یہ بھیج کر دے اور اگر وہاں اس کو تو ہنگام

اللَّهُ كَانَ بِمَا تَصْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٠﴾ تَأْتِيهَا الذِّنُّ أَمْثَلًا

1-10/1/1978

1.  $\frac{1}{2}$  2.  $\frac{1}{3}$  3.  $\frac{1}{4}$  4.  $\frac{1}{5}$  5.  $\frac{1}{6}$  6.  $\frac{1}{7}$  7.  $\frac{1}{8}$  8.  $\frac{1}{9}$  9.  $\frac{1}{10}$  10.  $\frac{1}{11}$

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَالْكِتٰبِ الَّذِي نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهِ

المسألة الأولى: إذا كان  $\alpha$  و  $\beta$  زاويتين متتامتين، فإن  $\sin \alpha = \cos \beta$  و  $\cos \alpha = \sin \beta$ .

مجلس شورای اسلامی ایران - تهران - ۱۳۸۵

وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلْنَا مِنْ قَبْلِهِ وَمَنْ تَقْرَأْهُ يَتَذَكَّرْ

1.  $\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

فعل ماضٍ مذكر مبني على الضمة في محل رفع فاعل

10

۱۔ حضرت ہندو سے دعا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوگی تو آپ کے پاس دو شخص بکھڑے ہوں گے جن میں سے ایک امیر تھا اور ایک غریب۔ نبی کریم ﷺ کا یہاں کیا کہ غریب امیر پر زیادتی نہیں کرتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے امیر و غریب سب کیساتھ انصاف کرنے کا حکم نازل فرمایا۔ (الباب العقول فی اسباب البطلان) چنانچہ چاہئے کہ اس آیت میں انصاف کا حکم شہادت کے حکم سے پہلے ہے اسکی جہت وہیں ہیں۔ (۱) اکثر انسان کی عادت ہے کہ وہ دوسرے کو حکم دیتا ہے لیکن جب ان کا معاملہ آتا ہے تو سب بھول جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اولاً انصاف کا حکم کرنے کا حکم دیا پھر شہادت علی البیہ کا حکم دیا تاکہ یہ سمجھ جائے کہ طرہ شہادت یہ ہے کہ انہیں اپنے نفس پر بھی غمخیزی نسبت زیادہ کرے۔ (۲) قیام باعظمت کا مفہوم یہ ہے کہ غمخیزی پر بیانی کے ضرر کو بٹایا جائے اور یہ حق ہے کہ رطل ضرر میں البیہ مقدم ہو اسے ضرر کے بنائے پر۔ (۳) قیام باعظمت فعل ہے اور شہادت قول ہے اور فعل قول سے آویزاں ہے۔ پس یہ جملہ آیت ہے فیصلہ اللہ العالی لا اله الا هو والذی لا یجحد و الذی لا یظلم فایقینا بالیقین میں شہادت قیام باعظمت فعل پر مقدم ہے جبکہ اس آیت میں اسکی پرکھ ہے۔ غرض شہادت الہی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کیلئے خالق ہے اور اسے قیام باعظمت اس سے عبادت ہے کہ وہ ان مخلوقات میں بدل کی رعایت فرماتا ہے اس لئے یہاں شہادت کو مقدم پر رکھا تاکہ اول حقوق ہو پھر اس کیساتھ قیام باعظمت ہو۔ (تفسیر کبیر)

۲۔ جاننا چاہئے کہ اس آیت کے ظاہر سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہ حکم تحصیل حاصل ہے کیونکہ ایمان والے کو ایمان لانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اسکی جواب میں مفسرین کرام کے اور اقوال ہیں۔ (۱) یہاں اول یہ خطاب مسلمانوں سے



تفسير القرآن العظيم

۱۔ اس آیت کریمہ میں چار اقوال ہیں۔ پہلا قول: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کے بعد کفر کو کر دیا۔ دوسرا قول: اس سے مراد وہ ہیں کیونکہ وہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور قزاق پر ایمان لائے پھر حضرت عزیر علیہ السلام کا انکار کر کے کفر کیا پھر حضرت داؤد علیہ السلام پر ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کر کے کفر کیا پھر اپنے کفر کو مٹانے کا انکار کر کے بدعا کیا۔ تیسرا قول: اس سے مراد منافقین ہیں۔ پس ایمان ادا ہوئی جانب سے انبیاء اسلام ہے اور ان کے بعد کفر کا کافق ہے ایمان کا ہی جب وہ لوگ مسلمانوں سے ملے تھے تو کہتے کہ ہم منصفین ہیں اور کفر کا ہی جب اپنی محسوسات کے لوگوں سے ملے تو کہتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور یاد رکھنا مسلمانوں کے حق میں کفر و فریب کرنا اور ان کے لئے طرح طرح کی تدبیر موجد کرنا ان کے ذریعے مسلمانوں کو ستا یا جانے۔ قتال کہتے ہیں کہ اس آیت میں دو دلائل ہیں ہے پہلا ایمان کے بارے میں اگلے تر دو دلائل کیا گیا ہے جیسے **مَنْ كَفَرَ بَعْدَ إِيمَانِهِ يَكُنْ فِي أَلْسِنَةٍ لَّا حِسَابَ لَهَا** یعنی **مَنْ كَفَرَ بَعْدَ إِيمَانِهِ يَكُنْ فِي أَلْسِنَةٍ لَّا حِسَابَ لَهَا** اور دوسرے ان لوگوں کی جانب سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب سے ایمان لائے تاکہ مسلمانوں کو کھجک میں ڈالا جائے گویا کہ اس نے اہل ایمان ظاہر کیا پھر ایمان سے پھر کفر کا ظاہر کیا اور مسلمانوں کا مذہب اور اس کے کفر کو زیادہ کیا۔ **لَسْمٌ** یعنی **لَسْمٌ** لفظ ہے۔ یہاں سوال ہوتا ہے کہ اس آیت میں جو قسم مذکور ہے وہ شرط ہے یا قیاس سے یا بعد تو یہ ہے۔ اول یہ اہل ہے اس لئے کہ قیل تو یہ علی الاطلاق مذکور نہیں ہے۔ دینی بھی باطل ہے کیونکہ کفر بعد تو یہ منظور ہے کہچہ بڑا کفر کے بعد تو یہ کرتے۔ پس سوال ہوا کہ پھر حاکم نے اس کا کیا مفہوم ہے؟ ۱۔ کافرا جب ہے کہ ان

مَلِكِيَّتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ

فرشتگان اور ان کے گناہوں اور عیاضامبران اور ہرگز آخر میں ہر آئینہ گمراہ شدہ  
 آئینے فرشتوں کا اور انکی گناہوں کا اور انکے دہلوں کا اور آخرت کے دن کا ایسے رنگ دو گمراہ ہوا

صَلَاً بَعِيداً ﴿١٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا

گمراہی دور بدلتی آنکھ ایمان آورے باز کافر شمشاد ہزار ایمان آکر رہے  
دور کی گمراہی مٹا۔ بچک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے

لَمْ كَفَرُوا ثُمَّ أَزَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيُفْفِرَهُمْ وَلَا

ہندو کا کہنا ہے کہ ہندوؤں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور ان کے حقوق کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ﴿٥٥﴾ يٰۤاَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ اِنْ كُنْتُمْ تَحِبُّونَ

میں نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ آپ سب سے پہلے اسے دیکھیں گے۔

پیشہ (۱) الدین یجدون النہدین اولیاء من دین

چنے والا طلب ہے ۲۰۰ منافقین جو کافر کو راستہ بتاتے ہیں سو سنوں کو

وہاں آیا تو ایک ایسا ارجمندی کی طلوع کی ہر آنہ ارجمندی خدا راست

تَحْمِيحًا ۞ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكَ فِي الْكِتَابِ آيَاتٍ إِذَا سَمِعْتُمْ

کجا و هر آنکه فرجه فرجه است به شمع خدا در قرآن که چون بشنود

مذہب

١٢٣

[illegible]







تمت

۱۔ اذان کا کہنے میں کہ بُحْبُوحَةُ غُلَّتِ اللَّيْلُ یعنی  
بُحْبُوحَةُ غُلَّتِ وَتَمَوَّلَ اللَّيْلُ ہے لیکن مسافقین اور کھانے کی  
عرض سے ایمان ظاہر کرتے ہیں لیکن اپنا کفر چھپائے  
رہتے ہیں۔ وہ بَحْبُوحَةُ غُلَّتِ یعنی اللہ تعالیٰ عقاب کے  
ذریعہ انکے خدایاں کا بد رویہ حضرت ابن عباس رضی  
اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اِنَّهُ نَفَّاسِي عِبَادَةَ غُلَّتِمْ فِيهِ  
الْأَخِيرُ یعنی اللہ تعالیٰ انھیں آخرت میں خدایاں سے  
دوچار فرمایا اور اس طرح کہ اللہ تعالیٰ انھیں مؤمنین کی  
طرح پر ملاحظہ فرمایا جس جب مراد کی جانب جانتے تو  
اپنا تکبر اور نخوت و اونچائی اور عظمت چھا جائے گی۔ انکی اصل  
اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے قائم کرتے ہیں۔ فَغُلَّتِمْ  
مَحْمَلُ الَّذِي اسْتَوْفَدْنَا مِنَ اللَّهِ اخْبَاءً ثَالِثًا الخ  
حضرت ابن جریر کہتے ہیں کہ یہ آیت عبد اللہ بن ابی اور ابو  
عامر بن نعمان کے بارے میں ڈال دی گئی۔ (تفسیر کشور)  
ابن جریرؒ) وَأَذَانُ قَاتِلُوا الْخَبْرَ یعنی مؤمنین کیساتھ جو  
نہارا کا ارادہ کرتے ہیں تو انتہائی سستی کا مظاہرہ کرتے  
ہیں۔ لَوْ أَنَّ ذَا النُّكْحِ الخ یعنی مؤمنین کیساتھ نماز حفظ  
رایا کیلئے پڑھتے ہیں۔ وَلَا يَدْخُرُونَ إِلَهًا إِلَّا قِيلًا  
اس کے بارے میں امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ (۱) لا تذكرو الله -  
مراد اذان ہے یعنی دو سو نمازیں پڑھتے مگر بہت کم۔ (۲)  
اس سے مراد یہ ہے کہ وہ سب نمازیں اللہ کا ذکر نہیں کرتے  
مگر بہت کم پڑھتے۔ وہ لوگ فقط بغیر اذان کا اظہار کرتے ہیں  
لیکن قرأت اور استیعادت انھیں آہستہ آہستہ یاد کرتے ہیں  
سوائے اسی پہنچتا رہے تھے۔ (۳) یہ لوگ مجمع اوقات  
میں سے کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے ہیں خواہ وہ  
وقت نماز میں ہو یا خارج نماز ہو۔ صاحب کتاب کہتے ہیں  
کہ اس طرح کا ذکر بہت سے اسلام ظاہر کرنے والوں  
میں پایا جاتا ہے اگر آپ دیکھیں رات انکی صحبت میں رہیں تو

عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۖ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَدِّعُونَ اللَّهَ

مسلمانوں کی راہ۔ ایک متفقین دھوکا دینے چاہتے ہیں اللہ کو چاہئے کہ اللہ بھی ان سے

وَهُوَ خَائِفُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ فَمَأْوَئُهُمْ

و خدا نیز فریب نمیکند با ایشان و چون ملاقاتش نمودی هزار و پنجاه کاهل گفتم

وَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى

يُراءون الناس وقد يدينون الله عز وجل في غير شيء مما عاب عليهم الله في ذلك ولا يجادلهم فيها بل يُجادلون الناس عن قلبهم وهم مُضِلون

کھڑے ہوتے۔ لوگوں کیلئے دکھایا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تم! مقرب ہیں

تَنْ ذَلِكَ إِلَى هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَمَنْ يُضْلِلِ

درمیان این ۱ آبی ۳ نیلوی ایجاا اندو ۳ نیلوی آبی ۱ و ۳ نیلوی آبی ۱

اُسکے اور اُسکے درمیان اور نہ ایک طرف ہیں اور نہ انکی طرف ہیں اور جسے گمراہ کرتا ہے

اللَّهُ فَلَئِنْ تَجَدَّدَ لَهُ سَيِّئَاتِهِ <sup>(١٠)</sup> يَأْتِيهَا الدِّينَ أَهْتَوَالاً

خدا جس کی نیابتی اور مابینہٴ راسخی سے مسلمانانِ مکیہ

[illegible]

تتحدوا الكافرين واليهاء من دول المؤمنين الذين

روایت	کاظمی	مستطاب	سکانت	ای	بی
روایت	کاظمی	مستطاب	کے	حوا	کیا تم جانتے ہو

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ۖ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي

که ثابت نمید برای غذا به خوش ابرام ناه هر آنچه ملاحظه

کہ حاجت کی لاف مکنے سے بچ کر کھانا آرام سے چکھ کر

منزل ۱

دنیاوی مصلحتوں کے اور کچھ سنبھالنے والے تھے۔ (۳) حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اس کا مقہوم یہ ہے کہ ان میں سے جن کے ذکر

یہ بھی کہی چیز میں اس طرح تردید نہ کر جاؤ گا میں سے کسی جانب نہ چلے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

کہ جنہوں کے انجیل کا خالق اللہ ہے۔ (تفسیر کبیر) حق تعالیٰ کہتے ہیں کہ اے ایمان والے! اللہ تعالیٰ نے تم کو

ا کے احوال کو بیان فرمایا ہے۔ مزارقین کا یہ طریقہ رہا ہے کہ کبھی مسئلہ انوں کے جانب مائل ہوتے تھے اور کبھی کفار کی

اس کا سبب یہ تھا کہ انعام و عید کے لئے فی سطر میں بہت زیادہ سورت کی انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ہم

ہو۔ اگرچہ کوئی ناقصین کی روش اپنانے سے منع کرنے پر محمول کر لئے کہ اسکا ملبوم ہے۔ ہوگا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ







## تَفَسُّتِ الْاِمْلَاقِ

ان حضرت کا ہر وہابت کرتے ہیں کہ چاہے ایک مجلس کے بارے میں نازل ہوئی جس نے مدینے میں ایک مجلس کی حیثیت کی اور پھر اپنے مہمان کی بدگولی کرنے لگا اور پھر پلٹ کر انکی تحریک کرنے لگا جن کا وہ مجلس مستحق تھا۔ اس طرح اس نے مہمان کیلئے بھی آسانی فراہم کر دی کہ وہ میزبان کی تحریف کرے جن کا وہ مستحق ہو۔ (الاب اقول فی اسباب التوہل) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عظیم اپنی دعائیں اپنی آواز کالم کے خلاف بلند کرے۔ حضرت عباد کہتے ہیں کہ عظیم کالم کے علم کی خبر ملے گی ہے۔ حضرت ام کہتے ہیں کہ طبیعت اور شک کی بناء پر جیسے بڑے احوال کو بیان کرنا چاہیں ہیں لیکن حکم کا اظہار کرنا چاہئے مثلاً چندی و نصب وغیرہ۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ عظیم کی کالم کے مقابلے میں عدوی جاہلی۔ (غرائب القرآن)

ج جانا چاہئے کہ کمالی کے مقامات بہت زیادہ ہیں لیکن ان سب کو وہ امور میں محصور کیا گیا ہے۔ صدق مع الحق (حق کیساتھ چنانچہ) اور خلل مع الخلق (خلق کیساتھ) حسن اخلاق اور وہ جو خلق سے متعلق ہے اسکی وہ امور میں محصور کیا گیا ہے انکی جانب تعلق پہنچاتا اور ان سے قصص بیان اور ان کی طرف ان تفسیراً غصراً او تفسیراً سے اشارہ کیا گیا ہے اور ان کی جانب او تفسیراً سے اشارہ کیا گیا ہے گویا کہ اس مختصر سے جملے میں بیچ انواع غیر اور احوال۔ انکی کے تمام اعمال موجود ہیں۔ لسان اللہ ثمان غصراً قدیراً اس میں چندا حلال ہیں (۱) اللہ تعالیٰ جانیں کو معاف فرما دیتا ہے باوجود یہ کہ وہ بدلتے ہیں بقدر ہے اس لئے تم بھی معافی کیس طرح کاؤ۔ یہ قول حضرت حسن کا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے جو ملوث پایا تھا ہے۔ (۳) کہیں کہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ

لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَن

ہاں ہمارا خدا جہر نہیں غن پر مکر غن گفتنی مظلوم کے غلط است و بہت خدا

اللہ پس نہیں کرے جہر کا اعلان کرنا سوائے اسکے جس پر ظلم کیا گیا ہو (معاف ہے) اور اللہ

ظلم نہ ہو گا کہ اللہ سَمِيعًا عَلِيمًا ۝ اِنْ تَبَدُّواْ خَيْرًا اَوْ تَخَفُوْهُ

فتواہی دانا اگر آفتا کہتے کار تک یا یا نہیں کہتے آنا یا غم کہتے از

خے والا چاہتے والا ہے اگر تم تک کام غلط کرنا اسے پوشیدہ کرنا یا معاف کرنا

اَوْ تَحْفَوْنَ سُوْءَ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

میں پس ہر آئے خدا بہت عفو کنند توانا ہر آئے کہسایک کافر بیشمار

کسی ظلم کو تو چھٹا اللہ معاف کرانے والا قدرت والا ہے ج چھٹا جو لوگ انکار کرتے ہیں

يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُفْرِقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ

خدا و پیغمبران اور کہسایک پیغمبران کہ تفرق کنند در میان خدا و پیغمبران اور

اللہ کا اور انکے رسولوں کا اور وہ لوگ چاہتے ہیں کہ تفرق کریں اللہ اور انکے رسول کے درمیان

وَيَقُوْلُوْنَ نُوْمِنُ بِبَعْضٍ وَنُكْفِرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيْدُوْنَ

کہسایک پیغمبران ایمان کی ترمیم بعض پیغمبران و ہاں عقیدہ بیشمار بعض را کہسایک

اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں بعض پیغمبروں پر اور ہم ایمان نہیں رکھتے بعض پر اور چاہتے ہیں

اَنْ يَّسْجُدُوْا بِمَنْ ذِيْكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ

کہ رات کی گزند درمیان این و آن انجمامت ایشانہ کاراں

کہ کافریں کی ایک راہ ہے انکی جماعت طبیقت میں کارہ ہیں

حَقًّا وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِمًّا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تفہیم و عذابہ ساختہ ایم کے کاراں عذاب غدار کنندہ کہسایک ایمان آورند

ہیں اور ہم نے عذاب کیا ہے ان کافروں کیلئے عذاب کرنے والا عذاب ہے اور وہ لوگ جو ایمان لاتے

مقولہ ۱

تہا ہے معاذ کی نسبت معافی پر زیادہ وقت دیتا ہے۔ (تفسیر کبیر) حدیث میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کالی نے کالی دی آپ خاموش رہے پھر اس نے کالی دی تو آپ نے اسکا جواب دیا۔ نبی کریم ﷺ اس سے معاف کر جانے کے لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ جب اس نے کالی دی تو آپ بیٹھے لیکن میرے جواب پر آپ اٹھ کر جانے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم خاموش تھے تو تمہاری طرف سے فرشتے جواب دے رہے تھے لیکن جب تم نے جواب دیا تو فرشتے چلے گئے اور شیطان آگیا اس لئے میں اس مجلس سے جا رہا ہوں۔ (غرائب القرآن) ج اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ دعا کرنے کے احوال کو بیان فرما رہا ہے۔ (۱) بعض انبیاء پر ایمان لائے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ (۲) یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات پر ایمان لائے تھے لیکن حضرت یونس علیہ السلام اور انجیل مقدس کا انکار کرتے تھے۔ (۳) نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام اور انجیل مقدس پر ایمان رکھتے تھے لیکن نبی آخر الزماں ﷺ کا انکار کر دیتے تھے۔ و نَسِیْنَا ذٰلِکَ اَنْ یَّسْجُدُوْا بِمَنْ ذٰلِکَ سَبِيْلًا یعنی وہ لوگ کہنا ایمان کے درمیان ایک پاراستہ نکالنا چاہتے تھے۔ (تفسیر کبیر) ج میں کہ وہ ملوث جن کا کالی آیت میں ذکر آیا ہے بالحق کافریں۔ ان کے ایمان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ پہلا کہ وہ کفر واضح ہے کہ بعض نبیوں کا انکار کرتے ہیں۔ دوسرے کہ وہ کفر بھی واضح ہے کہ یہ لوگ انکار کرتے ہیں۔ تیسرے کہ وہ کفر بھی واضح ہے کہ یہ لوگ نبی آخر الزماں ﷺ اور قرآن پاک کا انکار کرتے ہیں۔ (غرائب القرآن)



بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِۦ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ

نقلاً و تفسیریں اور فرق نہ کر دے اور درمیان حق کی از ایساں احتجاج اللہ پر اور اسکے رسولوں پر اور تفرق نہ کیا ان میں سے کسی ایک کے درمیان کئی جماعت ہے

سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ اُجْرَهُمُ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

پریم ایساں عذر بزرگ و بہت خدا آمر زندہ مہربان ہم انہیں دے گا اجر دیں گے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

يَسْأَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَاءِ

درخواست میکہ از تو اہل کتاب کہ فرود آئی پر ایساں کتابی از آسمان درخواست کرتے ہیں آپ سے اہل کتاب کہ تم انہوں پر ایک کتاب آسمان سے

فَقَدْ سَاَلُوا مُوسٰٓى اَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا اَرِنَا اللّٰهَ

پس سوال کرو یونس از موسیٰ بزرگ تر ازین گفتند خدا را دکھا بھا پس انہوں نے سوال کیا موسیٰ سے اس سے بھی زیادہ سخت انہوں نے کہا کہ اللہ کو ہمیں دکھائیے

جَهَنَّمَ فَاَخَذَتْهُمُ الضُّرُوعَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا

آٹھارا پس گرفت ایساں صاعقہ بھوب گناہ ایساں باز مہرہ گرفتہ اٹھارے پس پکڑ لیا انہیں کڑا کہ ان کے گناہ کے سبب پھر مہرہ نازل

الْعَجَلِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنٰتُ فَقَعُوْٓا عَنِ

گوسالہ را بعد از آگاہ آمد بایساں مجرما بھیا اور گدھم ازین مجرے کو بعد اس کے کہ آگے پاس روشن مجرے آئے پس ہم نے مٹا کر دیا اس

ذٰلِكَ وَاٰتَيْنَا مُوسٰٓى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝۱۰ وَرَفَعْنَا قُوَّةَهُمْ

کرمہ و دادیم موسیٰ را ظلم ظاہر و رافعیم بادی ایساں جسے کے جرم کو اور موسیٰ کو روشن ظہر دیا ج اور ہم نے اٹھایا ان کے اور

مَنْزِل ۱

۱۔ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے صاحب ان لوگوں کے حق میں خود ثابت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو۔ (تفسیر کبیر)

۲۔ ابن جریر نے جو کہ ان کتب قرآنی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چند یہودی آئے اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حضور سے سختیاں لے کر آتے تھے۔ آپ بھی ہمارے پاس سختیاں لے کر آئیں تو ہم آپ کی خدمت میں کرینگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس پر ایک یہودی نے پاؤں کی انگلیوں کے نیچے کھڑے ہو کر ادا پڑا ہو کر آپ کو لپکا پس کر کے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نازل نہیں کی ہے۔ آپ پر نہ موسیٰ پر نہ علی پر اور نہ کسی اور پر۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت زنا قلذوا اللہ حق قلذرو۔ (انعام آیت ۹۱) نازل فرمائی۔ (الباب اہول فی اسباب التورہ) اس آیت کریمہ میں یہودی کی چالاقوں میں سے دوسری چالاکت بیان کی جا رہی ہے یعنی ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ آسمان سے ایک دم کتاب لے کر آئیں۔ دوسرے قول کے مطابق ان کا یہ مطالبہ تھا کہ آپ خداں خداں کی جانب کتاب نازل کریں۔ تیسرے قول کے مطابق ان کا مطالبہ یہ تھا کہ آپ آسمان سے کوئی کتاب نازل کریں اس حال میں کہ ہم اسے دیکھ رہے ہوں۔ (غرائب القرآن) جانتا چاہیے کہ جو پہلی کتاب سے پناہ جرم رویت باری تعالیٰ کا مطالبہ ہے جو آگے آوا اجداد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا اس لئے کہ کتاب کی منزل فی ذاتہ امر ممکن ہے جبکہ رویت باری تعالیٰ امر مستحکم نہ تھا ہے اور مذکر کے نزدیک دنیا میں مستحکم ہے (لیکن آخرت میں ممکن ہے) (غرائب القرآن) پس نقلاً ما جاء فيهم البينات میں

پہلے قول کے مطابق بیانات سے مراد صاعقہ [کڑک] ہے جس صاعقہ اگرچہ احد ہے مگر انکی دلالت اللہ تعالیٰ کی قدرت اٹھنے طم اسکے قدیم اسکے لئے جسم اور عرض کی مخالفت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی صداقت پر دلالت کرتی ہے اس بناء پر اسے حق کے طور پر بیانات کیا گیا ہے جبکہ صاعقہ من حیث اللفظ واحد ہے لیکن من حیث المعنوی جمع ہے اور یہاں معلوم کا اعتبار کیا گیا ہے۔ دوسرے قول کے مطابق بیانات سے مراد انزال صاعقہ اور انہیں مارنے کے بعد زندہ کرنا ہے۔ تیسرے قول کے مطابق یہ ہے کہ وہ لوگ زمانہ فرعون میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے طرح طرح کے کھڑکے کچے تھے مثلاً عصا پھینکا اور فلسطی بھینچا اور انہیں اسکے باوجود وہ لوگ چھڑے کو بیوروں کا کرکھی مبادت کرنے لگے۔ اس کلام سے مقصود یہ ہے کہ آگے اللہ تعالیٰ ان لوگوں نے آپ سے کتاب نازل کرنے کا مطالبہ کیا ہے آپ جان لیں کہ ان کا یہ مطالبہ فقط عداوت کا ہی نہیں ہے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان پر آسمان سے کتاب نازل کروا چکے تھے اور انہیں طرح طرح کے کھڑکے کچے تھے لیکن اسکے باوجود ان لوگوں نے علی کمال اعتماد و یقین کا مطالبہ کر دیا اور پھر اسے چھڑے کی مبادت میں مشغول ہو گئے یہ سب اس بات کی روشن دلیل ہے کہ یہ لوگ عدا میں آئے وہ دشمن تھے جس کی کتاب حق کو قبول نہیں کریں گے۔ واٰتینا موسیٰ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا یعنی ہم نے اس عدا کے باوجود موسیٰ کو حق و نصرت عطا کی اور آگے دشمن پر انہیں غالب کیا لیکن یہ سب ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ واضح رہے کہ اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کیلئے بشارت ہے کہ یہ کفار نفس و عدا کے سبب ایمان سے انکار کرتے ہیں اور نہ یہ لوگ بھی آپ کی حقانیت جانتے اور پہچانتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)



۱۔ اس آیت کے تحت میں اللہ تعالیٰ اس کی سرکشی کو بیان فرماتا ہے۔ (۱) ان کے سروں پر کوہ طور اٹھا دیا گیا تاکہ خوف کے بارے میں جتنی بات چلی کر لیں کیونکہ یہ لوگ اپنی سرکشی کی بناء پر جنت سے انکار کر رہے تھے۔ انکی جانب میں اشارہ کیا گیا ہے وَرَفَعْنَا فَوْقَهُم بَابًا فَتَحْنَاهُمْ لِمَا لَمْ يَكُنَّ يَنْتَظِرْنَ (۲) جنت کے دروازے میں عہد کرتے ہوئے داخل ہونے کا حکم دیا گیا لیکن یہ لوگ اس حکم میں بھی سرکشی کر گئے اسکی جانب میں اشارہ کیا گیا ہے وَفَعَلْنَا لَهُمْ أَذْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا ۖ [اور ہم نے انھیں حکم دیا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جائیں] (۳) ہفتہ کے دن انھیں حکار کرنے سے منع کیا گیا لیکن انھیں باوجود یہ لوگ حکار کرتے تھے اس فرمائی کی جانب میں اشارہ کیا گیا ہے وَفَعَلْنَا لَهُمْ لَا تَعْبُدُوا إِلَهًا إِلَّا الْإِلَهَ الْأَحَدَ ۚ [اور ہم نے انھیں حکم دیا کہ ہفتہ کے روز حکار مت کرو] بعض نے کہا ہے کہ یہاں العبد یعنی اعتقاد نہیں ہے بلکہ محض حضور ہے منہم اسکا یہ حکا کہ ہم نے انھیں ہفتہ کے روز کعب و گل سے منع کیا گیا کہ یہ کہا گیا کہ تم لوگ اپنے گھروں میں حاضر رہو اور گل سے کے دو میں رزاق ہوں تمہیں رزق دے گا لیکن یہ لوگ اس حکم کی نافرمانی سے بھی باز نہیں آئے۔ (فراس)

۲۔ جاتا چاہے کہ قریب ہوا چار سو پر داخل ہے (۱) بعض جتنی میں اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب جتنی قرار دے کے سبب نازل فرمایا (۲) اللہ تعالیٰ کی آیات کو ان کے سبب ان پر عذاب نازل کیا گیا۔ یہاں آیات اللہ سے مراد معجزات ہیں کیونکہ ان لوگوں نے معجزات دیکھنے کے باوجود اسکا انکار کیا جو عذاب انکی کاسبب بنا۔ (۳) انہیں ان کے کم تعلیم السلام کو حق مل کر ان پر عذاب آنے

کاسبب ہے۔ (۴) ان کا دل حق بات قبول نہیں کرتا۔ یہاں کہتے ہیں خلف، عارض کی فتح ہے جیسے کتب کتاب کی فتح ہے۔ معنی یہ ہوگا کہ ان لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ہمارے پاس بہت علوم ہیں اس لئے ہمیں کسی اور کی حاجت نہیں ہے۔ اس سبب انھوں نے انہیں کہہ کر ہم علوم کو کھلا دیا تھا لیکن انکی بات سے دوسرا قول یہ پیش کرتے ہیں کہ خلف، عارض کی فتح ہے اور اعلیٰ پر ہے کہ کسی چیز کے چھپائے کو کہتے ہیں سوکت معنی یہ ہوگا کہ ہمارے دل میں کچھ ہے جو ہم نے تم کی بات نہیں کچھ ہوتا۔ بنی طبع اللہ عَلَيْنَا بِكُفْرِهِمْ ۖ بَلْ كَانُوا يَكْفُرُونَ (۱) اس آیت سے ان کے دعوت کی تردید کی جارہی ہے کہ ہمارے پاس اسے علم ہیں کہ کسی اور کی ضرورت ہی نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے کلوب میں علم نہیں ہے بلکہ ہم نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر کھڑکیاں بنائیں۔ (۲) ان کی بات کو کھل دیا۔ (۳) انھیں کہہ کر) جاتا چاہے کہ اب ان لوگوں نے حضرت مریم پر ناکام کام کیا تو یہ ان کا کفر تھا کیونکہ انھوں نے اللہ کی قدرت پر شک کیا کہ وہ اللہ بخیر باپ کے کسی کو پیدا نہیں کر سکتا ہے گو کہ ان کے نزدیک ہر والدہ بیوقوف یا خالہ ہے بیوقوفی ان کی ہے اور یہی ان کی ہے اس سبب ہے اس لئے یہ بھی کفر ہے۔ فَعَلْنَا لَهُمْ أَذْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا ۖ [اور ہم نے انھیں حکم دیا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جائیں] (۴) ہفتہ کے دن انھیں حکار کرنے سے منع کیا گیا لیکن انھیں باوجود یہ لوگ حکار کرتے تھے اس فرمائی کی جانب میں اشارہ کیا گیا ہے وَفَعَلْنَا لَهُمْ لَا تَعْبُدُوا إِلَهًا إِلَّا الْإِلَهَ الْأَحَدَ ۚ [اور ہم نے انھیں حکم دیا کہ ہفتہ کے روز حکار مت کرو] بعض نے کہا ہے کہ یہاں العبد یعنی اعتقاد نہیں ہے بلکہ محض حضور ہے منہم اسکا یہ حکا کہ ہم نے انھیں ہفتہ کے روز کعب و گل سے منع کیا گیا کہ یہ کہا گیا کہ تم لوگ اپنے گھروں میں حاضر رہو اور گل سے کے دو میں رزاق ہوں تمہیں رزق دے گا لیکن یہ لوگ اس حکم کی نافرمانی سے بھی باز نہیں آئے۔ (فراس)

الشَّامِ
۲۲۵
الْبَابِ

الطُّورِ بِمِثْلَانِ قِيمَةٍ وَقُلْنَا لَهُمْ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا

طور یا برائے مرتفع ہوا ایساں ۱۔ عظیم ایساں اور انکی عہد کھان اور باب

طور یا ان سے عہد لینے کیلئے اور فرمایا ان سے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ

وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْبُدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا

۱۔ عظیم ایساں عہد ملکہ اور روز شنبہ و مرتفع ایساں عہد

اور ہم نے ان سے فرمایا کہ نہ جو ہفتہ کے روز اور ہم نے لیا ان سے ميثوق

عَلَيْهَا ۖ فِيمَا نَقُضُهُمْ مِثْقَانَهُمْ وَكَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَ

حکم نہیں سبب گفتن ایساں عہد خود دا و سبب کفر ایساں آیت خدا و

عہد جس ان کے ميثوق عہد کرنے کے سبب اور اللہ کی آیتوں سے انکار کرنے کے سبب اور

قَتَلُوا الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ

کشتن ایساں انبیاء یا حلق و گفتن ایساں کہ دلی غور پر ہوا است بلکہ

انکا انبیاء کو حق قتل کرنے (کے سبب) اور انکا کہنا کہ ہمارے دلوں پر پردہ ہے بلکہ

طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۚ وَكَفَرُوا

پر نیکار است خدا پر ایساں سبب کفر ایساں جس ایمان چارہ کر انکی و سبب کفر ایساں

پر لگا دی اللہ نے ان پر انکے کفر کے سبب جس ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے سے اور انکے کفر کے سبب

وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۚ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا

۱۔ گفتن ایساں بد مریم بہتان بڑا و سبب گفتن ایساں نا کہ ۱۔ عظیم

اور انکا مریم پر بہتان بہتان لگانے کے سبب سے اور انکے کہنے کے سبب کہ ہم نے شہید کر دیا

الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا

مسح عیسیٰ پر مریم کو بی الواقع ظہر خدا پر و نہ کشتہ اللہ او را و

مسح عیسیٰ ابن مریم کو جو بی الواقع اللہ کے رسول تھے اور نہ شہید کیا ہے انھیں اور

کاسبب ہے۔ (۴) ان کا دل حق بات قبول نہیں کرتا۔ یہاں کہتے ہیں خلف، عارض کی فتح ہے جیسے کتب کتاب کی فتح ہے۔ معنی یہ ہوگا کہ ان لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ہمارے پاس بہت علوم ہیں اس لئے ہمیں کسی اور کی حاجت نہیں ہے۔ اس سبب انھوں نے انہیں کہہ کر ہم علوم کو کھلا دیا تھا لیکن انکی بات سے دوسرا قول یہ پیش کرتے ہیں کہ خلف، عارض کی فتح ہے اور اعلیٰ پر ہے کہ کسی چیز کے چھپائے کو کہتے ہیں سوکت معنی یہ ہوگا کہ ہمارے دل میں کچھ ہے جو ہم نے تم کی بات نہیں کچھ ہوتا۔ بنی طبع اللہ عَلَيْنَا بِكُفْرِهِمْ ۖ بَلْ كَانُوا يَكْفُرُونَ (۱) اس آیت سے ان کے دعوت کی تردید کی جارہی ہے کہ ہمارے پاس اسے علم ہیں کہ کسی اور کی ضرورت ہی نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے کلوب میں علم نہیں ہے بلکہ ہم نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر کھڑکیاں بنائیں۔ (۲) ان کی بات کو کھل دیا۔ (۳) انھیں کہہ کر) جاتا چاہے کہ اب ان لوگوں نے حضرت مریم پر ناکام کام کیا تو یہ ان کا کفر تھا کیونکہ انھوں نے اللہ کی قدرت پر شک کیا کہ وہ اللہ بخیر باپ کے کسی کو پیدا نہیں کر سکتا ہے گو کہ ان کے نزدیک ہر والدہ بیوقوف یا خالہ ہے بیوقوفی ان کی ہے اور یہی ان کی ہے اس سبب ہے اس لئے یہ بھی کفر ہے۔ فَعَلْنَا لَهُمْ أَذْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا ۖ [اور ہم نے انھیں حکم دیا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جائیں] (۴) ہفتہ کے دن انھیں حکار کرنے سے منع کیا گیا لیکن انھیں باوجود یہ لوگ حکار کرتے تھے اس فرمائی کی جانب میں اشارہ کیا گیا ہے وَفَعَلْنَا لَهُمْ لَا تَعْبُدُوا إِلَهًا إِلَّا الْإِلَهَ الْأَحَدَ ۚ [اور ہم نے انھیں حکم دیا کہ ہفتہ کے روز حکار مت کرو] بعض نے کہا ہے کہ یہاں العبد یعنی اعتقاد نہیں ہے بلکہ محض حضور ہے منہم اسکا یہ حکا کہ ہم نے انھیں ہفتہ کے روز کعب و گل سے منع کیا گیا کہ یہ کہا گیا کہ تم لوگ اپنے گھروں میں حاضر رہو اور گل سے کے دو میں رزاق ہوں تمہیں رزق دے گا لیکن یہ لوگ اس حکم کی نافرمانی سے بھی باز نہیں آئے۔ (فراس)















تفسير القرآن

۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہود کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تمہیں میرے خدا کی طرف سے رسولی ہوئے کا ظلم ہے انھوں نے کہا کہ ہم تو یہی فرشتوں جانتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (الیاب النحل فی سہاب النحل) اللہ تعالیٰ کی شہادت قرآن کریم ایسی فصاحت و بلاغت پر مشتمل ہے کہ اولین و آخرین اس کے معارفہ سے قاصر ہیں لہذا یہ معجزہ وادوار اظہار معجزہ و ہدی کی صداقت کی گواہی ہے اور فرشتوں کی گواہی ہے کہ یہ معجزہ کا قہور ان کے ہاتھوں سے ہوتا ہے۔ اب آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ اسے محمد ﷺ ان یہودیوں کے کذب کی پر داغ نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ جو اللہ العالمین ہے وہ آپ کی نبوت کی گواہی دیتا ہے اسی طرح تمام مخلوق آپ کی نبوت کی گواہی دیتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

۲ اس آیت کریمہ کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ یہود حضرت محمد ﷺ اور قرآن کا انکار کرتے رہیں گے اسی طرح لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکنے کیلئے لکے قلوب میں شکوک و شبہات ڈالتے رہیں گے۔ یہود پہلا شعبہ ڈالتے تھے کہ اگر محمد ﷺ اللہ کے رسول ہوتے تو ان کو گئی ایک ہی مرتبہ میں کتاب نازل ہوتی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تو یہ نبیہا کی نازل ہوئی۔ دوسرا شعبہ ڈالتے تھے کہ قرابت میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت تبدیل یا متحجج نہ ہوگی۔ تیسرا شعبہ ڈالتے تھے کہ انبیاء کیلئے ضروری ہے کہ وہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں یا حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے۔ فلذا صلی علیہ وسلم لا یخلفنا کیونکہ وہ لوگ لوگوں کو گمراہ کرنے میں بہت سخت تھے اس لئے خلاۃ عبید کہا گیا ہے پھر اس گمراہی سے ہل کر جاہ کائنات کی کوشش میں لگ جاتے

أَنْزَلَهُ بِعِوَابِهِ وَالْمَلَكُ يَشْهَدُونَ وَكَفَى بِاللهِ

کہ فرشتہ ہے آفر اعلم خور و فرشتگان نیکوگامی میدهند و پس است خدا  
کہ اسے اپنے علم سے آفرایا ہے اور فرشتے بھی نیکوگامی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ کی

شَهِيدًا ۖ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ

مواہر : ہر آدمی کیساتھ کافر شمشاد و ہزار ہا شمشاد کے  
مواہر : ۱۔ چٹک ۲۔ لوگ ۳۔ کافر ۴۔ اور انھوں نے روکا اللہ کے

اللَّهُ قَدْ ضَلُّوا ضَلًّا بَعِيدًا ﴿١٧٧﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

خدا تعالیٰ گمراہ شخص کو گمراہی سے راستے پر لے آئے گا۔

وَقَالُوا الْمَلِئِكَةُ إِنَّا نَبَاهُهُمْ وَإِنَّا لَمَنبَأُهُمْ لِرَبِّهِمْ كَذِبًا

وستم کردہ ہرگز پیامِ زر ایشانرا غذا و عمامہ ایشانرا رختی  
اور انھوں نے ظلم کیا ہرگز اللہ انھیں معاف نہیں فرمائیگا اور نہ انھیں راستہ دکھائیگا۔

الْأَطْرَافِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَكَانَ ذَلِكَ

مگر رادہ روزِ جاویدانِ آنجا ہمیشہ و بہت ایسا آسان  
مگر روزِ کا راستہ اس جگہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ آسان ہے

عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٦٩﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ

۱۔ خدا سے مردمان پر آگے آگے رہنا  
اللہ سے ہم سے آگے ہوگا، تمہارے پاس رسول آئے

يَا حَقِّقِي مِنْ رَبِّكُمْ فَأَمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوا

برائی از جانب پروردگار تھا پس ایمان آری تا ایمان آردان بجز باشد برائے خدا و اگر کافر شود حق کیا تہمیدے رب کی طرف سے پس ایمان لاؤ تا کہ ایمان لانا نہ ہو تہمیدے لئے اور اگر کافر ہوئے

سؤال ۱

(تفسیر کبیر) مع یعنی ان لوگوں نے حضرت محمد ﷺ کی بیعت کے ذکر کو چھپا کر اور لوگوں کے عقوب میں شبہات ڈال دیا۔ یامت کے روز ہمیں جنت کا واسطہ دیں گے گا لکہ جنم کی طرف رجسائی فرماوے گا۔ (تفسیر کبیر) یہ جانتا ہے کہ جب یہ فرمایا تو اب رہی محمد ﷺ کی جانب نام و معرفت ہی جاری ہے۔ حق لکھتا ہے کہ وہ مغموم ہے۔ (۱) نبی کریم ﷺ روئے ہیں۔ (۲) آپ اللہ تعالیٰ کی جانب عبادت کیلئے لوگوں کو بلاتے ہیں اور غیر کی عبادت سے بدھتے ہیں اور صوفیوں نے۔ فلیستوا غیبرا، لکن تم تیار رہی آخر اترائے گا۔ پھر ایمان لاؤ پھر ہوگا کہ تکلف کا انجام بہت برا ہوگا اگر تم بے پرواہ نہ ہو تو مالک السموت والارض ہے اور ان دونوں کے درمیان عشق چیزیں ہیں ان سب کا خالق ہے اور ان کا نیکر ہے جو تم پر خدا نازل کرنے پر بھی قادر ہے اگر تم سب کفر سے باز آئے۔ اسکا تیسرا طبقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صرف ہیں اور ان دونوں میں اسی اللہ کا حکم چلتا ہے اور میرے گا۔ وَحَسْبُ السَّلَٰةِ عَلَيْنَا حَكْمٌ بِمَعْنَى اللّٰهِ تَعَالٰی پر ہوشیار نہیں فرماوے گا۔ سو مشن کو اپنے عمل کو بدل دو اور کارکن کو اپنی جدائیاں لی کر دے گا۔ (تفسیر کبیر)







## تَبَتُّنَا لِلَّهِ تَابَتْنَا

جنگلی کہتے ہیں کہ نجران کا وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ آپ ہمارے صاحب کو کیا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے صاحب کو یہ ہے؟ انھوں نے کہا حضرت یحییٰ علیہ السلام آپ نے فرمایا کہ تم نے ان کے ہاؤس میں میری طرف سے کیا ہے؟ کہتے تھے کہ آپ انھیں عہدہ و سولہ کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام عہدہ کھلائے جس کو ان عارضوں میں فرماتے ہیں انھوں نے کہا کیوں نہیں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس آیت کے تحت میں لکھے ہوئے ہیں تحقیق اس طرح کی ہے کہ وہ لوگ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو انھیں اللہ اس لئے کہتے تھے کہ آپ غیب کی خبریں سناتے تھے اور غلاب عادت امیر آپ سے صادر ہوتے تھے مشافرت کو زور کرنا وغیرہ۔ اس آیت میں ان سے یہ کہا گیا ہے کہ ہم کی اس مقدار کے پیش نظر اور اللہ تعالیٰ کی عبودیت سے اس مقدار کی قدرت کے پیش نظر اگر ہم حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ان اللہ کہتے ہو تو ملائکہ مقررین کے حالات تو اس سے اعلیٰ ہیں اس لئے کہ وہ سب لوگ محفوظ پر مطلع ہیں اور عرش الہی کو باوجود اس عظمت کے نور فرشتوں نے انکار کیا ہے۔ یہ بھی ملائکہ مقررین کو اللہ کہتے ہیں انھیں کوئی نکل محسوس نہیں ہوتی تو پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام کی یہ کہ محسوس کریں گے۔ یہ ہے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے عہدہ و سولہ ہونے کی دلیل جس آیت سے ثابت ہو رہی ہے۔ واضح رہے کہ اعلیٰ ملائکہ کے قائلین کی یہ آیت دلیل ہے۔ (غرائب القرآن) ملائکہ مازنی رحمۃ اللہ علیہ اس جگہ فرماتے ہیں کہ یہ ہمیں تسلیم ہے کہ مصیبات پر ملائکہ کی اطلاع نسبت بشر کے زیادہ ہے اور یہ بھی ہمیں تسلیم ہے کہ اس عالم میں تعریف پر ملائکہ کی قدرت بشر کی قدرت سے زیادہ ہے اور کہتے نہ ہو کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے

يَسْتَكْفِرُ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلِكَةُ

نیک عیسیٰ لا آگے ہندو خدا و نہ فرشتہ کی عیسیٰ اس سے کہ اللہ کا بندہ نہیں اور نہ فرشتے

الْمُقَرَّبُونَ وَمَنْ يَسْتَكْفِرْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْفِرْ

مقررین نیک دار و ہر کہ تک کہ از بندگی لا و سر کشی کہ مقررین علی کہتے ہیں اور جو کوئی عمل صحت کرتے الکی بندگی سے اور سر کشی کرتے

فَسَيَحْشُرُهُمُ إِلَىٰ جَمِيعًا ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

پس خواہد بر آگیت ایشان نزدیک خویش ہر یکا ہیں اما کہانیک ایمان آوردند و کردند کارہائے پس مقررین انھیں افواج اپنے نزدیک جمع کر کے لا ہیں وہ لوگ جو ایمان لائے اور

الضَّالِّحَاتِ فَيُوقِفُهُمْ أَجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ

شودت پس تمام رہد ایشان جزو ایشان و زیادہ دہد ایشان از فضل خود انھیں کام کے تو پورا دیک انھیں ان کا اجر اللہ زیادہ دیک انھیں اپنے فضل سے

وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَكْفَرُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

اما کہانیک تک دشمن و سر کشی کردند پس عذاب دہد ایشان عذاب اور وہ لوگ جنہوں نے عمل صحت کی اور سر کشی کی پس عذاب دیک انھیں

أَلِيمًا ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝

درد دہندہ و نہ پائند ہر اسے خویش جز خدا هیچ دوست و هیچ پائی ہی تکلف دہندہ والا عذاب اور پائی کے اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور کوئی مدد کرنے والا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا

اے سزاوارت تحقیق آمد نزدیک تم دلیلی از پروردگار شما و نازل کردیم اے لوگو تحقیق تمہارے پاس ایک دلیل تمہارے رب کی طرف سے آئی اور ہم نے نازل کیا

ہر ماں کو اپنے ایک پرستہ آواز والا اس لئے قدرت اور اطلاع کے مسئلے پر کوئی اختلاف ہی نہیں ہے بلکہ نزاع اس میں ہے کہ ملائکہ کی اطاعت پر ثواب زیادہ ہے یا عبادت کرنا اس لئے پر کوئی دالالت نہیں کرتی چارہ وہ اس لئے کہ تمہاری نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی الوہیت کو اختیار فرمایا اور خود انکی حالت امور لانے پر عمل کیا اس لئے اس جگہ ملائکہ کا ذکر کر کے اس شے کا ذکر کیا گیا ہے۔ لہذا یہ آیت تفصیل ملائکہ پر دلیل نہیں ملتی ہے۔ یہاں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آیت سے مراد ملائکہ کی تحصیل حضرت یحییٰ علیہ السلام پر کثرت ثواب میں اطاعات پر ہے۔ (تفسیر کبیر) ج یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ تفصیل تفصیل کے مطابق نہیں ہے کیونکہ یہ آیت پہلی آیت تھی تفصیل سے ہر ایک آیت میں صرف ایک فریق کا ذکر کیا گیا تھا اور اس آیت میں ہر فریق کا ذکر ہے۔ صاحب کشف الکواب یہ ہے کہ یہ تمہارے اس قول کی طرح ہے کہ جمع الامام الخوارج یعنی امام نے خود ان کو قبح کیا پس جتنے ملائکہ دیکھے چاروں میں ہر ایک کو مل گیا وہ چاروں میں مل گئے کیا گویا کہ ہر فریق میں سے ایک فریق کا ذکر تفصیل میں ہر طرف رکھا گیا ہے اس لئے کہ ان دونوں میں سے ایک کا ذکر کرنا دوسرے کو عذاب کرنے پر دالالت کرتا ہے۔ (غرائب القرآن) حج عیسیٰ اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے میں جو نکل دیکھا ہو یا تفسیر کرتا ہو اسے جہنم کی آگ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ (ابن جریر)



إِنِّي كُنْتُ نَارًا مُّهِينًا ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوا

برائے خدا و وحی آفرین ہیں اور آپ کے ایمان اور ہمت پر ایک جگہ رہے اور  
تہارے لئے راضی ہوئے ہیں وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور مشیقت سے قاصر رہے اسے

بِهِ قَسِيدٌ خُلِعَ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَهُدًى لَّهُمْ

میں خود در آمد ایشان در رحمت و فضل از نزدیک خود و ہدایت ایشان  
اس سبب وہ جلد داخل کریں اپنی طرف سے رحمت اور فضل میں اور دکھائی کریں

إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ

ہم سے خود راہ راست طلب فرمائی سیکھتے از تو کہو خدا فتویٰ مہمہ خود را  
اپنی طرف سے مہمہ راہ آپ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں آپ فرمادیتے کہ اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے

فِي الْكَلْبَةِ إِن أَمْرُوهُ أَهْلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ

اور آپ بھارت کچھ والدہ و ولد ندارد اگر مردی غیرہ کہ فرزندش نیست و او را خواہر باشد  
بھارت کے باب میں جو والد اور ولد نہ رکھتا ہو اگر مرد مر جائے جسکی کوئی اولاد نہ ہو اور وہ ممکن رکھتا ہو

فَلَهَا نِصْفٌ مَّا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ

پس خواہش راست ہمہ آنچه گذاشت است و اگر این خواہر مردے آن برادر وارث او شدی  
پس انکی حصہ کیلئے ہے اور صاحبہ اس نے چھوڑا اور اگر کہن مر جائے تو اسکا بھائی وارث ہوگا کہن اولاد نہ رکھتی ہو

وَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الشُّكْلَانِ مِمَّا تَرَكَ وَلَٰئِ

اگر باشد آتر فرزندے پس اگر خواہران دو باشد پس ایشانرا است دو سهم ہمہ آنچه گذاشت است و اگر  
پس اگر دو بھئی ہوں تو اسکے لئے ہے دو بھئی حصے اس سے جو اس نے چھوڑا اور اگر

كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلَّذِي كَرِهَ حَقُّهُ

ایشان بھاعت باشد مردان و زنان پس مرد راست باشد حصہ دو زن  
وہ سب بھاعت ہوں مرد اور عورتیں پس مرد کیلئے ہے دو عورت کے حصے کی مثل حج

کہ وہاں ہر شے میں عالم نفس سے الوداع کی گئی سعادت حاصل ہوئے ہم سعادت روحانیہ کہتے ہیں۔ (تفسیر کبیر) حج نسائی نے ہر حق زہر حضرت چارہ سے روایت کی ہے کہ جب میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ میری بیمار پر ہی کیلئے میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے بھائیوں کیلئے ایک تہال دھت کرنا ہوں آپ نے فرمایا کہ ہتھوڑے کو دھس نے عرض کی کہ ایک حصہ یعنی نصف۔ آپ نے فرمایا ہتھوڑے کو۔ یہ فرما کر آپ باہر تشریف لے گئے اور ہتھوڑے کو دھس آگئے اور فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اس بیماری میں نہ مرے گے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ تمہارے بھائیوں کیلئے وہ تہال ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے آپ نے حجۃ الوداع کیلئے تہال لایا تھا کہ آپ نے عرض کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کہنا کہ یہ راحت کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (کتاب اصول فی اسباب النزول) بحوالہ وہ شخص ہے جو اللہ ہوا اور اسکا آپ اور ادا بھی زمینوں ہوں۔ (ماشیہ کتاب الفضل) اللہ عزوجل اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (کتاب اصول فی اسباب النزول) اہل علم ہمہ ہیں کہ آپ ان پر خود کرینگے تو آپ پر یہ بات واضح ہوگی کہ یہ سعادت دہلی ہے اور اس کے قول کی تائید وہ جانتی ہے کہ یہ کی سعادت ہے۔ (کتاب اصول فی اسباب النزول) اہل علم ہمہ ہیں کہ بحوالہ کے بارے میں وہ آیت نازل ہوگی ایک مومراہ عطاوا میں اور ایک مومراہ حیفوا میں اور ہر آیت میں ہے اس لئے اس آیت کو آیت حیف و حیف بھی کہتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)























وَأَيُّدِيكُمْ وَمِنَهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَ

۱۔ دست خود کی خواہم خدا کہ شروع کند بر شما متھے  
اور اپنے ہاتھ پر اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر شروع کرے کوئی مشقت اور

لَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُظْهِرَكُمْ فِي دِينِكُمْ نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

لیکن بخواتم کہ پاک سازد شما را و تمام کند نعمت خود را بر شما تا خود کہ شکر گذاری کنید  
لیکن چاہتا ہے کہ پاک کرے تمہیں اور مکمل کرے اپنی نعمت کو تم پر تا کہ تم شکر گزار ہو جاؤ

وَأَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَثَقَكُمْ بِهِ ۝

و یاد کنید نعمت خدا را بر خود و چنان خدا را کہ عہد بست است با شما کہیں  
اور یاد کردہ اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے اور اللہ کے اس وعدے کو جس کا تم نے عہد لیا ہے

إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ

الصدور ۝ کہ تمہیں شنیدیم و فرمانبرداری کر لیم و فرسید از خدا ہر آنکہ خدا دانا ست پائیم  
جب تم نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے فرمانبرداری کی اور تم اللہ سے ڈرو جبکہ اللہ جاننے والا ہے جو

الَّذِينَ آمَنُوا كُفُّوا قُلُوبِهِمْ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ ۝

۱۔ سید ۱۰ یا اے مسلمانان مسجد حق اللہ بشیر  
سینوں میں سے ۱۰ اے مسلمانو! حق کے وعدے پر اللہ علیہ قائم رہو

يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ ۝ وَلَا يَحْجُرْ مَنكُم شَتَانٌ قَوْمٍ عَلَىٰ

۱۔ کوئی دھمکان یا شید برائی و عمل کند تا را دشمن قومی بر ترک عدل  
کوشا دینے والے ہو جائز حق کیساتھ اور تمہیں نہ اٹھارے کسی قوم کی دشمنی عدل کے ترکہ کرنے پر

تَقْدُلُوا ۝ اَعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ

عدل کنید این نزدیکتر ست بہ پرہیزگاری و فرسید از خدا ہر آنکہ  
عدل کرنا یہ زیادہ قریب ہے پرہیزگاری کے اور ڈرو اللہ سے جبکہ حق

منزل ۲

۱۔ وَأَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ کہ کیا بسم اللہ  
علیکم، نہیں کہا میں نے اس کے کاس سے تصور انداخت  
میں ہاں میں ہے بلکہ جس نعمت میں ہاں ہے کیونکہ یہ نعمت  
کی وہ جس ہے جس پر غیر قادر ہیں ہو سکتا ہے پس کون ہے  
جو عیب حیات، صحت، عقل، عبادت، صحیح آفات سے  
ظہرت اور دین و دنیا کی تمام بھائی عطا کر سکے اس لئے  
نعمت الہی وہ جس ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قادر  
نہیں ہو سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا فرمان "نِعْمَةُ اللَّهِ  
عَلَيْكُمْ" ہوتا کہ اس میں نعمت پر غور فکر کر کے انسان  
ان کا شکر بخالائے۔ یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ آیت کا مفاد  
یہ ہے کہ وہ نعمت جسے تم بھول چکے ہو یاد کرو۔ جب انسان  
پر صحیح سماعت و ادراکات، حواس و احوال انکی نعمت آتی رہتی  
ہے تو انسان اسے کیسے بھول سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ  
جب نعمت کثرت سے آتی رہتی ہے اور پے پے آتی ہے تو  
امر مفاد کی طرح ہرگز نہیں غلبہ ظہور اور کثرت و قور کے  
سبب وہ نعمت کل انسان میں بچا رہتی۔ اسی بناء پر مفسرین کہتے  
ہیں کہ اللہ تعالیٰ یا میں اس لئے ہے کہ وہ بہت زیادہ ظاہر  
ہے اور نہ کیا سنگدل سے مراد ہے کہ سبحان من  
استجب عن العقول بشدة الظهور و انخفض صفا  
بمکمال نور۔ یعنی پاک ہے وہ ذات جتنے شہوت  
ظہور کی وجہ سے عقل سے محجوب ہے اور پے کمال نور کی  
وجہ سے عقلی ہے۔ پس اپنی طرح کثرت نعمت کی وجہ سے  
انسان اسے بھول چکا اس لئے فرمایا اذکروا نعمة الله  
عليكم۔ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَثَقَكُمْ بِهِ، اس بیانات  
کے بازے میں تمہیں اقوال ہیں (۱) یہ وہ بیانات ہے جو ان کے  
اور رسول کے درمیان ہوا تھا کہ رسول کی بات میں گواہ  
محبوب و مکروہ میں انکی اطاعت کر چکے (۲) حضرت ابن  
حماص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ وہ بیانات ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے نبی امراء کس سے اس وقت لیا تھا جب انہوں نے کہا کہ ہم قورات اور جو کچھ اس میں ہے اس پر ایمان لائے۔ پس جملہ قورات میں محمد ﷺ کی بشارت بھی تھی تو لازم ہوا کہ اولیٰ اس بیانات پر عمل  
کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ (۳) حضرت عابد فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ بیانات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی امراء انسان کو حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹے سے نکالا اور فرمایا اَلنَّبِيُّ بِرَبِّكُمْ۔ سب  
سے عرض کی بنی کیوں نہیں قور عار ب ہے۔ (تفسیر کبیر) حضرت عدی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ بیانات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے عقل میں عمل فرمایا۔ (غرائب القرآن) ۱۔ چاہتا چاہتے  
کہ بیانات اگرچہ بہت زیادہ ہیں لیکن ان تمام کو دہر ہضم کیا گیا ہے (۱) تعظیم لایم اللہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعظیم اس کی جانب اللہ نے اس قول سے اشارہ فرمایا ہے تَحْمِلُوا خُفَا اِیضًا لِلَّهِ۔ (۲)  
الشفقة علی خلقی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کرنا بھی تعظیم اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان سے رکھا۔ شَفِیْقَةٌ بِالْقِسْطِ۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ گویا بار بار وہ دہر ہاں کہ اپنی قریبت اور  
مؤتہ میں جھڑپ کو اپنی مت و دار اپنے اعداء و اعداء کے بازے میں نہ گاتیں تھارے پاس ہوا سے چھاؤست۔ حضرت ذہبی کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو بچان کہ اس لئے  
کہ شاید وہ بیان کرتا ہے جو ان کے پاس موجود ہو پھر اللہ تعالیٰ نے صحیح خلق کو ہضم کیا کہ جب ایک دوسرے کے ساتھ معاملہ کر تو عدل و انصاف کیساتھ کرو۔ اور ظلم کو چھوڑ دو۔ اَلْعَدْلُ لِلظُّلُمِ۔ سے مراد یہ ہے کہ  
عدل کرنا اللہ تعالیٰ کے مذہب سے بچانے کے قریب ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ اپنا اسلام ظاہر کریں اسے عمل نہ کرو یا جب میں انہیں ظلم نہ کرانے لگوں اور خود کو ان سے نہ کرو تھارے عمل تقویٰ  
کے قریب ہے اس میں عیب ہے کہ جب اسلام اپنے دشمنوں کیساتھ بھی عدل و انصاف کا درس دیتا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنے اولیاء و اعداء کو فراموش کر دے۔ (غرائب القرآن)







اِنِّیْ مَعَكُمْ لَیْنٌ اَقِمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ

ہر آن میں با قیام حضور بیان آگاہ ہر پر یا استحباب نماز را و دادید زکوۃ را و معتقد شدید

بیکلم میں تمہارے ساتھ ہوں (بعدہ کا حضور یہ ہے کہ) اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور ایمان لاؤ

بِرُسُلِیْ وَعَزَرْتُمْهُمْ وَاقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّا تُکْفَرْنَ

پیغمبران مرا ، تقویت کردید ایشانرا و قرض دادید خدا را قرض نیک البتہ تا بعد سالام

ہرے رسولان پر اور انھیں قوت پہنچاؤ اور اللہ کو اچھا قرض دو تو ضرور میں ملنا دوگا

عَنْكُمْ سَيَاتِكُمْ وَلَا دَخَلَتْكُمْ جَنَّتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا

اور شا تمہاں شا را و البتہ در آرم شا را پستیا کہ سرور زیر آں

تم سے تمہارے ساتھ ہوں کہ اور ضرور میں داخل کروں تمہیں ایسے باطن میں جگے جگے نہریں جاری ہوں گی

اَلْاَنْهَرُ فَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ مِنْکُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ

نہریں ہیں ہر کہ کافر شود از ش بعد ازیں ہیں گم کرد داد

پس جو کوئی کافر ہو تم میں سے ان کے بعد تو اس نے گم کر دیا سیدھا

السَّبِيلُ ۝ فِیْمَا نَقَضْتُمْ مِّمَّا قَدْ تَقَرَّرْتُمْ لَعَنَهُمُ وَجَعَلْنَا

راست را ہیں بسبب گسستن ایشان بیان غرض را لعنت کردیم ایشانرا و لعنت کردیم

راست را ہیں ان سب کے ایسے وعدے توڑنے کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور لعنت کر دیا

قُلُوْبُهُمْ فَرِیْسَیۃً یَّحْزَنُوْنَ الْکَلِمَۃَ عَنْ مَّوَاضِعَہُمْ وَنَسُوا

دل ایشانرا تخییر میکند کلمات را از مواضع آنها و فراموشی کردہ

ان کے دل کہ کلمات کہ ان کی اپنی جگہ سے بدل دیتے ہیں اور بھلا دیا

حَقًّا مَّقَادِرُ وَاٰیہِ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ

حقر از آنچه آں پندارہ شدہ و بیشہ آتی کہ آگاہ بشنوی ہر خیانتی از ایشان

(اس) دیکھ کر جو اسے نصیحت کی گئی تھی اور جھوٹ ان کی خیانت پر پہنچتے رہتے رہے گے

ع مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں بارہا توکل تھے پس اللہ تعالیٰ نے ہر قوم سے ایک شخص کو انتخاب فرمایا تاکہ وہ اپنی قوم میں سربراہ اور حاکم ہو۔ حضرت عیسیٰ نے اپنے آپ کو یہ بادشاہ وہ جس شخصیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جبارین کی جانب چھوڑ دیئے تھے جب ان لوگوں نے دیکھا کہ قوم جبارین جسامت اور قوت کے اعتبار سے بہت مضبوط ہے تو وہ سب لوگ آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا تمہارا قوم جبارین کے بارے میں اپنی قوم کو تم کو کچھ بتانا کر یہ لوگ اپنی قوم کو بتاتے گئے۔ ان میں سے صرف دو تھے جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی باتوں پر عمل کیا یعنی کالب بن یونس جو یہود کی اولاد سے تھا اور یونس بن نون جو افرام بن یوسف کی اولاد سے تھے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِنَّا جَعَلْنَا مِنَ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ (تفسیر کبیر) جب اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو اپنی قوت اور وعدے سے متعلق خطاب فرمایا تو اب ان کے بعد بنی اسرائیل کے بیٹوں اور ان کے نفس بیٹوں کو جان فرما رہا ہے تاکہ اس بات کیلئے تضرع ہو جائے کہ تم میں سے جو ان کے افعال کی طرح کرے وہ بھی میرا کا ستم ہوگا۔ (تفسیر کبیر) (مروی ہے کہ جب بادشاہ اور کھان کے قودیاں موعج بن مثنیٰ سے ملاقات ہوئی۔ یہ موعج بنی نوح انسان میں سے تھا اس نے تین چار سال عمر پائی اور اس کے قد کی لمبائی تین چار عین سو سن تھی۔ اس کے سر پر کھڑکی کا کمان تھا اس نے بارہا قہار کو پکڑ کر اس کیلئے پرکھا اور اپنی بیوی کی طرف جا کر اسے پھینکا اور کہا کہ ان لوگوں کو کھان میں ڈال کر قہار سے لے لیا کہ ان کے پاس آپ انھیں چھوڑ دیں تاکہ یہ لوگ اپنی قوم میں جا کر ہمارے احوال بتائیں۔ چنانچہ ان بادشاہ کو چھوڑ دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کو جبارین پر چڑھائی کیلئے پہلے تو موعج بن مثنیٰ

ظہر موسیٰ علیہ السلام کے دربار پر بارہ چکر لکھ چکا تھا کہ اس ظہر پر چھک کر اسے ہاک کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے عہد عہد پر نہ کو حکم دیا کہ جب وہ چکر لکھنے کیلئے سر ہاٹھائے تو زمین میں چرچا مگر سوراخ کر دے چنانچہ یہی ہوا اور وہ میدان سے سوراخ ہو کر اس گرن میں بارہی طرح لک گیا۔ جسکی وجہ سے اسے تکلیف ہوئے گی اسی حالت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے اسے آگے کر دیا اس کیلئے کہ اگر موعج بن مثنیٰ نے اسے دیکھا ہے۔ (مروی) وَاِنَّا لَآلِیُّ اللّٰہِ اِنِّیْ نَعْلَمُکُمْ الْبَحْ اللّٰہ تعالیٰ نے وعدہ کو پانچ امور سے شروع فرمایا (۱) اَلْقَسْمُ الشَّفِیْقُ یعنی اگر تم قہار چھوڑ دے تو (۲) اَلْقَسْمُ الزَّکُوۃُ یعنی اپنے اسواں سے زکوۃ کی صورت میں غریب کی مدد کرتے رہو (۳) اَلْقَسْمُ یُوسُفٰی یعنی میرے بھتیجے رسول اب جیسے تمہارا اب جیسے (۴) اَلْقَسْمُ اٰیْمَانُ رہا چاہے (۵) اَلْقَسْمُ اَلْاَنْزِلِ یعنی تم لوگ اللہ تعالیٰ کو قرض حسد دے یعنی تم لوگ سب ان کی مدد کر کے دیکھو کہ کسی انسان کی مدد کا مقیم ہے کہ اس سے انکسار نہیں کو چھوڑا جائے (۵) اَلْقَسْمُ اَللّٰہُ قَرْضًا حَسَنًا یعنی تم لوگ اللہ تعالیٰ کو قرض حسد دے جب ان پانچ امور میں کامیاب ہو جاؤ گے تو تمہارے لئے بدلہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں کو چھوڑا دوں اور تمہیں جنت میں داخل کروں گا۔ (تفسیر کبیر) ع اس آیت کے بعد میں ان کی خیانت بیان کی کہ جباریہ نے ان لوگوں کو کھانا دیا اور ان کے کھانے کی خدمت میں موجود بیٹوں کی باتوں کو بھلا دیا۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی۔ حضرت عطا فرماتے ہیں کہ لَعْنَتُہُمْ کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے انھیں اپنی رحمت سے نکال دیا۔ حضرت حسن اور محاسن کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے انھیں وعدہ اور خبر سے سچ کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان پر جہنم قرار دیا۔ (تفسیر کبیر)



## فَتْوٰی اِمَامِ اَبُو حَنِيفَةَ

۱۔ ان لوگوں نے نصاریٰ کے نام سے اپنے آپ کو متعارف کرایا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے "مَنْ اَنْصَارِيٍّ اِلَى اللّٰهِ" فرمایا تھا تو اسکے جواب میں انھوں نے "نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ" کہا تھا اور حقیقت کے اعتبار سے یہ لوگ "النصار النسطران" تھے اس لئے کہ حق کی مخالفت کرتے تھے۔ (غرائب القرآن)

۲۔ ابن جریر نے حضرت محمد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چھ بیہوشی آئے اور ہم کی بابت پوچھا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ تم میں سے عالم کون ہے؟ انھوں نے ابن مسریہ کی جانب اشارہ کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر قوریت نازل فرمائی اور جس نے کوہ طور کو بلند کیا اور تم کو ان معاشقہ کی قسم دیتا ہوں جو تم سے لئے گئے (یہ سننے پر) ابن مسریہ پر کچھ طاری ہو گئی اور کہا کہ جب ہم میں گناہوں کی کثرت ہو گئی تو ہم زجر کرنے کی بجائے اسود سے مارنے لگے اور سر موٹنے لگے اس پر نبی کریم ﷺ نے انہیں سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے "مَا أَفْضَلَ الْكَفَّابِ" جیسے رابطہ مُسْتَفْضًى نے نازل فرمایا۔ (باب العقول فی اسباب الزوال) اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں "زَنُّوْنَا" کو دو وصف سے متعلق فرمایا۔ پہلا وصف یہ ہے کہ ان کا یہ رسول ان باتوں کو بھی بتا دیتے ہیں جسے ہم لوگ چھپاتے ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی نعت چھپائی اور ہم کے حکم کو چھپایا بجز رسول ﷺ نے اسے بیان کر دیا۔ یہ آپ کا جرم ہے اس لئے کہ آپ نے کوئی کتاب نہیں پڑھی اور نہ کسی سے پڑھنا سیکھا اسکے باوجود آپ نے ان کی پوشیدہ باتوں کو ظاہر فرمادیا تو یہ اختیار ان خلیفہ ہو گئی اس لئے آپ کا

اَلَا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ وَاَعَفُ عَنْهُمْ وَاَصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجِبُ

مگر انکی از ایٹاں میں در گذر از ایٹاں ، اعراس کن ہر آنکہ خدا دوست میدارد مگر تھوڑے ان میں سے ہیں ان سے درگذر فرمائیے اور اعراس کیجئے ویک اللہ دوست رکھتا ہے

الْمُحْسِنِينَ ۝ وَ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا اِنَّا نَصْرٰى اٰخِذْنَا

احسان کہہ گارا د کریمم از کہیکہ گفتہ ہ نصاری ایم احسان کرنے والوں کو۔ اور ہم نے لیا ان سے جنہوں نے کہا کہ ہم نصاری ہیں

وَيُشَاقُّهُمْ فَلْيُصَاحِبْهُمْ وَكَفُّوا رِءُوسَهُمْ فَاَعْرَبْنَا بَيْنَهُمُ

بیان ایٹاں میں فراموش کردہ حصہ از آنچہ میں چھوڑا وہ شدہ میں چھوڑ کریمم در میان آگے مددے کو میں بھلا دیا (اس) حصے کو جو اسے صحبت کی گئی تھی میں ہم نے

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ

فرجای نصاری دشمنی و کینہ تا روز قیامت و خبر خواہم داد ایٹاں نصاری فرقوں کے درمیان دشمنی اور کینہ قیامت کے روز تک قال دیئے اور مغرب

اللّٰهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝ يَٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ

خدا آنچہ بیکردہ اسے اہل کتاب ہر آنکہ آہ ہما اللہ انہیں بتا چکا جو وہ سب کرتے تھے اسے اہل کتاب! چنگ تشریف لائے تمہارے پاس

رَسُوْلُنَا يٰٓبَيِّنْ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ

نوشتر ما بیان مکیہ ہمارے تم بیداری از آنچہ کہ پنهان میداشتید از کتاب ہمارے رسول بیان کرتے ہیں تمہارے لئے اس کتاب میں سے بہت سی چیزیں جسے تم چھپاتے تھے کتاب سے

وَيَعْلَمُوْنَ اَعْنِ كَثِيْرًا ۚ قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَكِتٰبٌ

و در گذر کند از تمہیجات بیدار اسے اہل کتاب ہر آنکہ آہ ہما از خدا نوری و کتابی اور در گذر فرماتے ہیں بہت سی خطاؤں کو۔ اسے اہل کتاب! ویک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک

یہ ٹکڑا ہوا دوسرا وصف یہ بیان کیا گیا کہ بہت ساری باتیں جسے تم چھپاتے ہو یہ رسول ظاہر نہیں فرماتے اور یہ ظاہر فرماتا اس سے درگذر کرنا اس لئے تھا کہ اسکے ائمہ کی دین میں حاجت نہ تھی اس لئے اسے ظاہر کر کے شرمندہ نہ کیا۔ اسکے انکار کا کہ یہ ہے کہ رسول ہر چیز کو کہتے تھے جسے وہ لوگ چھپاتے تھے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ مِنْ اللّٰهِ نُوْرٌ وَكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ اس میں بظہار قال ہیں (ا) نور سے مراد حضرت محمد ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے (۲) نور سے مراد اسلام اور کتاب سے مراد قرآن ہے (۳) نور اور کتاب سے مراد قرآن ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے اس لئے کہ عطف معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت چاہتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ اور قرآن کا نام "نور و ظاہر" رکھا گیا ہے اس لئے کہ نور کا یہود ہے جو بصادقہ کو اشیائے ظاہرہ کے اور اک میں تقویت پہنچانے اور نور باطن رہے جو مخالف اور معقولات کے اور اک میں سمیرت کا تقویت پہنچانے۔ (تفسیر کبیر) قرآن جو حقیقات الحک اور حلال کیلئے کا شرف ہے اور راہ کے اعتبار سے واضح ہے اس لئے اسے نور کہا گیا ہے۔ یہ بھی کیا گیا ہے کہ نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (بیضاوی) نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ (غرائب القرآن) اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا یعنی حضرت محمد ﷺ جن کی ذات گرامی سے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن فرمایا اسلام کو ظاہر کیا اور شرک کو سلا یا جسی جو روشنی غلب کرنا چاہتا ہو کہ آپ ﷺ کے لئے نور ہیں۔ (ابن جریر) نور نبی ﷺ ہیں۔ (جلالین) نبی کریم ﷺ کو نور اس لئے کہا گیا ہے کہ نور کا یہ اصل کو نور کرنا ہے اور رشاد کیلئے رہنمائی کرتا ہے اور اس لئے بھی کہ آپ ﷺ کسی اور معنی پر قسم کے نور کی اصل ہیں۔ (سادی) آیت کریمہ کے آخری ٹکڑے کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ آیت کے شروع میں جو دو وصف بیان کئے گئے ہیں اس نبی کے آنے کا مقصد یہی دو کام تھے ہیں بلکہ یہ قول اور نور سے بہت سارے فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ (ابو اسود)



مُسَيِّنٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ شَرَّ مَا تَسْبَحُ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ

رشتن بہبہ آں دلائل کی تائید خدا کے را کہ طلب رضای او کرد بسوے ریشہای نجات

رشتن کتاب آئی۔ اس کے سبب چاہت دیتا ہے اللہ اسے جس نے اس کی رضا طلب کی

وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

و جہوں کی آواز ایٹانرا از جہر کی بسوے رشتن بارادہ خود و دلائل منکند ایٹانرا بسوے

اور نکال دے اسے تاریکیوں سے روشنی کی طرف اپنے ارادے سے اور رضائی قرآن ہے اگلی

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ

راہ راست ہر آئندہ کہانیکہ کافر شدہ گفتند کہ خدا ہوں

سیرتے راست کی طرف ۱۔ چنگ ۱۰۔ لوگ جو کافر ہوئے انھوں نے کہا کہ اللہ وہ

الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ

کتاب ہر مریم است کہو کہ مصلحت اند خدا چیزے از انعام اگر خواہد

کتاب لکن مریم ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ کون طاقت رکھتا ہے اللہ سے کچھ انعام لینے کا اگر چاہے

أَنْ يُمْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ

کہ ہلاک کند یعنی ہر مریم را و مادرش را کہ مریم است و آسمانرا کہ وہ زمین اند

کہ ہلاک کر دے یعنی انی مریم کو اور اگلی ماں کو جو مریم ہیں اور ان تمام لوگوں کو جو زمین میں ہیں

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَقَالَتِ الْيَهُودُ

ہر چیز بخیر و خدا راست پادشاهی آسمانہ و زمین و آسمانی درمیان ایٹان ہر وہ است کی آخرت

اور اللہ کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اور جو ان دونوں کے درمیان ہے پیدا کرنے ہے

مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

ہر چیز بخیر و خدا راست ہر چیز توانا ست و گفتند یہود

جو چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور کہا یہودی

فرزیمہ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس شب کے خیر پر دلیل قائم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ لَقَدْ فَعَلْنَا لَكَ فِیْهِ اللّٰهُ شَيْئًا اَلَمْ نَقْدِرْ فِیْهِ لَیْسَ بِیْہِہُ کَاکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اگلی اللہ واحد کو  
ومات دے تو کون ہے جو اس دلت کو روک سکے" حیرت انگیز حال یہ ہے کہ جہاں سے قول کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں تو ان کو موت نہیں آتی چاہتے اور اگر اسے کوئی موت دینا بھی چاہے جب بھی  
اسے موت نہیں آگئی۔ "وَمَنْ لِّی الْاَوَّلُ خَلْقًا عَمَّا خَلَقْنَا" یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے لئے متنازل ہیں جو زمین میں ہے یعنی صورت خلقت جسمیت ترکیب تعمیر صفات و احوال میں۔ جب جس جسمیت جسم  
کہ اللہ تعالیٰ ہر پروردگار کے خالق ہے تو اب دیکھو ان سب کی خلقت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خلقت ایک دوسرے سے متماثل ہے لہذا جس طرح خداوند خالق نہیں ہے بلکہ مخلوق ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
خالق نہیں ہیں بلکہ مخلوق ہیں۔ "فَخَلَقْنَا مَا يَشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰی" الخ اس میں وہ نہیں ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ انسان کو بھی مذکور اور مومن کو کلام سے پیدا فرماتا ہے جیسا کہ عام طور پر قانون ہے یہی علیہ  
ماں اور باپ کے پیدا فرماتا ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور بھی علیہ السلام کے پیدا فرماتا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اولیٰ۔ (۲) اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کی صورت جانتے  
ہیں تو اللہ تعالیٰ اس میں کوشت حیات اور قدرت پیدا فرماتا ہے جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کھرا ہے اور انکی آپ مردے کو زندہ فرماتے کو خدا اور برس والے کو شکایاں فرماتے تھے یہ سب اللہ تعالیٰ  
کی عطا کردہ قدرت سے کرتے تھے اس لئے یہ کام آپ سے پہلے ہی فرماتا تھا۔ عبادت و تہجد ان افعال میں سے کسی فعل کی بناء پر اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے "اللہ"  
اور نہ ہی دلیل ہو سکتا ہے۔ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللہ تعالیٰ وہ خود ہے جو ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اور ہر شے کا ایک ہے جب کسی چیز کا اور فرماتا ہے تو کوئی اسے نہ مانگے۔ (تفسیر کبیرہ ابن جریر)







لِقَوْمِهِ لِقَوْمٍ ذُكِّرُوا بِالْحَمَةِ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لَدْجَعَلْ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ

قوم خود ما اے قوم میں یاد کیا کہ نعمت خدا را بر شما چوں پیدا کرد در میان شما پیغمبرانرا  
ای قوم سے اے میری قوم یاد کرو کہ اللہ کی نعمت جو تم پر ہے جب پیدا کیا تمہارے درمیان نبیوں کو

وَجَعَلَكُمْ مِلَّةً مِّنْهُ وَأَنْتُمْ كَاذِبُونَ ۝۱۰

۱ بادشاہ ممانت شما را و راز شما آخری نداد هیچ کس از مانیان  
اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ دیا جو ممانین میں سے کسی کو نہیں دیا

لِقَوْمٍ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ

اے قوم میں در آئیہ زمین پاک کہ مقرر ممانت است آتما خدا براتے شما  
اے میری قوم داخل ہو جاؤ پاک زمین میں جسے مقرر کیا ہے اللہ نے تمہارے لئے

وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خِصْرِينَ ۝۱۱

۱ راگردان مشورہ و سمت پشت خود آگاہہ زیانکار گردید گفتند  
اور اپنے پشت دگر منہ سمت پیچیدہ ایست نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے انہوں نے کہا

يَمْوَسِيٰ اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۝۱۲

اے مویٰ ہر آنکہ آتما گرا ہے مسودہ زور آور و ہر گز ما داخل نشوم آتما  
اے مویٰ جنگ اس جگہ ایک گروہ زور آور ہے اور ہر گز ہم اس جگہ داخل نہ ہو گے

حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا اَوْ اَنْ يُخْرَجُوْا مِنْهَا فَاِنْ اَدْخَلُوْنَ ۝۱۳

۱ آنکہ ایٹیاں ہیراں آتما ہیں اگر ایٹیاں از اٹما ہیراں خود ہر آنکہ ما در آنیم  
جب تک وہ سب اس جگہ سے نکل نہ جائیں ہیں اگر وہ سب اس جگہ سے نکل جائیں تو جنگ ہم داخل ہو گے

قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الدِّیْنِ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللَّهُ عَلَیْهِمَا

گفتند ۱ مرد از اہل تقویٰ انعام کردہ ہیں خدا بر ایٹیاں  
اہل تقویٰ میں سے ۱ مرد نے کہا جن پر اللہ نے انعام کیا تھا

بنام پرے لوگ ارض شام کو ادنیٰ مواجد کہتے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ عجب کو وہاں کے حالات کا جائزہ لینے بھیجا تو ان لوگوں نے اجسام عظیمہ دیکھنے والے لوگوں کو دیکھا۔ (تفسیر کبیر) انکار اصل  
الشیطنیہ پاکیزہ زمین کو کہتے ہیں اور اس زمین کو جہاقت و دیات سے پاک ہو۔ مضرین کہہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین کو شجر سے پاک کیا اور انبیاء کے گرام جہم السلام کہیلے اسے مسکن  
بنایا۔ اس ارض کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت موسیٰ وغیرہ فرماتے ہیں کہ وہ زمین اریحہ کی ہے۔ حضرت کلہ کہتے ہیں کہ مقلق اور قطنین کی زمین ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اریحہ کی زمین مراد ہے  
اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد کوہ خود ہے۔ حسب اللہ نکتہ انکی زمین تفسیر ہیں (۱) اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین کو مقلق اور قطنین کہیلے اور مقلق اور قطنین کی زمین ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اریحہ کی زمین مراد ہے  
اسرائیل کو وہ زمین عطا کی (۲) حسب معنی اریحہ یعنی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اس سرزمین میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ حسب اللہ نکتہ کا ایک بڑا فائدہ ہے کہ وہ سرزمین اگرچہ مضبوط ترین قوم تھی  
لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا تو بنی اسرائیل کو وہ ہونے کے باوجود اس پر قابو آگئی۔ وَلَا تَنْزِلُوا عَلَیْهِ اَنْبِیَاءُ لَكُمْ لَا مَسْلَبَ یَہُیَہُ کہہ دینے کے کہ وہ سرزمین تھی جسے اللہ نے ان کو عطا کیا تھا۔  
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر شک نہ کرنا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس سرزمین کی طرف تمہیں جانے کا حکم دیا گیا ہے اس حکم سے مت بھرا۔ مردیہ کہہ دینے کے کہ وہ سرزمین تھی جسے اللہ نے ان کو عطا کیا تھا۔  
(تفسیر کبیر) ۲ جبارین کی تفسیر وہ ہیں۔ (۱) جبار مردانہ فعال ہے معنی اجبرہ علیہ اس نے اس پر جبر کیا یعنی کسی کام پر مجبور کیا۔ (۲) مجبور کا مطلب یہ ہے کہ وہ سرزمین تھی جسے اللہ نے ان کو عطا کیا تھا۔  
طویل عظیم و بڑی نفس کا بھی اس مجبور کے درخت سے مشابہت کی بنا پر رجل جبار کہتے ہیں۔ چونکہ اس شجر کے لوگ انجالی تھے اور عظیم الاجسام تھے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے اتحاد کی  
گردان تک پہنچ سکے تھے اس لئے اسے قوم جبارین کہا گیا ہے۔ (تفسیر کبیر)

۱ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اس سرزمین کو عطا کیا (۱) اللہ  
جَعَلَ لَکُمُ الدِّیْنَ یعنی بنی اسرائیل میں انبیاء کے گرام  
لہم السلام شریعت لایستہ ہے (۲) لَوْ یُعْطِیْکُمْ مِّلَّةً سَآءًا  
حضرت موسیٰ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے  
تمہیں قبطیوں سے آزاد کیا اور اس سے پہلے تم قلابی کی  
زندگی گزار رہے تھے۔ قلابی کہتے ہیں ان کے مکانات و کتب  
تھے ان کے پاس پانی کا واسطہ نہ تھا اور وہ موجود تھا ان کے پاس  
اموال کثیر تھا اور ان کے پاس خدام موجود تھے۔ جن کی یہ  
شان ہو وہ محمولہ بادشاہ کے ہوگا۔ حضرت زجاج فرماتے  
ہیں کہ ملک اسے کہتے ہیں جسکی حدود میں انکی اجازت کے  
بغیر کوئی داخل نہیں ہو سکتا ہے۔ بعض نے کہا کہ ملک وہ ہے  
جسے صحت اسلام امن و خود اور کفر میں حاصل ہو۔ بعض نے  
کہا کہ بادشاہ وہ ہے جو اپنی معیشت اور معاملات میں  
دیہات کے اختلاف نہ ہو۔ بعض نے کہا کہ اس کے آباد و اجداد  
میں بڑے بڑے بادشاہ پیدا ہوئے اس لئے فرمایا  
وَجَعَلْکُمْ مِّلَّةً مِّنْهُ یعنی نے یہ بھی کہا ہے کہ ہر بنی بادشاہ  
ہوتا ہے اس لئے کہ امت میں اس کا حکم نافذ ہوتا ہے۔  
(۲) وَتَحْتُمُ کُلَّمُ لُؤْلُؤَاتِ اَحْلَاقِیْنَ الْعَالَمِیْنَ یعنی  
ان کیلئے سند کہ پھاڑ دیا ان کے دشمن کو کفر کی گردنیاں ہاں  
سے مایہ گردان و سلوی ڈال کر وہ پیرہ یہ وہ انعامات  
ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے لوگوں میں سے  
کسی کو بھی عطا نہیں فرمائے۔ (فراتب القرآن)

۲ مردیہ کہہ دینے کے کہ وہ سرزمین تھی جسے اللہ نے ان کو عطا کیا تھا۔  
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے اریحہ میں ہے دیکھو  
جہاں تک تمہاری نگاہ پہنچے گی وہاں تک کا خضر مقدس ہے  
اور وہ تمہاری ذریعت کی بھرتہ ہو جائیگی۔ بعض نے کہا کہ  
جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم مصر سے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے  
ان سے وعدہ فرمایا کہ تمہیں ارض شام میں بسایا جائیگا وہی











فَقَتَلَتْ لَهَا نَفْسَهُ قَتَلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ

پس جس نے اس کی ساقی اور نظر کو کشتن برادرش را میں نکلتا اور اسے  
پس اس نے اس کی ساقی اور نظر میں اپنے بھائی کے قتل کرنے میں جس قتل کا اسے

مِنَ الْخَوَسِيَّةِ ۖ فَبَعَثَ اللَّهُ غَوَايَا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُزَيِّنَ

اور خدا نے لڑاکاؤں میں فرستاد خدا رائے دا کہ میگاہت در زمین ۲ غواشی  
انھیں اٹھائے والا جو کہ اس نے بھیجا ایک کو کہ جو زمین میں گریہ : کہ اسے دکھائے

كَيْفَ يُؤَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ قَالَ يُؤَيِّلَنِي أَعْجَزْتُ أَنْ

پکوتہ پیشو تو سردار برادر خود گفت اسے رائے بر من ای عاجز شرم از آنکہ  
کیسے وہ پھیلانے گا اپنے مراد بھائی کو کہ اسے غریب: میں عاجز ہوا اس سے کہ

أَكُونُ مِثْلَ هَذَا الْغُرَابِ فَأَوَارِي سَوْءَةَ أَخِي فَأَصْبَحَ

بشم مانند اسی زاغ میں چشم تو سردار غراب غریب میں شد  
اس کو کہ کی مثل ہو جاؤں میں میں اپنے مراد بھائی کے حق کو چھینا گا میں ہو گیا

مِنَ الْمُتَدَبِّرِينَ ۚ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي

از چیراندگان بسبب میں حادثہ غم کردیم بر شما  
پیشانی ہونے والوں میں سے حج اس واقعہ کے بسبب ہم نے فیصلہ کیا تھا

إِسْرَائِيلَ أَنْ يَكُفُّ قَتْلَ نَفْسٍ بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي

اسرائیل کہ جو کہ بکشد کے بغیر کسی نفس کے یا فساد کہ وہ  
اسرائیل پر کہ جو کوئی قتل کرے کسی چہ کو بغیر کسی نفس کے یا فساد کرے

الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا

زمین میں چنانچہ کہ کشتہ است مردار را بر کجا و ہر کہ بسبب زندگی کے شد  
زمین میں تو ایسا ہے کہ اس نے قتل کیا تمام لوگوں کو اور جو کوئی زندگانی کا سبب پیدا کرے

۱۔ مرانی ہے کہ قاتل کو بھی مظلوم تھا کہ قاتل کو کیسے قتل کیا

جائے جس اللہ سردار ہوا اور اس نے ایک پرندے کو بکرا

کہ چھڑے اسے نہ کہ قاتل والا جس سے وہ پرندہ مر گیا۔ پس

قاتل نے جان لیا کہ قاتل کو کس طرح قتل کیا جائیگا ایک

دن قاتل کو سزا دیا گیا اس نے چھڑے اس کا سر کھن

روا کر کہ چھڑے اور شادمانے ہیں کہ کسی سر کو کھن

نہیں کیا جائیگا مگر اس میں آدم کے اس بچے کا بھی حصہ ہوگا

اور یہ اس سبب سے ہے کہ اس نے سب سے پہلے انسانی

قتل کا طریقہ جاری کیا۔ اس لئے وہ اپنا میں قصبان

اٹھائے والا ہو گیا اور اس لئے بھی کہ اس نے اپنے والدین

کو براہی کیا جو کہ قیامت تک کیلئے مذموم ہے۔ کہا گیا ہے

کہ وہ اپنے بھائی کو قتل کرنے کے بعد اسی مکان سے فرار ہوا

کہ عدنان کی جانب چلا گیا۔ وہاں اللہ آیا اور کہنے لگا کہ

جس میں مظلوم ہے کہ قاتل کی مذکور آگ کیوں جلا کر گئی۔

اس نے کہا کہ نہیں۔ اللہ نے کہا کہ اس لئے کہ وہ آگ

کی خدمت اور عبادت کرتا تھا چنانچہ قاتل نے آگ

جھانے کیلئے ایک جگہ بنائی اور اس کی عبادت شروع کر دی۔

اس طرح یہ اول ہے جس نے آگ کی عبادت کی۔ مروی

ہے کہ جس وقت قاتل کو قتل کیا گیا تھا اس وقت اسی مرد

سال تھی۔ اس کا قتل حرام کے پیچھے ہوا۔ بعض نے کہا کہ بھرا

میں مسجد اقصیٰ کی جگہ قاتل ہوا۔ قاتل نے جب قاتل کو قتل کیا

تو اس کا ہمارا جسم سیاہ ہو گیا جبکہ اس سے پہلے سفید تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہارا بھائی کہاں ہے؟

جواب دیا میں اس پر کوئی دیکھ نہیں ہوں۔ حضرت آدم

علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے اسے قتل کر دیا ہے اسی ہمارے چہرہ

جسم سیاہ ہو گیا ہے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت آدم علیہ السلام

پر تک زہر ہے لیکن کبھی قصہ نہیں۔ (تفسیر کبیر) ج

مفسرین کا ہر زمانے ہیں کہ قاتل کی بھوش میں یا قاتل

کے بعد قاتل کی لاش کو کیا کیا جائے پھر اسے دفن کرنا اور ایک سال تک اپنی بیوی پر کھڑے رہنا یا ایک سال تک کہ جب اس

میں تغیر ہو گا تو اللہ تعالیٰ نے ایک کو بھیجا کہ مفسرین کا ہر زمانے ہیں کہ وہ کوکب جیسے کھنکھناتی ہے تو اسے لے آئے ایک کو مار دیا اور پھر مٹی کھود کر اس میں دفن کر دیا۔ قاتل نے بھوکا کہا اسے اپنے

بھائی کی لاش کو کیا کرنا چاہیے۔ حضرت آدم فرماتے ہیں کہ جب اس نے قتل کر کے اسے چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک کو بھیجا کہ مظلوم کے پاس آ کر مٹی کھودنے لگا کہ جس جب قاتل نے اسے دیکھا تو کھجور

کا لہو تعالیٰ امدودت کے اس مظلوم کی کیا مگر یہ ضرور ہے۔ اس پر قاتل مذموم ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام کہتے ہیں کہ اسے کی حالت تھی کہ شاید قاتل کی یا کہ چھوڑ دینا چاہیے تو آگ کا قاتل کے سامنے کسی چیز کو لے کر گیا

جس سے قاتل بھوکا گیا کہ میں بھی بھائی کی لاش دفن کرنا چاہیے۔ (غرائب القرآن) قال بنا ولفظی الخ قاتل کو کون کا طریقہ مظلوم تھا لیکن اس نے اپنے بھائی کو اور اسے حقیر چھوڑ دیا تھا جب اس نے

دیکھا کہ ایک کو اور اسے کو کھنکھاتی ہے تو اس نے اپنے بھائی کو کھنکھاتی ہے کہ اس کو سنے اپنے بھائی کو قتل کر کے دفن کیا ہے لیکن میں نے اپنے بھائی کو قتل کر کے ایسے ہی چھوڑ

دیا ہے گو کہ میں شفقت اور مہربانی میں اس کو سنے بھی کہ میں بھوکا ہوں اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا اور اس کے طور پر "تسا ولفظی" کہا۔ (تفسیر کبیر) یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ نبی کریم

ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "لنسلم لولہ" یعنی نعمت تو یہ ہے جس نے قاتل کا دھن میں سے ہوا تو مگر یہ کہ حاکمین میں سے ہوا تو انکی توبہ کیوں قبول نہیں ہوئی۔ جواب: جب اس نے دفن کا طریقہ جانتا تو

لاش کو چھڑے یا اٹھائے کہ سب سے اعلیٰ میں سے ہوا۔ اور جواب یہ ہے کہ بھائی کے قتل سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو سکا اس قاتل کے بعد والدین اور دیگر لیکن بھائی کی تباہی میں بھی مصلیٰ اس لئے وہ تادمین

میں سے ہو گیا یا اس لئے اس نعمت کو توبہ کا دھن نہیں دیا جاسکتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

میں سے ہو گیا یا اس لئے اس نعمت کو توبہ کا دھن نہیں دیا جاسکتا ہے۔ (تفسیر کبیر)















هَادُوا سَمْعُونَ لِلْكَذِبِ سَمْعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ

یہودی نیز ایہیں شنو گانند سخن دودرا شنو گانند ہمارے کردی دیگر  
یہودی میں سے بھی یہ لوگ بھولتے تھے والے ہیں دوسرے گروہ کیلئے تھے (والے ہیں) (جہاں)

لَمْ يَأْتُوكَ بِحُكْمٍ مِّنَ الْكَلِمَةِ مِّنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ

کہ جنوز پیش تو پانچہ اند ہو تغیر ممکنہ کلمات را بعد از ثبوت آنها در موضع خویش مبادیج  
ابھی آپ کے پاس نہیں آئے۔ کلمات کو اپنی جگہ سے بدل دیتے ہیں انکے ثبوت کے بعد کہتے ہیں

إِنْ أَوْتَيْتُمْ هَذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا

اگر دادہ شویہ ایسی علم عربک لیوں سکید و اگر آزار دادہ نشویہ میں اجزاء قنایہ  
اگر تمہیں یہ تبدیل شدہ علم دیا جائے تو قبول کر لو اور اگر اسے نہ دیا جائے تو اجزاء کرو

وَمَن يَرِدِ اللَّهُ فِتْنَتًا فَلَن تَمْلِكَ لَهُ مِنْ أَلْفٍ شَيْئًا

و ہر کہ خدا مٹائے او عبادہ کرد است میں توانی ہمارے او از خدا چیزی از جایت  
اور اللہ جسکی کمرای کا ارادہ کرتے ہیں نہیں دے سکتا ہے تو اسے اللہ (کی مرض کے بغیر) کوئی جایت

أُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَن يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ لَهُمْ فِي

ایہاں آگاندہ کہ خواستہ است خدا کہ پاک کند دل ایہاں ایہاں  
جسکی لوگ ہیں کہ نہ ارادہ کیا اللہ نے اسکے دلوں کو پاک کرنے کا۔ انکے لئے

الدُّنْيَا خِزْيًا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ سَمْعُونَ

دنیا رسوائی و دنیا را ست در آخرت عذاب بزرگ ایہاں شنو گانند  
دنیا میں رسوائی ہے اور اسکے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے جسکی لوگ تھے والے ہیں

لِلْكَذِبِ أَكْثَرُونَ لِلسَّحْتِ فَإِن جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُم

سخن دودرا را خیرہ گانند حرام را ہیں اگر جایجہ پیش تو حکم کن میاں ایہاں  
مہرئی بات حرام کہانے والے ہیں پس اگر آئیں آپ کے پاس تو فیصلہ کریں انکے درمیان

ع احمد اور ابو داؤد نے حضرت انس عباس رضی اللہ عنہما سے

روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت یہودی کے دونوں  
کے ہمارے میں نازل فرمائی جن میں سے ایک نے

دوسرے پر زمانہ جاہلیت میں غلبہ پایا تھا اور ان میں ان  
شرائع پر عمل ہوئی تھی کہ غالب فریق کا کوئی آدمی مطلوب

فریق کے کسی فرد کو قتل کرے تو انکی دیت چنانچہ حق ہوگی  
اور اگر مطلوب فریق کسی فرد کو قتل کرے تو انکی دیت سو سن

ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے تک وہ انہیں شراب پر  
قائم رہے حتیٰ کہ جب آپ کا زمانہ آیا اور مطلوب فریق

کے ایک شخص نے غالب فریق کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تو  
انہوں نے مطلوب فریق سے ایک سو سن دین کا مطالبہ کیا

لیکن انہوں نے جواب دیا کہ وہ کنیوں کے زمینان جن کا  
دین ایک ہزار جن کی نسبت ایک ہزار چٹکا شہر کی ایک ہونہ

جائز ہے کہ ایک کا خون پیرا دوسرے کے خون ہمارے شک  
ہو؟ آپ تک ہم تو تمہارے ظلم و جور کی وجہ سے دربار خون

پراہنے رہے ہیں مگر اب جبکہ حضرت محمد ﷺ آگئے ہیں  
ہم تمہیں (دوسری دیت ہرگز) نہیں گے قریب تھا کہ

ان میں جنگ چھڑ جاتی لیکن وہ دونوں فریق رسول اللہ  
ﷺ کی فیصلہ پر رضا مند ہو گئے لیکن باوجود اسکے انہوں

نے آپ کو ثابت مقرر کرنے سے پہلے چند منافقین کو آپ  
کے پاس بھیج دیا تاکہ فیصلہ سے پہلے ہی آپ کی رائے

معلوم ہو جائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل  
فرمائی۔ (الباب اہول فی اسباب التزول) یہ منافقین

غالب فریق سے بھیجے تھے جب دونوں فریق رسول اللہ  
ﷺ کی بات پر رضا مند ہو گئے تو غالب فریق کو یہ اندیشہ ہوا

کہ آپ انہو دوسری دیت نہ دلائیں گے کیونکہ حقیقت وہ ظلم  
دوسری سے دوسری دیت وصول کرتے تھے اس لئے انہوں

نے چند منافقین کو آپ کی خدمت اللہ میں بھیجا تاکہ آپ  
کی رائے معلوم ہو سکے اور اگر نبی کریم ﷺ کا فیصلہ انکے خلاف ہو تو آپ کو ہمت ہی نہیں دلائیں گے۔ جب وہ منافقین آپ کے پاس اس مشن پر آئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ارب پچاس کتب

تیار کیا (روح الباقی) اصحاب و مسلم وغیرہ نے حضرت بارہی مذہب سے روایت کی ہے رسول اللہ ﷺ کے قریب سے ایک بھلا بیرونی گذرا جس کا نام لایا گیا ہوا تھا آپ نے یہودیوں کو کہہ کر چما کر کیا

تمہاری کتاب میں زانی کی بجائی سزا ہے انہوں نے جواب دیا پس مجھ آپ نے ان کے ایک عالم کو بلا دیا اور فرمایا کہ تمہیں اس خدا کی قسم دیکھو پچھتاہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر قیامت نازل فرمائی کیا

تمہاری کتاب میں زانی کی بجائی سزا ہے اس نے جواب دیا خدا کی قسم نہیں دیکھتا کہ آپ کو کبھی بات نہیں تیار واصل تمہاری کتاب میں زانی کی سزا مجھ ہی ہے لیکن جب ہمارے اشراف

میں زنا عام ہو گیا تو ہم نے یہ طریقہ اختیار کر لیا کہ جب کوئی بڑا آدمی زندہ کرتا تو ہم اس پر عہد جاری کرتے تھے کہ وہ ہمیں ہم نے ایک اجتناب کیا تاکہ اس حال اور

ادنیٰ سب کیلئے کوئی قانون وضع کریں چنانچہ یہ کار کرنے اور کوڑے مارنے پر ہذا اتفاق ہو گیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب سے عہد کیا کہ اللہ اس سے پہلے میں جس سے حکم کو بارہا دیکھ کر اس کو

آپ کے پاس جب کوئی فیصلہ آتا تو آپ ہم کو حکم فرماتے اور انکی کوٹھار کیا جاساں پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (الباب اہول فی اسباب التزول) اللہ تعالیٰ نے بعض کالیف اشراف کو بیان فرمایا

انکے باوجود بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کوئی کفری جانب دور ہے جس۔ انکی صورت میں یہ لازم تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی دینا چاہتا تھا اس آیت کو نازل فرما کر نکل دی گئی۔ چنانچہ اپنے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن

کریم میں بالیقین اظہر کے ذریعے متعدد مقام پر خطاب فرمایا ہے لیکن بالیقین الرسولی کے ذریعے صرف دو مقام پر خطاب کیا گیا ہے ایک تو یحییٰ عظام ہے اور دوسرا مقام بالیقین الرسولی بلیغ غا اقول البتہ

بین ذہبتک ہے اس میں شک نہیں ہے کہ یہ خطاب تحریف اور عظیم پر مشتمل ہے۔ (تفسیر کبیر)



أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئًا

یا اعرض کن از ایشان ، اگر اعرض کنی از ایشان بچہ نہیں فرما رہا  
یا اعرض کریں ان سے اور اگر آپ ان سے اعرض کریں تو آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے

وَإِنْ حَكَمْتَ فَأَحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

و اگر حکم کنی پس حکم کن درمیان ایشان بصفاف ہر ایک خدا دوست دارد  
اور اگر آپ فیصلہ کریں تو فیصلہ کیجئے انکے درمیان انصاف سے چھک اللہ دوست رکھتا ہے

الْمُقْسِطِينَ ۝ وَكَيْفَ يُحْكِمُكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَةُ

عدل کنندگان و بچہ حکم کیجئے تو و نزدیک ایشان توریث است  
انصاف کرنے والوں کو اور کیسے فیصلہ پہنچے ہیں آپ سے حالانکہ انکے پاس توریث ہے

فَبِمَا أَحْكَمُ اللَّهُ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَئِكَ

کہ وہاں حکم خدا سے باز اعرض کیجئے بعد از ہی و بعدہ ایشان  
کہ جس میں اللہ کا حکم ہے پھر اعرض کرتے ہیں انکے بعد اور نہیں ہیں وہ سب

بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ

حکیمان ہر آئندہ و نور اور ہم توریث را در انہا جانت و روشنی است  
اقتدار رکھنے والے ایک حکم نے انہی توریث اس میں جانت اور روشنی ہے اس سے انہما فیصلہ کرتے ہیں انہوں

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا إِلَى الَّذِينَ هَادُوا وَالرَّسُولُ

حکم کیجئے ہیں انہوں کہ مقتدا حکم الہی آئندہ برائے یہود و حکم کنند خدا پرستان  
نے حکم الہی کی اطاعت کی ان لوگوں کو جو یہودی تھے اور فیصلہ کرتے ہیں اللہ کو پہنچنے والے

وَالْأَخْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كُتُبِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ

و اخبار ایشان بر حکم منکرند آنچه محافظہ آں گرانیدہ شدہ احوال کتاب خدا و بر آں  
اور اخبار پر سب فیصلہ کرتے ہیں اس سے جسکے وہ سب محافظہ جاتے تھے اللہ کی کتاب سے اور ان پر

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل  
لذک میں سے ایک شخص نے زنا کیا تو اہل مذک نے  
مہجے کے یہودیوں کو بھیجا کہ زنا کی سزا کے بارے  
میں امر کیجئے۔ یہ روایت کا رد کردہ کرتے ہوئے انکے کا حکم  
دیں تو ان کا وہاں نہ گنہگار کرنے کا حکم دینا تو وہ کہہ چنانچہ  
انہوں نے آپ سے پہچھا تو آپ نے حکم کرنے کا حکم  
دیا اور مجرم کو گنہگار کر دیا کیسا اس پر آیت لکھا: وَكَفَى  
تَابِتًا تَقِيَهُمْ نَازِلًا بُوِيَ۔ (الہاب المثل فی اسباب  
الزوال) واضح رہے کہ زنا کے بارے میں یہودی آپ کو  
اس سبب پر حکم جاتے تھے کہ شاید سزا میں تخفیف ہو جائے  
لیکن جب اہل توحیح کے خلاف آپ صحیح فیصلہ فرماتے اور  
رجس کا حکم اسے جس سے وہ بچنا چاہتے تھے اور نہ کہ وہ  
پہلے ہی فیصلہ کر چکے ہوتے تھے کہ اگر رسول اللہ ﷺ  
رجس کا فیصلہ فرمائیں تو وہ کہہ سکیں انکے باوجود آپ کے  
فیصلے پر عمل بھی کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہران  
جہاں کا وہاں ان پر ایسا ظاہر ہو جاتا تھا کہ وہ آپ کا حکم رو  
نہ کر سکتے تھے۔ (حاشیہ لہاب المثل) مَنْ لَعَنُوا  
لِلْكَذِبِ الْكَافِرُونَ لِلْأَسْبَابِ۔ اہل توحیح میں ہیں (۱)  
حضرت حسن فرماتے ہیں کہ نبی اسرائیل کے خاندان کے  
پاس وہ لوگ جو اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہوتے مشرک تھے  
آج تھے اور حاکم مشرک تھے باطل دعویٰ کرتے والے کے  
حق میں فیصلہ دیتا اور دوسرے فریق کی جانب انکسارت نہ  
کرتا تھا کہ وہ نبی اسرائیل کے حاکم جھوٹ مٹتے تھے اور  
مشرک کے خلاف مال کو کھاتے تھے (۲) نبی اسرائیل کے  
افراد انبیاء سے ملے لیتے تھے تاکہ وہ سب یہودیت پر قائم  
رہیں اور انبیاء سے جھوٹی بات مٹتے تھے (۳) وہ سب  
توریث کی جانب جھوٹ منسوب کرتے تھے اور لوگوں کو  
ساتتے تھے۔ (تفسیر کبیر) ۲۔ یہاں توحیح کی طرف سے

یہود کے فیصلے پر توجہ ہے کہ انہی ﷺ توریث کے علم کے باوجود یہ لوگ زنا کی حد میں اپنی مرضی سے کیسے فیصلہ کر رہے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد یہودی کی جانب سے جہالت اور عداوت ظاہر ہوئے۔ پہلی  
صورت عداوت کی یہ ہے کہ توریث سے فیصلہ نہ کرتا اس بات کی علامت ہے کہ انہیں اپنی کتاب کے حکم سے عداوت ہے۔ عداوت کی دوسری صورت یہ ہے کہ جب یہ لوگ توریث کے فیصلے کو نہیں مانتے ہیں تو گویا کہ  
انکا اعتقاد ہے کہ اس کتاب میں باطل حکم ہے جو کہ عداوت کی ایک صورت ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے انحراف کیا تو اللہ تعالیٰ نے انکی جہالت اور عداوت کو لوگوں  
کے سامنے کھول کر بیان کر دیا کہ مسلمان اہل جہالت اور عداوت واقف ہو جائیں۔ اختلاف اس آیت سے دلیل قائم کرتے ہیں کہ توریث کے احکام اور شرائع جب تک مشرک نہ ہوں اسوقت تک  
وہ اسے لے بھی سکتے ہیں۔ (تفسیر کبیر) لَمْ يَنْفُذُوا مِنْ بَيْنِ يَدَيْكَ۔ خالک ہم انہما کو انکی جانب بھی کر سکتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم توریث میں موجود ہے یہ لوگ اس سے انحراف کرتے ہیں  
اور اس اشارہ کو حکیم کی جانب بھی لٹا سکتے ہیں۔ صورت تھی یہ ہوگا کہ جب ﷺ اپنی لوگ آپ کے فیصلے سے روگردانی کرتے ہیں۔ زنا اُولَئِكَ بِاللَّوْطَانِيَّةِ۔ انکے چند مسلم ہیں۔ (۱) یہ لوگ  
حقیقت میں توریث پر ایمان لانے والے نہ تھے انہیں ہیں لیکن لوگوں کو وہ کہہ کر دیتے کیلئے اپنا ایمان ظاہر کرتے ہیں۔ (۲) یہ جملہ اخبار ہے یعنی اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ شرابے رہا ہے کہ یہ لوگ بھی اہل ایمان نہیں  
لاکھیں گے۔ (۳) یہ لوگ اگرچہ آپ سے فیصلہ طلب کریں لیکن اس فیصلہ کو انہیں گے نہیں اور نبی اس پر اعتقاد رکھیں گے۔ (تفسیر کبیر)



۱۔ عہدہ سے مراد احکام اور شرائع کا بیان ہے اور نور سے مراد حیدریت اور عہاد ہے۔ نہ جان کیجئے ہیں کہ عہدی سے مراد وہ فعل ہے جسکے بارے میں وہ لوگ آپ کے پاس فتویٰ طلب کرتے آئے تھے اور نور سے مراد یہ ہے کہ اس نبی کا حکم حق ہے جو نور کی طرح روشن ہے۔ بعض نے کہا کہ عہدی سے مراد یہ ہے کہ قرابت میں حق کی جانب جاتے کیلئے ہدایت موجود ہے اور ایسی بات بھی سچ ہے جس سے انسان عدل و انصاف کر سکا ہے اور نور سے مراد یہ ہے کہ جو احکام بیان کئے گئے ہیں اس پر عمل کرنا نور روشن کی طرح حیاں ہے۔ (غراب القرآن) یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ جب عربی مسلمان ہوتے ہیں تو پھر اَلْبَنِيُّوْنَ الْاٰلِیْنَ اَسْلَمُوْا سے کیا فائدہ ہے؟ اسکا جواب اسی طریقے سے دیا گیا ہے (۱) اَسْلَمُوْا سے مراد انصاف و اے یعنی وہ نبی جو صاحب شریعت تھے انہوں نے بھی قرابت کے احکام کی پیروی کی۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت یحییٰ علیہ السلام تک وہ لوگ قرابت کے احکام کی پیروی کرتے رہے (۲) حضرت یحییٰ اور زہری فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں جنہوں نے قرابت کے مطابق ان کے لئے رحم کا فیصلہ فرمایا۔ حضرت محمد ﷺ کیلئے تعلیم کے طور پر نبی کے بجائے انبیاء کا فیصلہ آیا ہے کیونکہ آپ میں تمام انبیاء کے کرام عظیم السلام کے خصال موجود ہیں۔ (۳) انہی الاعیاری کہتے ہیں کہ یہ جملہ یہود و نصاریٰ کیلئے روئے اس لئے کہ انکے بعض کہتے تھے کہ کل انبیاء یہود و نصاریٰ تھے نہیں اللہ تعالیٰ نے انکے جواب میں فرمایا کہ تمام انبیاء مسلمان تھے یعنی انبیاء کرام عظیم السلام یہودیت یا نصرانیت سے موصوف نہ تھے بلکہ سب کے سب مسلمان تھے۔ فَلَا تَتَّخِذُوا الْاَشْیَءَ اَشْفَیٰی۔ جانا چاہئے کہ قوم

کی جانب سے تحریف کا اقدام اور انہوں میں سے کسی ایک اور سے ہوگا (۱) خوف کی وجہ سے اگر تحریف اس بناء پر ہے تو اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے کہ میرے علاوہ کسی اور سے نہ درو۔ جب تمہارے اندر یہ بات آجائی تو تم خود بخود تحریف کے اقدام سے اپنے آپ کو بچاؤ گے (۲) جمع اور رغبت کی وجہ سے اگر تحریف کا عمل اس بناء پر ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے لوگوں سے ارشاد فرمایا لَا تَفْشَرُوْا بِاٰیٰتِیْنَ فَنَنْسِفَہُنَّ فَاَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ آیات کو توڑی قیمت کے عوض نہ بیچو اور جسیں معلوم ہو جائے کہ دنیا کے سارے مال و سوا غلبہ میں گویا کہ اللہ تعالیٰ نے تحریف کے دونوں دروازے بند فرما دیے۔ وَمَنْ لَّمْ یَسْلَمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَادْبَارُکَ لَہُمْ الْکَافِرُوْنَ۔ غور کیجئے ہیں کہ یہ آیت ولادت کر رہی ہے کہ جو جس اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے وہ کافر ہے۔ غور کیجئے اس قول کا کئی طریقے سے جواب دیا گیا ہے۔ ان میں سے حضرت تکریم کا قول زیادہ بہتر ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں "لَمْ یَسْلَمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ" سے مراد یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے فرمان کو اپنے دل سے برا جانتے اور ان سے اسکا انکار کرے تو ایسا شخص کافر ہے اور اس آیت کا مفہوم بھی یہی نکالو۔ (تفسیر کبیر) ۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہاں مَکْنِیۃ یعنی طوطیا ہے۔ یعنی ہم نے قرابت میں ان پر یہ غم نہیں کیا ہے کہ جان کے بدلے جان ہے آپ ہی سے مروی ہے کہ وہ لوگ جو امت کے بدلے مروی کو قتل نہیں کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اسی طرح انسانی اطوار نے عجم کا انکار کیا۔ یہ قول اکثر مفسرین کا کام ہے۔ لَعَنَ نَفْسُکَ بِہِ طَغٰوْا مَکْنٰیۃً لَّہُ۔ "اللہ" کی ضمیر مانی (معاذ کرنے والے) کی طرف راجع ہے یا معصوم عنہ کی جانب راجع ہے۔ اول صورت میں صحیح یہ ہوگا کہ خود راجع یا مقبول کا دل جب معاذ کر دے تو وہ معاذی مانی کیلئے نکار ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے جسم سے کچھ صدقہ دے تو اللہ تعالیٰ اُنکی مقدار میں انکے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ یہ قول اکثر مفسرین کا کام ہے۔ دوسری صورت میں معنی یہ ہوگا کہ نبی علیہ السلام نے معاذ کرنے والے کو معاذ کر دے تو یہ معاذی انکے لئے نکار ہے۔ (تفسیر کبیر)

شَہَدَآءَ فَلَا تَتَّخِذُوا النَّاسَ وَاَحْشَوْنَ وَلَا تَشْتَرُوا

گواہ ہونے میں شکم متریبہ از مردمان و ترسیبہ از من و شریہ ملکیت

گواہ میں ہم نے فرمایا مت در لوگوں سے اور خود گھ سے اور مت خرید و

باینتی ثَمَنًا قَلِیْلًا وَمَنْ لَّمْ یَحْکَمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ

ایکھای من بیانی انک و ہر کہ حکم نہ کجہ خدا فرو فرستاد است پس ایٹان

میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت اور جو فیصلہ نہ کرے اس سے جسے اللہ نے اتارا ہے پس وہ

ہُمُ الْکَافِرُوْنَ ۝ وَکَتَبْنَا عَلَیْہُمْ فِیْہَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ

۱ مستفیدان اہم و لازم سلیم بہ بیود در توریت کہ شخص عوض شخص است

لوگ اعتماد رکھنے والے نہیں ہیں اور ہم نے لازم کیا یہود پر توریت میں کہ نفس کے عوض نفس ہے

وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ

۱ چشم عوض چشم است ۱ بینی عوض بینی است ۱ گونہ عوض گونہ است

اور آنکھ کے عوض آنکھ ہے اور ناک کے عوض ناک ہے اور کان کے عوض کان ہے

وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَنْ تَصَدَّقَ

۱ دندان عوض دندان است ۱ حکم زخمیا انبار مجاہدہ سے ہیں ہر کہ حکم کرے آں زخم

اور دانت کے عوض دانت ہے اور زخموں کا فیصلہ مجاہدہ کے اعتبار سے ہے پس جو کوئی اس زخم کا عوض معاف کر دے

یَہُ لَہُمْ کُفَّارٌ ۚ لَّہُ وَمَنْ لَّمْ یَحْکَمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ ہُمْ

پس ایسی کفارت است دیا ۱ ہر کہ حکم نہ کجہ خدا فروستاد است پس ایٹان

تو یہ نکارہ ہے اسکے لئے اور جو فیصلہ نہ کرے اس سے جسے اللہ نے اتارا ہے پس ایسی لوگ

الظَّالِمُوْنَ ۝ وَقُلْنَا عَلٰی اٰثَرِہُمْ یٰعِیْسٰی ابْنِ مَرْیَمَ مَصَدِّقًا

سنگدان ۱ از پس فرستادیم نبی اسی عیسیٰ ابن مریم پر مریم ما ہار داندہ

حکم کرنے والے ہیں اور اسکے بعد ہم نے عیسیٰ ابن رسولوں کے نشان پر عیسیٰ ابن مریم کو اسکی تصدیق کرنے والا



لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ

آنچه پیش از او بود که تورات است و در پیش انجیل در وی  
جو ان سے پہلے تھی تورات میں سے اور ہم نے انجیل بھی اس میں

هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ

ہدایت و روشنی است و ہدایت دہندہ آنچه پیش از او بود کہ تورات باشد  
ہدایت اور روشنی ہے اور اہل تصدیق کرنے والی جو ان سے پہلے تھی تورات میں سے

وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝ وَلِيَحْكُمَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ

و ہدایت و پند متقین و فرمودیم ہدایت کہ علم کد اہل انجیل  
اور ہدایت نصیحت پر آمیز گدوں کیلئے اور ہم نے فرمایا جانے کہ اہل انجیل فیصلہ کریں

بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ فِيمَن لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ

آنچه نازل فرمادہاں سے خدا در وی و ہر کہ علم نہ کد آنچه فرو فرستادہاں سے خدا پس  
اس سے جو اللہ نے اتارا ہے اس میں اور جو فیصلہ نہ کرے اس سے جسے اللہ نے اتارا ہے تو

هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا

ایماندہ جگہاں و فرو فرستادیم اسے تو کتاب را حقیقی ہدایت دہندہ  
و حق کو اہل حق کرنے والے ہیں اور ہم نے ان کو آپ کی جانب کتاب حق کے ساتھ تصدیق کرنے والی

لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّمًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم

آنچه پیش دیت از کتاب و تمہیان بر وی پس حکم کن در میان ایشان  
اکی کتاب کی جہان سے پہلے ہی اور اس پر تمہیان پس فیصلہ کیجئے ان کے درمیان اس سے جسے اللہ نے اتارا ہے اور

بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ هُمُ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ

آنچه نازل فرود آورہاں سے خدا و جوہی کن خواہش ایشان اعراف کماں از آہ جو حکم الہی  
جوہی نہ کر ان کے خواہش کی اعراف کرتے ہوئے اس سے جو اللہ کا حکم آئے ہیں یاں آیا ہے

۱۔ جانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے تحت میں انجیل

کے پانچ اوصاف بیان فرمائے ہیں (۱) ہدایت دہندہ اس سے

مراہ ہے کہ انجیل توحید و تہذیب و تمدن معاویہ کے دلائل

پر مشتمل ہے (۲) نور اس سے مراہ ہے کہ انجیل مقدس

میں احکام شریعہ کا بیان اور حکایت کی تفصیل واضح اعداد

میں موجود ہے (۳) مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یہ معنی ہے

کہ انجیل حضرت محمد ﷺ کی بعثت کی تصدیق کرتی ہے

(۴) ہدایت دہندہ دوسری عربیہ ہدایت سے مراہ ہے کہ کئی

کریم ﷺ کی ہدایت پر مشتمل ہے اور آپ کا تشریف

لانا بعد ازاں کا سبب ہے (۵) موعظۃ: انجیل مقدس

پتھر ضیاع موعظۃ و ماہر بلوغ پر مشتمل ہے اس لئے

اسے موعظہ کہا گیا ہے۔ یہاں یہ سوال آتا ہے کہ کیا یہ

ی آیت میں اور جبرئیل علیہ السلام نے بھی یہی آیت بیان

دووں میں کیونکر مطابقت ہو گی؟ جواب: اول جگہ

مصدقی سے مراہ حضرت محمد ﷺ ہیں اور دوسری جگہ

مصدقی سے مراہ انجیل ہے۔ حضرت محمد ﷺ تورات

کی تصدیق فرمائے والے ہیں۔ یہاں یہ سوال بھی اہم ہے

ہے کہ حضرت محمد ﷺ ایک نئی شریعت اور نئی کتاب لکھ

آئے جو شریعت منوں سے نہ تھی تو پھر آپ کا تصدیق فرمادہ

کیا معنی رکھتا ہے؟ جواب: حضرت محمد ﷺ کی تصدیق

سے مراہ یہ ہے کہ آپ نے یا اقرار کیا کہ تورات اللہ تعالیٰ

کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہے اور اس کا حکام منسوخ

ہونے سے پہلے واجب العمل تھے۔ (تفسیر کبیر)

۲۔ مفسرین کام کا میں اس اختلاف ہے کہ یکے بعد دیگر

تین مرتبہ آنے والی منات یعنی "الْمُكَافَرُونَ الْفَاسِقُونَ"

اور الْفَاسِقُونَ ایک ہی شخص کی صفت ہے یا متعدد شخص

کی۔ فقال کہتے ہیں کہ یہ ایک ہی شخص کی منات ہیں جیسا

کہ کیا جاتا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وہ نیکو

کار ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وہ فاسق ہے۔ میں طرح سوچا

تو کفار اور فاسقین ایک ہی شخص کی صفت واقع ہیں پس اس طرح کفار و فاسقون

دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ "الْمُكَافَرُونَ" سے مراہ احکام شرع کے مخرجین ہیں اور وہی کفار یعنی "الْمُكَافَرُونَ" اور "الْفَاسِقُونَ" سے مراہ احکام شرع ہیں۔ حضرت امم کہتے ہیں کہ اہل اور فاسق

سے مراہ یہ ہیں اور کفار سے مراہ یہ ہیں۔ (تفسیر کبیر) ۳۔ یہ خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے کیونکہ اُنزلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ سے مراہ قرآن ہے جو آپ پر نازل کیا گیا اور فضیلت

لِشَيْءٍ يَنْفَعُ النَّاسَ مِنَ الْكِتَابِ سے مراہ قرآن ہی کتاب ہے۔ میں کے بارے میں دو اقوال ہیں (۱) میں معنی حفاظت چنانچہ حضرت سلمان علیہ السلام کا یہ شعر ہے۔ ان الکتاب مبین لیس "والحق

يعرفه ذو والالاباب۔ یعنی کتاب اللہ سے ہی ﷺ کیلئے حفاظت ہے اور صاحب عقل بن کو خوب سمجھتا ہے (۲) میں اصل میں مؤمن تھا ہمزہ کو ہائے بدل دیا اور دہائی ہمزہ کو ہائے بدل دیا تو

میں ہو گیا اس میں شک نہیں ہے کہ یہ کتاب خیر ہے اور جہل سے پاک ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَآلَا لَهُ نُفَعُ الْفُكْرَ یعنی ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اکی

حفاظت کر چکے۔ اسی طرح قرآن نے تورات انجیل اور ہر کے بارے میں گواہی دی کہ یہ سب سب مادی ہیں۔ مراہی ہے کہ یہودی ایک جماعت نے کہا کہ آؤ ہم سب اللہ کی طرف چلیں تاکہ

ہم انہیں لکھ دیں کہ ہمارے میں فقر و غنا نہیں۔ اس بارے سے وہ سب آپ کے پاس آئے اور انہیں ہجر (ﷺ) اہل حق کو کچھ ملے کہ ہم یہود کا عبادہ دار کے اشراف میں سے ہیں اگر ہم آپ کی

برائی کر لیں تو پوری قوم کئی جہنم کی جہنم ہو جائے گی۔ ہمارے ایک ہجر (ﷺ) اہل حق کو کچھ ملے کہ ہم آپ کا فیصلہ کیجئے ہم آپ پر ایمان لائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ

قرآن نازل فرمایا۔ (تفسیر کبیر)

کار ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وہ فاسق ہے۔ میں طرح سوچا

تو کفار اور فاسقین ایک ہی شخص کی صفت واقع ہیں پس اس طرح کفار و فاسقون

دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ "الْمُكَافَرُونَ" سے مراہ احکام شرع کے مخرجین ہیں اور وہی کفار یعنی "الْمُكَافَرُونَ" اور "الْفَاسِقُونَ" سے مراہ احکام شرع ہیں۔ حضرت امم کہتے ہیں کہ اہل اور فاسق

سے مراہ یہ ہیں اور کفار سے مراہ یہ ہیں۔ (تفسیر کبیر) ۳۔ یہ خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے کیونکہ اُنزلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ سے مراہ قرآن ہے جو آپ پر نازل کیا گیا اور فضیلت

لِشَيْءٍ يَنْفَعُ النَّاسَ مِنَ الْكِتَابِ سے مراہ قرآن ہی کتاب ہے۔ میں کے بارے میں دو اقوال ہیں (۱) میں معنی حفاظت چنانچہ حضرت سلمان علیہ السلام کا یہ شعر ہے۔ ان الکتاب مبین لیس "والحق

يعرفه ذو والالاباب۔ یعنی کتاب اللہ سے ہی ﷺ کیلئے حفاظت ہے اور صاحب عقل بن کو خوب سمجھتا ہے (۲) میں اصل میں مؤمن تھا ہمزہ کو ہائے بدل دیا اور دہائی ہمزہ کو ہائے بدل دیا تو

میں ہو گیا اس میں شک نہیں ہے کہ یہ کتاب خیر ہے اور جہل سے پاک ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَآلَا لَهُ نُفَعُ الْفُكْرَ یعنی ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اکی

حفاظت کر چکے۔ اسی طرح قرآن نے تورات انجیل اور ہر کے بارے میں گواہی دی کہ یہ سب سب مادی ہیں۔ مراہی ہے کہ یہودی ایک جماعت نے کہا کہ آؤ ہم سب اللہ کی طرف چلیں تاکہ

ہم انہیں لکھ دیں کہ ہمارے میں فقر و غنا نہیں۔ اس بارے سے وہ سب آپ کے پاس آئے اور انہیں ہجر (ﷺ) اہل حق کو کچھ ملے کہ ہم یہود کا عبادہ دار کے اشراف میں سے ہیں اگر ہم آپ کی

برائی کر لیں تو پوری قوم کئی جہنم کی جہنم ہو جائے گی۔ ہمارے ایک ہجر (ﷺ) اہل حق کو کچھ ملے کہ ہم آپ کا فیصلہ کیجئے ہم آپ پر ایمان لائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ

قرآن نازل فرمایا۔ (تفسیر کبیر)



لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شُرْعَةً وَمِمَّا جَاءَ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ

ہرے ہر گروہ کی از شائے ہر شریعت و راسی و اگر خواہی خدا تم میں سے ہر گروہ کیلئے ہم نے ایک شریعت بنائی اور ایک راہ اور اگر اللہ چاہتا

لِعَلَّكُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ وَلَٰكِن لَّيَبْلُوكُمْ فِي مَا أَتَاكُمْ فَأَسْبِقُوا

گروہانہ سے شام ایک امت و لیکن خواست کہ پیار ناپید شام را در آنچه شما را دست میں شریعت کیلئے ہوسے تو تم سب کو ایک امت بنادے اور لیکن چاہا کہ تم میں آزمائے اس میں جو تمہیں دیا جس جلدی کرو

الْخَيْرَاتِ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ مَوَاقِفُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

خیرات ہوسے خدا رجوع شام سے ہم کیا میں خیر خواہ کرو شام یا ہاتھ بھائی کی جانب اللہ کی طرف تم سب کو لوٹا ہے جس خیر کا تمہیں انکی جس میں تم سب اختلاف کرتے تھے اور

فَتِلْكَ تَحْتَفِلُونَ ۖ وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا

دریں اختلاف مکرر و فرمودیم کہ ہم کن میان ایشان آنچه فرود آورد است خدا و کنی ہم نے فرمایا کہ فیصلہ کرو انکے ارمیان اس سے جسے اللہ نے اتارا ہے اور نہ ہو جاؤ

تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ

تو انکی خواہش ایشان و ترس از ایشان از آنکہ گمراہ کنند ترا از بعض چیزوں کرنے والہ انکی خواہش کی اور ان سے بچ گھبرا کر نہ کر دے تجھے بعض سے

مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ فَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ

آپچے فرود فرستاد است خدا ہوسے تو نہیں اگر امراض کنند میں پرانکہ بخراؤ خدا جسے اللہ نے اتارا ہے انکی جانب نہیں اگر وہ سب امراض کریں تو جو جان کہ اللہ چاہتا ہے

أَن يُضِلَّهُمْ بِبَعْضِ دُخُونِهِمْ وَإِن كُنْتُمْ مِنَ النَّاسِ

کہ غلط تھو ایشانرا بسبب بعض گمراہان ایشان و ہر جسے بسیاری از مردمان کہ انھیں غلط کرے انکے بعض گمراہوں کے سبب اور بھگت لوگوں میں سے بہت سے ہیں

مقولہ ۲

## تَفْتِيْلُ الْآيَاتِ

۱۔ لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شُرْعَةً وَمِمَّا جَاءَ لِقَوْلِهِمْ لَقَدْ جَعَلْنَا لَكُمْ فِي هَذِهِ آيَاتٍ لِّئَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ (۱) شرع بمعنی بین اور واضح۔ ان کی سبک کہتے ہیں کہ لفظ شرع مصدر ہے جسے کہا جاتا ہے شرعت الاحباب اذا شققته چلا سے کو واضح کیا جب اس میں شکاف کیا (۲) شرع ماخوذ ہے شرع سے۔ منہاج صحیح طریق واضح۔ کہا جاتا ہے کہ بھرت لک الطریق میں سے تمہارے لئے واضح راستہ کیا۔ اس نگرے سے اکثر علماء دلیل قائم کرتے ہیں کہ جو شریعت ہم سے ملی تھی وہ ہم پر لازم نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک کیلئے ایک شریعت اور ایک راستہ ہے۔ اس میں خطاب امم خاص سے ہے یعنی امت و کنی امت یعنی اور امت محمدیہ علیہ السلام۔ اس لئے کہ ان ہی تھیں کا ذکر آیات ساقد میں تھا جس نگرے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تواریف کیلئے ایک شریعت ہے انکل کیلئے ایک شریعت ہے اور قرآن کیلئے ایک ایک شریعت ہے۔ بعض علماء مفسرین کہتے ہیں کہ شرع اور منہاج دونوں ایک ہی معنی سے عبارت ہے اور عربی کا یہ کیلئے ہے ان دونوں سے مراد دین ہے۔ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ان دونوں میں فرق ہے ہر شریعت مطلق شریعت سے عبارت ہے اور طریقت منکارہ شریعت سے عبارت ہے اور منہاج سے بھی مراد ہے۔ ہر شریعت اول ہے اور طریقت آخر ہے۔ ہر دیکھتے ہیں کہ شریعت ابتداء طریقت ہے اور طریقت دائمی راستہ کا نام ہے۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَخَلَّفَتْهُم مِّنْ رَّسُولٍ لَّيْسَ لَهُمْ بَأْسٌ بَعْدَ مَا قَضَيْنَا أُمُورَهُمْ لَئِنْ كُنْتُمْ مِنَ النَّاسِ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ (۲) شرع بمعنی بین اور واضح۔ ان کی سبک کہتے ہیں کہ لفظ شرع مصدر ہے جسے کہا جاتا ہے شرعت الاحباب اذا شققته چلا سے کو واضح کیا جب اس میں شکاف کیا (۲) شرع ماخوذ ہے شرع سے۔ منہاج صحیح طریق واضح۔ کہا جاتا ہے کہ بھرت لک الطریق میں سے تمہارے لئے واضح راستہ کیا۔ اس نگرے سے اکثر علماء دلیل قائم کرتے ہیں کہ جو شریعت ہم سے ملی تھی وہ ہم پر لازم نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک کیلئے ایک شریعت اور ایک راستہ ہے۔ اس میں خطاب امم خاص سے ہے یعنی امت و کنی امت یعنی اور امت محمدیہ علیہ السلام۔ اس لئے کہ ان ہی تھیں کا ذکر آیات ساقد میں تھا جس نگرے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تواریف کیلئے ایک شریعت ہے انکل کیلئے ایک شریعت ہے اور قرآن کیلئے ایک ایک شریعت ہے۔ بعض علماء مفسرین کہتے ہیں کہ شرع اور منہاج دونوں ایک ہی معنی سے عبارت ہے اور عربی کا یہ کیلئے ہے ان دونوں سے مراد دین ہے۔ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ان دونوں میں فرق ہے ہر شریعت مطلق شریعت سے عبارت ہے اور طریقت منکارہ شریعت سے عبارت ہے اور منہاج سے بھی مراد ہے۔ ہر شریعت اول ہے اور طریقت آخر ہے۔ ہر دیکھتے ہیں کہ شریعت ابتداء طریقت ہے اور طریقت دائمی راستہ کا نام ہے۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَخَلَّفَتْهُم مِّنْ رَّسُولٍ لَّيْسَ لَهُمْ بَأْسٌ بَعْدَ مَا قَضَيْنَا أُمُورَهُمْ لَئِنْ كُنْتُمْ مِنَ النَّاسِ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ (۲)

یعنی بھائی کے کاموں میں جلدی کرو۔ (تفسیر کبیر) ۲

یعنی آپ کی جانب جو احکام آئے ہیں آپ انکی روشنی میں فیصلہ کیجئے۔ بعض نے یہ کیا ہے کہ یہ امت محمدیہ اور کاموں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کیلئے آج ہے۔ ارشاد ہے لَقَدْ جَعَلْنَا لَكُمْ فِي هَذِهِ آيَاتٍ لِّئَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ (۱) شرع بمعنی بین اور واضح۔ ان کی سبک کہتے ہیں کہ لفظ شرع مصدر ہے جسے کہا جاتا ہے شرعت الاحباب اذا شققته چلا سے کو واضح کیا جب اس میں شکاف کیا (۲) شرع ماخوذ ہے شرع سے۔ منہاج صحیح طریق واضح۔ کہا جاتا ہے کہ بھرت لک الطریق میں سے تمہارے لئے واضح راستہ کیا۔ اس نگرے سے اکثر علماء دلیل قائم کرتے ہیں کہ جو شریعت ہم سے ملی تھی وہ ہم پر لازم نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک کیلئے ایک شریعت اور ایک راستہ ہے۔ اس میں خطاب امم خاص سے ہے یعنی امت و کنی امت یعنی اور امت محمدیہ علیہ السلام۔ اس لئے کہ ان ہی تھیں کا ذکر آیات ساقد میں تھا جس نگرے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تواریف کیلئے ایک شریعت ہے انکل کیلئے ایک شریعت ہے اور قرآن کیلئے ایک ایک شریعت ہے۔ بعض علماء مفسرین کہتے ہیں کہ شرع اور منہاج دونوں ایک ہی معنی سے عبارت ہے اور عربی کا یہ کیلئے ہے ان دونوں سے مراد دین ہے۔ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ان دونوں میں فرق ہے ہر شریعت مطلق شریعت سے عبارت ہے اور طریقت منکارہ شریعت سے عبارت ہے اور منہاج سے بھی مراد ہے۔ ہر شریعت اول ہے اور طریقت آخر ہے۔ ہر دیکھتے ہیں کہ شریعت ابتداء طریقت ہے اور طریقت دائمی راستہ کا نام ہے۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَخَلَّفَتْهُم مِّنْ رَّسُولٍ لَّيْسَ لَهُمْ بَأْسٌ بَعْدَ مَا قَضَيْنَا أُمُورَهُمْ لَئِنْ كُنْتُمْ مِنَ النَّاسِ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ (۲) شرع بمعنی بین اور واضح۔ ان کی سبک کہتے ہیں کہ لفظ شرع مصدر ہے جسے کہا جاتا ہے شرعت الاحباب اذا شققته چلا سے کو واضح کیا جب اس میں شکاف کیا (۲) شرع ماخوذ ہے شرع سے۔ منہاج صحیح طریق واضح۔ کہا جاتا ہے کہ بھرت لک الطریق میں سے تمہارے لئے واضح راستہ کیا۔ اس نگرے سے اکثر علماء دلیل قائم کرتے ہیں کہ جو شریعت ہم سے ملی تھی وہ ہم پر لازم نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک کیلئے ایک شریعت اور ایک راستہ ہے۔ اس میں خطاب امم خاص سے ہے یعنی امت و کنی امت یعنی اور امت محمدیہ علیہ السلام۔ اس لئے کہ ان ہی تھیں کا ذکر آیات ساقد میں تھا جس نگرے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تواریف کیلئے ایک شریعت ہے انکل کیلئے ایک شریعت ہے اور قرآن کیلئے ایک ایک شریعت ہے۔ بعض علماء مفسرین کہتے ہیں کہ شرع اور منہاج دونوں ایک ہی معنی سے عبارت ہے اور عربی کا یہ کیلئے ہے ان دونوں سے مراد دین ہے۔ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ان دونوں میں فرق ہے ہر شریعت مطلق شریعت سے عبارت ہے اور طریقت منکارہ شریعت سے عبارت ہے اور منہاج سے بھی مراد ہے۔ ہر شریعت اول ہے اور طریقت آخر ہے۔ ہر دیکھتے ہیں کہ شریعت ابتداء طریقت ہے اور طریقت دائمی راستہ کا نام ہے۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَخَلَّفَتْهُم مِّنْ رَّسُولٍ لَّيْسَ لَهُمْ بَأْسٌ بَعْدَ مَا قَضَيْنَا أُمُورَهُمْ لَئِنْ كُنْتُمْ مِنَ النَّاسِ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ (۲)







عَلَى مَا اسْتَوْفَا فِي أَنْفُسِهِمْ ثَمَانِينَ ۖ وَيَقُولُ الَّذِينَ

ہم آنچه چاہاں ہمارے نفس میں ثمانیہ سو دو سو کہتے ہیں  
اس پر جو ان لوگوں نے اپنے دل میں چاہا رکھا ہے اور کہتے ہیں

أَمْنُوا أَهْلَ الْكَافَّةِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَعْيَانِهِمْ هُمْ

مومن آگاہ ہیں کہ آپ کا قسم خود بخود بخیرین سونہ ہائے خوشی کے بہتو ایساں  
مومنین کیا بھی ہیں وہ لوگ جنہوں نے مذاق میں اللہ کی قسم کھائی کہ ضرور وہ سب

لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَاصْبِرُوا خَيْرَ بَيْنَ ۖ يَا أَيُّهَا

اے ایمان والا ہر روز ۲۰ بار شد عمدہائی ایساں نہیں کہتے کیا کار اس  
تہا سے ساتھ ہیں آج کے روز طالع ہوئے انکے اعمال میں نقصان اٹھانے والے ہو گئے اے

الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ

مومن ہر کہ از شہر گرد از دین خود پس خواہد  
میرود جو کوئی تم میں سے پھر جائے اپنے دین سے پس عذاب

يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

آورد خدا گروهی را کہ دوست میدارد ایشان دوست میدارد او را متواضع اند بر مومنان  
اللہ ایک (ایسے) گروہ کو پہنچائے وہ راست رکھے گا اور وہ سب اسے دوست رکھیں گے مومنین پر بہت نرم

أَعَزُّو عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

دوست متواضع اند بر کافران جہاد میکند در راہ خدا  
کافروں پر بہت سخت جہاد کرتے ہیں اللہ کی راہ میں

وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ

۱۔ اے ترستہ از لومت لامت کہندہ ایسا بخشن خداست عظیم آفر  
اور تم کو دیتے ہیں عطا کرتے دینے کی لامت ہے۔ یہ اللہ کی عطا کشتی ہے اسے دیتا ہے اس

۱۔ یعنی عبداللہ بن ابی بن سلول اور ان کے ساتھی یہود اور  
نصاری سے دوستی کرنے کیلئے دوڑتے ہیں اور کہتے  
ہیں کہ ہم عداوت زمانہ سے دوست ہیں اس لئے ان  
سے دوستی رکھتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

۲۔ مومنین نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا یہ  
لوگ ہیں؟ جو حضرت محمد ﷺ کی عداوت کے  
بارے میں جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ (الفرغی)

۳۔ اس میں اختلاف ہے کہ "تسوف یأی اللہ بقوم"  
سے کون لوگ مراد ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ  
اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب  
ہیں جنہوں نے اہل بدعت اور انہیں زکوٰۃ کے خلاف جہاد  
کیا اور وہ اس طرح کہ جب بی کریم ﷺ کا سوال ہوا تو  
عات العرب مرتد ہو گئے سوائے اہل مکہ اہل مدینہ اور  
مکہ میں مہاجرین کے۔ ان میں سے بعض نے زکوٰۃ  
دینے سے انکار کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے  
قتال کا ارادہ کیا تو اصحاب بی کریم ﷺ نے اسے روک دیا  
یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ان لوگوں سے  
کیسے قتال کریں گے حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ  
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ  
سب لا الہ الا اللہ کہیں۔ پس جس نے کذب یا فتنے  
اپنی جان اور مال کو کھوئے یا چاہا مگر اس حق اور اس کا حساب  
اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے۔ یہ عمر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا  
کہ اللہ کی قسم میں ان سے قتال کروں گا اس لئے کہ زکوٰۃ حق  
السال ہے اور اللہ کی قسم ہر لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے  
میں کہنی کا ایک پتھر ہیں دیتے ہیں اور اب دینے سے انکار  
کریں تو میں انکے خلاف جہاد کروں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ  
فرماتے ہیں کہ صحابہ نے یمنین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کو

ناہنہ کیا اور انہوں نے کہا کہ یہ اہل لہد ہیں ہر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی گردن میں تلوار لٹائی اور قہار کے خلاف جہاد کیلئے نکل پڑے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یمنین زکوٰۃ کے خلاف قتال  
کو ہم لوگوں نے اہل لہد کیلئے جہاد میں ہم سب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شریعت کی۔ حضرت ابوبکر بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے انہیں سے سنا ہے کہ یہ لوگ نے اہل لہد کیلئے حضرت ابو  
بکر رضی اللہ عنہ سے بغض نہیں کیا۔ آپ بی کریم ﷺ کے بعد اہل بدعت کے خلاف جہاد کرتے رہے۔ بی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں تین فرقوں نے اہل لہد کو دیا۔ (۱) قبیلہ غسان کا سربراہ اہل لہد کا  
کعب بن العقی تھا اس کا لقب اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے ایک وفد بھیج کر اسے اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ انکار کرنے کی صورت میں اسے قتل کر دیا جائے چنانچہ  
اس یمنین کو تیرہ روز دینے والے اصل مار کیا (۲) قبیلہ بنی حنیفہ کا سربراہ مسیلہ بن کذاب تھا اسے بھی اللہ کے رسول ﷺ نے اسلام کی دعوت پیش کی اور فرمایا کہ انکار کرنے کی صورت میں اسے قتل کر دیا  
جائے۔ چنانچہ دینی غلام مطعم بن عدی جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کیا تھا مسیلہ بن کذاب کو مار کیا اسے قتل کرنے کے بعد دینی غلام نے کہا کہ میں نے عداوت کفر میں نے اس کا خون  
پیلا تھا اور اب عداوت اسلام میں شریک اس کا خون بہا ہے (۳) قبیلہ بنو اسد کا سربراہ عقیلہ بن خویلد تھا اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اس کے خلاف جہاد کیلئے اللہ کے رسول ﷺ جاری فرما دیے تھے کہ آپ کا  
وصال ہو گیا۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں طحہ کے خلاف جہاد کیلئے بھیجا تو حکار حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو غصہ ہوئی اور طحہ گرفتار ہوا پھر اس نے  
اپنی نبوت سے توہین کی اور مسلمان ہو گیا اور اسلامی احکام پر قائم رہا۔ (مطہری) حضرت سعدی کہتے ہیں کہ یہاں قوم سے مراد "انصار" ہیں۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد "اہل یمن" ہیں۔ بعض  
نے کہا کہ اس سے مراد "اہل یمن" ہیں۔ (غرائب القرآن)



مَنْ يَشَاءِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

بہر کہ خواہد خدا بواد دانا است جز این نیست کہ دوست شما خدا است و رسول او  
ہے چاہے اور اللہ بہت بڑا ہے۔ انکو سوا کچھ نہیں ہے کہ تمہارا دوست اللہ اور انکے رسول

وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ

و مسلمانان کہ یہ پا سیدانہ نماز دے رہے ہیں  
اور مؤمنین ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

الزَّكَاةَ وَهُمْ مُرْكُؤُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

زکوٰۃ دے گا وہ ایساں دوست نماز گزارند و ہر کہ دینی کلمہ با خدا و ہا رسول او  
اس حال میں کہ وہ مل کر نماز ادا کرتے ہیں اور ہر کوئی دوست کرے اللہ اور انکے رسول سے

وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنْ حَرَّبَ اللَّهُ هُمْ الْغُلَبُونَ ۝ يَا أَيُّهَا

و مسلمانان نہیں ہر آنکہ گروہ خدا ہمنست غالب اسے  
اور مؤمنین سے تو جنگ اللہ کا گروہ ہی غالب ہے جہاں اسے

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُؤًا

مسلمانان دوست متیرید کہنا کہ تمہارا دین تمہارا ہنسی  
مومنو! دوست مت بناؤ ان لوگوں کو جو تمہارے دین کو ہنسی اور تمہیل سمجھتے ہیں

وَلِعِبَاؤُنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكَافِرَ

از کہانکہ نادو شدہ اند ایضاً کتاب پیش از شما و نہ ساز کاروان  
ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور نہ کافروں کو

أَوْلِيَائِهِمْ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا

دوست و ہر سید از خدا اگر مسلمان ہستی و چنی  
دوست اور ڈرا اللہ سے اگر تم مسلمان ہو جہاں اور جب

۱ طبرانی نے اسناد میں عمار بن یاسر سے ایک مندر کیا تھا  
جس میں عائشہ کا نام بھی شامل ہے۔ روایت کی ہے کہ  
ایک سال حضرت علی بن ابی طالب ؓ کے انتصار میں  
کھڑا ہو گیا جبکہ آپ ؐ قحطی نماز کے رکوع میں تھے۔ حضرت  
علی ؓ نے اس رکوع کی حالت میں اپنی آنکھیں اوپر کر  
سائل کو دے دیکھ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (الناہب  
الغفر فی اسباب النزول) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام ؓ نے  
نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ جنگ حارہ لوگ  
جوئی قریظ اور نصیر سے ہیں انھوں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے  
اور ہم کھائی ہے کہ ہم دشمن کے مارے لوگوں کچھ بچے  
کی اجازت دینگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت  
عبد اللہ بن سلام ؓ نے عرض کی کہ ہم اس پر راضی ہیں کہ  
اللہ اور انکے رسول اور مؤمنین حارہ دوست ہیں۔  
”وَالَّذِينَ“ یہ صحیح مؤمنین کیلئے ہے یا غیر مسلمین علی بن  
مسین ؓ سے پوچھا گیا کہ کیا وہ افسلینہ انفسوا سے  
حضرت علی ؓ فرما دیں؟ آپ ؐ نے فرمایا کہ حضرت علی  
ؓ بھی مؤمنین میں سے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی  
اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر ؓ کے  
بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (القرطبی) کوئی کالافہ کسی باصر  
اور محبت کے معنی میں آتا ہے جیسے وَالْمُؤْمِنُونَ بَعْضُهُمْ  
أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ اور انکی حضرت کے معنی میں آتا ہے جیسے  
کریم ﷺ کا یہ زمان ایسا امرۃ نکحت بغیر ان  
ولہا یعنی جو صورت اپنے حضرت کی اجازت کے بغیر کافرا  
کرے۔ اس آیت میں ولی دونوں معنی میں مستقل ہے۔  
(تفسیر کبر) اُولِیَاءُ کلمہ کی بجائے وَلِیَّکُمْ کیا گیا تاکہ  
کہ صحیح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی ولایت اصل ہے باقی کی  
ولایت تابع ہے۔ (غریب القرآن) جب اللہ تعالیٰ نے

اس ایمان کو فتح فرمایا کہ کافروں سے مصلحت نہ کرو تو اب اس آیت میں جن سے مصلحت کی اجازت ہے انکی نکاحی کی جاری ہے۔ (بخاری) علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ سائل نے جب مسجد رسول  
ﷺ میں سوال کیا اور کسی نے کچھ نہ دیا تو حضرت علی ؓ نماز میں رکوع کی حالت میں تھے آپ ؐ نے سائل کو اپنی آنکھیں کی جانب اشارہ کیا یہاں تک کہ سائل نے آپ کی آنکھ سے آنکھیں اجاڑ لی۔ حضرت علی  
ؓ کا یہ عمل دلالت کرتا ہے کہ کھلی گلیں سے نماز میں بسا نہیں آتا ہے۔ (القرطبی) ج یعنی جو لوگ اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا حکم ماننے ہیں اور مسلمانوں کی جماعت  
میں سے والی بناتے ہیں یہی علی کا حزب اللہ ہیں۔ بعض نے کہا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اور انکے رسول ﷺ اور مؤمنین کی نصرت کرتے ہیں یہی علی کا حزب اللہ ہیں۔ (القرطبی)  
۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دفاع بن زید بن ثابت اور سید بن عاصم نے عمار بن یاسر سے ایک مسلمان کی دوستی کی۔ ان کے  
بارے میں بایکھا الخینی انفسوا لا تفتعلوا ۳ بنا کھنوا ینکھلون نازل ہوئی۔ (الناہب الغفر فی اسباب النزول) جب اس سے پہلے آیات میں یہود و نصاریٰ کو دوست بنانے سے منع کیا گیا تو اب  
مطلقاً کفار کی دوستی سے روکا جا رہا ہے۔ یہ لوگ دین سے کھیل کو کرتے ہیں اور اپنی زبان سے دین کا مذاق اڑاتے ہیں جیسا کہ سورہ بقرہ میں مذکور ہے۔ (تفسیر کبر) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
روایت ہے کہ جب مسلمان یہود کو تو یہود اور مشرکین بنا کر تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (القرطبی) ان سے دوستی کی انکی استیجاز پر حشر ہے۔ یا اس جانب اشارہ ہے کہ  
جب اس ملت کے پیش نظر ان سے دوستی کی ممانعت ہے تو یہود و نصاریٰ اور دیگر کافروں سے تو یہود و نصاریٰ ہی۔ (مظہری)



۱۔ کہی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ساتویں حب خدا کرنا  
 تو یہ وہی عمل الاشیاء کہتے کہ وہ سب کرنے ہوئے نہیں  
 کھڑے ہوئے ان سب نے نماز پڑھی نہیں پڑھی اور ان  
 سب نے روزه کیا نہیں کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت  
 نازل فرمائی۔ سنی کہتے ہیں کہ یہ آیت اس شخص کے  
 بارے میں نازل ہوئی جو افسوس اُن فحشاء و فسق و  
 اللہ بن کر کیا کتاب میں مل جائے ایک رات اس کا خادم  
 آگ کے پاس گیا اور یہ شخص سو رہا تھا آگ کی ایک  
 چنگاری آگرا کے کر میں گئی جس سے اس کا سر اور وہ شخص  
 جل کر خاکستر ہو گیا۔ بعض نے کہا کہ ابن کافروں کے  
 بارے میں نازل ہوئی کہ جب وہ لوگ ایمان لائے تھے تو  
 حد کے طور پر کہتے کہ اسے (عقبت) آپ نے ایسا کام  
 ایجاد کیا جس کام کو ہم نے اس سے پہلے کسی کو کرتے نہ  
 دیکھا اور نہ سنا آپ انہی کے ساتھ کی طاعت کر رہے  
 ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (غرائب  
 القرآن) علماء فرماتے ہیں کہ ہجرت سے قبل کہ میں ایمان  
 نہیں لایا تھا ایک جگہ الفسوف نے جامعہ کہا تھا جامعہ  
 نبی کریم ﷺ نے ہجرت کی اور کعبہ کو قبلہ کی جانب پھیر  
 دیا گیا تو آپ کے دل میں خیال آیا کہ ایمان کا حکم بھی آجانا  
 یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن زید حضرت  
 عمر بن خطاب اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کو خطاب میں  
 ایمان کی ہدایت دی۔ (القرطبی) یہ آیت کہ یہ رسالت کر  
 رہی ہے کہ ایمان کا ثبوت نہیں کتاب سے بھی ہے فقط  
 خطاب سے نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر) ذالک بآئینہم قلوبہم  
 لا یفہقون۔ جس کا تفسیر ہے کہ شیخ ابوبکر و عمر و زید جیسے  
 اور شے کے حسن و قبح پر غور کیا جانا چاہئے۔ یہ آیت دلالت  
 کرتی ہے کہ کافروں اگر چہ انور و غائبین مالمین ہیں لیکن  
 اس دور میں میں عقل سے فاری ہیں۔ (مطہری) ج

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چند یہودی آئے۔ جن میں ابو یاسر بن اخطب بطح بن ابی غازی بن عمرو بھی تھے انہوں نے آپ سے یہ چھا کہ آپ کون  
 سے رسول کو مانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہم اللہ اور جو کچھ اللہ نے حضرت امیراہم علیہ السلام پر حضرت اسحاق علیہ السلام پر حضرت یعقوب علیہ السلام پر اور ابی اور ابی نازل کیا اور جو کچھ دوسرے پیغمبروں کو دیا  
 ان سب پر ایمان رکھتے ہیں ہم ان کے دین میں کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے مطلق اور ان کے فرمانبردار ہیں جب آپ نے حضرت صلی علیہ السلام کا ذکر کیا تو وہ ان کی نبوت کے بارے میں جھگڑنے لگے اور کہا  
 کہ ہم نہ حضرت صلی علیہ السلام کو مانتے ہیں اور نہ ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (الباب الفخری فی اسباب النزول) قل یتفقون کے بارے میں  
 مفسرین کرام کی مختلف عبارتیں ہیں مثلاً انھیں تعین کیاتم جب اللہ نے ہذیل مذکورون کیاتم انکار کرتے ہو اور حلی مذکورون کیاتم نہ لے کرتے ہو اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ تم نے اس دین کا مذاق  
 کیوں اڑا دیا کیاتم اس دین میں ایمان لائے اور ایمان پائے رسول کے سوا کچھ اور بھی پاتے ہو گویا کہ یہ بطلی بطلی آج ہے۔ (تفسیر کبیر) اص اصحاب بیت کو ہندو بنایا گیا تھا اور ان کے بڑوں کو کھڑے بنایا گیا  
 تاکہ ان کے انکار کرنے والوں کو کھڑے بنایا گیا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ دونوں طرح کا کھڑا اصحاب بیت میں ہے ان کے بڑوں کو ہندو بنایا گیا اور ان کے بڑوں کو کھڑے بنایا گیا  
 تھا امام بخاری فرماتے ہیں کہ جب یہود نے کہا کہ ہم نے اللہ دین کو کھڑا دیکھا جبکہ حصہ دین کو غائب کیا ہم کو ہندو بنایا دیا اور دیکھا تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے  
 محبوب آپ پر لہا دیجئے کہ کیا میں تمہیں ۱۷۰ کے شمار سے بدترین کے بارے میں خبر دوں۔ (مطہری) اول الذک شرمشکاف۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان کا طعنا کہ ہم میں مقام  
 ستر ہے جو بدترین جگہ ہے۔ (تفسیر کبیر)

تَاذِيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَعِبَاءً لِّذَلِكَ

نہا کہیہ ہوئے نماز شہر و بازی گیند آن را این  
 تم ہزار نماز کی طرف تو شہر اور کھیل کرتے ہیں اسکا

يَا تَهُمَّ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝ قُلْ يَٰ أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ

بیب آلت کہ ایہیں گروہے مسو کہ سچ کی لہو کجھ اسے اہل کتاب  
 یہ اس سب سے ہے کہ وہ لوگ ایسے گروہیں جو عقل نہیں دیکھتے آپ فرمادیجئے کہ اسے اہل کتاب

تَتَّقُمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ أَمَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا

میب لکھتے یہ ماگر آتکہ ایمان آوردیم بخدا و آنچه فرود فرستادہ شد مسو ما و آنچه  
 ہم پر کیا میب لگائے کی تمہارے ہوئی تاکہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ اُنہما کیا ہے ہماری طرف اور جو کچھ

أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَإِنَّ أَكْثَرَكُمْ فَسِقُونَ ۝ قُلْ هَلْ

فرود فرستادہ شد مسو عین الزما دیکر آتکہ بیشتر از ما بکارند کجھ آیا  
 اتنا گیا ہے اس سے پہلے دیکھ یہ کہ تم میں سے اکثر بکار ہیں آج آپ فرمادیجئے کہ کیا

أَنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۚ ذٰلِكَ مَثُوبَةٌ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَعَنَهُ

خبر دہم شہ ما بدترین الزمی باخبار جزا نزدیک خدا آں پتر کے مسو کہ لعنت کرد اور  
 میں تمہیں خبر دوں انکی جو اللہ کے نزدیک جزا کے اخبار سے بدترین ہے (یہ) وہ ہے جس پر لعنت کی ہو

اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْفِرْدَ وَالْخٰنَازِرَ

خدا و غم گرفت بر وی و گردانید از ایہیں ہوزگن و خوکان  
 اللہ نے اور ان پر غضب لرایا اور انہیں ہندو اور خوک بنایا

وَعَمِلَ الطَّاغُوتُ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ

و کیک پتر مہور اہل را ای گروہ پتراند اختیار چاک و گمراہ تر  
 اور وہ جو مہارت کرے اہل مہور کی بھی گروہ بدترین ہیں باخبار کجھ اور گمراہ تر ہیں ج







وَأَحْتَوَيْمَا قَالُوا بَيْنَ يَدَيْهِ مَبْسُوطَتَيْنِ يُتَفَقَّحُ كَيْفَ

اور لغت کردہ شہر الیہما سبب آجی تھیں۔ بلکہ دو دست اور کتاب است فرتی منکھ چنانچہ

یَسَاءُ وَلَكِنْ يَكُنْ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنَ

میں وہم و البتہ یا غزایہ در حق بسیاری از ایشان آجی فرود فرستادہ شود یوسے تو از

رَبِّكَ طَعْيَانًا وَكُفْرًا وَآلَقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْحَدَاةَ وَ

پہنکار تو ہمارائی و کفر را و اللہ ہم در میان فرمائے یسود رشتی و

الْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا تَلَحَّطَ

۱ فرشتی تا روز قیامت ہر گاہ کہ ی ہر روزہ آتش برائے جگہ

أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا

فری تھکدش خدا و ی شکار در زمین برائے فساد و خدا ندارد

يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا

دوست خدا را و اگر اہل کتاب ایمان کی آورند و پرہیزگاری کی کردہ

لَآتَيْنَهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دَخَلُوهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِمُ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ

۱ یسود ساجے از ایشان گناہاں ایشان را در آوردے الیہما ہوتاہای لغت و اگر ایشان

تو ہم نہادے ان سے آگے گناہوں کو اور انہیں جنت کے باغوں میں داخل کرتے ۲ اور اگر وہ سب

مذہب ۲

۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی جاں ان قیس نے (ذی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ گلاب کھوسے فرج نہیں کرتا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرج کیا اور اس کے مطابق یہ آیت قیل فی فجاج کے سرور خاص کے بارے میں نازل ہوئی۔ (الہاب) البتہ فی اسباب التورہ (حضرت مسن فرماتے ہیں کہ یلہ اللہ مفلوئہ کہنے کا لفظ تھوڑا سا ہے کہ لفظ کا تھوڑا سا عذاب اپنے سے بدتر ہے۔ بعض نے کہا کہ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ ذی کریم ﷺ خیر اور مال کی قلت میں تھیں اور مسن ذالطی البیع یعنی کنن ہے جو ان کو قرض دینے والی آیت سن کر کہنے لگے کہ تمہارے ﷺ کا اللہ فقیر ہے اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرج کیا۔ یلہ اللہ مفلوئہ کا معنی تھیل کے طور پر ہے جیسا کہ وہ ہے کہ وہ لا تسعیض بذاک مفلوئہ الی غفلک یعنی اپنے ہتھکڑی کیوں پر بدتر ہوا نہ کر لہذا (القرطبی) مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہودی میں اکثر صاحب ثروت اور صاحب مال تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو آفری کیا تو ان کے پیوت فرمایا اور ان لوگوں نے آپ کو بھلا یا تو اللہ تعالیٰ نے اس سب سے آگے روزی میں بھی کر دی۔ اس پر یہودی کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطایا وسیع سے اپنا ہتھکڑی کیا ہے جیسے کسی جال کو بنا اور شدت میں بھٹا کیا جائے تو وہ اسی قسم کے لٹا کر ہوتا ہوگا۔ (تھیر کیر) بسئل فسئل منسوقان یعنی اللہ تعالیٰ کی لغت وسیع ہے۔ لیکن صورت میں "مد" یعنی لغت ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ذی کریم ﷺ نے اور شافریا کہ اس میں لغت کا ہر ہے جو تھوڑے الفاظ کو بھر کر لگی اور لغت ہوتی ہے جو تھوڑے کلمات کی برائیوں کو چھپانے کی۔ بعض نے کہا کہ اس دو لغت سے مراد بارش اور لغت ہے۔

حضرت سدی کہتے ہیں کہ ہذا سے مراد اب اور عتاب کی دو قسمیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا سہ ماہی ہر ماہ ہے دن رات تلاوت کے بارے میں کسی بھی آئی کلام نہیں دیکھتے کہ میں اور اس کی غفلت کے وقت سے اب تک فرج کر رہا ہے جس میں کسی کو بھی نہیں آئی۔ (القرطبی) رافقا فلیفہم القداۃ البیع کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صاحب یہود کو یوں کے اعتبار سے عتاب کیا ہے کہ وہ سب کی بات پر متفق نہیں ہو سکتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت عافروں میں رہ گئی ان میں سے ایک جنتی ہے باقی جہنمی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت عافروں میں رہ گئی ان میں سے ایک جنتی ہے باقی جہنمی ہیں اور یہی امت عافروں نے رہت جائیں ان میں سے ایک جنتی ہوگی باقی جہنمی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کو لگے ہمارا ایماعات ایماعات یعنی بڑی عافیت بڑی عافیت۔ صاحب ابن زید کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام جب بھی یہ حدیث بیان فرماتے تو قرآن کی یہ آیت سنا دے مٹا مٹا کر بغفلت نہ تھلاوت فرماتے تھے۔ (مظہری) کملنا اوفلنا اذنا لیلخرب الخفاھا اللہ یعنی وہ لوگ جب بھی اللہ کے رسول ﷺ سے جنگ کا ارادہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے شرکاء کی جانب اشارہ فرمادے کہ وہ میان مناہرت ہو جائیں حتیٰ کہ وہ لوگ کسی سے جنگ کا ارادہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ انہیں غالب فرماتا تھا کہ جب قریت کے حکم کے خلاف کام کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بڑے بھرے بھرا دیا اس کے بعد فخرس روئی کو مسلا لیا اس کے بعد فخرس روئی کو مسلا لیا اور پھر اس کے بعد فخرس روئی کو مسلا لیا۔ (بیضاوی) جو بھی اگر یہ دو حدیثیں اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ پر ایمان لاتے اور جو کچھ بھی جانب انہیں اکیلی تعذیب کر لے ان کے سہیات سے بچے اور ان کے احکام پر عمل کرتے تو ہم ان کی غلاؤں کو صاف فرما کر انہیں جنت نعیم میں داخل کرتے۔ (ابن جریر)



أَقَامُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ

یہ ایک مباحثہ حکم تورات و انجیل کا و آنچه فرود آورد شد است بسوی ایشان از تورات اور انجیل کے حکم کو قائم رکھتے اور جو انبار کیا انکی طرف

لَا كُلُّوْا مِنْ قَوْفِهِمْ وَوَيْتَ أَنْ جُلُوْهُمُ مِنْهُمْ

پروردگار ایشان ایست خوردنی از پائے خود و از زنی پائے خود از ایشان انکے رب کی طرف سے تو روزی کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے ان میں سے

أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَحْمِلُوْنَ ۚ يٰٓأَيُّهَا

گروہی است میانہ و ا بسیار از ایشان بد چیز است کہ حملکے اس ایک گروہ ہے درمیانہ اور ان میں سے اکثر بے عمل ہی کرتے ہیں اے

الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَلَئِنْ لَّمْ تَفْعَلْ

پیغمبر رسال آنچه فرود آورد شد است بسوی تو از پروردگار تو و اگر رسول! پہنچائیے جو انبار کیا انکی جانب آپ کے رب کی طرف سے اور اگر

فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

تو ہی نہ ساندہ باش پیغام خدا و خدا نگہدار ترا از مردمان آپ نے (ایسا) نہ کیا تو آپ اللہ کا پیغام پہنچانے والے نہ ہو گئے اور اللہ انکی حفاظت فرمائے گا انکو ان سے

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ ۚ قُلْ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ

اے اہل کتاب خدا را دہی غلط گروہ کارفرما نہ کرے اہل کتاب پہلک اللہ ہدایت نہ کرے کارفرما کو بل آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب

لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتّٰی تُقِيْمُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا

بیعتہ و چیز سے تا آنکہ پر پا کنید حکم تورات و انجیل کا و آنچه میں کو تم کسی چیز پر عمل نہ کرے کہ قائم رکھو تورات اور انجیل کے حکم کو اور جو کہ

۱۔ اگر وہ لوگ صحیح محمد ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے حکام پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی برکتوں کو ان پر بہا والا یاد دہشوں میں کثرت سے پھیل گئے اور کھیتوں میں غلہ زیادہ ہوئے۔ و منهم امة مقتصدہ یعنی بعض گروہ جو عادل تھا خود کر کے والا نہ تھا اور وہ بھی گروہ ہے جو حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائے ان بعض نے کہا کہ مقتصدہ بمعنی سوسط ہے یعنی اپنی عبادت میں سوسط ہیں۔ (پیشانی)

۲۔ حضرت حسن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت سے سرفراز کیا تو میں انکی عقل اور دینی سے کام لے رہا ہوں اور میں جان گیا کہ لوگ میری تکذیب کر گئے۔ واللہ تعالیٰ نے مجھے خبر فرمائی کہ میں اسکا پیغام پہنچا دوں ورنہ مجھ سے باز پرس ہوگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ جب آیت و بآئینا الرسول بلیغ ما انزل الیک من ربک نازل ہوئی کریم ﷺ نے عرض کی اسے میرے رب! ایسا یہ پیغام کیسے پہنچاؤں جب کہ میں اکیلا ہوں اور تمام لوگ میرے خلاف تھیں جس پر اس پر آیت و بآئینا الرسول بلیغ ما انزل الیک من ربک نازل ہوئی۔ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مخالف پھر دہ دیتے تھے جب آیت و بآئینا بلیغ ما انزل الیک من ربک نازل ہوئی تو آپ نے قرآن سے پھر پھر ان لوگوں سے فرمایا کہ سب لوگ چلے جاؤ اب میری حفاظت کا وہ خود اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب تک کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نہ ہوئے تو آپ کے لئے ایک گھاسا یا در پر اور دست چھوڑ دیتے تھے ایک دن آپ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تو اپنی تلوار اس درخت کے ساتھ ٹکادی۔ اسی مقام

میں ایک شخص آیا اور اپنی تلوار اپنے کند میں ٹکڑ کر کے لگا کر پھر! (ﷺ) اب آنکھوں پہنچا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے اللہ پہنچا ہے کہ کہ آپ نے اسے حکم دیا کہ تلوار رکھ دو تو اس نے تلوار رکھ دی اس پر آیت و بآئینا بلیغ ما انزل الیک من ربک نازل ہوئی۔ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار پر عمل کیا تو آپ اہل التورہ کے ساتھ یہ ایک جگہ دست درخت کے نیچے آرام فرما تھے۔ آپ ایک کنویں کے کنارے پر پاؤں رکھنے بیٹھے تھے کہ کنی تلوار کے ایک شخص نے جھکا نام ادا تھا اپنی قوم سے کہا کہ میں جو (ﷺ) کو قتل کروں گا۔ انکے ساتھیوں نے یہ سنا کہ تم لوگوں کو قتل کرو گے؟ اس نے کہا کہ میں ان سے تلوار مانگ لوں گا اور جب وہ لوگ میرے حوالے کر دیں گے لیکن [درخت کے پاس] انکے ہاتھ کاٹنے گئے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے اچھے اور تیرے ارادے کے اور میں اللہ تعالیٰ حامل ہو گیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ایک شخص نے نازل میں اب اللہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر ہر دینے کیلئے کتاب ابو طالب روز اندھنی ہاشم میں سے آدمی بھیج کرے تھے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوگی انکے بعد ابو طالب نے اپنی حفاظت کیلئے آدمی بھیجے کارہوایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے چارے اب مجھے جس دامن سے محفوظ رکھنے کا وہ اللہ تعالیٰ نے خود دیا ہے۔ (ابو ہاشم) فی سبب ان نزول جاتا چاہئے کہ شاید نزول میں اگر چند روایات کثرت سے ہیں لیکن اس تمام کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنکھ پر ہر دینے کیلئے آدمی بھیج کرے تھے خود ابو طالب نے خود دیا ہے۔ سوال: نابینا کی حفاظت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو اندھ میں پھر ہوا کہاں کیوں اوارا؟ انکے در جواب ہے واللہ تعالیٰ نے آنکھوں سے محفوظ فرمایا ہے۔ (۲) یہ آیت فرمودہ اللہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر کبیر)



تفسیر القرآن

أَتُولِيكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلِيًّا كَثِيرًا مِنْهُمْ

فر فر فرنادہ شد است بسوے ثا از پروردگار ثا و الیت و فرایہ و حق بیانی را از ایشان

اجرا کیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اور ان کے اکثر کے حق میں ضرور اضافہ کر کے

مَا أُولِي إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ فَلَا تَأْسَ عَلَى

آنچه فر فرنادہ شد است بسوے تو از پروردگار تو طغیان و کفر را میں ایمان مقرر

جو اتارا کیا ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے طغیان اور کفر کو جس قسم سے وہی

الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا

قوم کافران ہر آنکہ مسلمانان و یہودان

وَالصَّابِقُونَ وَالنَّاصِرُونَ ۚ مَنْ آمَنَ يَأْتِهِ الْيَوْمَ خَيْرٌ

جس سے حال ستارہ پرستان و ترسانان ہر کہ ایمان آورد بخدا و روز آخر و

عَمَلٍ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

کرد کار شایستہ و نیک ترس نیست بر ایشان و ایشان اندر ایمان نشوند

اجرا کام کرست کوئی در نہیں ہے ان پر اور وہ سب غمگین نہ ہوتے

لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَارْسَلْنَا

بر آنکہ کریم محمد نبی اسرائیل و (مژدہ)

رُسُلًا مِمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُهُمْ

بسوے ایشان پیغامبران را برکہ آمدی ایشان پیغمبری آنچه دوست نہداشت نفس ایشان

ان کی جانب رسولوں کو جب بھی بول ان کے پاس وہ نکلے آتے تھے ان کے نفس پسند نہیں کرتے تھے

مذہل ۲

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رافعہ  
سلام بن عقیق اور ذاک بن صیف رسول اللہ ﷺ کے  
پاس آئے اور کہا کہ اسے محمد (ﷺ) کیا آپ پر نہیں  
کہتے کہ میں حضرت اور اہم صحابہ کی خدمت اور اس کے دین پر  
ہوں؟ اور یہ کہ جو کہ عبادت ہے اس ہے اس پر آپ کا ایمان  
ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ درست ہے لیکن تم نے نبی  
نبی یا نبی ایجاد کر لیں اور اصل یا نبی جو کتاب میں جس قسم  
نے لکھا ہے کہ اور جو کہ لوگوں کے سامنے مکرر بیان  
کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس پر تم نے پردہ ڈال دیا۔ انھوں  
نے کہا کہ ہم تو کسی کو سامنے نہیں جہاد سے پاس ہے اور ہم  
ہدایت پر اور حق پر ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل  
فرمائی۔ (الباب اھل فی اسباب التزول) فلا تأس  
على الفزوم الكافرين سار میں درجہ میں (۱) ان کی  
طغیانی اور سرکشی کے باعث پر انھوں نے کیجئے۔ اس لئے کہ  
اسکا ضرر اور نقصان ان کی جانب اس لئے (۲) ان پر  
نزل عذاب اور نزول ایمان پر انھوں مت کیجئے۔ (تفسیر  
کیر)

یہ اس آیت کے نزدیک مفاد یہ ہے کہ بغیر ایمان کے کوئی  
عملیت اور شفقت کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ اس لئے  
کہ انسان کیلئے دو قوتیں ہیں (۱) قوت نفی (۲) قوت  
ملی۔ پہلی قوت بغیر معرفت حق کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی  
ہے اور دوسری قوت بغیر عمل خیر کے حاصل نہیں ہو سکتی  
ہے۔ اس عظیم المعارف اشرف موجودات کی معرفت ہے اور  
وہ اللہ تعالیٰ ہے اور افضل الخیرات تقسیم جبر ہے اور مخلوق کو  
حق پہنچانا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ  
"التعظیم لامر الله والشفقة على خلق الله" یعنی  
اللہ کے حکم کیلئے تعظیم ہے اور اللہ کی مخلوق پر شفقت ہے۔  
پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ جو اس ایمان کو بجالائے اور

احمال خیر اور اسے کوئی خوف یا غم نہ ہوگا۔ خوف کا تعلق مستقل سے ہے اور حسن کا تعلق ماضی سے ہے۔ اب سنی یہ ہوگا کہ قیامت کی ہول کیوں کہی کہ انھیں کوئی خوف نہ ہوگا اور ضیاع دنیا کے  
قوت کا انھیں کوئی غم نہ ہوگا۔ (تفسیر کیر) آیت کے اول میں ان البلیغ افعال فرمایا اور آیت کے اقسام پر نفس امن باللہ فرمایا اس تحرار سے وہ قاتل نہ ہوئے۔ پہلا فاعل وہ شخصین اپنے  
آپ کو مومن کہان کرتے تھے اس لئے اس تحرار کے ذریعے انھیں عدم خوف اور عدم حزن سے نکال دیا گیا ہے۔ دوسرا فاعل اللہ تعالیٰ مطلق ہے اور اس مطلق میں کی اقسام داخل ہیں ان میں سے  
اشرف ایمان اللہ اور ایمان بالاشرت ہیں اس لئے اعادہ کے ذریعے انھیں ان اقسام کی جانب متوجہ کر دی گئی۔ یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ مختلف جرم معصوم نہیں ہے احوال قیامت  
سے خالی ہو؟ اس کا جواب دہرے سے ہے (۱) احوال قیامت غلط عمل صالح سے شروع ہے اور عمل صالح ادا کرنے والا نہ ہوگا مگر جب تک کہ وہ صلی کو ترک نہ کرے (۲) خوف حاصل ہوگا مگر نہایت  
نی ٹھہرے اس لئے اسے معصوم سے تعبیر کی گئی۔ (تفسیر کیر) سچ یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ "تکذیب" کو ماضی لایا گیا ہے اور فقط فزوم کو مضارع ان کی کیا ہیں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جان فرمایا  
کہ وہ لوگ حضرت نبی ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہتے ہیں تھے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی کیسے فراموشی کرتے تھے یہاں تک کہ ایک قول کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کا احوال مقام حیر میں  
ہوا تھل کے باب میں ہے کہ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اٹل کے ارادے سے داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں آسمان پر اٹھالیا۔ اس لئے تکذیب کو ماضی رکھا گیا اور تھل کو مضارع  
سے جان کیا گیا۔ دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ فریاد اور تہنیت آیا ہے اور دونوں متحول ہے اور متحول کو یہاں مقدم کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تکذیب اور قتل اگرچہ بڑے جرم ہیں لیکن  
انہی بڑے جرم عظیم اسلام کی تکذیب اور قتل ہی ہے اس لئے مقدم کیا گیا تاکہ اس پر دلالت قائم ہو جائے۔ (تفسیر کیر)







تَفْتِيَةُ الْأَرْوَاقِ

۱۔ یعنی سر قوسید اور نصطوریہ: قائم ملائکہ کے قائل تھے۔ بعض نے کہا کہ ملائکہ سے مراد وہ ہے یعنی مرادات حضرت یسٰی (علیہ السلام) کے دم کے مطابق صلیبِ علم سے عبارت ہیں اور حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کے دم کے مطابق صلیبِ حیات سے عبارت ہیں۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ ملائکہ سے مراد ملائکہ تعالیٰ حضرت یحییٰ (علیہ السلام) اور حضرت مریم (سلام اللہ علیہما) ہیں جنہا کو اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دالات کرتا ہے: **أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي** یعنی اسے متلے کیا تو نے لوگوں سے کہا تم میرے حکم سے چلو اور میری بات کو رد نہ کرو۔ (مطہری) نصاریٰ کو کہا تھا کہ ابن اللہ ہے 'ابن اللہ' ہے اور روح القدس الٰہ ہے۔ (القرطبی) متکلمین نے نصاریٰ سے یہ بات نقل کی ہے کہ ان کے قول کے مطابق جبریل و میکائیل (علیہ السلام) ہے یعنی 'ابن اللہ' ہیں اور روح القدس الٰہ ہے۔ یہاں ایک اللہ ہے جسے عیسٰی کے تین اقا نام ہیں یعنی قرصا شعاع اور حرارت۔ نصاریٰ نے اپنے اس باطل قول میں ذات کو اب سے کلمہ گواہ سے اور حیات کو روح القدس سے تعبیر کی ہے اور کہا کہ کلمہ جودہ تعالیٰ کا کام ہے حضرت یحییٰ (علیہ السلام) میں ایسے مل گیا جیسے دودھ میں پانی۔ واضح رہے کہ نصاریٰ کا یہ قول باطل ہے اس لئے کہ ملائکہ یحییٰ تعالیٰ واحد نہیں ہو سکتا ہے اور واحد ملائکہ نہیں ہو سکتا ہے دنیا میں اس قسم کا فساد والا قول سوائے نصاریٰ کے کو کسی نے نہیں کہا ہے۔ (تفسیر کبیر) **وَإِنِ السُّمَّ يَسْتَسْتَوُوا عَمَّا يُنْفَخُونَ لَوْنِ الْحَيِّ** یہ جملہ شخص زجر کے طور پر کہا جا رہا ہے۔ دعاویہ کہتے ہیں کہ یہ ان نصاریٰ کو زجر ہے جو دلیلِ قاطعہ ہونے کے باوجود دینِ نصاریٰ پر قائم رہے۔ (غرائب القرآن) یہ فراء کہتے ہیں کہ لفظِ استہام کے ذریعے ان سے اس لئے خطاب کیا جا رہا ہے کہ اس وقت شدید کے

ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَرَوْهَا

ہم یہ است و علی اللہ نیست مگر اللہ پاک است و اگر باز لڑو  
علما کا شہر ہے اللہ نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک ہی خدا ہے اللہ اگر باز نہ آئی

عَمَّا يَقُولُونَ لِيَمْسَسَنَّ الدِّينَ كَفْرًا مِنْهُمْ وَعَدَابٌ

از آنجمله میگویند خواہد رسید کافرانرا از ایشان عذاب  
 اس سے جو کہتے ہیں تو ضرور پہنچے گا ان میں سے کافروں کو تکلیف دینے والا

الْيَوْمَ ۖ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ وَاللَّهُ

الحیم آیا رجوع نمی کند پسے خدا و آمرزش نمی طلبید از او ، خدا  
غضب! کیا اللہ کی جانب دوسرے رجوع نمی کرتے اور اسی سے مغفرت طلب نہیں کرتے اور اللہ

عَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧٦﴾ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ

اسرارِ مہرانت نسبتِ مہینہ پر مریم عمر و مہر

خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمَمٌ سَدِيقَةٌ كَانُوا

گزشتہ دنہ بیٹیاں اردکی پیغامبران و مادر اد ولیہ بخور ہر

يَا أَكْلِي الطَّعَامِ أَنْظُرْ كَيْفَ نَبَيْتَ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ أَنْظِرْ

مختصر علم ما تھا چوں جان ملیم نشانہا باز  
کہ کہ کھاتے تھے دیکھو کیسے ہم جان کرتے ہیں نشانہا کو انکے لئے ہر دیکھو

أَنْتِ يُؤْفِكُونَ ﴿٧٦﴾ قُلْ أَصْبَدُّونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا

چونکہ گرانیدہ میٹھوں کو آبا عبادت مکنہ ہو خدا جیسا کہ  
کسے بھگتے خیر ہے ہیں آپ فرمائیے کیا تم سب عبادت کرتے ہو اللہ کو پھر اگر ایسی چیز کی

1997

بادجور و لوگ کفر پر مصر ہیں۔ (غرائب القرآن) نصاریٰ کو چاہئے کہ وہ مشرک سے توبہ کر لیں اور مسودین و اہل حقیدہ و عیسائی اتحاد اور ملول سے پاک ہائیں۔ (منظری) سچ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں مگر رسولوں کی جنس سے ایک رسولی جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں اگر عیسیٰ علیہ السلام مردہ کو زندہ فرماتے ہیں تو اس مردہ کو زندہ کرنے کے مرض والوں کو شکیاب فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں عصا کو زندہ کر دیا اور قلندر، جڑ کا جھروا دکھایا۔ اگر نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیغمبر باپ کی پیدائش کو دلیل بناتے ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ائمہ ہدایت باپ کے پید فرمایا۔ (تفسیر کبیر) و اُنہ صبیحۃ یعنی حضرت سریم سلام اللہ علیہا بھی تمام مردوں کی طرح ایک عورت ہیں انھیں کثرت سے صدق اللہ تعالیٰ کی آیات اور انبیاء کے مہتمم السلام کی تصدیق کی بناء پر فضیلت دی گئی ہے۔ (منظری) اختلاف یہ اختلاف الطغام۔ جاننا چاہئے کہ اس سے نصاریٰ کے قول کے نقاب پر دلیل قائم کی جارہی ہے اور اس کا بیان چندہ جوہ سے ہے (۱) جس کیلئے اس ہمارا کامادٹ ہوتا تھا ہر سچا اور جو حادثہ ہوگا اس کا ایک زمانے میں معلوم ہونا بھی ثابت ہوگا اور جوابیہ ہوگا وہ "اللہ" نہیں ہو سکتا ہے (۲) یہ دونوں نکاح سے پہلے کی حاجت دے گئے ہیں یا یہاں ہوگا وہ اللہ نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ اللہ کی چیز کا بھی جتنی حق نہیں ہوتا ہے لہذا یہ دونوں اللہ نہیں ہو سکتے ہیں۔ (تفسیر کبیر) اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کیلئے ان چیزوں کو بیان فرمایا جو نکاحات کا سبب ہیں اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی بیان فرمایا کہ ان نکاحات کے پیش نظر ان دونوں کو اللہ نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ ان سے قبل کے دوسل بھی بہت سے نکاحات کے متحمل تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حدیث کی کتابیں بیان فرمائیں جو ربوبیت کے معانی ہیں پھر تعجب کے طور پر فرمایا کہ ان کو ان لوگوں کے بادجور و لوگ کہاں بیٹھک رہے ہیں۔ انھیں جاننا چاہئے کہ ان لوگوں پر غور و فکر کریں۔ (منظری)



يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۷۵﴾

کی قوت برائے تم کو نقصان دے اور سودی و غذا دانست شنوائی دان  
جانت نہیں رکھتی تمہارے لئے نقصان کا اور نہ فائدہ کا اور اللہ ہی بخشنے والا جاننے والا ہے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا

تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَصْلُوا  
تیرے اہل کتاب از حد نکڑو در زمین خود باحق و حکم  
آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق حد سے نہ گزرو اور نہ کرو

تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَصْلُوا  
تیرے اہل قوم کی خواہش کی جو گمراہ ہو چکی ہے اس سے پہلے اور گمراہ کیا بہت سے

كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿۷۶﴾ لُعِنَ الَّذِينَ

بیشمار و گمراہی کردہ از راه راست لعنت کردہ شد  
لوگوں کو اور سیدھے راستے سے ہٹکی ج لعنت کی گئی

كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَى لِسَانِ

کافرانہ از بنی اسرائیل  
بنی اسرائیل کے کافروں پر دافور اور

دَاوُدَ وَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ

داؤد و عیسیٰ پر مریم علیہا سبب آنت کہ  
جیسی ابن مریم کی زبان پر یہ اس سبب سے ہے کہ

يَمَّا عَصَوْا وَ كَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿۷۷﴾

بافرمانی کردہ و از حد میکشید بکدر و اذیت میکرد  
انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے گذرتے تھے ج

۱۔ اس آیت کریمہ میں نصاریٰ کے قول کے منہاد برادری  
دیکھان کی جادہی ہے اور دوسرے ہے کہ ان کے مذہب کے  
مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی جب صلیب پر  
اٹھیں جیسا کہ انہوں نے پالی طلب کیا تو انکی ناک  
کے ذریعے سرکہ پھینکا گیا۔ اپنے اس واقعہ سے انہیں خود  
نوحہ نہ ہونے کے کیا اللہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے  
کہ عالم کالم ہر چیز سے مستغنی ہوتا ہے جبکہ حضرت عیسیٰ  
علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں جبکہ اللہ  
کسی کی عبادت نہیں کرتا ہے۔ ایک مخلوق خود انکی عبادت  
کرتی ہے (تفسیر کبر)

۲۔ یہود نے تفریط سے کام لیا کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا  
پر زنا اور کذب کا الزام لگایا اور نصاریٰ نے افرات سے کام لیا  
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کذب کا بیجے کہ طوفانی  
الدین بنارین میں اپنی طرف سے بدعتا سے پڑھانے کی  
دو تہیں ہیں (۱) حق: انکی صورت یہ ہے کہ حق کی تقریر  
توحیح اور حقائق کے بیان کرنے میں مہمو کرنا چنگر اس  
سے معتقد دین حق کا پرچار کرنا ہوتا ہے اس لئے یہ چار  
ہے۔ (۲) باطل: جب شہادت دین بیان نہ کئے جائیں۔ یہ  
صورت ناجائز ہے اس لئے کہ اس میں شریعت کو اپنی مرضی  
کے مطابق بناتا ہے۔ حضرت ابومہدی کہتے ہیں کہ ہم نے  
قرآن کریم میں لفظ حق صرف حق کے معنی میں پایا ہے۔  
اس لئے یہ گمان کہ کیا اسکا یہ کیلان یہودی الحیر بلکہ  
یوں کیا چاہے کہ فلان یہود الحیر بنی ہوں ہونے کا  
اداد کرتا ہے۔ بعض نے کہا کہ اسکا نام یہودی اس لئے  
رکھا گیا کہ اپنے اسے والے کو جنم میں لے جائے ایک  
مخلص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس یہ کہا کہ  
الحمد لله الذی ہدی علی ہواک برکعت حضرت  
عمر بن عبدالمطلب نے فرمایا کہ کل ہواى ضلالہ یحق بر

ہوئی گمراہی ہے۔ قل یٰ اہل نصاریٰ اور یہودی کے لئے علیہ کی تحفہ سے قبل اپنی قوم کو گمراہ کر رکھا تھا۔ ان لوگوں نے مسئلہ تثلیث [تین خدا] کا خوب پرچار کیا اور دوسرے نے  
حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی شان میں قرآن سے کام لیا اس آیت کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گمراہی ہمیشہ انکی جانب رہی۔ اولیٰ ذکر ضلوا سے مراد قدیم گمراہی ہے اور دانی یکساں سے مراد  
جدید گمراہی ہے۔ بعض نے کہا کہ ضلال اول سے مراد یوں کی گمراہی ہے اور ضلال ثانی سے مراد جنت سے ہٹنا ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ضلال اولیٰ سے مراد اعتقاد کی گمراہی ہے لیکن وہ سب  
ارشاد حق سے ٹکے ہوئے ہیں۔ (غرائب القرآن) ج ۱ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کافروں پر لعنت کرنا جائز ہے غلیٰ لسان داؤد و عیسیٰ ابن مریم  
ہے کیونکہ یہ حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی اور انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر۔ ہر ایک کہتے ہیں کہ غلیٰ لسان داؤد سے مراد یہ ہے کہ انہیں بندہ بادایا گیا تھا اور غلیٰ لسان عیسیٰ ابن مریم  
سے مراد یہ ہے کہ انہیں بزرگ بادایا گیا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غلیٰ لسان داؤد سے مراد اصحاب بیت ہیں اور غلیٰ لسان عیسیٰ ابن مریم سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں  
نے نزولِ مائدہ کے بعد بھی کفر کیا۔ بعض نے کہا کہ اسلاف و اخلاف پر حضرت محمد ﷺ کی نبوت سے انکار پر لعنت کی گئی اس لئے کہ یہ دونوں ہی معصوم کو زلیا ہو جاتے تھے۔ (القرطبی) حضرت داؤد  
علیہ السلام نے یوں دعا کی اَللّٰهُمَّ الْعَنِيْمْ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا رُسُلٌ اَوْ اَنْتَ اَعْلَمُ اَلَّذِيْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا رُسُلٌ اَوْ اَنْتَ اَعْلَمُ اَلَّذِيْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُ  
کہ اَللّٰهُمَّ الْعَنِيْمْ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا رُسُلٌ اَوْ اَنْتَ اَعْلَمُ اَلَّذِيْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا رُسُلٌ اَوْ اَنْتَ اَعْلَمُ اَلَّذِيْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُ (مستدرک)







ایسی اگر اہل کتاب اپنے نبی پر ایمان لاتے۔ اگر یہ آیت مہاجرین کے بارے میں ہے تو نبی سے مراد حضرت محمد ﷺ ہو گئے۔ (بخاری)

ح حضرت مرد بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرد بن امیہ غمری کو خطا دیکر نباشی کے پاس بھیجا۔ جب وہ نباشی کے دربار میں پہنچے اور نباشی نے رسول اللہ ﷺ کا خط دیکھا تو اس نے حضرت جعفر بن ابی طالب علیہ السلام اور دوسرے مہاجرین کو اور راتوں اور پادریوں کو بلایا اور اس نے حضرت جعفر علیہ السلام سے کہا کہ قرآن پڑھیں۔ انھوں نے سورہ مريم تلاوت فرمائی تو انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ان نے اسلام قبول کر لیا۔ انھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ نباشی نے اپنے سرکردہ اصحاب کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے ان کے سامنے سورہ احسن کی تلاوت فرمائی تو وہ دانے گئے انھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (الباب المغول فی اسباب الغزویں) رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی یہودی ایسا نہیں ہے جسکے دل میں مسلمانوں کے کل کی خواہش نہ ہو۔ نبوی کہتے ہیں کہ جیسے تعدادی مسلمانوں سے محبت نہیں کرتے بلکہ اکثر تعدادی مسلمانوں کی عداوت میں یہودی ملوث ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو قتل کیا جائے انھیں قیدی بنایا جائے ان کے شہر وں اور مساجد کو ویران کیا جائے اور انکی کتاب کو جلایا جائے۔ اس لئے آیت کریمہ میں تعدادی سے مراد نباشی اور انکے ساتھی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت نباشی اور انکے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ آیت صحیح یہود اور صحیح نصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ یہود و نصاری کے مالک

## يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ

ایھا نبی! کیا آپ پر اور جو انکار کیا انکی جانب تو یقیناً

## مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ كَثِيرًا

البتہ دوست مگر بھری شرکارا و لیکن بسیاری از ایشان دوست نہ ہاتے شرکوں کو لیکن ان میں سے اکثر

## مِنْهُمْ فَسَيُقُونَ ۝ لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ

عداوتہ میں ہر آنکہ جانی سخت ترین مردمان فاسق ہیں لے چکے تو پانچ لوگوں میں سب سے سخت

## عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ

د عداوت مسلمانان و شرکارا مسلمانوں کی عداوت میں یہود اور شرکوں کو

## أَشْرَكُوا ۖ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا

د ہر آنکہ جانی نزدیک ترین مردمان وہ ذاتی مسلمانان کسانہ کہ اور چکے تو پانچ لوگوں میں سب سے قریب مسلمانوں کی ذاتی میں ان لوگوں کو

## الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرِيْكَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ

مقتضیٰ ما تعدادی ایم این بسبب آیت کہ از جنس ایشان مسند و اشندان جنہوں نے کہا کہ ہم تعدادی ہیں اس سبب سے ہے کہ ان میں بہت سے عقل مند

## قَسِيْرِيْنَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

د گوشہ نشینان و بسبب آیت کہ ایشان تکبر کی کتہ اور عداوت گزار ہیں اور اس سبب سے ہے کہ تکبر نہیں کرتے ہیں

ہیں اور تعدادی نرم دلوں کے مالک ہیں۔ میں (عاشق شہداء اللہ) کہتا ہوں کہ آیت کا موم قضا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس سے جماعت سعید مراد نہ لی جائے اگرچہ سب قبول نباشی اور انکے ساتھی ہیں لیکن یہود میں سے بھی جماعت سعید نے اسلام قبول کیا جسے عبداللہ بن سلام اور انکے ساتھی اور کتب بن احمد وغیرہ بھی اس صفت سے ضعف ہیں اس لئے کوئی جو نہیں ہے کہ یہود اور تعدادی کے درمیان نفرت کیا جائے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ اس جگہ تعدادی سے مراد وہ لوگ ہیں جو حبیب نبی ﷺ سے قبل بھی دین حق پر قائم تھے۔ ان میں سے نباشی اور انکے ساتھی ہیں جنہوں نے حضرت محمدی علیہ السلام کو ات بار چارٹ ملا جنہیں کہا تھا۔ نبوی کہتے ہیں کہ حبس اور حبس "روم کی لغت میں عالم کہتے ہیں۔ تاسوں میں ہے وہنس النصاری فی العلم کہتے ہیں۔ صحاح میں ہے کہ وہ تعدادی میں سے عالم عالم کہتے ہیں۔ حبس کی اصل یہ ہے کہ شے کی بیوری کا ادارہ سے رات میں نباشی کرتا۔ علماء اور عابدین کو حبس اس لئے کہتے ہیں کہ یہ لوگ بھی علم حاصل کرتے ہیں اور رات کی تاریکی میں اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتے ہیں۔ رهبانان و حبس کی جگہ ہے حبس کی جگہ۔ صحاح میں گوشہ نشین ہو کر عبادت کرنے والے کو کہا جاتا ہے وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ یعنی جب انھیں حق کی جانب بلایا جاتا ہے تو اسے قبول کر لیتے ہیں تکبر نہیں کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم نے کیئے دو بار ہیں وہ شخص جو اہل ایمان اسے اور محمد ﷺ پر بھی ایمان لائے۔ دوسرہ وہ علم جو اللہ کا حق اور اسے آقا کا بھی۔ تیسرا وہ شخص جس نے اپنی ہادی سے اہل کی ہواد علم و ادب سکھایا ہو پھر اسے آزاد کر کے اس سے فلاح کرنے۔ (مقبوری)















فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوْا اَنْمَّا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾

پس اگر روگردانی نہیں دیتے کہ ہر تفسیر و تفسیر مگر پیغامِ رسالتِ انبیا علیہ السلام  
میں اگر تم سب روگردانی کرو تو جان لو کہ اللہ سے رسول پر تمہیں ہے مگر واضح پیغام پہنچانا۔

لَيْسَ عَلٰی الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ

نہیست نہ کسیچہ ایمان آورندہ و کارِ نیکو کردہ  
نہیں ہے ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کوئی گناہ

فِيْمَا اٰطَعُوْا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تُمْرَتَكُمْ

اور آچھے خوردہ چاہیں پرہیزگاری کردہ و ایمان آورندہ کارِ نیکو کردہ ہاں پرہیزگاری کردہ  
اس میں خوردہ (پہلے) کہا (نی) چکے حسبِ پرہیزگاری کریں اور ایمان لائیں اور اچھے کام کریں پھر پرہیزگاری کریں

وَاٰمَنُوْا تُمْرَتَكُمْ اتَّقَوْا وَاَحْسِنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۸﴾

و ایمان آورندہ ہاں پرہیزگاری کردہ و نیکوکاری کردہ و خدا دوست میدارد احسان کئے گان را  
اور ایمان لائیں پھر پرہیزگاری کریں اور نیکو کریں اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْبُوْكُمْ اللّٰهُ يَسْبُوْا الْكٰفِرِيْنَ

اے مسلمانان ہر آنکہ کی آزمایہ شایدا خدا بخیر کی از خود  
اے مسلمانو! چاہے اللہ تمہیں آزمائے بعض چیزوں کے فکر سے

تَسْأَلُ اٰيٰدِيْكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَن يَخَافُ بِالْغَيْبِ

کہ ہر دم ہاں دھتائے ہما و نیزہ اے شاہِ تمیز کہ خدا کیسے را کہ غائبہ از دلی کی فرست  
کہ تمہارے ہاتھ اور تمہارے بزرے اس کو پہنچے ہیں تاکہ ظاہر فرمائے اللہ کہ کون غائبان اس سے ڈرتا ہے

مَنْ اَعْتَدَىْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۹﴾ يٰۤاَيُّهَا

میں ہر کہ تعدی کرد بعد از ہذا اس سے عذاب درد رسوا اے  
میں جو کوئی اپنے بعد حد سے تجاوز کرے تو اس کے لئے عذابِ الیم ہے

مذہل ۲

۱۔ اس آیت کا ظاہر یہ ہے کہ جو اس سے پہلے شراب اور  
جوئے کی حرمت کا بیان ہوا ہے اس میں کہا گیا ہے اللہ  
تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور حالات  
سے بچو۔ (تفسیر کبیر) لٰن تَوَلَّيْتُمْ فَاَعْلَمُوْا اَلِیْع یعنی  
جان لو کہ اگر تم نے ان احکام سے روگردانی کی تو تم اپنی اس  
روگردانی سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو نقصان پہنچا  
دینا چاہتے ہو۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص  
دعا میں شراب پیئے پھر اس سے توبہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ  
اسے آخرت میں اس پر حرام کر دے۔ حضرت عبداللہ بن عمر  
رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں کوئی ایسا آدمی نہیں نے  
اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا  
کہ اللہ نے لعنت کی شراب اس کے پیٹے والے اس کے چائے  
والے پیٹے والے غریب لے والے چائے والے غلام  
والے اٹھانے والے جسکی طرف اٹھا کر لے چائی جائے  
اور اسکی قبرت کمانے والے ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما  
سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا  
کہ جس نے شراب پی تو اللہ تعالیٰ چالیس حج تک اسکی نماز  
قبل نہیں فرمائیگی۔ اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ  
قبل فرمائیگا۔ پھر اگر شراب پیئے کی جانب لوٹے تو اللہ  
تعالیٰ چالیس حج کی نماز قبل نہیں فرماتا ہے۔ پس اگر توبہ کر  
لے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبل فرمائیگا۔ پھر اگر شراب پیئے  
کی جانب لوٹے تو اللہ تعالیٰ چالیس حج کی نماز قبل نہیں  
فرماتا ہے۔ پس اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبل فرما  
لیتا ہے۔ پھر اگر چوکی مرہب شراب کی جانب لوٹے تو اللہ  
تعالیٰ اسکی چالیس حج کی نماز قبل نہیں فرماتا ہے۔ اور اگر توبہ  
کرے تو اسکی توبہ قبل نہیں فرماتا ہے اور اسے نیر خہاں  
سے چاہیگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ  
سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ بن کا ظاہر یہ ہے جو کھیلنے

والے اور شراب پر دوست کرنے والے کو جنت میں داخل نہیں کیا جائیگا۔ (مطہری) ۲۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اہل بیت سے لوگ جو شراب پیتے تھے اور جوئے کی کمانی  
کمانے تھے اللہ کی رومی میں عید ہو چکے ہیں یا نہیں موت مرچے ہیں اور اب اللہ تعالیٰ نے اسے شیطان کا مقرر کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یا بعد نازل فرمائی۔ نہائی اور تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما  
سے روایت کی ہے کہ اگر تم غیر خدا کے اوٹھلوں کے بارے میں نازل ہوئی جو شراب پیتے تھے جب وہ نکلے میں غریب ہو جائے تو ایک دوسرے سے بیہوش کیا کرتے اور جب نشارت جانا اور ان میں سے ہر ایک  
اپنے چہرے سے سرو اور اپنی داڑھی پر اٹکے اور خود بکتا تو کتنا کبیر نہ حال میرے ملاں ہو چکی تھے کیا ہے۔ وہ اسل وہ بکتی ہو چکی تھے اور ان کے دلوں میں حسد اور کین نہیں تھا اسوقت وہ صرف یہ کہتے تھے کہ اگر  
اسے مجھ سے اور دلی تعالیٰ تو میرا حال نہ کرنا نہیں ایک وقت آچاہے کہ دل بغض و عداوت سے معمور ہو گئے جب اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آیت یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَلْبَدَنِ الْاَنفُسُ الْاَنفُسُ الْاَنفُسُ اَلِیْع نازل فرمائی تو  
دبا کار لوگ کہنے لگے کہ یہ گندمی بلیہ سے نکلے جس کے پیٹ میں ہے جو بگ اہد میں مارا گیا۔ اس پر یا بعد نازل ہوئی۔ (باب الغفران فی مہاب الزہد) اللہ تعالیٰ نے گندمی کی توبہ و مرہب حصول توبہ اور  
ایمان پر اور ایک مرہب توبہ اور احسان پر سبقت فرمائی۔ اس کو مسمرین کا کہنا ہے کہ اس میں اٹھ دہائی دہائی اور ثبات اور حالتِ مبارک ظہر کرنے سے پہلے کیلئے ہے۔ اس سے قول کے مطابق اول شخص جمع معاصی  
سے چھٹا اس آیت کے نزول سے پہلے مانی شراب اور جوئے پیئے اور حالتِ اس آیت کے نزول کے بعد تھیں حرام قرار دیا گیا ہے اس سے بچا کر ہے۔ تیسرے قول کے مطابق اول شخص سے مراد کفر ہے چنانچہ  
چوٹی کا کہنا ہے چنانچہ اور حالتِ مفارقت سے چنانچہ ہے۔ (غرائب القرآن) ۳۔ یا بعد حد سے تجاوز کر کے سال نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرح آزمایا کہ خدا کے رسول پر کوئی حجاب اپنا تھا اور ان کے اٹھوں پا  
کر بیعت خود اسوقت پہلوگ حرم کے احکام میں تھے تاکہ ان لوگوں کو ظاہر کیا جائے جو اللہ کے عذاب سے بھاگنے والے ہیں اس میں حکم ذکر کر کے حق و حقیقت اور اس کے تصور کا بار دیا گیا ہے۔ (بیضاوی)







دَمِّمْ حُرْمًا «وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ» (١٧)

مذکورہ احرام بہت آسان ہے ، ہر سید از خدا کے ہوسنی دینی مشر کردہ خوابیہ شد  
 کہ تم احرام کی حالت میں دو اور اللہ سے دود کہ اسی کی چاہیہ افلائیہ چاہے

جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَمًا لِلنَّاسِ وَ

مگر اللہ نے کہہ کر جو کہ بزرگ تھے انہیں جہنم بھیج دیا۔

الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ذَلِكَ لِتَعْلَمُوا

و ما دام و قربانی ما و آنچه که در گنج قلعه اعلا در این ایوان است + چنانچه

أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ

که خدا میداند آنچه در آنها و آنچه در زمین است و بداند

اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَالْعَذَابِ الْأَلِيمِ

که خدا بگوید: «یا ایها الذین آمنوا، اذکرکم الله انکم قد کفرت به بعد ما اخرجکم من الدنیا و اخرجکم من الدنیا و اخرجکم من الدنیا»

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

و ان الله تبارك وتعالى العزيز الرحيم

اور جان لو اللہ بخیرے والا مہربان ہے اے کمال ہے رسول پر یہ پیغام پہنچا اور اللہ

[illegible]

۱۔ کعبہ کے مصالح الناس ہونے کے بارے میں چند اقوال ہیں (۱) اہل مکہ مختلف اطراف کی جانب تجارت کیلئے جاتے پر مجبور تھے کیونکہ شہر کا ایک خشک علاقہ تھا جہاں کھیتی باڑی نہیں ہو سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی عظمت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی یہاں تک کہ اہل دنیا اسکی زیارت کیلئے آتے ہیں اس دوران مختلف اطراف سے اہل تجارت مختلف تجارتی سامان بھی لگراتے تھے اس طرح اہل مکہ کو سامان اور فرو خرید و بیع ہو سکے (۲) عرب کے لوگ قتل و غارتگری کرتے تھے لیکن حرم میں اس سے باز رہتے تھے گو یا کہ اہل حرم نے اپنی جان اور اپنے اموال کو محفوظ کر لیا حتیٰ کہ اگر کوئی فاضل حرم میں چلا اور اہل حرم قتل کیا یا وہاں فاضل کو پالیتا تب بھی اسے حرم میں پکڑ نہیں لیا جاتا تھا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص جرم کر کے حرم میں چلا جاتا تب تک وہ حرم میں ہوتا اسوقت تک اسے پکڑ نہیں لیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حُرَمًا حَيْثُ كَانُوا يَجْرِمُونَ (۳) اہل مکہ کعبہ اللہ کے سب سے اہل اللہ ہوئے۔ قیامت تک جو کوئی بھی کعبہ سے قریب ہو گا وہ اہل مکہ کی تعظیم کریگا اور انکی قیادت سیادت تک باقی رہی گئی (۴) کعبہ کو باعتبار دین کے اللہ اللہ نہیں کہا گیا ہے کیونکہ عمارتک حج ادا کیے جاتے ہیں جو کہ احاطاتہ مطہرہ میں سے ہیں۔ چنانچہ اپنے کو کوئی بعد نہیں ہے کہ ان تمام وجوہ کو اللہ اللہ نہیں پر محمول کریں اس لئے کہ تو ان معصیت کثرت منافع میں ہوگا تو یہ ان بیان کردہ چار صورتوں میں سے پہلی صورت ہوگی یا دوسرے ہوگا تو ان کردہ دوسری صورت ہے یا حصول چاندی یا سنت میں ہوگا تو چاندی کو دوسری صورت ہے یا پھر حصول دین سے حاصل ہوگا

نوروز چچی صورت ہوگی۔ جب یہ ثابت ہوا کہ کچھ اللہ ان اقسام اور جہ کے حصول کا سبب ہے تو پھر یہ بھی ثابت ہوا کہ کچھ فیض اللہ فیض ہے۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ بہت سے ان چار اشیا کو فیضاً بلناس کا سبب بتایا ہے (۱) کعبہ: اس کے فیضاً بلناس ہونے کے بارے میں اوپر چار وجوہ بیان ہو چکی ہیں (۲) کعبہ حرام: کیونکہ مکہ عرب حرم میں جہاں وصال سے اپنے آ کر کعبہ پہنچتے ہیں اس لئے اسے فیضاً بلناس بتایا گیا ہے (۳) کعبہ ہدی: چونکہ یہ جانور حرم شروع ہوتے ہیں اس لئے اسے بھی اہل مکہ کو فائدہ پہنچتا ہے۔ (۴) قحط: چونکہ جانور کے گلے میں بارہا اس بات کی علامت ہوتی تھی یہ جانور حرم میں بڑا ہو گا اس لئے قحط مارے سے محفوظ رہتا تھا اس لئے قحط کو بھی فیضاً بلناس فرمایا گیا۔ (تفسیر کبیر) شیخ کریم رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین کے پیدائش کے روز ہی کو مکہ کو بنادیا تھا۔ قصہ حرم میں چار بیٹے شامل ہیں۔ رجب المرجب، ذوالحجہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام۔ (مطہری) ع اس آیت کریمہ میں وعدہ اور وعید دونوں ہیں جو لوگ ایمان لائے گئے ان احکام پر عمل کریں گے ان کے لئے مغفرت کا وعدہ ہے اور جو لوگ ان احکام سے انحراف کر گئے ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ (الاستیعاب) نے حسن سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے آیت رفعا کیساتھ آیت شدت اور آیت شدت کیساتھ آیت رفعا کیا ہے تاکہ تم کو مومن، اقیب اور راسب دونوں ہی سے ملنی اللہ تعالیٰ پر بغیر مل کے امید رکھتے نہ ہو اور یہ ہے اور تم ہی اسے آ کر خوف کے بارے میں کہہ رہے۔ (مطہری) ع لیکن رسول کے ذمے سے جتنا پہنچتا تھا وہ پہنچا کرتے تھے یہ تہنیدی جانب سے کوئی عذر قاطعی قبول نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب کیونکہ یہی اس طرح شخص اور سیاست سے جو کچھ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔ (مطہری)



وَالطَّلِبُ وَلَوْ أَنَّ جَبَّكَ كَثْرَةُ الْحَبِيثِ فَاتَّقُوا اللَّهَ

ایک اگر وہ جب آہ ترا ہیسی پلید میں ترسید از خدای  
اور ایک اگرچہ غریب لگے آپ کو پلیدی کی کثرت میں ارد اللہ سے

يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اے خداوندان! لعلہ کہم توفیق ہو  
اے علمدار! تاکہ تم فلاح پا جاؤ اے مسلمانو!

لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِن تُبَدَّلْ لَكُمْ تَسْأَلُهُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا

سوال نہ کرو ان چیزوں کے بارے میں کہ اگر تم پر انکی حقیقت ظاہر کی جائے تو تمہیں ممکن کروے اور اگر سوال کرو  
عَنْهَا حِينَ يُنْزِلُ الْقُرْآنَ تَبَدَّلَ لَكُمْ عَمَّا اللَّهُ عَنْهَا وَ

از آں وقتکہ فرود آردہ منثور قرآن بہت ظاہر کردہ شود چنانچہ خدا از آں سوالات و  
انکہ حقیق است جب قرآن کو اتارا جا رہا ہو ضرور ظاہر کر دی جائیں گی تم پر اللہ نے ان سوالات کو معاف کیا اور

اللَّهُ عَفْوٌ ذَرِيعٌ ۝ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا

خدا آمرزنده بود باز است ہر ایک سوال کردہ بودہ از مثل ان چیز ہا قوی چنانچہ از کافر شدہ  
اللہ بخشنے والا بدیہار ہے جس نے پہلے کی قوم نے سوال کیا تھا پھر

بِهَا كُفِرْتُمْ ۝ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَعِيدَةٍ وَلَا سَابِقَةٍ وَلَا

انہا شروع کرنے است خدا بخشنہ و نہ سب و نہ سب  
اس کا انکار کرتے جس نے شروع نہیں کیا ہے کوئی بھروسہ اور نہ کوئی سابقہ اور نہ کوئی

وَصِيْلَةٍ وَلَا حَاوٍ وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَقْتُرُونَ

وسیلہ و نہ حام نا لیکن کافروں دروغ کی بندہ  
وسیلہ اور نہ کوئی حام نہیں کافروں بصورت گزشتہ میں

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

۱۔ واحدی نے اسباب الخمول میں اور اصحابی نے زعیم  
میں حضرت جابر علیہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ  
نے تحریم خمر کا ذکر کیا تو ایک اعرابی اللہ کھڑے ہوئے اور  
مرض کی کہ میں شراب کا کاروبار کرتا تھا جس میں میں نے  
بہت مال کمایا اگر میں اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ  
کر دوں تو کیا اس میں (میرا) کوئی بھلا ہوگا؟ نبی کریم  
ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پاک و طیب اشیاء کے علاوہ کوئی  
چیز قبول نہیں فرماتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول  
ﷺ کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی۔ (باب احوال  
فی اسباب الخمول)

۲۔ بخاری نے حضرت انس بن مالک علیہ سے روایت کیا  
ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک خطبہ پڑھا تو ایک شخص اللہ  
کھڑا ہوا اور یہ چمکا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا  
کہ ملاں ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بخاری ہی نے  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ چند  
لوگ رسول اللہ ﷺ سے استفسار سوال کرتے تھے۔

کوئی پوچھتا کہ میرا باپ کون ہے؟ کوئی پوچھتا کہ میری  
گمشدہ اہلی کہاں ہے؟ ان ہی لوگوں کے بارے میں وہ  
آیت نازل ہوئی۔ (باب العقول فی اسباب الخمول)  
۳۔ یہاں سوال یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ نبی کریم ﷺ سے ارادہ  
شرارت و استفسار سوال کرتے تھے وہ مسلمان کب  
ہوئے؟ پھر ان کو اللہ تعالیٰ نے بَلَاغَتِ الْبَلَدِیْنِ اَنْتَوَا کے

خطاب سے کیوں لوٹا؟ دراصل یہ آیت ان کے  
مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو ارادہ خلیق رسول  
اللہ ﷺ سے ایسی اشیاء کے متعلق سوال کرتے تھے جنکی  
تصدیق ان کے نزدیک ضروری ہوتی تھی لیکن اللہ اور اس کے  
رسول کے نزدیک انکی وضاحت خلاف مصلحت تھی لیکن  
ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو!

تم ہر چیز میں کیا کیا ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن اس نے دوبارہ دوبارہ یہی سوال پوچھا۔ ظاہر ہے کہ انکی نیت خیر تھی اور اس سوال  
سے بے کمال فیصلہات معلوم کرنا چاہتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس میں اگر میری زبان سے پاس نکلے گا تو ہر سال اپنے فرض ہو جاتا تم سے کبھی ان میں کھڑے ہوں اور یہ اس اختلاف کی بناء  
پر ہلاک ہو جائیں گے جس چیز کا تمہیں غم ہو اس پر ہرگز راستہ عمل نہ کرو اور جس چیز سے منع کروں اس سے باز رہو۔ ہر اس طرح کے سوالات کہ تمہیں مسلمان کرتے تھے اور بَلَاغَتِ الْبَلَدِیْنِ اَنْتَوَا  
کے خطاب سے انہیں کوٹواں گیا ہے۔ وہ سب مستحقین توفیق تھے کہ توفیق ملے گی۔ ہر اس آیت کے وقت آتے ہیں چنانچہ اس آیت کی رو سے انہیں ان تمام سوالات سے روک دیا گیا جو استفسار و مذاکرات  
وعدنا کرتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان میں سے کئی ایک ہیں کہ ان کا اصل یہ آیت کھڑے سوال کے سبب نازل ہوئی خواہ وہ مکمل استفسار یا امتحان یا ازراہ حجب ہوئی کے گئے ہوں۔ (حاشیہ باب احوال)  
غفا اللہ عنہما لیکن وہ مسئلہ جو گذر چکا ہے بارہ اشیاء ان کے بارے میں سوال ہو چکی تھیں اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرمایا۔ بعض نے کہا کہ انصاف علی التصریح ہے یعنی جس اشیاء کی حرمت  
اور ممانعت نہیں بتائی گئی وہ معطوف عینا ہے اس لئے ان کے بارے میں سوالات مت کر۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر پر فرمائش کو لازم کیا ہے جس سے مخالف نہ کر اور حرمت کو  
حرام کیا ہے جس میں اس میں مت پر اور جو خود وعدہ تھا اسے ملے تمہیں کے جس میں سے تمہارا دست نہ کرو اور کچھ اشیاء سے بطور نسیان کے سکوت فرمایا جس انکی بحث میں مت پر۔ (القرطبی) ۴۔ جس قوم کی  
صلت بھی نہ رہی تھی جنہوں نے اپنے نبیوں سے بہت زیادہ سوال کے متعلق نبی کی امر نکل کر گائے تو ان کے کلام کو دیا گیا تو ان لوگوں نے انکی سوالات کے اقوم شہور نے حضرت صالح علیہ سے تاق  
کے بارے میں سوال کیا تو قوم جنہوں نے مالودہ کے بارے میں سوال کیا اور نبی امرا نکل نے حضرت موسیٰ علیہ کے وصال کے بعد ہوشیار مقرر کرنے کا سوال کیا۔ (مظہری)







۱۔ قرآنی ذخیرہ نے اس میں عباس اور حم دارمی سے روایت کی ہے۔ اس میں حم دارمی کہتے ہیں کہ اس سے میرے اور عدی بن براء کے علاوہ تمام لوگ بری ہیں۔ یہ دونوں انجیم دارمی اور عدی بن براء حضراتی جو زمانہ قبل از اسلام میں شام کی طرف ہجرت گئے تھے۔ ایک دفعہ یہ دونوں تجارت کے سلسلے میں ملک شام کی طرف گئے تو قبیہ کا مقام پر پہنچے ابی مرثد بھی بڑی شجاعت و ہاں جا پہنچا۔ انکے پاس چاندی کا ایک پیالہ تھا۔ بدل میں چاہا ہو گیا اور اس نے ان دونوں کو وصیت کی کہ (میری موت کے بعد) میرا ترک میرے گھر والوں کو پہنچا دینا۔ حم کہتے ہیں کہ جب ان دونوں ہو گیا تو ہم نے وہ پیالہ ایک ہزار درہم میں بیچ دیا اور رقم عدی بن براء اور میں نے ان میں تقسیم کر لی مگر ہم انکے اہل خانہ کے پاس گئے اور اسکا جو کچھ ترک ہمارے پاس تھا ہم نے انکے حوالے کر دیا انھوں نے سامان دیکھا تو پیالہ معقولہ قدر انھوں نے اس بارے میں ہم سے پوچھا تو ہم دونوں نے جواب دیا کہ جو چیزیں ہم نے تم کو دے دی ہیں انکے خاندان کے کوئی ترک نہیں چھوڑا۔ انکے بعد جب میں مسلمان ہو گیا تو مجھے اپنے گناہ کا احساس ہوا اور بدل کے اہل خانہ کے پاس جا کر اپنے جرم کا برملا اعتراف کیا اور اپنے حصے کے پانچ سو درہم انکے حوالے کر دیے اور ان سے کہا کہ اسی قدر تم میرے ساقی کے پاس ہے لہذا وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ نے ان سے اسکا ثبوت طلب فرمایا تو وہ ثبوت نہ دے سکے چنانچہ آپ نے بدل کے داروں سے فرمایا کہ ان سے حم اٹھائو اور عدی سے حم اٹھائی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ محمد بن حاتم اور ایک دوسرے شخص نے عدی کے قسم کے مقابلہ میں حم اٹھائی تو عدی بن براء نے پانچ سو درہم وصول کر لئے۔ مجھے صحیحہ ذہبی نے

تعلیق کے ساتھ کہا ہے کہ اس حدیث سے جس قسم کا اثر آیا ہے وہ حم دارمی نہیں ہے بلکہ حافض ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ حدیث میں دارمی کی تصریح موجود ہے۔ (کتاب البقول فی اسباب الزوال) انیسویں باب آیت ازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے لازحمر کے بعد قیام دارمی اور عدی بن براء کو بلا دیا اور خبر کے پاس ان سے قسم لی مگر وہ دونوں حلف تھا کہ بدل کے مال میں خیانت نہیں کی ہے چنانچہ وہ دونوں جھوٹی قسم کھاتے رہیں سے کل گئے مگر کافرانہ کے بعد چاندی کا وہ پیالہ انکے پاس پایا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چاندی کا وہ پیالہ کہ میں ایک شخص کے پاس ملا اس سے پوچھا گیا کہ تو نے یہ پیالہ کہاں سے حاصل کیا تو اس نے یہ جواب دیا کہ ہم نے یہ پیالہ قیام اور عدی سے خریدا ہے یہ بات جب نبی ﷺ تک پہنچی تو ان دونوں نے اقرار کیا کہ ہم نے اسے بچا ہے لیکن اس پیالہ کے اصل مالک کے پاس کوئی دلیل نہ ہونے کی بنا پر ہم نے جھوٹی قسم کھائی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مطہری) مع اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر وصیت کرنے والوں کے حلف کے بعد گناہ کی جانب مائل ہوں مثلاً جھوٹی قسم کھانے یا بدل میں خیانت کرنے تو ایسی صورت میں میت کی قربت میں سے دو شخص طلب اٹھائیں کہ گناہان کی جانب سے خیانت ظاہر ہوئی ہے۔ (تفسیر کبیر)

الْوَصِيَّةُ اثْنَانِ دَوَاعِلُ مِنْكُمْ أَوْ آخَرُونَ مِنْ غَيْرِكُمْ

اللہ کہ صاحب عدالت باشندہ ال اثنا یا دیگران از غیر شما کہ تم میں سے دو صاحب عدالت ہوں یا تمہارے غیر سے ہوں

إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ

اگر شما سفر کردہ باشید در زمین پس رسد ب شما مصیبت اگر تم زمین میں سفر کرو اور تمہیں موت کی مصیبت پہنچے اگر تمہیں ملک ہو تو ان دونوں کو نماز کے بعد رک نوکوں سے دو

الصَّوْتِ تَحْسِبُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيَقْسِمَنِ بِاللَّهِ

موت اگر تک باشند باشندہ ال دارید اللہ نما بعد از نماز میں قسم خود بخود بخدا اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم اللہ کی قسم کے عوض دنیا کا مال نہیں خریدیں گے اگرچہ

إِنْ أَرْتَبْتُمْ لَا تَشْتَرِي بِهِ شَيْئًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَلَا

اگر تک باشند باشندہ ال یعنی قسم میں کوئی نعمت حاصل نہ کرنا چاہیے اگرچہ کچھ راستہ بیخدا ہو گا یا ہم صاحب قربت باشند جسکے لئے کچھ کوئی دے دے ہیں وہ دشت دار ہوں اور تمہیں چھپائیں گے اللہ کی گواہی کو چھک

تَلْتَمِسُ شَهَادَةَ اللَّهِ وَإِنَّا إِذَا لَمِنَ الْإِثْمِينَ ۖ فَإِنْ عُدُّوْا عَلَىٰ

و نہیں تلمس گواہی خدا را ہر آنکہ آنگاہ از گناہکاران باشیم پس اگر اطلاع واقع شد بر ہم بگوئیم گناہکاران سے ہو گئے پس اگر اللہ کے گناہکاروں نے گناہ حاصل کیا ہے تو دوسرے دو شخص جو

أَنَّهُمَا اسْتَفْتَا رَتْمًا فَأَخْرَجَ يَقُومِينَ مَقَامَهُمَا مِنْ

آنکہ ایی دو گناہ حاصل کر رہے گواہی میں پہنچے دو کسے دیگر کہ قربت قریبہ باشند بجائے انہما از قربت۔ کہتے ہوں ان دونوں کی جگہ کرے ہو جائیں اس بدعت میں سے جسکے مال کو ان دونوں جھوٹے گواہوں

الَّذِينَ اسْتَفْتَى عَلَيْهِمُ الْكَاذِبِينَ فَيَقْسِمُونَ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا

جو امت کے مال احق غور و ملاحظہ ہر یکے از وہ گناہ و دروغ کہ بزرگانی برائیاں میں ہو گئے خود بخود بخدا کہ ہر ایک گواہی یا میں سے ہر ایک نے ہر ایک کے خلاف اپنا حق ثابت کیا پس اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی



۱۔ احکام میں کافی خصوصیات مسلمان پر لکھیں ہیں۔  
 دوسری جماعت کے مطابق انکی خصوصیات چار ہیں جن  
 اس وقت جب دو مسلمان گواہ ہوں۔ شرع کہتے ہیں کہ جو  
 شخص سفر میں ہو اور کسی مسلمان کو اپنے قریب نہ پاتا ہو کہ  
 اپنی وصیت پر گواہ بنا سکے تو کافر کو گواہ بنا سکتا ہے۔ اس کے  
 نزدیک سوائے وصیت کے اور کسی چیز میں گواہ نہیں بنا سکتے  
 ہیں۔ (مطہری)

[illegible][illegible]

أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا أَقْبَدِيكَ إِذَا رَأَى الْيَمِينُ الظَّالِمِينَ ③

دوست است از گمان آبی ۱۱۰ از حد تجاوز نکردم بر آئینه با آفتاب و باشم از جملہ سترگه‌ها  
 ای دو گناهوں سے زیادہ دوست ہے اور ہم نے حد سے تجاوز نہیں کیا ہے بلکہ ہم اس وقت گناہوں میں سے ہر گناہ

ذَلِكَ أَذَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهِهَا أَوْ يَخَالُفُوا

اس اسلوب نزدیک تر است بآنکه بازگوئی را به دو آں یا بفرستد  
و اسلوب اس سے قریب تر ہے کہ گوئی اس طریقے پر آں کریں یا دو سب قریبی

أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانُكُمْ بَعْدَ أَيْمَانِكُمْ فَوَأْتُوا اللَّهَ وَاسْمِعُوا

از تانکہ مرگد شود مویکند یا بعد مویکند یا ایصال و ترمید از خدا : بشنوید حکم او را و  
 ای سے کہ بچیر دئی جا کئی قسمیں ایگے قسموں کے بعد اور اللہ سے ذرد اور اسکے حکم کو سنو اور

اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٠٠﴾ يَوْمَ يُجْمَعُ

خدا داد نمی لیاچه گمراهه بدکاران را یار کن آرزو که جمع کند  
اگر راست نمیشی راکحاته بدکار قوم که ۱ یار کرد جسمی روز جمع فرماندهان

اللَّهُ الرَّسُولُ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ

خدا، پناہ فرازا نہیں کہو، یہ جواب دلوں کو پھر فریاد کیا جواب نہیں دیا گیا عرض کر چکے کچھ علم نہیں ہے ہمیں بلکہ اللہ رسولوں کو پھر فریاد کیا جواب نہیں دیا گیا عرض کر چکے کچھ علم نہیں ہے ہمیں بلکہ

أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ إِذْ قَالَ اللَّهُ لِيُحْيِي ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ

آپ کی رائے اور پہلی آنکھ کے گوہر خدا اے بھی ہر مریم یاد کن  
 تو نے اپنے بچے کو اپنے بچے کے وقت کے لئے فرمایا اے عیسیٰ اپنی مریم یاد کر

لَقَمْتَنِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ إِذْ أَبَدْتُكَ بِرُوحٍ

نعت مرا یہ خود اے والدہ خورشید چوں قوت دادم ترا بدار  
سری (اے) نعت کو (جیز) تم کے اور تمہاری والدہ کے تھی جب میں نے قوت دئی تھی داری















نَفْسِكَ إِذْكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ﴿٧٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا

دل تو است ہر آنکہ تو دانشمند امور پنهانی کفایت ام باطنیاں مگر آنچہ  
خبرے دل میں ہے ویکٹ تو پوشیدہ امور کا جاننے والا ہے۔ نہیں کہا ہے میں نے ان سے مگر جنکا

أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ

مفسر خود بخود فرمادے ہیں کہ پرستید خدا را پروردگار من و پروردگار شما و پروردگار ایشان تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے اور میں تمہارا رب

شَهِيدٌ أَمَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ

لنگہاں مادی کہ درمیان ایٹاں پدم یس دھنجر ۽ مرفعی سرا  
لنگہاں جب تک کہ اکے درمیان تھا یس جس وقت کہ تو نے مجھے اٹھایا

الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٧٦﴾

ہر کسی کو ہدیٰ تمہاری ہے ایساں و تو یہ ہم سے تمہارے  
ان کے تو تمہارے ہیں کیا اور تو تمام چیزوں کے تمہارے ہے۔

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ

اگر عذاب کی ایساں ہیں ایساں بندگان تو اندہ اگر بیماری ایساں ہیں توئی  
اگر تو انھیں عذاب کرے تو یہ جیسے بندے ہیں اور اگر تو انھیں صاف فرما دے تو تو ہی

أَنْتَ الْغَرِيزُ الْحَكِيمُ ۝ قَالَ اللَّهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ

عقابِ حکمت والا ہے ﷻ اللہ فرمائیگا کہ وہ دن ہے کہ نفع دیکھا اس میں سچ کہنے والوں کا

وَصَدِّقُهُمْ لَكُمْ جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

راتی ایساں اچانکا ہوا تھا کہ وہاں سے دو آدمی آئے اور کہا کہ یہاں سے

۱۔ اس آیت کے کاہز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو آسمان پر اٹھانے سے پہلے وفات دینی گئی تاکہ اللہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ اشیاء زمرہ اٹھانے پر ولادت کرتے ہیں۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ لفظ وفات قرآن کریم میں تین معانی کیلئے مستعمل ہے (۱) موت: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنۡفُسَ حِيۡنَ مَوۡتِهَا لِمَنِ اللّٰهُ تَعَالٰی اَمۡلَحُمۡ ہُوے پر وفات دیتا ہے (۲) نوم: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَهُوَ الَّذِیۡ یَتَوَفَّاہُمۡ بِاللَّیْلِ یعنی وہ اللہ ہے جو رات کے وقت تمہیں سلاتا ہے (۳) فرخ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یَتَوَفَّیۡنِیۡ فِیۡ حَوۡرِیۡکَ یعنی اے بھئی ایک کھ میں تمہیں اٹھانے والا ہوں۔ (آخر طبعی)

ج۔ اس آیت کی تاویل مختلف روایتوں سے کی گئی ہے (۱) حضرت یحییٰ علیہ السلام کا یہ قول علی بدو الاستغفار اور میراثی ہے جیسے آقا اپنے غلام پر شفقت فرماتا ہے۔ اس بناء پر فَاَنْتُمْ عِنْدَکَ کہا گیا ہے فَاَنْتُمْ عَصَوْتَ نہیں کہا گیا (۲) یہ جملہ علی بدو الاستغفار ہے یعنی ان لوگوں نے ایسا کیا تو انہیں عذاب کے مستحق ہیں۔ فَاَنْتَ اَنْتَ الْقَرِیْبُ الْحَكِیْمُ کہا فَاَنْتَ اَنْتَ الْعَلُوْرُ الرَّحِیْمُ نہیں کہا تا کہ دلالت ہو جائے کہ یہ علی بدو الاستغفار ہے اور اس کے معاملات کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جانب پر دیکھا گیا ہے اگر الْعَلُوْرُ الرَّحِیْمُ کہتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ جس کا انتفال شرک پر ہوا ان کے حق میں مغفرت کی جارہی ہے اور یہ محال ہے اب معنی یہ ہوگا کہ یہ لوگ کفر پر باقی رہے اور ان کا انتفال کفر پر ہی ہوا تو انہیں عذاب دیا تو یہ حیرت سے بندے ہیں اور اگر تو نے انہیں اپنی قوم کی جانب ہدایت دی ہو تو تو انہیں معاف فرما دیا۔ اس لئے کہ تو ان کا زبردست ہے کہ تجھے حیرت سے اندازے سے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور تو حکیم ہے کہ تجھے ہدایت ہے ہدایت دیتا ہے

اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورہ ابراہیم کی آیت (۳۶) رَبُّنَا الَّذِي أَمْلَأَ الْفُلْنَ غَلًّا ذَرْبُ النَّاسِ لَعْنُ تَبَعِيْنَ فَإِنَّ تَبَعِيْنَ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَافِرٌ ذَرْبِهِمْ۔ حدیث فرمائی اور حضرت یحییٰ ؑ نے اِنْ تَعْلَمُوْهُمْ اَلْبَحْ کہا۔ قیامت کے دن نبی کریم ﷺ اپنے دو سہ مبارک کالٹاں گیں گے اور عرض کر گئے "اَللّٰهُمَّ اَنْتَیْ" یہ کہتے ہوئے رو پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ فرمایا اے جبرائیل! محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور رونے کا سبب پوچھو حالانکہ تمہارا رب سب جانتا ہے۔ حضرت جبرائیل ؑ آ کر پہنچیں گے نبی کریم ﷺ وہ سب کچھ کہیں گے جو انکے رب نے ان سے وعدہ کیا تھا پس اللہ تعالیٰ فرمایا اے جبرائیل! جاؤ اور محمد ﷺ سے کہو کہ تم غریب آپ کو امت کے ہارے میں راضی کرو گئے۔ (القرطبی) حضرت ابو ذر غفاری ؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایک ہی آیت پر ساری رات گزاردی۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے اپنی امت کیلئے دعا کی۔ حضرت ابو ذر ؓ عرض کرتے ہیں کہ کیا جواب دیا گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جو جواب دیا گیا اگر لوگ اس پر مطمئن ہو جائیں گے تو میں مجبور نہیں گے۔ حضرت ابو ذر ؓ عرض کرتے ہیں کہ کیا میں لوگوں کو انکی بشارت نہ دوں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ حضرت عمر ؓ نے عرض کی کہ حضور! یہاں تک کہ عمل مجبور نہیں گے مگر حضرت ابو ذر ؓ کو روک دیا گیا۔ (طبری) صح صدق سے مراد صدق فی الدین ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز جب اِنَّ السَّلٰةَ وَغَدَاةً مِّنْ عَمَلِکَ کہنا چاہیو تو اٹھیں بھی انکی تصدیق کر چکے لیکن اس سے اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ دنیا میں انکی کھلی بہت تھائی۔ حضرت یحییٰ ؑ انکی تصدیق کر گئے اور آپ کو اس سے فائدہ ہوگا کیونکہ آپ دنیا میں بھی انکی تصدیق کرتے تھے۔ (غرائب القرآن)



فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ الْفَوْزُ

اور انہا ہمیشہ خوشنود شدہ ایساں از خدا ایساں است و خوشنود شدہ ایساں از خدا ایساں است رستگاری اس میں راضی ہوا ان سے اللہ اور راضی ہوئے وہ سب اللہ سے اور یہ ہے بڑی

الْعَظِيمُ ۝ يَلَهُ مَلَكُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ

بزرگ خدا راست یا شاہی آسمانہا و زمین و آنچه در انہا است و کاسپانی اللہ کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ اس میں ہے اور

وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

سُورَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَمِنْ اٰيَاتِهَا ثَمَانِيْنَ اَيَّةً وَعِشْرُونَ ۝

سورہ انعام مکی ہے اور اس میں ۱۲۵ آیات اور ۲۰ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

بسم تعالیٰ بخشنده و مہربان

اللہ کے نام سے (جو بہت) رحم والا مہربان (ہے)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمُوتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ

ستایش خدا راست کہ آفرید آسمانہا و زمین و پیدا کرد تمام تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور

الْقَلَمِ وَالتَّوْرَةِ ثَمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝

تاریکیا و روشنی باز کافران برابر سنجیدہ یا پروردگار خود تاریکیاں اور روشنی پیدا نہیں بلکہ کافران اپنے پروردگار کے ساتھ اس جہاں ٹھہرائے گئے ہیں

۱۔ اس سورت کا اختتام اللہ تعالیٰ کی ملکیت پر ہے کل ممکنات اور جمیع ارواح کا مالک اللہ ہی ہے۔ یہ آیت سوال مقدر کا جواب ہے یعنی اتنی بڑی کاسپانی کون عطا فرمائے والا ہے؟ جواب آیاتہ ملک السموت الارض (خواب القرآن)

۲۔ یہ سورت اکثر مفسرین کرام کے نزدیک مکی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اس میں روایات یحییٰ و عاف فرموا اللہ اور وھو الذی انشا بحسب مقروظ و غیر مقروظ و علیٰ ذلٰں ہیں۔ ظہری کہتے ہیں کہ سورہ انعام میں چھ آیات مدنی ہیں۔ فہل تغالوا اقل ما حرم ربکم علیکم سے تمہیں آیات تک اور فلن لا اجزئ سے تمہیں آیات تک۔ حدیث شریف میں ہے کہ یہ سورت سوائے چھ آیات کے یکبارہ نازل ہوئی ہے جب یہ سورت نازل ہوئی تو وادی سحر ہزار فرشتوں سے بھر گئی۔ ان میں سے صرف ایک آیت یعنی و عسکرة مفسدین القلب لا یفلتھنوا الا غر کے ساتھ بارہ ہزار فرشتے تھے۔ یہ سب کے سب بلند آواز سے تسبیح کرتے ہوئے اترے۔ حضرت عربین خطاب بھی فرماتے ہیں کہ سورہ انعام انہا ہی قرآن یعنی افضل سورہ ہے۔ حضرت کعب فرماتے ہیں کہ قانع تورات کا آیت انعام ہے اور خاتم تورات خاتم مود ہے۔ حضرت جابر علیہ السلام کہتے ہیں کہ جو شخص سورہ انعام کی ابتدائی تین آیات یعنی الحمد للہ الذی سے و نعظمنا نکسبون تک تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ چالیس ہزار فرشتے اس کے گرد فرمایا گاہ دو سب اپنی عبادت کی شکر اس کے قیامت تک عبادت کھینچے رہیں گے اور ایک فرشتہ ساتویں آسمان سے لوہے کا گڑ لکڑ آجیگا جب شیطان اس کے پڑنے والے کو دوسرا اٹھا جائے گا تو یہ اس سے مارے گی اور درمیان میں

ستر ہزار عبادات قائم کرے گی۔ جب قیامت کا روز ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمایا گا کہ اس بندے کو میری رحمت کے سایہ میں رکھو جس روز میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا میری رحمت کے پہلوں سے کھانا کھائے پانی پئے اور تسلیل کے پانی سے غسل کرے۔ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اگر کوئی عرب کی جہالت جانتا یا جانتا ہو تو اسے چاہیے کہ اس سورت کی ایک سو تیس آیات کے بعد سے تلاوت کرے یعنی قلذ عسیر الذین قتلوا انولا ذھم شھقا بغیر علم سے و عافا نکالوا فھلذین تک۔ صحیحہ عطا فرماتے ہیں کہ یہ سورت مشرکین سے رحمت کے باب میں اصل ہے اس طرح مستحقین اور مشرکین کے مخرجین کے حق میں بھی اصل ہے اس لئے اس کا شفا خاتما کہ یکبارہ کی اترے۔ (القرطبی) مع حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن زمین پیدا کی اتوار کے دن زمین پر پہاڑ بنایا اور کے روز رحمت پیدا فرمایا اسکل کے دن مکہ مکرمات پیدا فرمائے بعد کے روز نور پیدا کیا اجرات کے روز چوہے پھیلے اور آدم علیہ السلام کو جمع کے دن مصر کے بعد پیدا فرمایا۔ آخر خلق کو جمع کی سماعت میں سے آخری سماعت میں پیدا کیا۔ طلمات اور نور کے ہارے میں خلائے مفسرین کا اختلاف ہے۔ سعدی قادہ اور مجہور مفسرین فرماتے ہیں کہ طلمات سے مراد رات کی سیاہی ہے اور نور سے مراد دن کی روشنی ہے۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ طلمات سے مراد کفر ہے اور نور سے مراد ایمان ہے۔ ابن علیہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی تاویل کر کے ظاہر سے غلطی کے مترادف ہے حق تو یہ ہے کہ یہ لفظ عام ہے۔ فہم المبلین مخفوا ہرئھم یغلبون یعنی کافرین بھر اللہ تعالیٰ کا شرک ٹھہرانے لگے جبکہ اللہ ہے جس نے کائنات کی تمام چیزیں پیدا کیں۔ (القرطبی)